ہر مسلمان مرد و عورت پر نماز کے ضروری احکام سیکھنا فرض ہے

آئیے نماز سیکھئے

ارکان نماز کی فضیلت، تاثیر و برکات، نماز کا فلسفہ اور اسکے دینی و دنیاوی اسرار و رموز، اسلام کا نظام جماعت اور مساجد کی آبادکاری، خواتین و حضرات کیلئے مکمل مسنون طریقہ، نماز میں خشوع و خضوع کی اہمیت اور اسکے حصول کے طریقے۔

جمعۃ المبارک کی اہمیت اور اس کا دستور العمل۔

جلی حروف میں آخری دس سورتیں مع ترجمہ۔

چالیس مسنون دعائیں، نماز کے جدید اہم مسائل جیسے عنوانات پر مشتمل جامع کتاب جس کا مطالعہ فریضہ نماز کی ادائیگی کا ذوق و شوق پیدا کرتا ہے اور نماز کو کامل بناتا ہے۔

مجموعہ از افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ

عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

ودیگر اکابرین

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

آئیے نماز سیکھئے

ہر مسلمان مرد و عورت پر نماز کے ضروری احکام سیکھنا فرض ہے

آیئے نماز سیکھئے

ارکان نماز کی فضیلت، تاثیر و برکات، نماز کا فلسفہ اور اسکے دینی و دنیاوی اسرار و رموز، اسلام کا نظام جماعت اور مساجد کی آبادکاری، خواتین و حضرات کیلئے مکمل مسنون طریقہ، نماز میں خشوع و خضوع کی اہمیت اور اسکے حصول کے طریقے۔
جمعۃ المبارک کی اہمیت اور اس کا دستور العمل۔
جلی حروف میں آخری دس سورتیں مع ترجمہ۔
چالیس مسنون دعائیں، نماز کے جدید اہم مسائل جیسے عنوانات پر مشتمل جامع کتاب جس کا مطالعہ فریضہ نماز کی ادائیگی کا ذوق و شوق پیدا کرتا ہے اور نماز کو کامل بناتا ہے۔

مجموعہ از افادات

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ
حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ
عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ
شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
و دیگر اکابرین

مرتب
محمد اسحٰق ملتانی
مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

آیئے نماز سیکھیں

تاریخ اشاعت.................. شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ
ناشر.......................... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت......................... سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ.... چوک فوارہ.... ملتان
اسلامی کتاب گھر... خیابان سرسید روڈ... راولپنڈی
ادارہ اسلامیات.......... انارکلی.......... لاہور
دارالاشاعت.......... اُردو بازار.......... کراچی
مکتبہ سید احمد شہید.......... اردو بازار...... لاہور
مکتبۃ القرآن.......... نیو ٹاؤن.......... کراچی
مکتبہ رحمانیہ.......... اُردو بازار .... لاہور
مکتبہ دارالاخلاص... قصہ خوانی بازار...... پشاور
مکتبہ رشیدیہ...... سرکی روڈ.......... کوئٹہ

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

عرض مرتب وناشر

بسم الله الرحمن الرحیم
الحمدلله رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلی اله واصحابه اجمعین ومن تبعھم الی یوم الدین

امابعد! ہر شخص اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ کسی بھی عمارت کی مضبوطی اس کے ستونوں کی رہین منت ہوتی ہے عمارت کے ستون جس قدر مضبوط اور فولادی ہوں عمارت اتنی ہی مستحکم اور دیرپا سمجھی جاتی ہے۔اسی طرح یہ بات بھی مسلمان کے علم میں ہے کہ فریضہ نماز دین کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے اور دین میں ارکان کی حیثیت بعینہ وہی ہے جو کسی عمارت کیلئے ستون کی ہوتی ہے۔گویا دین کی مکمل عمارت اس کے ارکان پر استوار ہوتی ہے جو مسلمان ارکان دین پر جس قدر مضبوطی اور استقامت سے عمل پیرا ہوتا ہے اسی قدر اس کا دین وایمان مضبوط سمجھا جاتا ہے۔

نماز جس قدر اہم اور اعلیٰ عبادت ہے ہم مسلمانوں کی عمومی غفلت اس کے بارہ میں اتنی ہی شدید ہے۔آپ اندازہ فرمائیں کہ ہمارے ملک کا 5 فیصد طبقہ باجماعت یا انفرادی طور پر فریضہ نماز ادا کرتا ہے 95 فیصد خواتین وحضرات نماز جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی سے غفلت کا شکار ہیں۔

نماز کی فرضیت ہر مسلمان پر عیاں ہے نماز کی فرضیت کا منکر بلاشبہ کافر ہے۔لیکن خیال فرمایئے کہ اعتقادی غلطی پر کفر کا حکم ہے تو عملی کوتاہی اور غفلت کا نتیجہ بھی کس قدر بھیانک ہوسکتا ہے۔عملی کوتاہی کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان نماز کے فرض ہونے کا تو عقیدہ رکھتا ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرنا فرض ہے لیکن اس اعتقاد کے باوجود نماز ادا کرنے میں غفلت کا شکار ہے۔عقیدہ درست ہونے پر بخشش کی امید ہے لیکن عمل اس عقیدہ کے خلاف ہے اس لئے پکڑ کا بھی شدید اندیشہ ہے۔

فریضہ نماز اور اس کی مسنون ادائیگی کی ترغیب وترہیب پر بے شمار کتب ہر دور میں لکھی گئی ہیں اور علماوصلحااور خطیب حضرات بھی وقتاًفوقتاً اس موضوع پر تقاریر فرماتے رہتے ہیں۔زیرنظر کتاب

''آیئے نماز سیکھئے'' اسی مبارک سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کا مطالعہ نماز پڑھنے والے خواتین وحضرات کو اپنی نمازوں کی تکمیل وترقی کا درس دیتا ہے اور دوسری طرف نماز سے غافل امت مسلمہ کی اکثریت کو نماز کی اہمیت اور اس کے دینی ودنیاوی فوائد وبرکات انعام وثمرات اور آخرت میں ملنے والے درجات کی جھلک دکھا کر اسے رب العالمین کے حضور سر بسجود ہونے کی ترغیب دلاتا ہے یہ کتاب نمازی حضرات کو قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت' مغفرت اور لطف وعنایت کا مژدہ سناتی ہے تو نماز سے غافل خواتین وحضرات کو نماز چھوڑنے پر دنیا وآخرت کی مشکلات بتاتی ہے۔

علاوہ ازیں یہ جدید کتاب نماز کے احکام وآداب' مسنون طریقہ توجہ طلب کوتاہیوں کی نشاندہی' نماز کی ضرورت واہمیت' باجماعت نماز ادا کرنے کی ترغیب' مسجد کے احکام وآداب' مسجد میں حاضری کا مسنون طریقہ' خواتین وحضرات کیلئے نماز ادا کرنے کا مکمل مسنون طریقہ' مساجد کی آباد کاری کیلئے دستور العمل' امام ومقتدی حضرات کیلئے لائحہ عمل' جمعۃ المبارک کی فضیلت' احکام وآداب' سنت کے مطابق جمعۃ المبارک کا دن گزارنے کا طریقہ' نماز کیلئے خشوع وخضوع کی ضرورت واہمیت اور اس کے حصول کا طریقہ کار' تہجد اور دیگر نوافل جیسے بیسیوں عنوانات پر مشتمل اپنے موضوع پر واحد مجموعہ ہے جو اکابر کی مستند تحریرات' کتب اور فتاویٰ جات سے آراستہ کیا گیا ہے۔

آج کل جس طرح فریضہ نماز کی ادائیگی میں غفلت عام ہے۔ اسی طرح نمازی خواتین وحضرات نماز کے بنیادی احکام ومسائل سے ناواقف ہیں اور اس بارہ میں حیران کن حد تک غفلت کا شکار ہیں کہ مستند دینی مسائل پر مشتمل کتب پڑھتے ہیں اور نہ ہی کسی صاحب علم یا مفتی حضرات سے رابطہ میں رہتے ہیں۔ بس جو مسئلہ کان میں پڑ گیا اس پر تو عمل کر لیا لیکن از خود سیکھنے اور اپنی نماز کو مسنون بنانے کی فکر سے بڑے بڑے دیندار حضرات بھی غافل ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب میں اس اہم پہلو پر خاص توجہ دی گئی ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ نمازی حضرات کیلئے اس کتاب کا مطالعہ ان کی نمازوں کو جہاں سنت کے مطابق بنائے وہاں درجات کے حوالہ سے بھی ان کی نماز میں وزن ہو تا کہ قبولیت کے قریب تر ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں جن اہل حق اکابر سے وابستہ فرمایا ہے جن کی نسبت ہمارے لئے باعث صد افتخار ہے ان اکابر کی زندگیاں اتباع سنت سے آراستہ تھیں اور ان کی حیات مبارکہ دیکھنے پر قرون اولیٰ کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ ہمارے اکابر نماز کا کس قدر

اہتمام فرماتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ روز محشر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے عرش کے نیچے ایک مصلی کی جگہ عنایت فرمادیں تا کہ میں ہمیشہ وہاں نماز ہی ادا کرتا رہوں۔

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنے مرشد کی خدمت میں لکھا کہ دعا فرمائیں کہ میری نماز درست ہو جائے۔

موجودہ دور میں ہماری کیفیت اور غفلت کا اندازہ فرمایئے کہ مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ میری ساری عمر دینی احکام ومسائل پڑھنے پڑھانے میں گزری ہے لیکن اب بھی بعض اوقات نماز پڑھتے ہوئے ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب کیا کروں' چنانچہ نماز کے بعد کتاب دیکھ کر یہ پتہ لگاتا ہوں کہ میری نماز درست ہوئی یا نہیں؟ پھر فرمایا کہ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ کسی کے دل میں یہ خیال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میری نماز درست ہوئی یا نہیں؟ بس پڑھ لی اور سنت کے مطابق ہونے یا نہ ہونے کا خیال تو بہت دور کی بات ہے۔

ایک بزرگ عالم سے کسی نے نماز کا مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے مجھے شکرانہ کے دو نفل ادا کرنے دو کہ بڑے عرصہ بعد آج مجھ سے کسی نے نماز کا مسئلہ پوچھا ہے۔

ہماری دین سے لاپرواہی کا نتیجہ ہے کہ دین کے وہ بنیادی مسائل جن کا علم بچپن ہی میں گھر کے دینی ماحول کی وجہ سے حاصل ہو جایا کرتا تھا آج عمر کا ایک طویل حصہ گزرنے کے بعد بھی ایسے اہم مسائل سے غفلت عام ہے۔

اسی درد اور جذبہ کے تحت اکابر کی تحریرات سے یہ کتاب مرتب کر کے پیش کی جارہی ہے کہ ہم دین کا علم حاصل کریں اور خود کو نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے قریب کریں کہ موجودہ دور کی تمام دینی ودنیاوی مصائب امراض اور پریشانیوں کا حل یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جدید کتاب کو شرف قبولیت سے نوازیں آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

والسلام　　　　محمد اسحٰق غفرلہ

شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ بمطابق اگست 2010ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اھدنا الصّراط المستقیم

فہرست عنوانات

نماز کی حرکات و سکنات پر اجرو ثواب

نماز کی برکتیں

قومہ اور جلسہ کی اصلاح

نماز کی حقیقت اور مصائب کا علاج

نماز اس طرح پڑھئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحقیق کامیاب ہو گئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں
خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔

(القرآن الکریم)

نماز کی فضیلت پر چالیس احادیث

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ... نے میری اُمت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔

(۲) نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو... نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو... نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

(۳) آدمی کے اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے۔

(۴) اسلام کی علامت نماز ہے جو شخص دل کو فارغ کر کے اور اوقات اور مستحبات کی رعایت رکھ کر نماز پڑھے وہ مؤمن ہے۔

(۵) حق تعالیٰ شانہ نے کوئی چیز ایمان اور نماز سے افضل فرض نہیں کی اگر اس سے افضل کسی اور چیز کو فرض کرتے تو فرشتوں کو اس کا حکم دیتے۔ فرشتے دن رات کوئی رکوع میں ہے کوئی سجدے میں۔

(۶) نماز دین کا ستون ہے۔ (۷) نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔

(۸) نماز مؤمن کا نور ہے۔ (۹) نماز افضل جہاد ہے۔

(۱۰) جب آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ... اس کی طرف پوری توجہ فرماتے ہیں جب وہ نماز سے ہٹ جاتا ہے تو وہ بھی توجہ ہٹا لیتے ہیں۔

(۱۱) جب کوئی آفت آسمان سے اُترتی ہے تو مسجد کے آباد کرنیوالوں سے ہٹ جاتی ہے۔

(۱۲) اگر آدمی کسی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے تو اسکی آگ سجدے کی جگہ کو نہیں کھاتی۔

(۱۳) اللہ نے سجدہ کی جگہ کو آگ پر حرام فرمایا ہے۔

(۱۴) سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک وہ نماز ہے جو وقت پر پڑھی جائے

(۱۵) اللہ جل شانہ... کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس

کوسجدہ میں پڑا ہوا دیکھیں کہ پیشانی زمین سے رگڑ رہا ہے۔

(۱۶) اللہ جل شانہ کے ساتھ آدمی کو سب سے زیادہ قرب سجدہ میں ہوتا ہے۔

(۱۷) جنت کی کنجیاں نماز ہیں۔

(۱۸) جب آدمی نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ جل شانہ کے اور اس نمازی کے درمیان پردے ہٹ جاتے ہیں جب تک کہ کھانسی وغیرہ میں مشغول نہ ہو۔

(۱۹) نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکاتا ہی رہے تو کھلتا ہی ہے۔

(۲۰) نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کا درجہ بدن میں۔

(۲۱) نمازوں کو نورانی بنانا چاہیے۔

(۲۲) جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد خشوع وخضوع سے دو یا چار رکعت نماز فرض یا نفل پڑھ کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اللہ تعالیٰ شانہ معاف فرمادیتے ہیں۔

(۲۳) زمین کے جس حصہ پر نماز کے ذریعہ سے اللہ کی یاد کی جاتی ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے۔

(۲۴) جو شخص دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ...وہ دعا قبول فرمالیتے ہیں خواہ فوراً ہو یا کسی مصلحت سے کچھ دیر کے بعد مگر قبول ضرور فرماتے ہیں۔

(۲۵) جو شخص تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے جس کو اللہ اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے تو اس کو جہنم کی آگ سے بری ہونے کا پروانہ مل جاتا ہے۔

(۲۶) جو شخص ایک فرض نماز ادا کرے اللہ جل شانہ کے یہاں ایک مقبول دعا اسکی ہوجاتی ہے۔

(۲۷) جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہا انکے رکوع وسجود اور وضو وغیرہ کو اہتمام کیساتھ اچھی طرح سے پورا کرتا رہے جنت اس کیلئے واجب ہوجاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام ہوجاتی ہے۔

(۲۸) مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے اور جب وہ نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہوجاتی ہے اور اس کے بہکانے کی طمع کرنے لگتا ہے۔

(۲۹) سب سے افضل عمل اوّل وقت نماز پڑھنا ہے۔

(۳۰) نماز ہر متقی کی قربانی ہے۔

(۳۱) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز کو اوّل وقت پڑھنا ہے۔

(۳۲) صبح کو جو شخص نماز کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو بازار کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے۔

(۳۳) ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ تہجد کی چار رکعتوں کا۔

(۳۴) ظہر سے پہلے چار رکعتیں تہجد کی چار رکعتوں کے برابر شمار ہوتی ہیں۔

(۳۵) جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الٰہیہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

(۳۶) افضل ترین نماز آدھی رات کی ہے مگر اس کے پڑھنے والے بہت ہی کم ہیں۔

(۳۷) میرے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے اور جس سے چاہے محبت کریں آخر ایک دن اس سے جُدا ہونا ہے اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں (بھلا یا بُرا) اس کا بدلہ ضرور ملے گا اس میں کوئی تردد نہیں کہ مؤمن کی شرافت تہجد کی نماز ہے اور مؤمن کی عزت لوگوں سے استغفار ہے۔

(۳۸) اخیر رات کی دو رکعتیں تمام دنیا سے افضل ہیں اگر مجھے مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو اُمت پر فرض کر دیتا۔

(۳۹) تہجد ضرور پڑھا کرو کہ تہجد صالحین کا طریقہ ہے اور اللہ کے قرب کا سبب ہے تہجد گناہوں سے روکتا ہے اور خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے اس سے بدن کی تندرستی بھی ہوتی ہے (۴۰) حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ اے آدم کی اولاد تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کروں گا۔

حدیث کی کتابوں میں بہت کثرت سے نماز کے فضائل اور ترغیبیں ذکر کی گئی ہیں۔ چالیس ۴۰ کے عدد کی رعایت سے اتنے پر کفایت کی گئی کہ اگر کوئی شخص ان کو حفظ یاد کر لے تو چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت حاصل کر لے گا... (فضائل اعمال)

نماز سے پہلے ظاہری طہارت

نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے تو استنجا کرنا سنت ہے کیونکہ پیشاب کو احتیاط سے کرنے میں شریعت میں بڑی سخت تاکید آئی ہے اور بے احتیاطی سے کرنے میں شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ ڈھیلے سے ہمیشہ استنجا کیا کریں تاکہ طہارت کاملہ حاصل ہو اور ذراسی غلطی سے خواہ مخواہ اپنے کپڑے نجس نہ کریں کیونکہ نجس کپڑوں سے نہ صرف نماز پڑھنی ناجائز ہے بلکہ موجب عذاب عقبیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہدایت بخشے تاکہ وہ سلف صالحین کا اتباع کر کے اپنی عبادتوں کو ضائع ہونے سے بچالیں۔

اب زندگی کا راج ہے کرلے جو کرنا آج ہے　　جب مر گیا محتاج ہے پھر تو نہیں مختار ہے

اگر نجاست اپنے مقام سے بالکل ادھر ادھر نہ لگے اور اس لئے پانی سے استنجا نہ کرے بلکہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرلے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ ڈھیلے سے استنجا کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے۔ اور بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔ لیکن اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ پانی سے استنجا کرنے سے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھولیوے پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا۔ تین دفعہ یا سات دفعہ دھولیوے اس سے زیادہ نہ دھوئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفا میں مرقوم کیا ہے کہ پیشاب کے بعد ڈھیلے

سے استنجا کرنے پر تمام اہل سنت والجماعت کا اجتماع ہے۔ ڈھیلے سے استنجا کرنا ظاہر ہے کہ احتیاط پر مبنی ہے کیونکہ فقط پانی پر اکتفا کرنے سے بسا اوقات کچھ دیر میں قطرہ آ کر بدن اور کپڑوں کو ناپاک کر دیتا ہے۔ خاص کر ضعیف القویٰ اور ضعیف المثانہ کے حق میں تو پانی پر اکتفا کرنا خلاف عقل ونقل ہے ایسے شخص پر جس کو جلد قطرہ آتا ہو یا پیشاب کے بعد کچھ دیر تک قطرہ آتا رہتا ہو واجب ہے کہ ڈھیلے سے خوب تنقیہ کر کے پانی سے استنجا کیا کرے۔ مظاہر حق میں ملا علی قاریؒ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے اسی طرح منقول ہے۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا...... کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بلا عذر ممنوع ہے۔ آج کل نئی روشنی کے نوجوانوں میں غیر اقوام کی دیکھا دیکھی یہ بدعادت پھیلتی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وقعت ان کے دلوں میں جاگزیں ہو اور وہ اس حرکت ناشائستہ سے باز آ جائیں۔

جب استنجا کرنے لگے تو سب سے پہلے اپنے پاخانہ کے مقام کو دھوئے۔ پھر پیشاب کے مقام کو اس طرح پر کہ نجاست کی بو جاتی رہے اس کے بعد اپنا ہاتھ زمین یا مٹی سے مل کر تین بار دھوئے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین ڈھیلے لینے شرط نہیں ہیں بلکہ اگر کم میں بھی پاکی حاصل ہو جائے تو کافی ہے۔ حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دو بھی کافی ہیں۔ تین ہی واجب نہیں لیکن عدد طاق مستحب ہے۔ (مظاہر حق)

استنجا کرنے کے ڈھیلے مٹی یا پتھر وغیرہ کے ہونے چاہئیں اور بائیں ہاتھ سے ان کا استعمال کریں۔ پیشاب پاخانہ کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ تنزیہی ہے چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف بٹھلا کر ہگانا متانا بھی مکروہ اور منع ہے۔

ڈھیلے سے استنجا...... ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔ بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر پھیلنے نہ پائے اور بدن خوب صاف ہو جائے۔ حق اور مختار مذہب یہی ہے کہ استنجے کے لئے کوئی کیفیت مخصوص نہیں اور نہ کوئی عدد مسنون ہے بلکہ مقصود انقاء یعنی صفائی ہے وہ جس طریق سے حاصل ہو جائے کافی ہے۔ رہا بعض فقہاء کا کیفیت بتلانا' سو ان کا مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ کیفیات ہیں بلکہ انہوں نے اپنے ذہن میں جس کیفیت کو

معین فی الانقاء سمجھا اس کو بتلا دیا۔ یہ ہے اصل حقیقت۔ باقی چونکہ بزرگوں کا فرمان بھی نفع سے خالی نہیں ہوتا۔لہٰذا اس کو بھی ذکر کر دیا جاتا ہے کہ پیشاب کے بعد تین بار کھنکھارے اور عضو مخصوص کی جڑ کے پاس سے نرم نرم گائے کے پستان کی طرح دوہے تین بار۔ اور اس عضو کے سوراخ کو زمین پر یا ڈھیلے پر مسح کرے۔ تاکہ جو پیشاب اس میں باقی ہو وہ نکل جائے اور ڈھیلا کرتے ہوئے ٹہلے اس ٹہلنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ چار سو قدم ٹہلے اور بعض تین سو قدم اور بعض دس قدم کہتے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ آدمیوں کی طبیعت مختلف ہے پھر جس میں کسی کی تسلی ہو جائے کہ اب میں پاک ہو گیا ہوں۔ وہی معتبر اور درست ہے کیونکہ ہر ایک آدمی اپنے احوال سے خوب خبر رکھتا ہے۔ بعد اس کے پانی سے تین مرتبہ اس عضو کو بائیں ہاتھ سے دھووے اور تینوں مرتبہ بائیں ہاتھ کو بھی دھوؤے۔ کیونکہ یہ مستحب ہے اگر ڈھیلا کرنے والا مرد ہے تو گرمی کے دنوں میں پہلے ڈھیلے کو آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرے ڈھیلے کو پیچھے سے آگے کو لاوے۔ اور تیسرے کو پھر آگے سے پیچھے کو لے جائے اگر زیادہ کی ضرورت ہے تو زیادہ لیوے۔ کیونکہ غرض صاف ہونے سے ہے ڈھیلا اس طرح پر لیوے کہ پاک بدن پر نہ لگے۔ گرمی کے دنوں میں اس واسطے آگے سے پیچھے لے جانے کو کہا کہ خصیہ گرمی میں لٹک جاتا ہے تاکہ اس میں کچھ لگ نہ جائے۔ اور جاڑے کے دنوں میں گرمیوں کے الٹ کرے یعنی پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو لاوے اور دوسرا آگے سے پیچھے کو لے جائے اور پھر تیسرا پیچھے سے آگے کو لاوے کیونکہ سردیوں میں خصیہ نہیں لٹکتا اس میں لگنے کا خوف نہیں ہے۔ پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو لانے میں زیادہ صفائی ہوتی ہے اور اگر عورت ہے تو ہمیشہ پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے جائے اس لئے کہ اس کی اندام نہانی میں نہ لگے اور دوسرا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو لاوے۔ اور تیسرا آگے سے پیچھے کو لے جائے۔ عورت کے واسطے ڈھیلہ لینے میں گرمی سردی برابر ہے۔ ہمیشہ اسی طرح کیا کرے۔ ڈھیلہ کر چکنے کے بعد پانی سے استنجا کرے۔ اور پہلے ہاتھ دھوئے تب بعد اس کے انگلی کے پیٹ سے آبدست کرے۔ خواہ ایک انگلی' خواہ دو خواہ تین سے۔ مگر انگلی کی نوک سے آبدست نہ کرے کیونکہ اس سے بواسیر ہوتی ہے اور جب

آبدست کر چکے تب پھر دوسری بار ہاتھ دھوئے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ بہت زیادہ عدد استنجے کے سات مرتبہ ہیں۔ اور بہت کم تین مرتبہ اور پانچ مرتبہ بھی ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ پیشاب پاخانہ کرتے وقت اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ پاخانہ پیشاب کو اور نہ ہی پاخانہ پیشاب میں تھوکے۔ نہ ہی بلاضرورت زیادہ دیر تک وہاں ٹھہرے اور نہ ہی اپنی شرمگاہ سے کوئی شغل کرے نہ نگاہ کو اونچا اٹھائے رکھے۔ بلکہ نہایت شرم و حیا کی حالت میں بیٹھے۔ پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلے کی طرف نہ منہ اور نہ پشت کرے اور جس چیز پر خدا تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو یا قرآن مجید میں سے کچھ لکھا ہوا ہو یا کسی انگوٹھی پر اللہ و رسول کا نام ہو تو اس کو ساتھ نہ لے جائے بلکہ کنز العباد میں لکھا ہے کہ کاغذ اگر چہ سفید ہو یعنی اس پر کچھ بھی لکھا ہوا نہ ہو تو اس سے استنجا نہ کرے کیونکہ کاغذ کی تعظیم کرنا اسلام کے ادب سے ہے۔ ایک دوسری کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ خالی کاغذ کو بیت الخلاء جاتے ہوئے ساتھ نہیں لے جانا چاہئے البتہ اگر تعویذ وغیرہ میں بند اور مڑھا ہوا ہو تو وہ اور بات ہے اور نہ ہی ننگے سر پاخانہ میں جائے۔ جب پیشاب پاخانہ کو جائے تو پاخانہ کے دروازہ سے باہر بسم اللہ پڑھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اندر خدا کا نام زبان سے نہ لیوے۔ اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں الحمد للہ کہے اور زبان سے کچھ نہ کہے نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے۔ پھر جب بیت الخلاء سے باہر نکلے تو دایاں پاؤں پہلے نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے۔

غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ عَافَانِی

استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر یا مٹی سے مل کر دھوئے اور آبدست کے بعد تھوڑے کپڑے سے پانی کو پونچھے تاکہ رانوں پر نہ ٹپکے یہ ادب ہے۔ اس کو استنقاء کہتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ طہارت کو دوست رکھتا ہے اور طہارت کی عمدگی کی وجہ سے اللہ پاک نے مسجد قبا والوں کی قرآن مجید میں علی الاعلان تعریف فرمائی اور اسی طہارت پر نماز جیسی عبادت کا دارومدار ہے۔ اس لئے استنجے کا طریقہ اور وضو غسل و تیمم کا صحیح طریقہ تفصیل کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بیان کیا جاتا ہے۔

وضو اور اس کے فضائل و برکات

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جن سلیم الفطرت انسانوں کی روحانیت بہیمیت سے مغلوب نہیں ہوئی ہے وہ حدث کی حالت میں یعنی جب پیشاب پاخانے جیسے کسی سبب سے ان کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ اپنے باطن میں ایک گونہ ظلمت و کدورت اور ایک طرح کی گندگی محسوس کرتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے اسی کے ازالہ کے لئے وضو مقرر فرمایا ہے۔ جن بندوں نے بہیمیت کے سفلی تقاضوں سے مغلوب ہو کر اپنے لطیف روحانی احساسات کو فنا نہیں کر دیا ہے وہ حدث کی حالت میں اس باطنی گندگی اور ظلمت و کدورت کو بھی محسوس کرتے ہیں کہ وضو سے یہ کیفیت زائل ہو کر ایک روحانی پاکیزگی و نورانیت پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر کا مطلب یہ ہے کہ ایک صحیح المزاج انسان جب کسی نجاست سے آلودہ ہو جاتا ہے یا اس کو پیشاب پاخانہ کا سخت تقاضا ہوتا ہے یا وہ جماع وغیرہ سے فارغ ہوا ہوتا ہے تو وہ اپنے نفس میں ایک خاص قسم کی گرانی و انقباض، بے لطفی اور اپنی طبیعت میں سخت ظلمت کی ایک کیفیت محسوس کرتا ہے پھر جب وہ اس حالت سے نکل جاتا ہے مثلاً پیشاب یا پاخانہ کا جو سخت تقاضا ہے اس سے فارغ ہو جاتا ہے اور اچھی طرح استنجا و طہارت کر لیتا ہے یا اگر وہ جماع سے فارغ ہوا تھا تو غسل کر لیتا ہے اور اچھے صاف ستھرے کپڑے پہن لیتا ہے اور خوشبو لگا لیتا ہے تو نفس کے انقباض و تکدر اور طبیعت کی ظلمت کی وہ کیفیت جاتی رہتی ہے اور اس کی بجائے اپنی طبیعت میں وہ ایک انشراح و انبساط اور سرور و فرحت کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ پس دراصل پہلی کیفیت اور حالت کا نام حدث یعنی ناپاکی ہے اور دوسری حالت کا نام طہارت یعنی پاکی و پاکیزگی ہے اور نفس انسانی کی یہ طہارت کی حالت ملائکہ کی حالت سے بہت مشابہت و مناسبت رکھتی ہے کیونکہ اللہ کے فرشتے دائمی طور پر بہیمی آلودگیوں سے پاک و صاف اور اپنی نورانی کیفیات سے شاداں و فرحاں رہتے ہیں۔ اس کے برعکس جب آدمی حدث یعنی ناپاکی کی حالت میں ڈوبا رہتا ہے تو اس کو

شیاطین سے ایک مناسبت ومشابہت حاصل ہو جاتی ہے۔اور شیطانی وساوس کی قبولیت کی ایک خاص استعداد اور صلاحیت اس میں پیدا ہو جاتی ہے اور ایسے آدمی کی روح کو ظلمت گھیر لیتی ہے۔ پس وضو کا اصل مقصد و موضوع تو یہی ہے اور اسی وجہ سے اس کو نماز یعنی بارگاہ الٰہی کی خاص حضوری کی لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنے فضل سے اس کے علاوہ بھی بہت سی برکات رکھی ہیں۔

امیروں کا وضو...... دیکھئے جب امراء وسلاطین کے حضور میں ہم جاتے ہیں تو ان اعضاء وضو کو دھو لیتے ہیں کیونکہ ان پر اکثر گردوغبار میل کچیل کا اثر بوجہ ان کی برہنگی کے ہوتا رہتا ہے اور باہم ملاقات کے وقت بھی یہی اعضاء نظر پڑتے ہیں۔نیز تجربہ سے بھی شہادت ملتی ہے کہ ہاتھ پاؤں کے دھونے سے اور منہ وسر پر پانی چھڑکنے سے نفس پر بڑا اثر پڑتا ہے اور اعضاء رئیسہ میں تقویت و بیداری پیدا ہو جاتی ہے۔اسی لئے حاذق اطباء غشی والے مریض کو یا جس کو زیادہ اسہال آتے ہوں یا کسی کی فصد لی گئی ہو تو اس کے اعضاء مذکور پر پانی چھڑکنا تجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ قرشی مشہور طبیب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ منہ اور ہاتھ پاؤں پر پانی چھڑکنا حرارت غریزیہ کو تازہ اور قوی بنا دیتا ہے۔اسی واسطے انسان کو امر ہوا کہ اپنے نفس کی کاہلی و کثافت کو بذریعہ وضو دور کرے تا کہ خدا کے حضور میں کھڑا ہونے کے لائق ہو سکے۔اس لئے کہ خدا سدا ہوشیار و بیدار ہے۔ **لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ** یعنی خدا تعالیٰ کو غفلت و نیند نہیں پکڑتی۔پس غافل و کاہل انسان اس کے حضور میں کھڑے ہونے کے قابل نہیں ہو سکتے۔یہی وجہ ہے کہ نشہ ومستی کی حالت میں نماز پڑھنا مشروع نہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی** یعنی نماز کے نزدیک نہ جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو۔ کسی بھی نشہ باز کو کسی دنیاوی حاکم و بادشاہ کے دربار میں بحالت نشہ جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جب نشہ باز وشرابی بحالت نشہ وغفلت ایک دنیاوی حاکم کے دربار میں باریاب نہیں ہو سکتا تو جو شخص نشہ باز و غافل جیسی حالت بنائے ہوئے ہو اس کو احکم الحاکمین کے دربار میں کب شرف باریابی عطا ہو سکتا ہے۔نشہ کی حالت میں نماز اسی وجہ سے ممنوع ہوئی کہ نشہ باز کو معلوم نہیں ہوتا کہ منہ سے کیا کہہ رہا ہے۔اور اس کے دل میں کیا گزر رہا ہے۔

سو وضو انسان کو ظاہری و باطنی گناہوں اور غفلت ترک کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اگر نماز بغیر وضو کے پڑھنی مشروع ہوتی تو انسان اسی طرح پردۂ غفلت میں سرشار رہتا۔ لہذا اسی نشہ غفلت کو اتارنے کے لئے وضو مشروع ہوا ہے تاکہ انسان باخبر و باحضور ہو کر خدا کے آگے کھڑا ہو۔

وضو کی حکمت

وضو کی ترتیب منصوص کا خلاف اس لئے ناجائز ہے کہ انسانوں سے احکام الٰہی کی مخالفت و گناہ کا ظہور اس ترتیب سے ہوتا ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔ لہذا اعضاء وضو کو بہ ترتیب منصوص دھونا ان کو گناہوں اور خدا کی نافرمانیوں کے دھونے اور تائب کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ مثلاً جس عضو کے ذریعہ سے انسانوں سے اولاً گناہ سرزد ہوا اس کو سب سے پہلے دھونا سب سے پہلے اس کے ترک گناہ اور توبہ کی طرف ایماء و اشارہ ہے۔ دیکھئے خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے چہرے کو دھونے کا امر فرمایا یعنی وضو کے چاروں فرائض میں سے پہلا فرض چہرے کا دھونا ہے جس میں منہ ناک اور آنکھیں شامل ہیں۔ پہلے کلی کے ذریعے زبان کو صاف کیا جاتا ہے جس میں توبہ زبان کی طرف اشارہ ہے کیونکہ انسان کی زبان مخالفت احکام الٰہی میں سارے انداموں و اعضاء سے سبقت لے جاتی ہے۔ اسی زبان سے الفاظ کفر و غیبت و نمیمت وغیرہ صدہا قسم کے بیجا کلمات نکلتے ہیں۔ پھر ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا جاتا ہے جو کہ مشمومات ممنوعہ اور دماغی کبر و غرور سے توبہ کرنے کی علامت ہے۔ پھر سارے چہرے کو مع دونوں آنکھوں و پیشانی کے دھویا جاتا ہے جو کہ مواجہ یعنی چہرہ کے سارے گناہوں اور آنکھوں کی بدنظری کے چھوڑنے کی طرف اشارہ ہے۔ پھر دونوں ہاتھ کو دھویا جاتا ہے جو ہاتھوں کے ترک ذنوب کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جب انسان باتیں کرتا ہے اور آنکھیں دیکھتی ہیں تو ہاتھ پکڑتے یا چھوتے ہیں۔ پھر سر کا مسح کیا جاتا ہے اور اس کو دھویا نہیں جاتا۔ کیونکہ سر سے بذاتہ کوئی مخالفت صادر نہیں ہوتی۔ بلکہ باتباع زبان اور آنکھوں اور ان کی مجاورت کے باعث ہوتی ہے۔ لہذا سر کے لئے ایسا حکم ملا جو دھونے اور نہ دھونے کے درمیان ہے۔ اور وہ مسح ہے۔ پھر کانوں کا مسح کیا جاتا ہے کیونکہ اکثر اوقات

انسان کے کانوں میں بلا اختیار اور بغیر قصد آواز آ پڑتی ہے لہذا ان کے لئے بھی دھونے اور نہ دھونے کے درمیان یعنی مسح کا حکم ملا اور ایسا ہی مسح گردن کا بھی سمجھو۔ پس سر' کان' اور گردن تینوں کے مسح میں سرکشی' گردن کشی' اور عدم سماعت حق کے قبیح اعمال سے توبہ کی طرف اشارہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر ان تینوں اعضاء کے دھونے کا حکم ہوتا تو بڑا حرج ہوتا اور لوگ سخت تکالیف میں مبتلا ہوتے کیونکہ جس شخص کو پانچوں نمازوں میں پانچ بار وضو کی حاجت ہوتی اور اس کو سر پر پانچ بار پانی ڈالنا پڑتا تو بلاشبہ اس کے لئے یہ فعل سخت حرج اور تنگی میں داخل ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حق تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی حرج ڈالے۔

مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ دیکھئے سخت سرد ممالک میں سر اور کانوں کو سردی سے بچانے کے لئے بڑا اہتمام کیا جاتا ہے پس جن کو ایسے سرد ملک میں پانچ بار روزمرہ سر اور کانوں کو دھونا پڑتا تو ان کے لئے یہ امر ہلاکت یا مرض تھا۔ اسی واسطے بطور حفظ ماتقدم سر اور کانوں کا مسح بجائے تین بار کے ایک بار مشروع ہوا کہ مسح صرف ایک دفعہ ہی کرو۔

ہر عضو کو تین بار دھونے کا حکم کیوں ہے؟

غرضیکہ وضو کے آخر میں پاؤں کو دھویا جاتا ہے کیونکہ آنکھیں دیکھتی اور زبان بات کرتی اور ہاتھ حرکت کرتے اور کان سنتے ہیں۔ اور سب کے بعد پاؤں چلتے ہیں لہذا پاؤں کو دھونا سب سے آخر ٹھہرا۔ کیونکہ ان سے مخالفت الٰہی کی حرکت سب سے آخر میں سرزد ہوتی ہے۔ پس سب سے آخر ان کی توبہ کی نوبت آتی ہے۔ ہر عضو کو تین دفعہ دھونے کا جو حکم دیا گیا ہے یہ توبہ کے ارکان ثلاثہ کی طرف اشارہ ہے کہ توبہ کا پہلا درجہ ندامت بر گناہ ہے۔ دوسرا درجہ ترک گناہ ہے اور توبہ کا تیسرا درجہ آئندہ گناہ کو ترک کرنے کے لئے عزم بالجزم کی طرف اشارہ ہے۔ نیز ہر اندام وضو کو تین بار تک دھونا اس لئے مقرر ہوا کہ تین بار سے کم دھونے میں نفس پر پورا پورا اثر نہیں پیدا ہوتا اور یہ امر تفریط میں داخل ہے اور تین بار سے زیادہ دھونے میں افراط و اسراف ہے اگر دھونے کے لئے ایک حد معین نہ ہوتی تو ظنی اور وہمی انسان سارا دن ہاتھ پاؤں ہی دھونے میں گزار دیتے اور ان کی نماز کا وقت گزر جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ فرمایا

بیشک وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے خواہ تم نہر و دریا جاری کے کنارے پر بیٹھ کر وضو کرو اور بزرگوں سے سنا ہے کہ وضو میں اسراف کرنے والا اپنے مال میں بھی خرچ کرتے وقت اسراف کرے گا اس لئے شریعت اسلامیہ نے ابتداء ہی سے اسراف کا دروازہ بند کر دیا۔

وضو کے لئے سات اندام مخصوص ہونے کی وجہ

وضو میں سات اندام مخصوص یہ ہیں (۱) زبان' (۲) آنکھ (۳) کان (۴) دماغ یعنی سر جس میں ناک بھی شامل ہے۔ (۵) ہاتھ (۶) پاؤں (۷) شرمگاہ۔ ان ساتوں اندا موں کا دھونا اس وجہ سے ہے کہ یہی اعضاء درکات جہنم اور یہی اعضاء درجات بہشت کے راستے ہیں۔ یہی سات اعضاء میں جن کے ذریعے سے نفس امارہ کی ناپاک و ناجائز حرکات کا ورود ہوتا ہے۔ نیز یہ نکتہ بھی یاد رکھیں کہ جنابت کی حالت میں چونکہ آدمی سر سے لے کر پیر تک غرق لذت اور محو غفلت ہو جاتا ہے اس لئے ازالۂ جنابت کے لئے تمام بدن کا دھونا فرض ہوا۔ بخلاف وضو کے کہ اس میں صرف اعضاء اربعہ کی طہارت کا حکم ہوا کیونکہ پیشاب و پاخانہ میں جنابت جیسی لذت اور غفلت نہیں ہے۔

وضو میں کہنیوں تک ہاتھ دھونے کا راز

ہاتھ اور منہ کے دھونے سے دل و جگر کو تقویت پہنچتی ہے اور پانی کا اثر رگوں کے ذریعے سے اندر جاتا ہے جو رگیں دل اور جگر تک پہنچتی ہیں۔ وہ کچھ تو ہاتھ کی انگلیوں سے اور کچھ کف دست و ساعد سے اور کچھ کہنیوں سے شروع ہوتی ہیں اسی وجہ سے کہنیوں تک ہاتھوں کا دھونا مقرر ہوا۔ جو لوگ فن سرجری اور جراحی میں ماہر ہیں وہ اس بات سے خوب واقف ہیں کہ اکحل رگ جس کا دوسرا نام نہر البدن بھی ہے جب کبھی دلی و جگری و جلدی بیماریوں کے رفع کرنے اور تصفیہ خون کے لئے اس رگ کا خون نکالنا تجویز کرتے ہیں تو کہنیوں کے برابر سے ہی اس رگ پر نشتر لگا کر خون نکالا کرتے ہیں۔ کیونکہ اس جگہ میں یہ رگ ظاہر و باہر بھی ہوتی ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر وریدی انجکشن کہنی کی رگ میں

ہی لگاتے ہیں کیونکہ یہاں یہ رگ خوب ظاہر ہوتی ہے نیز علاوہ دل وجگر کے اس رگ کا اثر سارے بدن پر حاوی بھی ہے۔ پس ہاتھوں کا دھونا کہنیوں تک بھی اسی لئے مقرر ہوا کہ رگ نہر البدن کے ذریعے سے پانی کا اثر پورا پورا اندر چلا جائے۔

وضو میں ناک کو صاف کرنے کی حکمت

ہر مذہب وملت کے لوگ ناک کی بلغمی رطوبتوں کو رفع کرنا پسندیدہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر ناک کو اندر سے نہ دھویا جائے تو ناک کی منجمد بلغم سے دماغ میں برا اثر پہنچتا ہے جو بسا اوقات باعث ہلاکت ہوتا ہے۔ نیز ناک کا دھونا اپنے کبر وغرور کو چھوڑنے اور خدا کی درگاہ میں کسرِ نفسی دکھانے کی طرف اشارہ ہے۔ (فتوحات مکیہ)

وضو نصف ایمان ہے

صحیح مسلم میں ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو نصف ایمان ہے۔ اس لئے کہ ایمان سے چھوٹے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور وضو سے صغیرہ گناہ بخشے جاتے ہیں پس طہارت ایمان کی نصف ہوئی۔ علاوہ ازیں طہارت ظاہر و باطن کا نام ایمان ہے۔ لہٰذا ظاہر بدن کی طہارت غسل اور وضو نصف ایمان ہوئی۔ اور باطن بدن یعنی دل کی صفائی صحیح عقیدہ اور نیک اخلاق نصف باقی ٹھہرے۔

وضو بہشت کے سارے دروازوں کی کنجی ہے

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سلسلہ کلام میں فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے وضو کرے اور پورے آداب کے ساتھ خوب اچھی طرح اور مکمل وضو کرے۔ پھر وضو کے بعد کہے اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ تو لازمی طور پر اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے۔ وہ جس دروازے سے بھی چاہے گا جنت میں جا سکے گا۔ (مسلم)

تشریح: وضو کرنے سے بظاہر صرف اعضاء وضو کی صفائی ہوتی ہے اس لئے مومن بندہ

وضو کرنے کے بعد محسوس کرتا ہے کہ میں نے حکم کی تعمیل میں اعضاء وضو تو دھو لئے اور ظاہری طہارت اور صفائی کر لی لیکن اصل گندگی تو ایمان کی کمزوری اخلاص کی کمی اور اعمال کی خرابی کی گندگی ہے اس احساس کے تحت وہ کلمہ شہادت پڑھ کے ایمان کی تجدید اور اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پیروی کا گویا نئے سرے سے عہد کرتا ہے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی کامل مغفرت کا فیصلہ ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ اس کے لئے جنت کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں امام مسلم ہی نے ایک دوسری روایت میں اسی موقعہ پر کلمہ شہادت کے پورے الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔ نیز اسی حدیث کی ترمذی کی روایت میں اس کلمہ شہادت کے بعد اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ کا بھی اضافہ ہے۔ دعائے وضو کے آخری ٹکڑہ میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ اعضائے ظاہر کی طہارت جو ہمارے اختیار میں تھی بجالائے اور احوال باطن کی طہارت جو تیرے ہاتھ میں ہے تو ہی اسکو اپنے فضل سے عطا کر۔

مومن کا زیور جنت میں وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کا زیور جنت میں وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہٗ سے دوسری ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں روشن اور منور ہوں گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی وہ روشنی اور نورانیت بڑھا سکے اور مکمل کر سکے تو ایسا ضرور کرے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح: یعنی قیامت میں وضو کا ایک مبارک اثر یہ بھی ظاہر ہوگا کہ وضو کرنے والے آپ کے امتیوں کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں وہاں روشن اور تاباں ہوں گے اور یہ ان کا وہاں امتیازی نشان ہوگا۔ پھر جس کا وضو جتنا کامل اور مکمل ہوگا اس کی یہ نورانیت اور تابانی بھی اسی درجہ کی ہوگی۔ اس لئے حدیث شریف کے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس

سے ہو سکے وہ اپنی اس نورانیت کو مکمل کرنے کی امکانی کوشش کرتا رہے۔ جس کی صورت یہی ہے کہ وضو ہمیشہ فکر اور اہتمام کے ساتھ مکمل کیا کرے اور آداب کی پوری نگہداشت رکھے۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا بھلا بتلاؤ تو اگر کسی کے گھوڑے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں والے نہایت سیاہ رنگ گھوڑوں میں ملے جلے ہوں کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہ پہچانے گا؟ صحابہ نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہچان لے گا آپ نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کے لوگ وضو کے اثر سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے آئیں گے اور میں حوض کوثر پر ان کا میر سامان بنوں گا یعنی ان کے لئے پہلے جا کر مغفرت اور رفعت درجات کا انتظام کرنے والا ہوں گا۔

ناقص وضو کے بُرے اثرات

شبیب بن ابی روح نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے ایک دن فجر کی نماز پڑھی اور اس میں آپ نے سورۃ روم شروع کی تو آپ کو اس میں اشتباہ ہو گیا اور خلل پڑ گیا جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا بعض لوگوں کی یہ کیا حالت ہے کہ ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے ہیں اور طہارت (وضو وغیرہ) اچھی طرح نہیں کرتے پس یہی لوگ ہمارے قرآن پڑھنے میں خلل ڈالتے ہیں۔ (سنن نسائی)

تشریح: معلوم ہوا کہ وضو وغیرہ طہارت اچھی طرح نہ کرنے کے برے اثرات دوسرے صاف قلوب پر بھی پڑتے ہیں اور اتنے پڑتے ہیں کہ ان کی وجہ سے قرآن مجید کی قرأت میں گڑبڑ ہو جاتی ہے غور کیجئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک دوسرے لوگوں کی اس طرح کی کوتاہیوں سے اتنا متاثر ہوتا تھا تو پھر ہم عوام کس شمار و قطار میں ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے قلوب پر زنگ کی تہیں کی تہیں جم گئی ہیں اس لئے ہم کو ان چیزوں کا احساس نہیں ہوتا۔ اس حدیث شریف سے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات معلوم ہو گئی کہ انسان کے قلوب پر ساتھ والوں کی اچھی یا بری کیفیات کا کس قدر اثر پڑتا ہے۔ یہ حدیث ان لوگوں کے لئے باعث عبرت ہے جو تاثیر صحبت سے غافل ہیں کیا نہیں دیکھتے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اس قدر رتبے کے ایک ادنیٰ صحابی کی صحبت نے جس سے آداب وسنن وضورہ گئے تھے ایسی تاثیر کی کہ قرأت میں متشابہ ہوا۔ پس کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جو اہل بدعت وہوا اور اہل فسق وفجور کی صحبت میں شب وروز رہتے ہیں۔

ہمیشہ باوضو رہنے کی برکات

ہمیشہ باوضو رہنے سے کئی طرح کی بلیات دور ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کا ایک سچا واقعہ اس کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عورت نیک بخت تھی اس نے آٹا گوندھ کر خمیری روٹی بنا کر تنور میں لگائی۔ چونکہ نماز کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ اس لئے اسی وقت اس نے نماز کا تحریمہ باندھا۔ ایسے وقت ابلیس ملعون ایک عورت کی صورت بن کر اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اری روٹی تنور میں جلی جاتی ہے مگر اس نیک بخت عورت نے اس کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھتی رہی۔ جب ابلیس ملعون نے دیکھا کہ اس نے نماز نہیں توڑی اور میرا داؤ نہیں چلا تو پھر اس نے ایک اور زبردست داؤ چلایا۔ وہ یہ کہ اس کا شیر خوار بچہ جو کھیل رہا تھا اس کو اٹھا کر تنور میں پھینک دیا۔ مگر اس پارسا نے نہ نماز کو توڑا اور نہ ہی اس کا دل خدا کی طرف سے ایک بال برابر پھرا۔ خدا کی شان دیکھو کہ اسی وقت اس عورت کا خاوند باہر سے آیا اور دیکھا کہ بچہ تنور میں کھیل رہا ہے اللہ تعالیٰ نے تنور کی آتش کو لعل وعقیق بنا دیا۔ جب یہ خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچی تو اسی وقت آپ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا کہ تو نے کونسا ایسا عمل کیا ہے جس کی برکت سے تجھے یہ کرامت ملی۔ اس نے کہا کہ میرا کوئی ایسا زبردست عمل تو نہیں ہے مگر ہاں ایک عمل کی میں بڑی پابند ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جس وقت میرا وضو ٹوٹتا ہے اسی وقت پھر وضو کر لیتی ہوں شاید اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور اس جانکاہ صدمہ سے محفوظ رکھا اور حق تعالیٰ نے مجھے یہ کرامت بخشی اور جو کوئی حاجت ومراد مجھ سے مانگے وہ بھی خدا تعالیٰ پوری کر دیتا ہے۔ (مقاصد الصالحین)

کتاب طبقات میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے موسیٰ! ہمیشہ وضو کے ساتھ رہ

جس وقت بے وضو رہے گا اس وقت اگر بلا اور مصیبت تجھ کو پہنچے تو کسی کو ملامت نہ کر اپنے نفس کو ملامت کر کیونکہ بے وضو رہنے کے سبب سے بلا و مصیبت پہنچتی ہے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرمایا وضو سے ہمیشہ رہنے کی اگر قدرت ہو تو ہمیشہ وضو سے رہ۔ کیونکہ ملک الموت جس وقت بندے کی روح قبض کرتا ہے اور وہ بندہ اس وقت اگر وضو سے ہے تو اس کو شہید کا قرب ملتا ہے۔

وضو کے چار فرائض کا فلسفہ

جب حضرت آدم علیہ السلام نے اجتہادی خطا کی تو انہی چار عضووں کے ذریعہ یہ خطا ظہور پذیر ہوئی۔ چنانچہ ممنوعہ درخت کی طرف اپنے پاؤں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تھے اور اپنے ہاتھوں سے میوہ توڑا تھا اور اپنے منہ کو اس درخت ممنوعہ کی طرف متوجہ ہو کے کھایا تھا۔ بنا بریں باری تعالیٰ اسے حکم ہوا کہ اے آدم ان اعضاء کو جن کی امداد سے تو نے ہماری نافرمانی کی ہے۔ دھو اس لئے کہ تمہارے یہ اعضاء ارتکاب خطا کے باعث نجاست سے ملوث ہو گئے ہیں۔

چونکہ حضرت آدم علیہ السلام اس حکم الٰہی کی حکمت سے واقف نہ تھے۔ اس لئے آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ اے جبرائیل منہ جو جسم کے سب اعضاؤں سے زیادہ لطیف اور پاک ہے اس کے دھونے میں کیا حکمت مضمر ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام چونکہ تیرے منہ سے چار ناپسندیدہ امر ظہور میں آئے ہیں اس لئے انہیں دھونا فرض ہے۔ چنانچہ تیری آنکھوں نے طمع کی نظر سے درخت دیکھا تھا۔ تیرے دماغ نے اس کی بو سونگھی تھی۔ تیرے کانوں نے ابلیس کی باتیں سنی تھیں۔ تیرے منہ نے اس ممنوعہ میوہ کو کھایا تھا۔ اسی واسطے اس کے دھونے کی فرضیت کا حکم تیرے نام پر صادر ہوا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے ہاتھ پاؤں اور سر کی بابت دریافت کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے آدم چونکہ تو نے ممنوعہ پھل کو انہیں ہاتھوں سے توڑا تھا اور انہیں پاؤں سے اس کی طرف چل کر گئے تھے اور اسی خاطی ہاتھ کو بہشتی لباس اتر جانے کے وقت سر پر رکھا تھا۔ اسی واسطے اس کا دھونا تم پر فرض ہوا (مطلب یہ ہے کہ اگر چہ تیرا سر بالاصالۃ خطا کا

مرتکب نہیں ہوا مگر بباعث ہم نشینی اور ہمسائیگی جوارح گنہگار کے اس پر بھی مسح کا حکم ہوا)

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے جبرائیل! مجھ پر اپنی خطا کی شامت سے جو کچھ میری تقدیر میں تھا وہ ظہور میں آ گیا مگر مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تکلیف جس کا میں آج مکلّف ہوں میری اولاد میں قیامت کے دن تک ضرور رہے گی۔ آپ مجھے اس تکلیف کے ثواب سے آگاہ فرمائیے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا اے آدم! اس عمل کے ثواب میں چار چیزیں تم کو اور تیری اولاد کو عطا ہوں گی۔ اول یہ کہ وضو کرنے سے وضو کرنے والے کے تمام گناہ اس کے بدن سے اس طرح گر جاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتے گر جاتے ہیں۔ دوم قیامت کے دن وضو کرنے والے کو اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا سوم وضو کرنے والے کا چہرہ آفتاب کی طرح سفید اور چمکدار ہو جائے گا۔ چہارم اس کا قدم پل صراط پر گزرنے کے وقت ڈگمگانے اور پھسلنے سے محفوظ رہے گا۔

بغیر وضو کے قصداً نماز پڑھنے سے حکم تکفیر

اگر کوئی شخص بغیر طہارت کے قصداً نماز پڑھے یا لوگوں کی شرم کے باعث بغیر وضو کئے نماز پڑھے تو ان دونوں صورتوں میں وہ شخص کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے شرع شریف کی بے حرمتی کی۔ (مظاہر حق)

وضو کرنے کا صحیح طریقہ

صحیح یہ ہے کہ بسم اللہ کہے دو مرتبہ' ایک مرتبہ استنجا کرنے سے پہلے اور دوسری دفعہ استنجا کرنے کے بعد وضو شروع کرتے وقت۔ وضو کرنے والے کو چاہئے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اڑ کر اوپر نہ پڑیں۔ سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھووے پھر تین دفعہ کلی کرے اور مسواک کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کر لے کہ سب میل کچیل جاتا رہے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچاوے اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جائے۔ پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے

۔داہنے ہاتھ سے اور ناک صاف کرے بائیں ہاتھ سے۔لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دور تک نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے۔ پھر تین دفعہ منہ دھوئے' سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک۔اس طرح کہ سب جگہ پانی پہنچ جائے اور دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے۔اگر داڑھی گھنی نہ ہو تو داڑھی کے نیچے دھونا فرض ہے اور اگر گھنی داڑھی ہو تو پانی کا داڑھی کے بالوں کے نیچے پہنچانا ضروری نہیں۔اور مسح کرے داڑھی لٹکی ہوئی کا اور خلال کرے۔داڑھی کے خلال کرنے کی صورت یہ ہے کہ داہنے چلو میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کی جڑوں میں ڈالے اور ہاتھ کی پشت گردن کی طرف کر کے انگلیاں بالوں میں ڈال کر نیچے سے اوپر کی طرف لے جائے یعنی داڑھی کے نیچے سے انگلیاں اوپر کو لے جائے اور اوپر سے نیچے کو نہ لاوے۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے۔ پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے اور انگوٹھی چھلا چوڑی وغیرہ جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو' ہلا لیوے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے۔ پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے اور ساتھ ہی اسی تری سے کانوں اور گردن کا مسح بھی کرے جس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پانی سے دونوں ہاتھوں کو تر کر کے پھر انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کو جدا کر کے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو بھی علیحدہ رکھ کے باقی تین انگلیوں کو آپس میں ملا کر پیشانی سے گدی تک کھینچ کر لاوے پھر دونوں ہتھیلیوں کو سر کے دونوں طرف رکھ کے کنپٹیوں پر سے کھینچتا ہوا گدی سے پیشانی تک لاوے۔ پھر کانوں کے اندر کا مسح کرے۔کلمہ کی انگلی سے اور کانوں کے اوپر کی طرف کا مسح کرے انگوٹھوں سے۔ پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے۔کانوں اور گردن کے مسح کے لئے نیا پانی نہ لیوے۔سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے اور گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ برا اور منع ہے پھر تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں کا خلال کرے اس طور پر کہ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے۔اس میں چار چیزیں فرض ہیں۔

(۱) ایک مرتبہ منہ کا دھونا۔
(۲) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا ایک ایک دفعہ۔
(۳) ایک بار سر کے چوتھائی حصے کا مسح۔
(۴) ایک ایک مرتبہ دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا' اگر اس میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک نیت اور ترتیب وضو بھی فرض ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک ایک عضو سوکھنے کے قبل دوسرے عضو کا دھونا بھی فرض ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک بسم اللہ کہنا اور پانی منہ میں اور ناک میں ڈالنا فرض ہے۔ اور امام احمدؒ و امام مالکؒ کے نزدیک تمام سر کا مسح کرنا بھی فرض ہے۔ پس احتیاط یہ ہے کہ سب افعال مذکورہ ادا کئے جائیں اور یہ سب افعال نزدیک امام اعظمؒ کے سنت کے ہیں۔ نیز چاہئے کہ وضو کرتے وقت دنیا کی بات نہ کرے۔ اور ہر عضو کے دھوتے وقت کلمہ شہادت پڑھے اور وہ دعائیں پڑھے جو حدیثوں میں مذکور ہیں۔ پانی ضرورت سے زائد خرچ نہ کرے چاہے دریا کے کنارے بیٹھا ہو اور نہ بہت کمی کرے کہ اچھی طرح دھونے میں دقت ہو۔

وضو کے رموز و اسرار

درج ذیل میں وضو سے متعلق چند اسرار و رموز بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ وضو کو یکسوئی اور توجہ سے کرنا اعلیٰ مرتبہ کی نماز پڑھنے کا مقدمہ ہے کوئی شخص ایسا نہیں ہوسکتا جو عادتاً غفلت سے وضو کرے مگر نماز حضوری کے ساتھ پڑھے۔ پس معلوم ہوا کہ اہتمام وضو اور حضوری نماز میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

۲۔ مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ در حقیقت وضو انفصال عن الخلق (مخلوق سے کٹنا) ہے جبکہ نماز اتصال مع الحق (اللہ تعالیٰ سے جڑنا ہے) جو شخص جس قدر مخلوق سے کٹے گا اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ سے جڑے گا۔ یہی مطلب ہے لا الہ الا اللہ کا۔ پس لا الہ کا مقصود یہ ہے کہ مخلوق سے کٹو اور الا اللہ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جڑو۔ ماسوی اللہ سے قلبی تعلق توڑنے کو عربی زبان میں تبتل کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ واذکر رسم ربک الخ

اور اپنے رب کا نام پڑھے جا اور سب سے الگ ہو کر اسی کی طرف سب چھوڑ کر چلا آ۔

۳۔ پانی کی خاصیت یہ ہے کہ آگ کو بجھا دیتا ہے لہٰذا جو شخص وضو کر کے حضوری کے ساتھ نماز ادا کرے گا تو اس شخص کیلئے نماز دوزخ کی آگ سے ڈھال بن جائے گی۔

۴۔ وضو میں شش جہات (چھ اطراف) سے پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے دائیں ہاتھ سے دائیں طرف۔ بائیں ہاتھ سے بائیں طرف۔ چہرہ دھونے سے آگے کی طرف ۔گردن کا مسح کرنے سے پیچھے کی طرف۔ سر کا مسح کرنے سے اوپر کی طرف اور پاؤں دھونے سے نیچے کی طرف سے پاکیزگی حاصل ہوگئی۔

۵۔ وضو کرنے سے انسان چھ اطراف سے پاکیزہ ہوگیا۔ پس محبوب حقیقی سے ملاقات کی تیاری مکمل ہوگئی۔ جب نماز ادا کرے گا تو اسے ملاقات بھی نصیب ہوجائے گی۔ ارشاد فرمایا ''تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کر جیسے اسے دیکھ رہا ہے) اسی لئے کہا گیا کہ ''نماز مومن کی معراج ہے'' حدیث پاک میں بتایا گیا ہے کہ آدمی جب وضو کرتا ہے تو اعضاء دھلنے کے ساتھ ہی ان سے کئے گئے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ کو ایسا کشف نصیب ہوگیا تھا کہ وہ وضو کے پانی کے ساتھ گناہ کو جھڑتا دیکھتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے وضو کے مستعمل پانی کو مکروہ کہا۔ ویسے بھی نمازی کو حکم ہے کہ وضو کا پانی کپڑوں پر نہ گرنے دے۔ بعض مشائخ کا معمول تھا کہ وضو کے وقت جو لباس زیب تن فرماتے تھے اسے بدل کر نماز ادا فرماتے تھے۔

شرع شریف میں پاکیزگی اور طہارت کو بہت پسند کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ الخ ''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے اور پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے'' توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوئے تو انسان باطنی طور پر پاکیزہ ہوگیا۔ حدیث پاک میں اسی مضمون کو مثال سے سمجھایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے گھر کے سامنے نہر بہتی ہو اور وہ دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کے جسم پر میل کچیل نہیں رہ سکتی۔ جو شخص پانچ مرتبہ اہتمام سے وضو کرے اور حضوری سے نماز ادا کرے اس کے دل پر سیاہی نہیں رہ سکتی۔

۶۔ شرع شریف کا حسن و جمال دیکھئے کہ وضو میں سارا جسم دھلوانے کی بجائے صرف انہی اعضاء کو دھلوانے پر اکتفا کیا گیا جو اکثر و بیشتر کام کاج میں کھلے رہتے ہیں۔ مثلاً ہاتھ'

پاؤں، بازو، چہرہ وغیرہ۔ جو اعضاء کم کھلتے ہیں ان کا مسح کروایا گیا مثلاً سر اور گردن جو اعضاء پردے میں رہتے ہیں ان کو مستثنیٰ قرار دیا گیا مثلاً شرمگاہ وغیرہ۔

۷۔ وضو میں جن اعضا کو دھلوایا گیا قیامت کے دن انہی کو نورانی حالت عطا کی جائے گی۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت اپنے اعضا کی نورانیت سے پہچان لی جائے گی۔

۸۔ وضو میں جن اعضا کو دھویا جاتا ہے قیامت کے دن ان اعضاء کو عزت و شرافت سے نوازا جائے گا۔ ہاتھوں میں حوض کوثر کا جام عطا کیا جائیگا۔ چہرے کو تروتازہ بنادیا جائیگا جیسے فرمایا **وجوه یومئذ ناعمه** ''اس دن چہرے تروتازہ ہوں گے'' سر کو عرش الٰہی کا سایہ عطا کیا جائے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔ ''قیامت کے دن عرش الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا'' پاؤں کو پل صراط پر چلتے وقت استقامت عطا کی جائیگی۔

وضو کی برکات

حدیث میں آیا ہے کہ وضو مومن کا اسلحہ ہے، یعنی مومن وضو کے ذریعے شیطانی حملوں کا مقابلہ کرتا ہے اس لئے ہمارے بزرگان دین اپنی زندگی باوضو گذارنے کا اہتمام فرماتے تھے شوق عمل کے لئے درج ذیل واقعہ پڑھیے۔

حضرت ملاں جیون سے وقت کے بادشاہ نے کوئی مسئلہ دریافت کیا، انہوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر کھری کھری سنا دیں، بادشاہ کو بہت غصہ آیا لیکن وقتی طور پر برداشت کر گیا، چند دن کے بعد اس نے ایک سپاہی کے ہاتھ کوئی پیغام بھیجا، ملاں جیون اس وقت حدیث شریف کا درس دے رہے تھے انہوں نے سپاہی کے آنے کی پرواہ تک نہ کی اور درس حدیث جاری رکھا، درس کے اختتام پر سپاہی کی بات سنی، سپاہی اپنے دل میں پیچ و تاب کھاتا رہا کہ میں بادشاہ کا قاصد ہوں اور ملا جیون نے تو مجھے گھاس تک نہ ڈالی، چنانچہ اس نے واپس جا کر بادشاہ کو خوب اشتعال دلایا کہ میں ملا جیون کے پاس آپ کا قاصد بن کر گیا تھا۔

انہوں نے مجھے کھڑا کیے رکھا اور پرواہ ہی نہ کی، مجھے لگتا ہے اس کو اپنے شاگردوں کی

کثرت پر بڑا ناز ہے، ایسا نہ ہو کہ کسی دن آپ کے خلاف بغاوت کر دے، بادشاہ نے ملاجیون کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا، بادشاہ کے بیٹے ملاجیون کے شاگرد تھے انہوں نے یہ بات سنی تو اپنے استاد کو بتادی، ملاجیون نے یہ سن کر وضو کیا اور تسبیح لے کر مصلے پر بیٹھ گئے کہ اگر بادشاہ کی طرف سے سپاہی آئیں گے تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر معاملہ پیش کریں گے، شہزادے نے یہ صورت حال دیکھی تو بادشاہ کو جا کر بتایا کہ ملاجیون نے وضو کرلیا ہے اور وہ مصلے پر دعا کرنے کے لئے بیٹھ گئے ہیں، بادشاہ کے سر پر اس وقت تاج نہ تھا، وہ ننگے سر، ننگے پاؤں دوڑا اور ملاجیون کے پاس آ کر معافی مانگی اور کہنے لگا ''حضرت! اگر آپ کے ہاتھ اٹھ گئے تو میری آئندہ نسل تباہ ہو جائے گی'' ملاجیون نے اسے معاف کر دیا۔

وضوء سے جسمانی بیماریوں کا علاج

ریڑھ کی ہڈی کی بیماری سے تحفظ: بلجیئم کی یونیورسٹی کے طالب علم نے سوال کیا کہ وضو میں کیا کیا سائنسی حکمتیں ہیں سب لاجواب رہے حتیٰ کہ ایک عالم بھی لاجواب رہے کچھ لوگوں نے اس کو وضو کی کافی خوبیاں ذکر کیں وہ طالب ان سے پوچھنے لگا کہ گردن کے مسح کی کیا حکمت ہے؟ وہ بھی نہ بتا سکے بالآخر کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ آیا اور اس نے خود بتایا کہ ہمارے پروفیسر صاحب نے دوران لیکچر بتایا ہے کہ اگر گردن کی پشت اور اطراف پر روزانہ پانی کے چند قطرے لگے رہتے ہیں تو ریڑھ کی ہڈی اور حرام مغز کی خرابی سے پیدا ہونے والے امراض سے بچاؤ ہو جاتا ہے چنانچہ وہ طالب کہتا ہے میرے قبول اسلام کا یہی سبب بنا۔

ڈپریشن: نیز مغربی جرمنی کے سیمینار میں ایک ڈاکٹر نے اپنے مقالہ میں حیرت انگیز انکشاف کیا کہ میں نے ڈپریشن کے چند مریضوں کو روزانہ پانچ دفعہ منہ دھلایا کچھ عرصہ بعد ان کی بیماری کم ہوگئی پھر مریضوں کے دوسرے گروپ کو روزانہ ہاتھ پاؤں دھلاتا تو ان کی بیماری میں بہت زیادہ فرق پڑ گیا، یہی ڈاکٹر مقالہ کے آخر میں اقرار کرتا ہے کہ مسلمانوں میں وضو کی وجہ سے مایوسی کا مرض کم پایا جاتا ہے۔

بلڈ پریشر کا علاج: ایک ہارٹ اسپیشلسٹ کا بڑے وثوق سے کہنا ہے بلڈ پریشر کے

مریض کو وضو کرائیں تو دوبارہ چیک کرنے پر لازماً کم ہوگا۔

فالج کی روک تھام: وضو میں بالترتیب اعضاء دھونے سے جسم کا اعصابی نظام مطلع ہوتا ہے، پھر چہرے دماغ کی رگوں کو آہستہ آہستہ اثرات پہنچتے ہیں جس میں فالج کی روک تھام کا انتظام قدرت نے دکھایا ہے۔

منہ ناک کی بیماریوں سے تحفظ: مسواک سے حافظہ قوی معدہ درست منہ کے چھالوں سے نجات، کھانا ہضم، بلغم دور نظر تیز بڑھاپا لیٹ ہوجاتا ہے۔

جراثیم سے تحفظ: ہاتھ دھونے سے جراثیم اور مختلف بیماریاں دور ہوتی ہیں۔

منہ کا تحفظ: کلی کرنے سے صفائی ہوتی ہے اور منہ کے کنارے پھٹنے سے محفوظ رہتے ہیں نیز چھالے نہیں پڑتے۔

ناک کا تحفظ: ناک میں پانی ڈالنے سے صفائی ہوجاتی ہے اور ناک میں اندرونی غیر مرئی روؤں کی کارکردگی کو تقویت پہنچتی ہے اور بہت سی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔

جلدی امراض سے تحفظ: چہرہ دھونے سے منہ پر کیل نہیں نکلتے یا کم نکلتے ہیں نیز امریکن کونسل فار بیوٹی کی ممبر خاتون نے کہا ہے کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی ضرورت نہیں وضوء سے ان کا چہرہ دھل کر کئی بیماریوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

نظر کا تحفظ: آنکھیں دھلنے سے کئی خطرناک بیماریوں سے بندہ بچا رہتا ہے ایک یورپین ڈاکٹر نے اپنے مقالہ میں اس بات پر زور دیا ہے کہ آنکھوں کو دن میں کئی دفعہ دھوتے رہنا چاہئے ورنہ کئی خطرناک بیماریوں کا سامنا کرنا پڑے گا، نیز اندھاپن سے بھی تحفظ ہوجاتا ہے۔

دل وجگر کی تقویت: وضوء میں کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے دل جگر اور دماغ کو تقویت پہنچتی ہے۔

پاگل پن سے تحفظ: مسح کرنے سے تمام اعصابی نظام کو توانائی ملتی ہے اور پاگل پن سے نجات ملتی ہے۔

پاؤں کا تحفظ: پاؤں دھونے سے گرد وغبار اور جراثیم بہہ جاتے ہیں باقی ماندہ جراثیم پاؤں کی انگلیوں کے خلالوں سے نکل جاتے ہیں۔

جگر، معدہ مثانہ کا تحفظ: وضو کا بچا ہوا پانی پینا مستحب ہے اور باعث شفاء ہے جس سے پیشاب کی رکاوٹ دور ہوتی ہے۔ دوسرا ناجائز خواہش سے چھٹکارا ملتا ہے، تیسرا اثر یہ ہوتا

ہے کہ جگر معدہ اور مثانے کی گرمی دور ہوتی ہے۔

گناہوں کی معافی: دنیاوی چند فائدے آپ نے پڑھ لئے ایک دینی فائدہ بھی ذکر کیا جاتا ہے چھوٹے چھوٹے لاکھوں گناہوں کو فوراً مٹا دیا جاتا ہے، بڑے گناہ تو توبہ سے معاف ہوتے ہیں البتہ چھوٹے سب دھل جاتے ہیں اسی وجہ سے حدیث شریف میں ہے کہ وضوء کامل کیا کرو یعنی تمام سنتوں اور مستحبات کی رعایت رکھتے ہوئے وضو کیا کرو، نیز وضوء عبادت مقصود نہیں مقصود تو اس کے بعد والی عبادت (نماز وغیرہ) ہوتی ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ رب تعالیٰ غیر مقصودی عبادت سے اتنے دنیاوی اور اخروی فوائد دے رہے ہیں تو مقصودی عبادت جب بندہ ادا کرے تو کس قدر ثواب اور قرب درجات بن سکتے ہیں اس لئے نماز میں کبھی سستی نہ کرنی چاہئے۔

وضو کی سنتیں

وضو میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔

فرائض وضو: وضو میں صرف چار چیزیں فرض ہیں:

۱-ایک مرتبہ سارا منہ دھونا۔

۲-ایک ایک بار کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔

۳-ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ۴-ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

اتنا کرنے سے وضو ہو جائے گا لیکن سنت کے مطابق وضو کرنے سے وضو کامل ہوتا ہے اور زیادہ ثواب ملتا ہے۔

وضو میں اٹھارہ سنتیں: ان کو ادا کرنے سے کامل طریقہ سے وضو ہو جائے گا۔

۱-وضو کی نیت کرنا، مثلاً یہ کہ میں نماز کے صحیح ہونے کیلئے وضو کرتا ہوں (نسائی)

۲-بسم الله الرحمن الرحیم پڑھ کر وضو کرنا۔ اور وضو کے درمیان یہ دعا پڑھنا مسنون ہے: اللهم اغفرلی ذنبی و وسع لی فی داری و بارک لی فی رزقی۔(عمل الیوم واللیلۃ للنسائی)

۳- دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھونا۔ (ابوداؤد)

۴- مسواک کرنا اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملنا۔ (مراقی الفلاح)

۵- تین بار کلی کرنا، ۶- تین بار ناک میں پانی ڈالنا اور تین بار ناک چھینکنا، ۷- کلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا اگر روزہ نہ ہو (ابوداؤد)

۸- ہر عضو کو تین بار دھونا۔ (بخاری شریف)

۹- چہرہ دھوتے وقت ڈاڑھی کا خلال کرنا۔ (ابوداؤد)

فائدہ: ڈاڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین بار چہرہ دھونے کے بعد ہتھیلی میں پانی لے کر ٹھوڑی کے پاس تالو میں ڈالے اور ڈاڑھی کا خلال کرے اور کہے۔

ھکذا امر نی ربی (شامی)

۱۰- ہاتھوں اور پیروں کو دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا (ابوداؤد)

۱۱- ایک بار تمام سر کا مسح کرنا۔ (سعایہ)

۱۲- سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح کرنا۔ (نسائی)

۱۳- اعضاء وضو کو مل مل کر دھونا۔ (مراقی)

۱۴- پے در پے وضو کرنا۔ (ایضاً)

۱۵- ترتیب وار وضو کرنا۔ (ہدایہ جلد ۱)

۱۶- داہنی طرف سے پہلے دھونا۔ (بخاری)

۱۷- سر کے اگلے حصے سے مسح شروع کرنا۔ (بخاری)

۱۸- گردن کا مسح کرنا حلق کا مسح نہ کرے یہ بدعت ہے۔ وضو کے بعد کلمہ شہادت:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہٗ (مراقی) پڑھ کر یہ دعا پڑھیں:

اللھم اجعلنی من التوابین و اجعلنی من المتطھرین (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! تو مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں شامل فرما۔

فائدہ: اس دعا کے متعلق ملاعلی قاری نے فرمایا کہ وضو ظاہری طہارت ہے، اس دعا سے باطنی طہارت کی درخواست پیش کی گئی ہے کہ اول اختیاری تھی وہ ہم کر چکے ہیں اب آپ اپنی رحمت سے ہمارے باطن کو بھی پاک فرما دیجئے۔

وضو کا مندرجہ بالا طریقہ سنت کے مطابق ہے۔

باوضو رہنے کے فوائد

باوضو رہنے کی عادت رکھئے اس کے کئی فائدے ہیں:

☆ باوضو رہنے والا مقبول الدعوات ہو جاتا ہے۔

☆ اس کی موت آ گئی تو شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

☆ شیاطین کا تسلط اس پر نہیں ہوگا۔

☆ نماز اس کو تکبیر اولیٰ کے ساتھ مل جاتی ہے۔

☆ اس کی وجہ سے حکام مسخر ہو جاتے ہیں۔

☆ بات میں اثر ہو جاتا ہے چہرہ کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔

باوضو رہنا چاہئے اور یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے، آسان سی بات ہے، انسان ارادہ کرے تو ارادہ کے ساتھ ان کی امداد شامل حال ہو جاتی ہے (مومن کے لیل ونہار)

مسواک

یوں تو بالعموم دانتوں کو صاف رکھنا اور اجلا بنانا بڑے بڑے فوائد پر مبنی ہے مگر اس کے ساتھ یہ بات بھی نہایت ہی انسب اور عمدہ ہے کہ جب کسی عالی شان دربار میں جانا ہو تو قبل از حضور دربار ظاہری شکل و شباہت کا سنوارنا اور دانتوں کا صاف کرنا بھی بڑا ضروری ہے کیونکہ بات چیت کرنے کے وقت دانتوں کی زردی اور میل نظر پڑنے سے طبائع سلیمہ کو نفرت ہوتی ہے۔ پس احکم الحاکمین سے بڑھ کر کس کا دربار عالی شان ہوسکتا ہے۔ جس کے لئے یہ اہتمام کیا جائے کیونکہ ان اللہ جمیلٌ یحب الجمال یعنی اللہ تعالیٰ جمیل ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اعظم شعار اللہ یعنی نماز پڑھنے سے پہلے جیسے دیگر اعضاء سے میل کچیل صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے ایسے ہی دانتوں کے میل و مسوڑھوں کی عفونت کو رفع کرنا بھی مستحسن ہے یہی وجہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک کا استعمال کیا جاتا ہے۔

جب کوئی بندہ مالک الملک اور احکم الحاکمین کے دربار عالی میں حاضری اور نماز کے ذریعہ اس سے مخاطبت اور مناجات کا ارادہ کرے اور یہ سوچے کہ اس کی عظمت و کبریائی کا حق تو یہ ہے کہ مشک و گلاب سے اپنے دہن و زبان کو دھو کر اس کا نام نامی لیا جائے اور اس کے حضور میں کچھ عرض کیا جائے لیکن چونکہ اس مالک نے اپنی عنایت و رحمت سے صرف مسواک ہی کا حکم دیا ہے اس لئے میں مسواک کرتا ہوں۔ بہرحال جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے اس احساس اور ادب کے اس جذبہ سے نماز کے لئے مسواک کرے تو خدا کی خوشنودی و رضا حاصل ہوگی۔ اور یہ مسواک والی نماز اس نماز کے مقابلہ میں جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے۔

مسواک اور سائنس..... اطباء جدید و قدیم اس اصول پر متفق ہیں کہ اکثر

امراض جوانسانی صحت کے لئے مہلک ہیں دانتوں کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جتنی غذائیں انسان کے اندر جاتی ہیں پہلے انہیں دانتوں ہی سے واسطہ پڑتا ہے اب دانت اگر خراب ہوں گے یا مسوڑھوں میں پیپ یا گندا مواد جمع ہو تو ان کے جراثیمی اثرات غذا میں مخلط ہو کر اندر چلے جائیں گے۔ جن کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ وہ زہریلے جراثیم اندر جا کر امراض کا باعث بنیں گے۔ ان جراثیم سے بعض بعض ایسی مہلک بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں جو انسان کو ختم کر کے چھوڑتی ہیں۔

ڈاکٹر اے سی سلمن ایم ڈی لکھتے ہیں کہ دانت تندرستی کے لئے اس قدر مفید سمجھے جاتے ہیں کہ ان کی حالت صحت پر ایسا اثر ڈالتی ہے کہ یورپ کے ایک ملک میں فوج کے ہر سپاہی کے دانت اور دانت صاف کرنے کے برش کا معائنہ روزانہ اسی طرح ہوتا ہے جس طرح توپ اور بندوقوں کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ اسلام جو کہ ایک فطری مذہب ہے اس میں ایسی جامعیت ہے جس میں دین و دنیا کی تمام بھلائیاں سمٹ کر آ گئی ہیں۔ اسلام میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کر لیا کریں۔ مسواک ایک معمولی درخت کی جڑ و شاخ سے بنائی جاتی ہے۔ اس کی شکل بھی معمولی اور سادہ ہوتی ہے اور معمولی قیمت پر حاصل ہو جاتی ہے لیکن اس کے استعمال میں اتنے طبی فوائد جمع ہیں کہ عصر حاضر کے محققین ڈاکٹر بھی رائے دے چکے ہیں کہ اس لکڑی میں ایسا مادہ ہوتا ہے جس کے استعمال سے دانتوں کی جملہ امراض رفع ہو جاتی ہیں۔ اگر لوگ مسواک کے سادہ فطری طریقہ پر عمل کریں تو اخروی اجر کے علاوہ ہزاروں مہلک امراض سے بھی بچاؤ ہو سکتا ہے۔

مسواک وضو کی سنت یا نماز کی

مسواک حنفیوں کے نزدیک وضو کی سنت ہے اور شافعیوں کے نزدیک نماز کی سنت ہے۔ ان کے نزدیک ہر نماز کے لئے جدا جدا مسواک کرنا باعث ثواب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر مجھے امت پر ایک تنگی کا احساس نہ ہوتا تو میں

اپنی امت پر ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنا لازم کر دیتا۔ یعنی اس کے نہ کرنے سے مواخذہ ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب نماز پڑھنے والا مسواک کر کے نماز میں قرآن پڑھتا ہے تو فرشتے قرآن کے ہر الفاظ کو بڑی محبت سے سنتے ہیں۔ اور ان الفاظ کی نورانی تجلی کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

بحرالرائق شرح کنز الدقائق میں شیخ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں کہ مسواک نرم ہونی چاہئے مگر ایسی نرم بھی نہیں کہ اس سے مقصد حاصل نہ ہو سکے۔ اور مسواک ایک بالشت ہونی چاہئے اور کڑوے درخت سے ہو (ہکذا فی فتح القدیر)

مطلب یہ ہے کہ مسواک ایسی خشک اور سخت لکڑی کی نہ ہو جو دانتوں کو نقصان پہنچائے اور نہ ایسی تر اور نرم کہ میل کو صاف نہ کر سکے بلکہ متوسط درجے کی ہو نہ بہت نرم اور نہ بہت سخت۔ زہریلے درخت کی بھی نہ ہو۔ پیلو یا زیتون یا کسی کڑوے درخت مثل نیم وغیرہ کے ہو تو بہتر ہے ورنہ جو میسر آ سکے لمبائی میں ایک بالشت ہونی چاہئے استعمال سے تراشتے تراشتے اگر کم ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ موٹائی میں انگوٹھے سے زیادہ نہ ہو بلکہ چھنگلیا کے برابر ہونی چاہئے۔

نیز شامی میں علامہ سید محمد امین عابدین بن عمر عابدین جو کہ ۱۱۹۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۱ ربیع الثانی ۱۲۵۲ھ میں ۵۴ سال کی عمر پا کر فوت ہو گئے اور دمشق باب الصغیر کے مقبرہ میں دفن ہوئے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں) مسواک کے متعلق ہدایات یوں فرماتے ہیں۔

مسواک سے متعلق ہدایات

(۱) مسواک کا دائیں ہاتھ سے پکڑنا' (۲) مسواک کا سیدھا ہونا (۳) گرہ دار نہ ہونا۔ (۴) نرم ہونا (۵) خنصر یعنی چھوٹی انگلی کے برابر موٹا ہونا (۶) ایک بالشت لمبا ہونا (۷) منہ کی چوڑائی میں مسواک کرنا (۸) موذی چیز سے مسواک کرنا مکروہ ہے۔ (۹) زہریلی چیز سے مسواک حرام ہے۔ (۱۰) اوپر نیچے مسواک نہ کرنی چاہئے یعنی پہلے اوپر کے دانتوں کے طول میں داہنی طرف مسواک کرے پھر بائیں طرف اسی طرح کرے پھر

نیچے کے دانتوں میں اسی طرح کرے اور ایک بار مسواک کرنے کے بعد مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑ دے اور از سر نو پانی سے دھوکر پھر کرے۔ اسی طرح تین بار کرے۔ اس کے بعد مسواک دھوکر دیوار وغیرہ سے کھڑی کر کے رکھ دے۔ زمین پر ویسے ہی نہ رکھے۔ دانتوں کے عرض میں مسواک نہ کرنی چاہئے۔ (۱۱) مسواک لیٹ کر نہ کرنی چاہئے کیونکہ اس سے تلی بڑھ جاتی ہے۔ (۱۲) مسواک مٹھی میں نہ پکڑنا چاہئے کیونکہ اس سے بواسیر کی مرض پیدا ہوتی ہے۔ (۱۳) مسواک کو چوسنا بھی نہ چاہئے کیونکہ اس سے بینائی کمزور ہوتی ہے۔ (۱۴) مسواک کر کے دھو لینا چاہئے تا کہ شیطان اسے استعمال نہ کرے۔ (۱۵) ایک بالشت سے زائد نہ ہو۔ ورنہ اس پر شیطان سواری کرتا ہے۔

مسواک کے فائدے

(۱) موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔
(۲) مسواک کی ہمیشگی سے کلمہ شہادت موت کے وقت نصیب ہوتا ہے۔
(۳) انسان جلدی بوڑھا نہیں ہوتا
(۴) قوت باصرہ تیز ہوتی ہے۔
(۵) پل صراط کی دشواری سہل ہوتی ہے۔
(۶) منہ پاک وصاف ہو جاتا ہے۔
(۷) اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔
(۸) ملائکہ خوش ہوتے ہیں۔
(۹) منہ کی بدبو دور ہوتی ہے۔
(۱۰) دانت صاف ہوتے ہیں اور مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔
(۱۱) طعام ہضم ہوتا ہے۔
(۱۲) بلغم ختم ہوتا ہے۔ اور بلغم ہی ام الامراض ہے۔
(۱۳) نماز کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔

(۱۴) قرآن پڑھنے کی راہ یعنی منہ پاک صاف ہوتا ہے۔

(۱۵) فصاحت بڑھتی ہے۔

(۱۶) معدہ قوی ہوتا ہے

(۱۷) شیطان کو رنج ہوتا ہے۔

(۱۸) حسانات یعنی اچھے افعال میں زیادتی ہوتی ہے

(۱۹) صفرا ختم ہوتا ہے۔

(۱۹) سر کی رگوں میں سکون اور دانتوں کے درد کو تسکین ہوتی ہے۔

(۲۰) موت کے وقت روح آسانی سے نکلتی ہے۔

(۲۱) مظاہر حق میں ایک حدیث کے ذیل میں مرقوم ہے کہ مسواک کرنے کے ستر فائدے ہیں۔ ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ کلمہ شہادت کو موت کے وقت یاد رکھے گا۔ اور افیون کھانے میں ستر نقصان ہیں۔ ادنیٰ نقصان یہ ہے کہ کلمہ شہادت کو موت کے وقت بھول جائیگا۔

احمد نے ابی امامہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لاتے تو مجھے مسواک کا حکم کرتے۔ میں اس بات سے ڈر گیا کہ میں اپنے منہ کی اگلی طرف چھیل ڈالوں۔ یعنی جبرائیل کے تاکید کرنے کے سبب سے مسواک کا بہت استعمال کرتا ہوں۔ مجھے اپنے منہ کے چھل جانے کا خوف ہوتا ہے۔ (مسند احمد)

مسواک کے بارہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بار بار یہ تاکید و وصیت دراصل اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے تھی اس کا خاص راز یہ تھا کہ جو ہستی اللہ تعالیٰ سے مخاطبہ اور مناجاۃ میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہو اور اللہ کا فرشتہ جس کے پاس بار بار آتا ہو اور اللہ کے پاک کلام کی تلاوت اور اس کی طرف دعوت جس کا خاص وظیفہ ہو اس کے لئے خاص طور سے ضروری ہے کہ وہ مسواک کا بہت زیادہ اہتمام کرے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی کبریائی و جبروت و عظمت اور شان کو سامنے رکھتے ہوئے حقیقت تو یہ ہے۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب   ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

مسواک کرنے کا طریقہ

جب مسواک کرنے لگیں تو مسواک کی لکڑی کو ایسے پکڑیں کہ آپ کی چھوٹی انگلی (خنصر) مسواک کے نیچے ہو اور باقی تین انگلیاں اوپر یعنی بنصر' وسطےٰ اور انگشت شہادت یہ تینوں درمیان والی انگلیاں مسواک کے اوپر رکھی جائیں اور ابہام یعنی انگوٹھا مسواک کے نیچے ہو۔ مسواک کے پکڑنے کا طریقہ پھر سمجھ لیجئے اس میں اکثر لوگ غلطی کھا جاتے ہیں۔ فقہ کی کتابوں میں مسواک کا طریقہ اس طرح مرقوم ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ میں اس طرح لے کہ مسواک کے ایک سرے کے قریب انگوٹھا اور دوسرے سرے کے نیچے اخیر کی انگلی اور درمیان میں اوپر کی جانب باقی تین انگلیاں رکھے اور مٹھی باندھ کر نہ پکڑے۔ مسواک کو اوپر نیچے نہ مارنا چاہئے تاکہ مسوڑھوں کا گوشت نہ اکھڑ جائے۔ ساتھ ہی یہ احتیاط بھی ملحوظ رکھیں کہ مسواک کو پہلے نرم کرلیں اور پانی سے دھولیں۔ جو منہ سے میل کچیل نکلے اسے باہر تھوکتے جائیں کیونکہ اس کا نگلنا مضر صحت ہے نیز مسواک صرف دانتوں کے باہر کے حصہ پر منحصر نہ رہنا چاہئے بلکہ مسواک کو اندر بھی لگائیں اور زبان بھی اس سے صاف کریں۔

غسل کا مسنون طریقہ

غسل کے فرض تین ہیں۔ (۱) اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے (۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔ (۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا اور پانی پہنچانا بالوں کی جڑ میں اگرچہ بال گھنے ہوں۔ اسی طرح پانی پہنچانا داڑھی کے بالوں کے اندر فرض ہے۔ ناف کا دھونا بھی فرض ہے۔ یہ سب چیزیں تیسری قسم یعنی سارے جسم کے دھونے میں شامل ہیں۔

عورت کا غسل بھی مثل غسل مرد کے ہے لیکن گوندھی ہوئی چوٹی کا کھولنا اور دھونا کچھ ضروری نہیں۔ جبکہ پانی بالوں کی جڑ میں پہنچ جائے۔ اگر بغیر کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو پانی میں بھگووے۔ اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک بال بھی

سوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہ پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ مرد کا حکم یہ ہے کہ اگر بال گوندھے ہوئے یا لٹکے ہوئے ہیں تو ان کا دھونا واجب ہے۔ (غنیۃ الفقہاء اور محیط)

اگر ناخن میں آٹا سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا یا آج کے رواج کے مطابق ناخن پالش کیا اور اسکے نیچے پانی نہیں پہنچا یا مسی کی دھڑی یعنی تہ ایسی جمائی ہے کہ اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو ان سب صورتوں میں غسل نہ ہوگا۔ وقت غسل شرمگاہ کا دھونا فرض ہے اگر چہ اس پر نجاست نہ ہو۔ غسل میں بدن ملنا گو فرض نہیں ہے مگر احتیاطاً جسم کو اچھی طرح مل لے تا کہ تمام بدن تر ہو جائے اور ہر بال کے نیچے کی جنابت بھی دور ہو جائے۔

غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ غسل کرنے والے کو چاہئے کہ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے۔ ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہئے۔ پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے۔ پھر وضو کرے۔ اگر غسل کرنے والا کسی چوکی یا پتھر وغیرہ پر بیٹھ کر غسل کرتا ہو تو وضو کرتے وقت پاؤں بھی دھولیوے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ۔ پاؤں بھر جائیں گے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے۔ پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے۔ پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر پھر تین مرتبہ بائیں کندھے پر پانی ڈالے۔ ایسے طور پر کہ سارے بدن پر پانی بہ جائے۔ پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آئے۔ اور پھر پاؤں دھووے۔ اور اگر وضو کے وقت پاؤں دھو لئے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔ سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لیوے تب پانی بہائے تا کہ سب جگہ اچھی طرح پانی پہنچ جائے۔ اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تو پھر سے نہانا واجب نہیں۔ بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اس کو دھولیوے لیکن فقط ہاتھ پھیرنا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا سا پانی لے کر اس جگہ بہانا چاہئے جنبی آدمی کو جس پر نہانا فرض ہے اسے غسل میں بڑی احتیاط برتنی چاہئے تا کہ کوئی فرض غسل کا رہ نہ جائے۔

تیمّم کی حکمت

بسا اوقات آدمی ایسی حالت اور کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے کہ غسل یا وضو کرنا اس کے لئے مضر ہوتا ہے۔ اسی طرح کبھی آدمی ایسی جگہ ہوتا ہے کہ غسل یا وضو کے لئے وہاں پانی ہی میسر نہیں ہوتا۔ ان حالات میں اگر بلا غسل اور بلا وضو یوں ہی نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جاتی تو اس کا ایک نقصان تو یہ ہوتا کہ ان اتفاقات سے طبیعتیں ترک طہارت کی عادی ہو جاتیں اور دوسرا اس سے بڑا ضرر یہ ہوتا کہ غسل اور وضو کی پابندی سے اللہ تعالیٰ کا دربار کی حاضری کا جو اہتمام محسوس ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اس حاضری کی عظمت اور اس کے تقدس کا جو تصور ذہن پر چھایا ہوا رہتا ہے وہ مجروح ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجبوری کے ایسے حالات میں تیمّم کو غسل اور وضو کا قائم مقام بنا دیا ہے۔ اب غسل اور وضو سے مجبور ہونے کے حالات میں جب آدمی نماز وغیرہ کے لئے تیمّم کا اہتمام کرے گا تو اس کی عادت اور اس کے ذہن پر ان شاء اللہ اس طرح کا کوئی غلط اثر نہیں پڑے گا۔

تیمّم یہ ہے کہ سطح زمین پر یا مٹی یا پتھر یا ریت جیسی کسی چیز پر یعنی جو ایسی چیزیں سطح زمین پر عموماً ہوتی ہیں ان میں سے کسی پر طہارت کی نیت سے ہاتھ مار کر وہ ہاتھ چہرے اور ہاتھوں پر پھیر لئے جائیں اس طرح بس ہاتھ پھیر لینے سے تیمّم ہو جاتا ہے۔ مٹی وغیرہ کا چہرے یا ہاتھوں پر لگنا ضروری نہیں ہے بلکہ اہتمام کرنا چاہئے کہ مٹی وغیرہ چہرے اور ہاتھوں پر نہ لگے۔

تیمّم کا طریقہ۔ تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ کو مل لیوے پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ملے۔ اگر اس کے گمان میں ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمّم نہ ہوگا۔ اس لئے انگوٹھی چھلے وغیرہ اتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جائے۔ انگلیوں میں خلال کر لیوے۔ جب یہ دونوں چیزیں کر لیں تو تیمّم ہو گیا۔

بہتر صورت تیمّم کی یہ ہے کہ پہلے نیت کرے تیمّم کی۔ اس واسطے کہ نیت تیمّم میں فرض ہے۔ تب دونوں ہاتھوں کو پاک زمین پر مارے ایک بار۔ اور مسح کرے تمام منہ کو بال جمنے

کی جگہ سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک۔ پھر دوسری بار دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے اور مسح کرے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اس طرح کہ پہلے بائیں ہاتھ کی وسطی انگلی اور بنصر (یعنی وہ انگلی جو چھنگلی اور بیچ والی انگلی کے درمیان ہے) اور خنصر (یعنی چھنگلی جو چھوٹی انگلی ہے) ان تینوں انگلیوں اور تھوڑی ہتھیلی سے داہنے ہاتھ کی پشت کو انگلیوں کے سر سے کہنیوں تک مسح کرے۔ تب داہنے ہاتھ کی دوسری طرف یعنی ہتھیلی والی طرف کو انگوٹھے اور انگشت شہادت سے مسح کرے۔ انگلیوں کے سر تک۔ پھر اسی طرح سے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو مسح کرے۔ اس تیمم میں یہی تین فرض ہیں یعنی نیت کرنا اور منہ کا مسح اور ہاتھوں کا مسح اور فقط دو بار ہاتھ مارنے کا حکم ہے۔ اور دوبارہ ہاتھ مارنا کفایت کرتا ہے۔ اگر ایک شخص کو نہانے کی حاجت ہو اور وضو بھی کرنا ہو تو دونوں کے واسطے ایک تیمم کافی ہے۔ مگر نیت دونوں کے واسطے کرے۔ اگر ایک ہی کے واسطے نیت کی تو دوسرے کا تیمم نہ ہوا۔ باقی مسائل فقہ کی کتابوں اور بہشتی زیور میں ملاحظہ کیجئے۔

تیمّم کی حکمت۔ تیمّم کی حکمت یہ ہے کہ غسل اور وضو میں پانی استعمال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجبوری کی حالت میں اس کی بجائے تیمّم کا حکم دیا۔ جس میں مٹی اور پتھر وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کی ایک حکمت تو بعض اہل تحقیق نے یہ بیان کی ہے کہ پوری زمین کے دو ہی حصے ہیں۔ ایک بڑے حصہ کی سطح پانی ہے اور دوسرے کی سطح مٹی و پتھر وغیرہ۔ اس لئے مٹی اور پانی میں خاص مناسبت ہے نیز انسان کی ابتدائی تخلیق بھی مٹی اور پانی ہی سے ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں مٹی ہی ایسی چیز ہے۔ جس کو انسان سمندر کے علاوہ ہر جگہ پا سکتا ہے اور مٹی کو ہاتھ لگا کر منہ پر پھیرتے ہیں۔ مٹی میں تذلل اور خاکساری کی بھی ایک خاص شان ہے چونکہ انسان کا آخری ٹھکانہ مٹی اور خاک ہی ہے۔ اور اس کو خاک ہی میں ملنا ہے اس لئے تیمّم میں موت اور قبر کی بھی یاد ہے۔

تیمّم گو ایک وجہ سے خلاف عقل ہے کیونکہ مٹی خود آلودہ ہے وہ نہ پلیدی اور نہ میل کو دور کرتی ہے اور نہ ہی بدن اور کپڑے کو پاک کر سکتی ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عالم کی ہر چیز کو مٹی اور پانی سے پیدا کیا۔ ہماری سرشت کی اصل یہی

دونوں چیزیں ہیں جن سے ہمارا نشو ونما اور ہماری تقویت و غذا ہوتی ہے جس کا ہم کو مشاہدہ بھی ہو رہا ہے۔ پس جبکہ خدا نے اس مٹی اور پانی کو ہماری نشو ونما وتقویت و غذا کے اسباب ٹھہرائے تو ہمارے پاک اور ستھرا ہونے کے لئے اور عبادت میں مدد لینے کے لئے بھی انہی کو وضع فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ مٹی وہ اصل چیز ہے جس سے بنی آدم وغیرہ کی پیدائش ہوئی ہے۔ ادھر پانی ہر چیز کی زندگی کا باعث ہے۔ الغرض اس عالم کی تمام اشیاء کی پیدائش کی اصل یہی دونوں چیزیں ہیں۔ مٹی اور پانی جن سے خدا نے اس عالم کو مرکب کیا ہے پس جبکہ ہماری پیدائش اور تقویت اور نشو ونما مٹی اور پانی سے ہوئی ہے تو جسمانی اور روحانی پاکی کے لئے بھی انہیں کو خدا نے لازم ٹھہرایا۔

تیمّم کا دو عضو سے مخصوص ہونا...... تیمّم دو اندAMوں یعنی ہاتھوں اور چہرہ کے ساتھ مخصوص ہونا اور پاؤں و سر پر تیمّم مشروع نہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ مٹی کا سر پر ڈالنا ناپسندیدہ و مکروہ امر شمار کیا جاتا ہے کیونکہ مٹی کا سر پر ڈالنا مصائب اور تکالیف کے وقت لوگوں میں مروج ہے۔ اس وجہ سے سر پر مٹی ملنا مشروع نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ امر عنداللہ وعندالناس مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔ اور تیمّم میں پیروں پر ہاتھ پھیرنے کا حکم اس لئے نہیں دیا گیا کہ پیر تو خود ہی گرد و غبار سے آلودہ رہتے ہیں۔ اور حکم ایسی چیز کا دیا جاتا ہے جو پہلے سے نہ پائی جاتی ہو تا کہ نفس میں اس کے کرنے سے تنبیہ پائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم باسرار دینہ۔

اذان کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ شیطان جب نماز کی پکار یعنی اذان سنتا ہے تو مقام روحاء کے برابر چلا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم)

تشریح: اللہ کی مخلوق میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو بعض دوسری چیزوں کے لئے نا قابل برداشت ہیں مثلاً اندھیرے کے لئے آفتاب نا قابل برداشت ہے۔ آفتاب کے نکلتے ہی اندھیرا کافور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سردی کے لئے آگ نا قابل برداشت ہے۔ جہاں آگ روشن کر دی جائے وہاں سے سردی دفع ہو جاتی ہے بس کچھ یہی حال شیطان کا اذان کی پکار سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جیسے ہی وہ اس کو سنتا ہے اتنی دور چلا جاتا ہے جتنی دور مدینہ سے مقام روحاء ہے۔

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ روحاء مدینہ سے ۳۶ میل دور ہے حدیث کی روح یہ ہے کہ اذان جو توحید اور ایمان کی پکار ہے جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کو نہایت محبوب ہے اور اس کے اچھے بندے اس کو سن کر مسجدوں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ اسی طرح شیطان مردود کے لئے اذان کی آواز گویا بم کا گولہ ہے۔ جہاں اللہ کے منادی نے اذان شروع کی وہ اس سے ایسا بھاگتا ہے جیسے آفتاب سے اندھیرا کافور ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اذان کہنے والے قیامت کے دن دوسرے سب لوگوں کے مقابلے میں دراز گردن یعنی سربلند ہوں گے۔ (صحیح مسلم)

آواز مؤذن...... مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے جو اذان کو سنتا ہے وہ قیامت

میں اس موذن کے لئے شہادت دے گا۔ جو شخص جنگل میں اپنی بکریاں چراتا ہو اور اذان کا وقت آ جائے تو بلند آواز سے اذان کہے کیونکہ جہاں تک اس کی آواز جائے گی قیامت میں وہ تمام چیزیں اس کے لئے گواہ ہوں گی۔ (بخاری شریف)

موذن کی بخشش اور مغفرت اس کی درازیٔ آواز کے موافق ہے ہر خشک و تر اس کی مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ (احمد)

اذان پر ساٹھ نیکیاں اور اقامت پر تیس نیکیاں ملتی ہیں (حاکم)

ارشاد نبوی ہے کہ جس نے اذان سن کر مجھ پر درود بھیجا اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ اور مقام محمود طلب کیا تو اس پر میری شفاعت حلال ہو گئی (مسلم شریف)

فرمایا جو شخص موذن کے جواب میں وہی الفاظ دہراتا ہے یعنی اذان کے الفاظ لیکن **حی علی الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** کے جواب میں **لاحول و لا قوۃ الا باللہ** (برائی سے بچنے اور نیکی کی طرف مائل ہونے کی طاقت بغیر خدا کی مدد کے نہیں) کہتا ہے تو یہ شخص جنت میں جائے گا (مسلم شریف)

فرمایا دو وقت ایسے ہیں جس میں کسی دعا مانگنے والے کی دعا رد نہیں ہوتی ایک جب موذن تکبیر شروع کرے اور نماز کے لئے صفیں سیدھی ہو رہی ہوں دوسرے جہاد کی صف میں۔ (ابن حبان)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اذان کہنے والے اور تلبیہ پڑھنے والے اپنی قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ اذان کہنے والے اذان پکارتے ہوں گے اور تلبیہ (جو حج اور عمرہ کرنے والوں کا خاص ذکر اور گویا ترانہ ہے) پڑھنے والے تلبیہ کی صدا بلند کرتے ہوں گے (معجم اوسط للطبرانی)

فضیلت اذان کا راز...... اذان اور موذنوں کی جو غیر معمولی فضیلتیں ان حدیثوں میں بیان فرمائی گئی ہیں ان کا راز یہی ہے کہ اذان ایمان و اسلام کا شعار اور اپنے معنیٰ و ترتیب کے لحاظ سے دین کی نہایت بلیغ اور جامع دعوت و پکار ہے۔ اور موذن اس کا داعی اور گویا اللہ تعالیٰ کا نقیب اور منادی ہے۔

افسوس آج ہم مسلمانوں نے اس حقیقت کو بالکل بھلا دیا ہے اور اذان کہنا ایک

حقیر پیشہ بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عظیم ترین اجتماعی گناہ کو معاف فرمائے اور توبہ واصلاح کی ہمیں توفیق دے۔

یادرکھئے اذان کے دو پہلو ہیں یا کہنا چاہئے کہ اذان دو حیثیتوں کی جامع ہے۔

ایک یہ کہ وہ نماز باجماعت کا اعلان اور بلاوا ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ ایمان کی دعوت وپکار اور دین حق کا منشور ہے۔

پہلی حیثیت سے اذان سننے والے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اذان کی آواز سنتے ہی نماز میں شرکت کے لئے تیار ہو جائے اور ایسے وقت مسجد میں پہنچ جائے کہ جماعت میں شریک ہو سکے۔

دوسری حیثیت سے ہر مسلمان کو حکم ہے کہ وہ اذان سنتے وقت اس ایمانی دعوت کے ہر جزو اور ہر کلمے کی اور اس آسمانی منشور کی ہر دفعہ کی اپنے دل اور اپنی زبان سے تصدیق کرے اور اس طرح پوری اسلامی آبادی ہر اذان کے وقت اپنے ایمانی عہد و میثاق کی تجدید کیا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کا جواب دینے کی اور اس کے بعد کی دعا میں پھر کلمہ شہادت پڑھنے کی اور اپنے ارشادات میں جو تعلیم و ترغیب دی ہے اس کی خاص حکمت یہی ہے واللہ اعلم۔ اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اذان کا جواب جو بظاہر ایک معمولی سا عمل ہے اس پر داخلہ جنت کی بشارت کا کیا راز ہے؟

اذان کا جواب

فرمائش رسول صلی اللہ علیہ وسلم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کیلئے بیشمار دعائیں فرمائی ہیں البتہ ایک دعا کی فرمائش امت سے کی ہے کہ وہ دعا میرے لئے کرو اور یہی وہ دعا ہے جو اذان کے بعد کی جاتی ہے، یہ ہمارے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش ہے، اس کا بہت اہتمام کرنا چاہئے ان کے احسانات کا شکر تو ہم عمر بھی ادا نہیں کر سکتے، لیکن یہ امن کی محبت کا ادنیٰ حق ہے جسے ادا کرنا ہمارے لئے بڑی سعادت ہے۔ (البلاغ عارفی نمبر)

اذان کے بعد کی دعا: اذان ختم ہونے کے بعد اول درود شریف پڑھے پھر حسب ذیل دعاء

وسیلہ پڑھے: اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَاماً مَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ.

شفاعت کی دولت: حدیث شریف میں ہے جو کوئی میرے لئے وسیلہ کی دعا (مذکورہ بالا دعاء) مانگے وہ میری شفاعت کا ضرور مستحق ہوگا۔

اذان کا جواب: جب مؤذن کی اذان سنے تو جو کلمات مؤذن کہتا جائے خود بھی وہی کلمات اذان کہتا جائے، **حی علی الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** کے جواب میں **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کہے۔ (حصن حصین)

اذان کے جواب کا اجر و ثواب: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص دل سے اذان کا جواب دے گا جنت میں داخل ہوگا۔ (حصن حصین)

علامہ منذریؒ نے الترغیب میں ایک روایت نقل کی ہے جس میں اذان کا جواب دینے والے کو اذان کے ہر حرف پر ایک ہزار نیکیاں ملنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ (البلاغ بابت جون ۱۹۸۱ء ص ۶۱)

مغفرت کاملہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مؤذن کو **اشھد ان لا الہ الا اللہ** کہتے ہوئے سنا اور اس کے جواب میں یہ دعا پڑھی اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، دعا یہ ہے اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیاً وَّ رَسُوْلاً. (نجات المسلمین ص ۱۸)

پریشانیوں سے نجات کا نسخہ: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص کسی مصیبت یا سختی میں گرفتار ہو اسے چاہئے کہ اذان کے وقت کا منتظر رہے اور اذان کا جواب دینے کے بعد (مذکور ذیل) دعا پڑھے اور اس کے بعد اپنی حاجت اور کشائش کی دعاء کرے اس کی دعاء ضرور قبول ہوگی۔ (دعاء یہ ہے)

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ الْمُسْتَجَابُ لَھَا دَعْوَۃَ الْحَقِّ وَکَلِمَۃَ التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلَیْھَا وَابْعَثْنَا عَلَیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِیَارِ اَھْلِھَا اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتاً. (حصن حصین ص ۱۱۸)

قبولیت دعا کا وقت: اذان کے بعد دعاء کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے جب ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنے لئے دعاء کی فرمائش کی، لہٰذا اس وقت کو بہت غنیمت جاننا چاہئے اس دعاء کے فوراً بعد اپنے لئے بھی دعا کر لینی چاہئے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں ہماری یہ دعا بھی قبول ہو جائیگی۔ (ابلاغ عارفی)

اذان کے وقت خاموش رہنا: حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ اذان کے وقت خود بھی کلام نہیں کرتی تھیں اور دوسروں کو بھی نہیں بولنے دیتی تھیں۔ (مجالس مفتی اعظم پاکستان)

ایک جاہل عورت مرنے کے وقت کچھ کلمات بول رہی تھی ایک مولوی صاحب نے سنا تو اس کی زبان سے یہ کلمات ادا ہو رہے تھے ان ھذین الرجلین یقولان ادخل الجنۃ یہ دو آدمی کہہ رہے ہیں کہ تو جنت میں داخل ہو جا، مولوی صاحب حیرت میں رہ گئے کہ یہ تو بالکل بے عمل تھی لوگوں نے بتلایا کہ جب اذان ہوتی تھی تو یہ سب کام چھوڑ دیتی اور اذان کی طرف متوجہ ہو کر سنتی تھی، دوسروں کو بھی اس وقت بولنے نہیں دیتی تھی، مولوی صاحب نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نام کی یہ عزت کرنا ہی اس کے کام آگیا، جس نے دوسری ساری برائیوں پر پانی پھیر دیا۔

لمحۂ فکریہ: اذان کے مختصر سے عمل کے ساتھ کتنے فضائل وابستہ ہیں لیکن ہم ایسی غفلت میں مبتلا ہیں کہ نہ ہی اذان کا جواب دیتے ہیں اور نہ ہی دعائے وسیلہ پڑھنے کا اہتمام ہوتا ہے بلکہ عین اذان کے وقت بھی دنیاوی کاموں اور گفتگو میں مصروف ہوتے ہیں، حالانکہ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی تلاوت بھی کر رہا ہو تو تلاوت کو مؤخر کر کے اذان کا جواب دے، پھر بعد میں تلاوت شروع کرے، لہٰذا آئندہ سے ہم بھی ان فضائل کو حاصل کرنے کا اہتمام کریں۔

اذان کی اہمیت

اذان نماز کی دعوت اور اسلام کا پیغام ہے، احادیث میں اذان دینے والے کے فضائل بھی بتلائے گئے ہیں، لیکن جس طرح دنیا کا اصول ہے کہ ہر کام پہلے سیکھنا پڑتا ہے، تب آدمی اس شعبہ میں صحیح خدمات سرانجام دے کر ہی اس کے نتائج سے بہرہ ور ہو سکتا ہے،

اسی طرح ضروری ہے کہ جن حضرات کو اذان دینے کی سعادت حاصل ہو وہ اذان و اقامت کا طریقہ بھی کسی عالم سے ضرور سیکھ کر مؤذن کے منصب کو سنبھالیں۔

مسلمان پانچ وقت اپنے رب کے حضور میں جا کر حاضری دیتے ہیں اس سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں اپنی عاجزی اور مسکنت کا اظہار کرتے ہوئے اس کے سامنے جھکتے اور سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اس عبادت کے لئے بلانے کا طریقہ اذان ہے، اذان کا طریقہ اور اس کی فضیلت درج ذیل ہے۔

١- اذان کا طریقہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مؤذن بلالؓ سے فرمایا کہ جب تم اذان دو تو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر دیا کرو، یعنی ہر کلمہ پر سانس توڑ دو اور وقفہ کیا کرو اور جب اقامت کہا کرو تو جلدی کیا کرو اور اپنی آذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ کیا کرو کہ جو شخص کھانے پینے میں مشغول ہے وہ فارغ ہو جائے اور جس کو استنجا کا تقاضا ہے وہ اپنی ضرورت سے فارغ ہو جائے اور کھڑے نہ ہوا کرو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔ (جامع ترمذی)

حضرت سعد قرظؓ جو مسجد قباء میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے مؤذن تھے ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان کہتے وقت اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دے لیا کرو کہ ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہو جائے گی۔ (ابن ماجہ)

٢- اقامت کا حق: حضرت زیادہ بن حارثؓ سے روایت ہے ایک دفعہ فجر کی نماز کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ تم اذان کہو جب میں نے اذان دی تو اس کے بعد اقامت کہنے کا وقت آیا تو بلالؓ نے ارادہ کیا کہ اقامت وہ کہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔ (ترمذی)

٣- اذان کا جواب دو: مؤذن کے تمام الفاظ کو دہرانا چاہئے لیکن **حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح** کے جواب میں **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کہا جائے اور فجر کی اذان میں **الصلوٰۃ خیر من النوم** کے جواب میں **صدقت و بررت** کہا جائے ان مواقع پر مؤذن کے الفاظ نہ

دہرائے جائیں، بلکہ ان کی جگہ مذکورہ بالا الفاظ کہے جائیں، اقامت میں بھی مذکورہ بالا طریقہ پر وہی الفاظ دہرائے جائیں قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں اقامها الله و ادامها کہا جائے اذان ختم ہونے پر درود شریف پڑھے پھر مسنون دعا پڑھے، پھر اس کے بعد اپنے لئے دعا کرے، اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا طلب گار ہو تو آدمی کی دعا قبول ہوگی۔ (زادالمعاد)

اذان کے متعلق مسائل

۱- مؤذن کو بلند آواز ہونا چاہئے۔ ۲- اقامت مسجد کے اندر ہونی چاہئے۔

۳- آذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔

۴- اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنے چاہئیں اور اقامت کو جلد ادا کرنا سنت ہے۔

۵- اذان اور اقامت قبلہ رخ کہنا سنت ہے۔

۶- اذان میں حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں اور بائیں منہ پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی مثلاً نومولود کے کان میں اذان کہنا لیکن سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھیرنے چاہئیں۔

۷- اذان کے الفاظ ترتیب وار کہنا ضروری ہیں۔

۸- اگر کوئی آدمی اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً جواب نہ دے اور اذان کے بعد خیال آئے یا جواب دینے کا ارادہ کرے تو ایسی صورت میں اگر زیادہ وقت نہ گزرا ہو تو جواب دیدے۔

اذان ...... ایک عظیم الشان اعلان

دنیا کے نقشہ کو دیکھیں، اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرہ ارض کے مشرق میں واقع ہے، یہ ملک بے شمار جزیروں پر مشتمل ہے جن میں ''جاوا'' ''سماترا'' ''بورینو'' اور ''سلیبز'' مشہور جزیرے ہیں، طلوع سحر سلیبز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے، وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں، طلوع سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے اور ہزاروں مؤذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد جکارتہ کے موذنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے، جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماترا میں شروع ہو جاتا ہے اور سماترا کے بعد مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں، ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے، جکارتہ سے اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے۔

بنگلہ دیش میں بھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سرینگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں، دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے، سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے، سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی، اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے، اس عرصہ میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔

پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹہ کا فرق ہے، اسی عرصہ میں اذانیں حجاز مقدس، یمن عرب امارات کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔

بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے، اسی دوران شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی رہتی ہیں اسکندریہ اور استنبول میں اذانیں بلند ہوتی رہتی ہیں، اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول وعرض پر واقع ہیں، مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے، اس دوران ترکی میں صدائے توحید و رسالت بلند ہوتی ہے، اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا فاصلہ ہے اس عرصہ میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا

ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں مغرب کا وقت ہو جاتا ہے، مغرب کی اذانیں سلیبز سے بمشکل سماترا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے، جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، اس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔

کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ کرہ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گذرتا کہ جس وقت ہزاروں لاکھوں موذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں، ان شاء اللہ پروردگار عالم کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کا یہ عظیم الشان اعلان قیامت کی صبح تک اسی طرح جاری رہے گا۔ (بحوالہ تاریخی جواہر پارے)

ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ جامعہ خیر المدارس ملتان تشریف لائے۔ مغرب کی نماز جامعہ میں ادا فرمائی اس دوران آپ رحمہ اللہ جامعہ کے مؤذن صاحب کی اذان وتکبیر سن چکے تھے۔ عشاء کے بعد حضرت کا اصلاحی بیان تھا۔ بیان سے پہلے جامعہ کے مؤذن صاحب کو بلایا اور علماء کرام کی موجودگی میں انہیں۔ اذان اور تکبیر کا مسنون طریقہ سمجھایا اور علماء کے اطمینان کے لئے دُرمختار کا حوالہ دیا۔ آپ کے بیان سے قبل جامعہ کے ایک بے ریش طالب علم نے نعت پیش کی۔ آپ رحمہ اللہ نے وعظ کے دوران اس پر نکیر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بے ریش لڑکا عورت کے حکم میں ہے۔ اس لئے عام مجمعوں میں اس سے نعت پڑھوانا مناسب نہیں۔ اہل علم کو ان مسائل کا اہتمام کرنا چاہئے۔ غرض یہ کہ حضرت والا کی پوری زندگی سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی اور آپ رحمہ اللہ سنت ہی کے داعی و مناد تھے۔ بارگاہ اشرفی کے یہ مہر و ماہ اور درخشندہ ستارے ایک سے بڑھ کر ایک تابناک اور روشن تھے جن سے ہزار ہا انسانوں کو معرفت وروحانیت کی روشنی اور ہدایت کا نور نصیب ہوا۔ حضرت والا کے دامن فیض سے بھی بے شمار علماء وفضلاء محدثین مفسرین خواص وعوام سب مستفید ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ کا دائرہ فیض برصغیر سے باہر تک وسیع ہے۔ (مسافران آخرت)

نماز کی ضرورت واہمیت

نماز بہشت کی کنجی ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز بہشت کی کنجی ہے۔(احمد) اور نماز کی کنجی وضو ہے۔ یعنی جیسے مقفل دروازہ بغیر کنجی کے نہیں کھلتا ویسے ہی آدمی بغیر نماز کے بہشت میں نہیں جا سکتا۔ اس حدیث میں محافظت نماز پر مبالغہ ہے گویا نماز حکم ایمان میں ہے کہ بغیر اس کے بہشت میں جانا میسر نہیں ہوتا۔ پس اسے اچھی طرح ادا کرنا چاہئے اور کبھی بھی ترک نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ دخول جنت کا سبب ہے۔(مظاہر حق)

صلوٰۃ کا معنیٰ

صلوٰۃ کا لفظ عربی میں کئی معنیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کلام جاہلیت میں یہ لفظ دعا کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ گو صلوٰۃ صرف دعا کو کہتے ہیں لیکن دینی اصطلاح نے ایک مخصوص انداز دعا کا نام رکھ دیا۔ جیسے جہاد کا لفظ محض سعی و کوشش کے لئے موضوع تھا لیکن اصطلاح نے ایک تخصیص سعی کی شان پیدا کر دی اسی طرح رکوع کے معنیٰ صرف جھکنے کے تھے۔ لیکن اصطلاح نے ایک خاص قسم کے جھکنے کی تخصیص کر دی۔

قرآن کریم میں صلوٰۃ کا لفظ جہاں کہیں آیا ہے اقامت کے صیغوں کے ساتھ آیا ہے اور عربی میں اقامت کے معنیٰ یہ ہیں کہ کسی کام کو اس کی تمام و کمال شرائط و حدود کے ساتھ انجام دیا جائے۔ نماز قائم کرنے کے معنیٰ رکوع وسجود اور تلاوت وخشوع کے حق سے نہایت مکمل طریق پر سبکدوش ہونے اور نماز کی غایت کی جانب اچھی طرح توجہ کرنے کے ہیں

یعنی ایک مسلمان کے لئے صرف نماز پڑھنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ نماز کے اغراض و غایات کی تکمیل بھی ضروری ہے۔ قرآن کہیں بھی رسمی نماز ادا کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ وہ تکمیل حدود کا خواستگار ہے اور صاف کہہ رہا ہے کہ بغیر اس تکمیل کے نماز، نماز ہی نہیں۔

نماز کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے حضور میں قلب و قالب اور قول و عمل سے ایک خاص طریقے پر اپنی بندگی و نیازمندی کا اظہار اور اس کی بے نہایت عظمت و جلالت کے سامنے اپنے انتہائی تذلل اور فروتنی کا مظاہرہ ہے۔ غایت محبت اور نہایت تعظیم و اجلال کے ساتھ انتہائی تذلل کا نام عبادت ہے گویا کہ شرعاً عبادت کے معنیٰ غایت تذلل یعنی ایسی انتہائی ذلت اختیار کرنے کے ہیں جس کے آگے عاجزی و ذلت کا کوئی درجہ ہی باقی نہ رہے چنانچہ وہ فعل جس سے سرتاپا نیازمندی عبودیت کیسی؟' بے بسی و بے چارگی اور انتہائی ذلت و خواری کے سوا اور کوئی چیز ہی ظاہر نہ ہو تو وہ صرف نماز ہے کیونکہ نماز کے اندر دو ہی بنیادی چیزیں ہیں ایک اذکار جو زبان سے متعلق ہیں اور دوسرے ہیئات جو اعضاء و بدن اور جوارح سے متعلق ہیں۔ سو اذکار میں ثناء یعنی سُبۡحٰنَکَ اللّٰھُمَّ سے لے کر فاتحہ و سورۃ تک۔ پھر تسبیحات سے لے کر التحیات تک اپنی عبدیت اور غلامی یا اللہ کی عظمت و برتری کے سوا اور کسی چیز کا بیان ہی نہیں ہوتا اور ہیئات کے لحاظ سے دیکھو تو نیازمندانہ طور پر سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ پھر رکوع میں جھکنا اور آخر کار اپنی سب سے زیادہ باعزت چیز ناک اور پیشانی کو اپنے معبود کے سامنے خاک پر ٹیک دینا اور اس کی عزت مطلقہ کے سامنے اپنی ذلت مطلقہ کا عملاً و ہیئتاً اعتراف کرنا بندگی اور غلامی محض نہیں تو اور کیا ہے؟ چنانچہ جب کسی کی انتہائی ذلت اور رسوائی ہو جاتی ہے تو کہا کرتے ہیں کہ فلاں شخص کی ناک کٹ گئی۔ یا فلاں کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا۔ حقیقی طور پر عبادت کہلائے جانے کی مستحق ہے تو وہ صرف نماز ہی ہو سکتی ہے۔

غرضیکہ صلوٰۃ کے لفظی معنی دعا کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں ایک مخصوص ہیئت کی معروف عبادت کا نام ہے اور یہ نام بھی اسی لئے پڑا کہ دعا ہی اس عبادت کا جزو اعظم ہے۔

الصلوٰۃ التی ھی العبادۃ المخصوصۃ الصلھا الدعاء (راغب)

محققین نے کہا ہے کہ نماز تو یکسر دعا ہے۔ دعا زبان سے بھی' دل سے بھی اور اعضاء ظاہری سے بھی۔ یعنی نماز دعا قولی' دعا قلبی اور دعا فعلی کا مجموعہ ہے۔

اقامت الصلوٰۃ میں نماز کی تکمیل صوری و معنوی ہر طرح کی آ گئی۔ کسی شے کی اقامت کرنے کے معنیٰ ہی عربی میں یہ ہوتے ہیں کہ اسے اس طرح ادا کیا جائے جو اس کا حق ہے۔

اقامۃ الشئی توفیۃ حقہ (راغب)

اعمال سے دنیاوی منافع مقصود نہیں

نماز کے متعلق اب جبکہ دینی فوائد و اسرار بیان ہوں گے۔ تو ساتھ ہی کچھ دنیوی فوائد و اسرار بھی بیان کیے جائیں گے مثلاً آج کل ایک راز اور برکت نماز کی یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جماعت کی نماز سے اتفاق اور اجتماع ہوتا ہے۔ پانچوں نمازوں میں تو محلّہ کے لوگ جمع ہوتے ہیں پھر جمعہ میں شہر کے لوگ اور عیدین میں دیہات کے لوگ بھی شہر میں آ کر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور حج کے اندر مختلف ولایتوں کے لوگ ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ ان دنیاوی فوائد کو سن کر بعض آدمی دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ چونکہ یہ عبادات ایسی چیز ہیں کہ ان میں اتفاق و اتحاد کی رعایت رکھی گئی ہے۔ اس لئے یہ عبادات بنفسہا مقصود نہیں بلکہ بمصالحہا مقصود ہیں تو اس سے کسی وقت میں یہ نتیجہ بھی نکل سکتا ہے کہ اگر یہ اغراض اور فوائد اتفاق وغیرہ کے بدوں نماز کے حاصل ہو جاویں تو ان اعمال کی پھر کیا ضرورت ہے۔ تو اس سے الحاد کا باب بھی کھل سکتا ہے۔ اس لئے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ سب عبادات تو بنفسہا ہی مقصود ہیں ہاں وہ دوسری بات ہے کہ ان عبادات سے یہ مصالح و فوائد و منافع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی حج کی ترغیب دے اور کہے کہ حج کرنے سے ایسے ایسے منافع حاصل ہوتے ہیں کہ مکہ کی سیر ہوتی ہے۔ دریا' پہاڑ اور سمندر اور بہت سے شہر بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ مگر صاف صاف کہہ دے کہ یہ چیزیں اور یہ منافع مقصود ہرگز نہیں ہیں۔ مقصود تو اصلی رضاء حق ہے۔ وہ دوسری بات ہے کہ اس سے یہ منافع بھی حاصل

ہو جاتے ہیں۔ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اعمال پر جو مصالح و دنیاوی منافع مرتب ہوتے ہیں وہ قطعاً مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصود بنفسہا یہی اعمال ہیں خواہ یہ مصالح نہ بھی مرتب ہوں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ انسان اپنے جان و مال کو پورے اخلاص کے ساتھ حق تعالیٰ کے سپرد اس طرح کر دے کہ حق تعالیٰ ان میں جو بھی اور جس طرح بھی تصرف کرتے ہوئے حکم نافذ کریں انسان اس کی تعمیل کرے خواہ اس نفاذ اور حکم کا کوئی فائدہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے بلکہ اس کے الٹ فائدے کی بجائے اگر ظاہری نقصان کا بھی یقین ہو تو بھی اس نقصان کی پرواہ نہ کرے بلکہ وہی کہا جائے جس کا حکم مولیٰ جل شانہٗ کی طرف سے نافذ ہو چکا ہے۔ یہ ہے حقیقی اسلام۔ یہ ایک ضروری بات نقصان سے بچنے کے لئے کھول کر بیان کر دی گئی ہے۔

حکم شریعت کی حقارت پر سلب ایمان کا خدشہ

معتبر اکابر سے یہ واقعہ سنا ہے کہ ایک عالم کی قبر کسی ضرورت سے کھودی گئی جو مدینہ منورہ میں تھی تو اس میں ایک لڑکی کی نعش نکلی۔ دیکھنے والوں میں سے بعض اس لڑکی کو جانتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ یہ فلاں شہر کے عیسائی کی لڑکی ہے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں پہنچ کر اس کے ماں باپ سے اس لڑکی کا حال پوچھا اور قبر دریافت کی۔ انہوں نے قبر بھی بتائی اور یہ بھی بتایا کہ یہ دل سے مسلمان تھی۔ اور مدینہ منورہ میں مرنے کی خواہش رکھتی تھی چنانچہ اس کی قبر کھود کر دیکھی گئی تو اس میں اس عالم کی نعش نکلی جس کی قبر میں وہ لڑکی مدینہ منورہ میں دیکھی تھی۔ اس عالم کی بیوی سے ان کا عمل دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ بڑے نیک آدمی تھے البتہ یہ بات ضرور تھی کہ وہ یوں کہا کرتے تھے کہ عیسائی مذہب میں یہ بات بڑی آسانی کی ہے کہ ان کے یہاں جنابت کا غسل ضروری نہیں ہے۔ سو خیال فرمایئے کہ شریعت مطہرہ کے ایک حکم کو ہلکا اور ادنیٰ اور غیر ضروری سمجھنے کا وبال کہاں تک پہنچا۔ اللھم احفظنا۔ (مرنے کے بعد کیا ہوگا)

تنبیہ: خدائی احکام میں مین میکھ نکالنا یا کٹ حجتیاں کرنا یا مصالح اور علل کے در پے رہنا خداوند تعالیٰ ذوالجلال کی عظمت اور شان کے منافی ہے۔ رب العالمین کو رحمٰن و رحیم ماننے والے مسلمان کو کیا ہو گیا کہ وہ بھی بولیاں بولنے لگا۔

انہی کے دل کی یہ کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ خداوند احکم الحاکمین کو مشورہ دینے کی اور اس کے حکم میں ترمیم کرنے کی آپ میں جرأت بھی ہے اور جسارت بھی۔ یہاں تم سوال کرنے کے بھی اہل ہو اور جواب لینے کے بھی۔ چھوٹے چھوٹے حکام دنیا سے بات کرتے ہوئے ان کی عظمت اور حکومت کا تصور کرتے ہوئے تو آپ کی جان نکلتی ہے مگر ذی اقتدار خداوند حقیقی کے احکام میں کتر بیونت کرتے ہوئے آپ کی پیشانی پر خجالت کا پسینہ تک بھی نہیں آتا۔ ہم کون ہیں اس کو مشورہ دینے والے اور اس سے علل و مصالح پوچھنے والے؟ کیا ہم اس کے ملک میں ساجھی ہیں یا ہمارا اس کے ساتھ کوئی ناطہ ہے؟ ہم غلام کہلا کر کون ہیں اس کے حکم میں دخل دینے والے؟ کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ زمین اور آسمان جس ذات کے لئے ہے۔ ذرہ سے لے کر آفتاب تک جس کے لئے ہے یہ اس شہنشاہ ارض و سما کا حکم ہے جو اپنی ایک نگاہ مشیت سے تمام نظام ارضین و سمٰوٰت کو الٹ سکتا ہے۔

نماز کی برکت سے بلاؤں سے حفاظت

قرآنی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کے ان پانچ اوقات میں زمین و آسمان کے اندر تغیرات عظیم واقع ہوتے ہیں۔ یعنی ان پانچ وقتوں میں زمین و آسمان میں بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اور ان تغیرات و تبدیلیوں کا اثر انسان کے جسم اور روح دونوں پر ضروری طور پر واقع ہوتا ہے اس لئے ان پانچ وقتوں پر خصوصیات کے ساتھ ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

پانچ تبدیلیاں...... یوں سمجھئے کہ پنجگانہ نمازیں اصل میں انسان کے مختلف حالات کا فوٹو ہیں۔ انسان کی زندگی میں جب مصیبت آتی ہے تو اس کے لازمی طور پر پانچ تغیر یعنی پانچ بڑی تبدیلیاں ہیں جو کہ ترتیب وار انسان پر اس طرح وارد ہوتی ہیں جبکہ تم اپنے دولت کدہ پر بڑے عیش اور خوشی سے بیٹھے ہوئے ہوتے ہو کہ اچانک تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا

اور مصیبت آنے والی ہے۔ مثلاً تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ گرفتاری جاری ہوا۔
پہلی تبدیلی ...... یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری عیش اور خوشحالی میں فرق ڈالا۔ سو یہ حالت زوال کے وقت کے مشابہ ہے جس نے تمہاری خوشحالی اور راحت کو زوال میں ڈال دیا کہ وارنٹ گرفتاری کے کاغذ کو دیکھتے ہی تمہارے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کہ یہ کیا بن گیا۔ ہائے اب مصیبت سر پر آن پڑی۔ اس کے مقابل پر ظہر کی نماز فرض ہوئی جس کا وقت بھی زوال آفتاب سے ہی شروع ہوتا ہے۔ اس وقت نماز متعین کر کے انسان کو چونکایا گیا کہ جس ذات کے قبضہ میں وہ زوال ہے اس کی قدرت کو یاد کر کے اس مالک حقیقی کی طرف توجہ کی جائے۔ اور تمہارے نماز ظہر پڑھنے سے تمہاری مصیبت ٹل جائے۔ ظہر کے وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور انسان کا نیک عمل آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ جس کی برکت سے خدا تعالیٰ نصرت فرماتا ہے اور مشکل آسان ہو جاتی ہے۔
دوسری تبدیلی ...... دوسرا تغیر یعنی دوسری تبدیلی انسان پر اس وقت آتی ہے جبکہ تم بلا اور مصیبت کے بہت نزدیک کئے جاتے ہو مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتاری گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جبکہ خوف کے مارے تمہارا خون خشک اور اطمینان کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے۔ سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے اور صریحاً نظر آتا ہے کہ اب غروب آفتاب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل نماز عصر مقرر ہوئی ہے تا کہ انسان اپنے کمالات کے زوال کو بالکل قریب سمجھے کہ میرا ستارہ اب ڈوبنے اور غروب ہونے کو ہے سو ایسے وقت میں اپنے خالق حقیقی کی طرف متوجہ ہو تا کہ اس کی رحمت کو کھینچ سکے۔
تیسری تبدیلی ...... تیسرا تغیر انسان پر اس وقت آتا ہے جب اس بلا اور مصیبت سے رہائی پانے کی امید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً تمہارے نام فرد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے تمہارے خلاف گواہی دے چکے ہوتے ہیں۔ اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جب انسان کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں اور انسان اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتا ہے۔ سو یہ حالت اس وقت سے

مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور دن کی روشنی کی تمام امیدیں ختم ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح انسان کی رہائی کی بھی تمام امیدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ سو اس حالت کے بالمقابل نماز مغرب فرض ہوئی تا کہ اس مصیبت کا علاج معالجہ ہو جائے۔

چوتھی تبدیلی...... چوتھا تغیر انسان پر اس وقت ہوتا ہے جب بلا اور مصیبت انسان پر وارد ہو ہی جاتی ہے۔ مصیبت سر پر ٹوٹ ہی پڑتی ہے اور اس مصیبت و بلا کی سخت تاریکی انسان کا احاطہ کر لیتی ہے۔ مثلاً فرد جرم لگ جانے اور استغاثہ کی شہادتوں کے بعد سزا کا حکم تم کو سنا دیا جاتا ہے اور قید با مشقت کے لئے تم کو ایک پولیس مین کے حوالے کر دیا جاتا ہے کہ ہتھکڑی لگا کر جیل میں بند کر دیا جائے۔ سو یہ حالت اس حالت کے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور سخت اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اس روحانی حالت کے بالمقابل خدا نے تم پر نماز عشاء مقرر فرمائی ہے تا کہ ان وقوع ہونے والی بلیات اور مصیبتوں سے تم اس نماز عشاء اور بہ برکت طاعت کے محفوظ رکھے جاؤ اور ان سخت اور اندھیری بلاؤں سے بچے رہو۔

پانچویں تبدیلی...... پھر جس طرح تاریکی کے بعد آخر کار صبح ہوتی ہے اور وہی دن کی روشنی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے ٹھیک انہی بلاؤں کی تاریکی سے نجات دینے کیلئے خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے۔ سو اس حالت نورانی کے بالمقابل خدا تعالیٰ نے تم پر نماز فجر مقرر کی کہ اس نماز کی برکت سے خدا کا رحم تم پر جوش مارے گا اور رات کی تاریکی کی تمام بلاؤں سے تمہیں نجات دے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے انسان کے فطری تغیرات میں پانچ نمازیں تم پر فرض کی ہیں۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے ہی نفس کے فائدے کے لئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو جو زمین و آسمان میں ان پانچوں وقتوں پر رونما ہوتی رہتی ہیں تو ان پنجگانہ نمازوں کو قطعاً ترک نہ کرو کیونکہ یہ پانچ نمازیں تمہاری آنے والی بلاؤں کا علاج ہیں۔

نماز کے پانچ اوقات کی برکات

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستارہ پرستی اور چاند پرستی کے بعد سورج کو ڈھلتے ہوئے دیکھا تو اپنا منہ زمین اور آسمان کے مالک کی طرف کیا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم

علیہ السلام کی یہ ادا بہت پسند آئی۔ اور ان کی یاد میں ظہر کی نماز فرض فرمائی۔ نیز ان کے صاحبزادے کا جب ظہر کے وقت فدیہ دیا گیا اور انہیں ذبح سے محفوظ رکھا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور شکر نعمت کے چار رکعتیں پڑھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ظہر کے وقت فرشتے آسمان پر تسبیح کرتے ہیں اور آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور نمازی کا تعلق ملائکہ سے ہو جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ظہر کا وقت ایک انقلاب عظیم کا وقت ہے کہ اس وقت سورج کا زوال ظاہر ہو جاتا ہے جس نے تمام عالم کو روشن کر رکھا تھا۔ اب اس ترقی اور عروج کا وقت ختم ہونے کیساتھ تنزل شروع ہو گیا اس لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال لازوال کا یہ نشان دیکھ کر سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا لازم ہے۔

صبح کے وقت ...... صبح کی نماز کے بعد دوپہر تک کوئی بھی نماز فرض نہیں کی سورج پرستی کا شائبہ تک نہ رہے بلکہ سورج ڈھلنے کے بعد یہ ثابت کرنا ہے کہ دنیا کی ہر چیز زوال پذیر ہے۔ اور عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہی ہے۔

عصر کے وقت ...... عصر کی نماز کے وقت حضرت آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کھایا تھا اور خدا کو ناراض کیا تھا۔ اس لئے امت محمدیہ کو اس وقت میں نماز کا حکم دیا تا کہ خدا کی رضا اور رحمت کے مستحق ہو سکیں۔ نیز کہتے ہیں کہ جب حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے باہر اگلا تھا تو وہ وقت بھی عصر ہی کا تھا اور اسی وقت حضرت یونس علیہ السلام کی توبہ اور دعا قبول ہوئی تھی۔ آپ نے آیت کریمہ بھی نجات کے لئے عصر کے وقت ہی پڑھی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قید و تکلیف سے رہائی دی تو وہ وقت بھی عصر کا تھا۔ اس وقت آپ نے چار رکعت نماز بطور شکرانہ گزاری۔ نیز عصر کا وقت بھی انقلاب کا وقت ہے اس وقت دن کے کاروبار ختم ہونے والے ہیں چنانچہ اس وقت بھی عین کاروبار میں پھنسے ہوئے ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے دربار کے حضور سے غافل نہ رہنا ضروری ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ جب قبر میں مردہ سے سوال و جواب ہوتا ہے تو وہ عصر کا آخری وقت ہوتا ہے۔ ادھر منکر نکیر سوال کریں گے ادھر نماز کا عادی شخص نماز میں لگ چکا ہو گا جیسا کہ اسے منکر نکیر

کے سوالوں کا فکر ہی نہیں اور نہ ہی اسے منکر نکیر کا خوف رہے گا۔

مغرب کے وقت ...... مغرب کے وقت کی حکمت یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کئی سال تک حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں بے قرار رہے۔ جب آپ پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کی خبر پہنچی تو آپ نے شکرانہ کے طور پر تین رکعات نماز پڑھیں ایک تو بیٹے کی زندگی کا شکریہ' دوسرے بیٹے کی واپسی کا شکریہ' تیسرے حضرت یوسف علیہ السلام کے دین الٰہی پر قائم رہنے کا شکریہ۔ سو ان بزرگ پیغمبروں کی پیروی میں ہمیں بھی اس وقت کی نماز کا حکم ہوا۔ نیز جب مغرب کے وقت انقلاب بالکل ظاہر ہو گیا اور آفتاب کا غروب ہو کر تمام عالم کی حالت دگرگوں ہو گئی اور وحشیوں اور پرندوں تک بھی اپنی اپنی آرام گاہوں میں آ کر سمٹ گئے تو ایسے انقلاب کو دیکھ کر مسلمان پر لازم ہے کہ مکور الليل علی النهار کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سر بسجود ہو۔

عشاء کے وقت ...... نماز عشاء کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بحیرہ قلزم سے پار کیا اور ان کی قوم کو صحیح سلامت رکھا۔ فرعون سے نجات دی اور فرعون کے لشکر کو ان کی آنکھوں کے سامنے غرق کیا۔ ان چاروں فکروں سے نجات ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عشاء کی نماز ادا کی۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا شرف بھی عشاء کے وقت شروع ہوا تھا۔ لہذا اس بابرکت وقت کو امت محمدیہ کے لئے بھی بابرکت بنا دیا گیا۔ اور نماز عشاء کا حکم ہوا نیز عشاء کا وقت تو قیامت کا بالکل نمونہ ہے۔ جیسے نفخ صور سے سب خلقت کو مر جانا ہے۔ اسی طرح اب سب خلقت پر نیند کی موت طاری ہونے والی ہے۔ پس لازم ہے کہ اس موت سے پہلے اپنے خالق کا نام لے اور اس بارگاہ عالی کے آداب بجالا کر گناہوں کی معافی مانگتا ہوا سو رہے۔

چونکہ صبح کا وقت بھی ایک بڑے انقلاب کا وقت ہے کہ رات کو تمام لوگ نیند کی وجہ سے جو موت کے حکم میں ہے گویا مرے پڑے تھے کہ یکایک صبح کی پو پھٹتے ہی تمام خلقت زندہ ہو گئی جیسے قیامت کے دن نفخہ ثانیہ کے ساتھ لوگ قبروں سے زندہ ہو کر نکل کھڑے ہوں گے۔ پس یہ وقت قیامت کا نمونہ ہے لہذا اس وقت کو ذکر اور اطاعت الٰہی کے لئے مخصوص کیا گیا۔ تو مسلمان کو لازم ہے کہ صبح صبح جاگ کر قضاء حاجت وغیرہ ضروریات سے فارغ

ہو کر اچھی طرح طہارت وضو کر کے دربار خداوندی میں حاضر ہو یعنی مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ جس دن فجر کے وقت قبول ہوئی تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں اور صبح کی نماز کا وجود ہوا۔

ابتداء اسلام میں فجر، عصر اور تہجد کی نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ ایک سال کے بعد تہجد کی فرضیت تو منسوخ ہو گئی اور باقی دو نمازوں کے ساتھ تین نمازوں کا اضافہ شب معراج کو کیا گیا۔ جب سے دنیا بنائی گئی یعنی ابتداء اسلام سے لے کر آج تک کوئی ایسا دور لوگوں پر نہیں آیا جبکہ مسلمانوں پر نماز فرض نہ ہوئی ہو۔ یعنی شروع اسلام سے لے کر ہر پیغمبر کے زمانہ میں ان کے پیروؤں اور ماننے والوں پر نماز پڑھنا فرض رہا ہے اور آخر اسلام تک فرض رہے گا۔ نماز تو ایک ایسی عبادت ہے کہ کبھی بھی یہ مسلمانوں سے ساقط نہیں ہوئی۔

نماز کی عظمت واہمیت

دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح افضل الرسل، سید کل، آقائے نامدار، روحانیت کے آخری تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تمام عبادات اور اکثر و بیشتر انعامات دنیا میں ہی یعنی زمین پر ہی عطا ہوئے مگر نماز جو ایک قیمتی اور بابرکت تحفہ تھا اسے نہایت شان وشوکت اور بڑے احتشام کے ساتھ عرش بریں پر بلوا کر عطا کیا گیا۔ اس سے مسلمانان دنیا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نماز کس قدر باوقعت، کارآمد اور قیمتی تحفہ ہے جو کہ آسمان پر بلوا کر عطا کیا گیا جبکہ اور تمام احکام اور عبادات زمین ہی پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے نازل ہوئے۔ نیز کسی بھی عبادت کو پریکٹیکل یعنی عملی طور پر کر کے دکھلانے کے لئے فرشتے نہیں بھیجے گئے لیکن نماز کی عبادت کو کر کے دکھلانے اور اس کے اوقات کی تجدید کرانے کے لئے سید الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو دن تک دنیا میں بھیجا گیا۔ جنہوں نے اوقات نماز کی تشخیص کے لئے اس کے اوقات کا اول و آخر عملاً متعین کر کے دکھلایا۔ گویا کہ حضرت جبرئیل امین پورے اسلام کا تو وحی کے ذریعے محض علم ہی لے کر دنیا میں آئے مگر نماز کا صرف علم ہی نہیں بلکہ پورا عمل دے کر دنیا میں بھیجے گئے۔ اسی لئے ہر نبی کی تعلیم میں اور ہر

آسمانی شریعت میں ایمان کے بعد پہلا حکم نماز ہی کا رہا ہے۔اور اسی لئے اللہ کی نازل کی ہوئی آخری شریعت یعنی شریعت محمدی میں نماز کے شرائط وارکان اور سنن وآداب اور اسی طرح اس کے مفسدات ومکروہات وغیرہ کے بیان کا اتنا اہتمام کیا گیا ہے اور اس کو اتنی اہمیت دی گئی ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسری طاعت وعبادت کو نہیں دی گئی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں نماز کا بیان شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نماز اپنی عظمت شان اور مقتضائے عقل وفطرت ہونے کے لحاظ سے تمام عبادات میں خاص امتیاز رکھتی ہے اور خدا شناس وخدا پرست انسانوں میں سب سے زیادہ معروف ومشہور اور نفس کے تزکیہ اور تربیت کے لئے سب سے زیادہ نفع مند ہے۔اسی لئے شریعت نے اس کی فضیلت اس کے اوقات کی تعیین وتحدید اور اس کے شرائط وارکان اور آداب ونوافل اور اس کی رخصتوں کے بیان کا وہ اہتمام کیا ہے جو عبادات وطاعات کی کسی بھی دوسری قسم کے لئے نہیں کیا اور انہی خصوصیات وامتیازات کی وجہ سے نماز کو دین کا عظیم ترین شعار اور امتیازی نشان قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں مذکور ہے کہ کوہ طور پہاڑ پر سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت سی باتیں ہوئیں۔اول تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کی خبر دی گئی کہ میں نے تم کو نبوت کے لئے منتخب کیا ہے۔اب کان لگا کر اس بات کو سنو جو تم پر وحی کی جاتی ہے۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ

''میں اللہ ہوں' معبود ہوں' میرے سوا کوئی معبود نہیں''۔اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب میں ہی معبود حق ہوں تو اب تم میری عبادت کرو۔اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ نماز کو میری یاد کے واسطے قائم کرو یعنی نماز کی پابندی کرو۔

اب ذرا غور کیجئے کہ نماز کی کتنی بڑی شان ہے کہ توحید کے بعد باقی تمام عبادات سے پہلے خصوصی طور پر نماز کا مستقل حکم فرمایا کہ نماز کی پوری پابندی کرو۔اور سستی وغفلت ہرگز نہ ہو۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس نماز نہیں اس کے پاس دین نہیں۔یعنی نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے

سر کو دھڑ سے ۔ کہ اگر سر نہ ہوتو دھڑ مردہ ہے ۔ اسی طرح اگر نماز نہ ہوتو تمام اعمال بے جان ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ کسی عبادت کے ترک کو حضور علیہ السلام نے کفر سے تعبیر نہیں کیا۔ بجز نماز کے کہ ارشاد فرمایا **من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر** جس نے ایک نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دی ۔ وہ کافر ہوگیا'' ۔ (یعنی کفر کے نزدیک پہنچ گیا کفر میں مبتلا ہونے کا شدید خطرہ پیدا ہوگیا) حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو نماز کے ترک کو کفر کا عمل سمجھا کرتے تھے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۹)

نماز چھوڑنے پر سزا

ایک حدیث میں تارک نماز کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جس نے دیدہ ودانستہ اور عمداً نماز چھوڑ دی تو وہ ہماری ملت سے خارج ہوگیا۔'' (رواہ الطبرانی)

ان حدیثوں میں ترک نماز کو کفر یا ملت سے خروج اسی بناء پر فرمایا گیا ہے کہ نماز ایمان کی ایسی ہی نشانی اور اسلام کا ایسا خاص الخاص شعار ہے کہ اس کا چھوڑ دینا بظاہر اس بات کی علامت ہے کہ اس بے نماز شخص کو اللہ اور رسول سے اور اسلام سے تعلق نہیں رہا۔ اور اس نے اپنے کو ملت اسلامیہ سے الگ کرلیا ہے۔

ان احادیث میں ترک نماز کو جو کفر کہا گیا ہے اس کا مطلب کافرانہ عمل ہے۔ اور اس گناہ کی انتہائی شدت اور خباثت ظاہر کرنے کے لئے یہ انداز بیان اختیار کیا گیا ہے۔ جس طرح کسی مضر غذا یا دوا کے لئے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ بالکل زہر ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔ (صحیح مسلم)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز دین اسلام کا ایسا شعار ہے اور حقیقت ایمان سے اس کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ اس کو چھوڑ دینے کے بعد آدمی گویا کفر کی سرحد میں پہنچ جاتا ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور اسلام قبول کرنے والے عام لوگوں کے درمیان نماز کا عہد و میثاق

ہے۔ یعنی ہر اسلام لانے والے سے ہم نماز کا عہد لیتے ہیں، جو ایمان کی خاص نشانی اور اسلام کا شعار ہے۔ پس جو کوئی نماز چھوڑ دے تو گویا اس نے اسلام کی راہ چھوڑ کے کافرانہ طریقہ اختیار کرلیا۔ (رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت وصال جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سینہ پر آئی تو اس وقت آپ کا آخری کلمہ یہ تھا کہ لوگو نماز ترک نہ کرنا۔

جس طرح ستاروں کی زندگی اور حرکت کا مرکز ومحور سورج کا وجود ہے اور جسم کے تمام اعضاء کی حیات کا مرکز صرف قلب ہے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کی جہت کا مرکز کعبۃ اللہ ہے جس طرح تمام اعتقادات میں اصلی مرکز توحید ہے۔ ٹھیک اسی طرح تمام عبادات میں مرکزی عمل نماز ہے۔ اسی لئے اعمال میں نماز سب سے پہلے فرض ہوتی ہے اور سب سے آخر تک فرض رہتی ہے۔ نماز کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عماد الدین کہا ہے کہ اگر نماز کا ستون قائم ہے تو دین کی عمارت قائم ہے۔ اگر یہ ساقط ہوگئی تو تمام دین کی عمارت گر جائے گی۔ اسلام کا خیمہ اسی چوب پر کھڑا ہے اور نماز کی بدولت اسلام کی شوکت وعظمت ہے مسجدوں کی تعمیر، اذانوں کا غلغلہ خطیبوں اور ائمہ مساجد کا تقرر سب کچھ نماز ہی کے لئے ہے۔ اگر نماز فرض نہ ہوتی تو نہ اذان ہوتی اور نہ خطیب اور ائمہ مساجد ہوتے اور نہ ہی مسجدوں کے مینار مسلمانوں کی عظمت کے قصیدہ خواں نظر آتے۔

سورۃ فتح کے آخر میں حضرات صحابہؓ کی مدح وتعریف فرماتے ہوئے خدا تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے۔ سِيمَا هُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ۔ صحابہ کے چہروں میں ظاہر ہیں سجدوں کے نشان۔ یعنی ان کے چہرے نورانی ہیں۔ کثرت نماز کی وجہ سے۔ یہاں ایک بات غور کرنے کی ہے کہ صحابہ کے چہروں کے نورانی ہونے کا سبب نہ تو صحابیت کو بیان کیا گیا کہ صحابی ہونے کی وجہ سے ان کے چہرے نورانی ہیں اور نہ ہی ہجرت کو اور نہ ہی قتال فی سبیل اللہ یا کسی اور فضیلت کو بیان کیا گیا بلکہ صحابہ کے مخلصانہ سجدہ کو اس کا نورانی منشاء قرار دیا گیا اور اس مخلصانہ سجدے کی وجہ سے ان کی پیشانی میں نور کا دروازہ کھول دیا۔ آج بھی جس کا جی چاہے اپنے چہرہ کو مخلصانہ سجدے سے نورانی بنا لے۔ مگر جیسا سجدہ ہوگا ویسا ہی نور

چہرہ میں پیدا ہوگا یعنی جیسی دوا ہوگی ویسا ہی نور چہرہ میں پیدا ہوگا۔

مدار ترقی نماز ہے...... حضرات صحابہؓ کی تمام ترقی نماز ہی کی وجہ سے تھی۔ نماز ہی ان کی معیار عبادت تھی اور نماز ہی ان کی معیار خلافت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جانشینی کے لئے جس میں عبادت و خلافت کے دونوں منصب شامل ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتخاب لے کر فرمایا کہ وہ خیر الامت بعد الانبیاء ہیں تو انہیں اپنے سامنے امام صلوٰۃ ہی بنایا تھا جو بالآخر ان کے خلیفہ ہونے کی دلیل ثابت ہوئی۔

نماز کی اہمیت کو اس واقعہ سے غور فرمایئے:۔ کہ مقام کربلا میں جب وقت کے شبیر، جگر گوشہ مصطفیٰ، نور دیدۂ مرتضیٰ، لخت جگر فاطمۃ الزہرا، سیدنا حضرت امام حسین شہید کربلا کے سینہ مبارک پر شمر ظالم چڑھ بیٹھا تو آپ نے فرمایا کون ہے؟ بولا شمر۔ فرمانے لگے کہ اے بدبخت اس وقت خطیب منبروں پر خدا اور رسول کی حمد و ثناء بیان کر رہے ہیں اور تو اس سینے پر چڑھا بیٹھا ہے جس کو میرے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے۔ میں نے وقت پایا نماز کا اگر نہ ادا کروں میں نماز کو تو میرے ذمہ رہے گی۔ اٹھ کھڑا ہو کہ میں نماز ادا کروں۔ چنانچہ شمر اٹھا اور آپ نے نماز کی نیت باندھی۔ صحیح تواریخ میں لکھا ہے کہ شمر نے عین حالت نماز میں آپ کا سر مبارک تن سے جدا کیا۔

دیکھو شاہ کربلا کو قتل کے میدان میں　　سامنے تھے موت کے بیٹھے نہ چھوڑی پر نماز

ہو سکے جتنا رولے تو اے چشم　　کون روئے گا پھر شہیدوں کو

آہ! وہ کیسی گھڑی تھی جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ تر و تازہ اور ہرا بھرا باغ آپ کی آنکھوں کے سامنے لوٹا۔ گھوڑوں نے ان پر ٹاپیں ماریں۔ سارا کنبہ آنکھوں کے سامنے کٹ گیا۔ سوائے ایک طفل بیمار کے کوئی بھی باقی نہ رہا جس سے بقائے نسل کی امید ہو۔ ایسی نازک گھڑی میں بھی آپ نے نماز ترک نہ کی۔ پانی کی نایابی کے باوجود بھی آپ کی عبادت ترک نہ ہوئی۔ کئی وقت کی نماز تیمم سے آپ نے مع اپنے ہمراہیوں کے ادا کی۔ دشمن گلہ کاٹنے کے لئے سینہ پر چڑھا بیٹھا ہے مگر اسوقت بھی نماز سے غفلت نہ ہوئی۔

کس طرح کا حسینؓ کو شوق نماز تھا　　بھولے نہ وقت قتل وہ نعمت نماز ہے

اے مومنو نجات کی صورت نماز ہے پڑھتے نہیں نماز مسلمان کیسے ہو
بندوں پہ پروردگار کی رحمت نماز ہے رحمت حق سے دور ہو کیوں بے نمازیو
تلخی مرگ کے لئے شربت نماز ہے ہو گی نمازیوں کو نہ تکلیف مرتے دم

غرضیکہ نماز ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہیں رہی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک تمام رسولوں کی امت پر نماز فرض تھی۔ ہاں اس کی کیفیت اور تعینات میں البتہ تغیر ہوتا رہا ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جان لو دنیا میں نماز کا رتبہ آخرت میں دیدار الٰہی کے رتبہ کی طرح ہے۔ دنیا میں نہایت قرب خداوندی نماز میں ہے۔ اور آخرت میں نہایت قرب دیدار الٰہی کے وقت ہو گا اور جان لو کہ باقی تمام عبادات نماز کے لئے وسیلہ ہیں اور نماز اصلی مقصد ہے۔
نماز اسلام کا رکن اعظم ہے۔ ہر مسلمان عاقل بالغ پر روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض عین ہے۔ امیر ہو یا فقیر۔ صحیح و تندرست ہو یا مریض' مسافر ہو یا مقیم' یہاں تک کہ دشمن کے مقابلہ میں جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہو۔ اس وقت بھی اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ عورت جبکہ دردزہ میں مبتلا ہو جو ایک سخت مصیبت و تکلیف کا وقت ہے نماز کا چھوڑنا جائز نہیں بلکہ اس کی ادائیگی میں دیر کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ یہاں تک کہ اگر بچے کا کوئی جز نصف سے کم اس کے خاص حصہ سے باہر آ گیا ہو' خون نکلا ہو یا نہیں اس وقت بھی اس کو نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے نماز کی فرضیت کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

نماز کی روح اور صورت

جاننا چاہیئے کہ جاندار مخلوق کی طرح حق تعالیٰ نے نماز کو بھی ایک صورت اور ایک روح مرحمت فرمائی ہے۔ چنانچہ نماز کی روح تو نیت اور قلب ہے اور قیام و قعود نماز کا بدن ہے۔ رکوع و سجدہ نماز کا سر اور ہاتھ پاؤں ہیں۔ اور جس قدر اذکار و تسبیحات نماز میں ہیں وہ نماز کے

آنکھ کان وغیرہ ہیں۔اذکار وتسبیحات کے معنیٰ کو سمجھنا گویا آنکھ کی بینائی اور کانوں کی قوت سماعت وغیرہ ہے۔نماز کے تمام ارکان کو اطمینان اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنا نماز کا حسن یعنی بدن کا سڈول اور رنگ وروغن کا درست ہونا ہے۔الغرض اس طرح پر نماز کے اجزا اور ارکان کو بحضور قلب پورا کرنے سے نماز کی ایک حسین وجمیل اور پیاری صورت پیدا ہو جاتی ہے۔نماز میں جو تقرب نمازی کو حق تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے اس کی مثال ایسی سمجھو جیسے کوئی خدمت گار اپنے بادشاہ کی خدمت میں کوئی خوبصورت کنیز ہدیۃً پیش کرے اور اس وقت اس کو بادشاہ سے تقرب حاصل ہو۔پس اگر تمہاری نماز میں خلوص نہیں ہے تو گویا مردہ اور بے جان کنیز بادشاہ کی نذر کر رہے ہو اور ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسی گستاخی و بے باکی ہے کہ ایسا گستاخ شخص اگر قتل کر دیا جائے تو عجب نہیں۔ اگر نماز میں رکوع وسجدہ نہیں ہے تو گویا لنگڑی لولی اور اپاہج لونڈی نذر کرتے ہو اور اگر ذکر وتسبیح نماز میں نہیں ہے تو گویا لونڈی کے آنکھ کان نہیں۔اگر سب کچھ موجود ہے مگر ذکر وتسبیح کے معنیٰ نہیں سمجھے اور نہ دل متوجہ ہوا تو ایسا ہے جیسے کنیز کے اعضاء تو سب موجود ہیں لیکن ان میں حس وحرکت بالکل نہیں۔یعنی حلقہ چشم موجود ہے مگر بینائی نہیں ہے۔کان موجود ہیں مگر بہری ہے کہ سنائی نہیں دیتا ہاتھ پاؤں ہیں مگر شل اور بے حس ہیں۔اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اندھی، بہری، کنیز شاہی نذرانہ میں قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ شاید تمہیں یہ شبہ ہو کہ جب نماز کے فرض اور واجب ادا کر دیئے جاتے ہیں تو علماء شریعت اس نماز کے صحیح ہونے کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔خواہ معنیٰ سمجھے ہوں یا نہ سمجھے ہوں۔ اور جب نماز صحیح ہو گئی تو جو مقصود تھا وہ حاصل ہو گیا۔اس سے معلوم ہوا کہ معنیٰ کا سمجھنا نماز میں ضروری نہیں ہے۔لہٰذا سمجھ لو کہ علماء کی مثال طبیب کی سی ہے۔پس اگر کوئی لونڈی اپاہج اور کیسی ہی عیب دار کیوں نہ ہو، اگر اس میں روح موجود ہے تو طبیب اس کو دیکھ کر ضرور یہی کہے گا کہ یہ زندہ ہے مردہ نہیں ہے۔اسی طرح نماز کی روح اور اعضائے رئیسہ کے موجود ہونے سے علماء فتویٰ دیں گے کہ نماز صحیح ہے اور فاسد نہیں ہے۔پس ایسی صورت میں طبیب اور عالم نے اپنے اپنے منصب کے موافق جو کچھ کہا وہ صحیح کہا ہے۔مگر نماز تو شاہی نذرانہ اور سلطانی تقرب حاصل ہونے کی حالت ہے اور اتنا تم خود سمجھ سکتے ہو کہ عیب دار کنیز اگرچہ زندہ ہے مگر

سلطانی نذرانہ پیش کرنے کے قابل نہیں ہے بلکہ ایسی کنیز کا تحفہ پیش کرنا گستاخی اور شاہی عتاب کا موجب ہے۔ اسی طرح سے اگر ناقص نماز کے ذریعہ سے اللہ کا تقرب چاہو گے تو کچھ عجب نہیں کہ پھٹے پرانے کپڑے کی طرح لوٹا دی جائے اور منہ پر پھینک ماری جائے۔

الغرض نماز سے مقصود چونکہ حق تعالیٰ کی تعظیم ہے لہذا نماز کے سنن و مستحبات و آداب میں جس قدر بھی کمی ہوگی اسی قدر احترام و تعظیم میں کوتاہی سمجھی جائے گی۔ نماز کی روح کا زیادہ خیال رکھو یعنی نماز میں شروع سے اخیر تک اخلاص اور حضور قلب یعنی دل کا متوجہ ہونا قائم رکھو جو الفاظ زبان سے کہتے ہو یا جو کام اعضاء سے کرتے ہو ان کا اثر دل میں بھی پیدا کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب رکوع میں بدن جھکے تو دل بھی عاجزی کے ساتھ جھک جانا چاہئے اور جب زبان اللہ اکبر کہے تو دل میں بھی یہی ہو کہ بیشک اللہ سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ جب الحمد پڑھو تو قلب بھی اللہ کی نعمتوں کے شکریہ سے لبریز ہو۔ اور جس وقت زبان سے ایاک نعبد وایاک نستعین نکلے تو دل بھی اپنے ذلیل وضعیف اور محتاج ہونے کا اقرار کرے یعنی قلب میں بھی یہی ہو کہ بے شک بجز خدا کے کسی چیز کا نہ مجھے اختیار ہے نہ کسی دوسرے کو۔ غرض تمام اذکار و تسبیحات اور جملہ ارکان و حالات میں ظاہر و باطن یکساں اور ایک دوسرے کے موافق ہونا چاہئے۔ بس سمجھ لو کہ نامہ اعمال میں نماز وہی لکھی جاتی ہے جو سوچ سمجھ کر پڑھی گئی ہو۔ پس جتنا حصہ بغیر سمجھے ادا ہوگا وہ درج نہ ہوگا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ شروع شروع میں پوری طرح حضور قلب رکھنے میں تم کو بہت دشواری معلوم ہوگی لیکن اگر عادت ڈالو گے تو رفتہ رفتہ ضرور عادت ہو جائے گی۔ اس لئے اس کی طرف توجہ کرو اور اس توجہ کو آہستہ آہستہ بڑھاؤ۔ مثلاً اگر تمہیں چار فرض پڑھنے ہوں تو دیکھو کہ اس میں حضور قلب کس قدر حاصل ہوا؟ فرض کرو کہ ساری نماز میں دو رکعت کے برابر تو دل کو توجہ رہی اور دو رکعت کے برابر غفلت رہی تو ان دو رکعتوں کو نماز میں شمار ہی نہ کرو اور اتنی نفلیں پڑھو جن میں دو رکعت کے برابر حضور قلب حاضر ہو جائے غرض جتنی غفلت زیادہ ہو اسی قدر نفلوں میں زیادتی کرو۔ حتیٰ کہ اگر دس نفلوں میں چار فرض رکعتوں کا حضور قلب پورا ہو جائے تو امید کرو کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل و کرم سے فرائض کا نقصان ان نفلوں سے پورا فرما دے گا۔ اور اس کمی کا تدارک نوافل سے منظور فرمائے

گا۔ نیز یہ بھی جان لیجئے کہ نمازی کے کپڑوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی پھل کے اوپر کا چھلکا۔ اور بدن کی مثال ایسی ہے جیسے اندر کا چھلکا۔ اور قلب کی مثال ایسی ہے جیسے اندر کی گری اور مغز پس ظاہر ہے کہ مقصود مغز ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اس ظاہری پاکی سے بھی قلب کا پاک ہونا اور نورانی بنانا مقصود ہے۔ شاید تم کو یہ شبہ ہو کہ کپڑے کے دھونے سے قلب کس طرح پاک ہوسکتا ہے۔ لہٰذا سمجھ لو کہ حق تعالیٰ نے ظاہر اور باطن میں ایک ایسا خاص تعلق رکھا ہے جس کی وجہ سے ظاہری طہارت کا اثر باطنی طہارت تک ضرور پہنچتا ہے۔ چنانچہ تجربہ کرلو کہ جب تم وضو کر کے کھڑے ہوتے ہو تو اپنے قلب میں ایسی صفائی اور انشراح پاتے ہو جو وضو سے پہلے نہ تھی اور ظاہر ہے کہ یہ وضو ہی کا اثر ہے جو بدن سے آگے بڑھ کر دل تک پہنچا ہے۔

نماز مومنین کی معراج

معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو برکات اور روحانی سربلندیاں عطا ہوئیں ان کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔ (۱) مشاہدہ حق (۲) قرب حق (۳) اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کا کلام کرنا۔ مومن کو نماز میں تینوں چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ مشاہدۂ حق کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے کہ بحالت قیام بندہ کی نظر اللہ پاک کے چہرے پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ چہرہ اس کی شان کے مناسب ہے۔ (۲) قرب حق یوں حاصل ہوتا ہے کہ سجدہ میں قرب کی انتہاء ہو جاتی ہے۔ (۳) باقی رہا کلام کرنا یہ تو نمازی کو ہر رکعت میں میسر ہوتا ہے کیونکہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور سورۃ فاتحہ کے بارے میں حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اس کے ہر جملے کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہاتھ در ہاتھ دیا جاتا ہے۔

ذرا غور فرمایئے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم کے ساتھ شرف ہمکلامی حاصل کرنے کے لئے لوگ کیسی کیسی کوششیں کرتے ہیں۔ جب گورنر یا بادشاہ سے بات کرنے کا موقع مل جاتا ہے تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ اب خود ہی اندازہ کرلو کہ رب العالمین احکم الحاکمین سے اگر شرف ہمکلامی ہو جائے تو کس قدر مسرت اور فرحت اور طمانیت قلب حاصل ہوگی چونکہ یہ بہت عظیم الشان مقصد ہے اس کے لئے اہتمام بھی اس کے مناسب کیا گیا کہ سب سے

پہلے پاک وصاف جگہ اس کے لئے منتخب کی گئی جس کو مسجد کہتے ہیں پھر ایک منادی مقرر کیا گیا۔ جو وقت مقررہ پر اللہ کے بندوں کو اس کی بارگاہ میں بلاتا ہے۔ جب پاک وصاف باوضو ہوکر سب جمع ہو جائیں تو ایک شخص جو سب سے زیادہ خدا ترس اور خدا رسیدہ ہو آگے بڑھے اور سب لوگوں کو غلاموں کی طرح سیدھی صف میں کھڑا کر کے ان کی رہبری اور رہنمائی کرے۔ پھر ہر شخص دنیاوی خیالات دل سے نکال کر آئینہ دل کو خالق کون و مکان کے سامنے رکھے تاکہ براہ راست تجلیات الٰہیہ دل میں جلوہ فگن ہوں۔ خدا کی عظمت و بزرگی کا اقرار کرتے ہوئے دونوں جہان سے دست بردار ہو کر دست بستہ اپنے مالک حقیقی کے سامنے کھڑا ہو جائے اس کی حمد و ثناء کرے۔ اس کی خدائی اور ربوبیت کا اعتراف اور اپنی بندگی اور بے چارگی کا اقرار کرے۔ اور اس سیدھے راستے پر چلنے کی دعا کرے جو پروردگار عالم نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ ان راستوں سے پناہ مانگے جو گمراہوں اور نافرمانوں نے نکالے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کو دل سے قبول کرے۔ اور جس قدر ہو سکے زبان سے اس کی تلاوت کرے۔ اور اس کی عظمت و کبریائی اور اعلیٰ صفات کمال کو پیش نظر رکھے اس کے سامنے سر جھکائے گویا اس کے قانون کو قبول کر لیا اور اطاعت و فرمانبرداری کا عہد کر لیا۔ سر جھکا کر خدا کی عظمت و جلال کا بار بار اقرار کرے پھر خدا کا شکر کرتا ہوا کہ اس نے بندہ کی حمد و ثناء کو قبول کر لیا۔ سیدھا کھڑا ہو جائے اور اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں اللہ کی بزرگی اور بڑائی کا اقرار کرتے ہوئے سر کو اس کے سامنے زمین پر رکھ دے۔ اس کی علو ذات بزرگی اور بڑائی اور شہنشاہیت کا بار بار اقرار کرے اور دوبارہ سر کو زمین پر رکھ دے کہ یہ سر بنایا اسی لئے ہے کہ اس کو معبود کے سامنے جھکایا جائے اور کسی دوسرے کو سجدہ نہ کیا جائے اسی طرح اول سے آخر تک چند بار کرے تاکہ دل و دماغ مالک کی عظمت و ہیبت و جلال سے لبریز ہو جائیں اور اپنی غلامی و بندگی کا سکہ دل و دماغ پر جم جائے۔ یہ ہے نماز کی حقیقت' اس طریقہ سے جو شخص نماز پڑھنے کا پابند ہو جاتا ہے وہ پاکیزہ اخلاق اور اچھی عادات سے آراستہ ہو جاتا ہے اور بری و گندی باتوں اور حرکتوں سے خود بخود بچنے لگتا ہے۔ بشرطیکہ نماز حضور قلب اور غور و فکر کے ساتھ ادا کی جائے گویا ہم خدا کے دربار میں حاضر اور اس کے سامنے ہیں۔ وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں اور ہماری معروضات کو سن

رہے ہیں۔ پس جو کچھ زبان سے کہیں اس کو سمجھتے بھی رہیں اور دل سے اس کا اقرار کرتے رہیں۔ جس قدر اس میں کمی ہوگی اسی قدر نماز کے برکات اور ثواب میں کمی ہوگی۔ مگر قاعدہ یہ ہے کہ ہر کام ابتداء میں ناقص ہی ہوتا ہے برابر کرتے رہنے اور اس میں لگے رہنے ہی سے درجہ کمال کو پہنچتا ہے۔ بشرطیکہ تکمیل یعنی مکمل کرنے کا ارادہ بھی کیا جائے۔ ادنیٰ پر قناعت نہ کی جائے۔ افسوس یہ ہے کہ بہت سے مسلمان تو نماز پڑھتے ہی نہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ تکمیل اور ترقی کی کوشش نہیں کرتے۔ وما علینا الا البلاغ

نماز ایک نور ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ''وہ نور ہے'' سو اس دنیا میں نماز کی اس خصوصیت کا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ اس کی برکت سے قلب میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے وہ بندے خود محسوس کرتے ہیں جن کی نمازیں حقیقی نمازیں ہیں۔ پھر اسی نور کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی فواحش ومنکرات سے بچتا ہوا چلتا ہے۔ اسی کو قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ''بلاشبہ نماز میں یہ خاصیت ہے کہ وہ آدمی کو فواحش ومنکرات سے روکتی ہے۔ آخرت کی منزلوں میں نماز کی اس نورانیت کا ظہور اس طرح ہوگا کہ وہاں کی اندھیریوں میں نماز روشنی اور اجالا بن کر نمازی کے ساتھ ہوگی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ اللہ کے نیک صالح بندوں کے آگے آگے اور داہنی جانب ان کے اعمال کا نور دوڑتا ہوگا۔

ارکان نماز پر عجیب ثواب

نماز کی ابتداء اللہ اکبر اور انتہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر ہوتی ہے یعنی اول میں بھی اللہ ہی کا لفظ ہے اور آخر میں بھی یہ اس لئے ہے کہ نمازی کو معلوم ہوجائے کہ نماز میں اول سے آخر تک وہ اللہ ہی کے ساتھ ہے ترمذی شریف میں ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک بندہ اپنی نماز میں مشغول رہتا ہے۔ اس پر نیکی اس طرح بکھیری جاتی ہے جیسے دلہن پر پھول۔ بزرگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ ظہر کی پہلی چار سنت کا ثواب تہجد کی نماز کے برابر

ہے۔ تکبیر اولیٰ میں شرکت کا ثواب ایک ہزار اونٹ قربانی کرنے کے برابر ہے۔ رکوع کی تسبیح کا ثواب انسان کے وزن کے برابر سونا خیرات کرنے کے برابر ہے۔ رکوع میں جانے سے جو گناہ اس پر لادے گئے تھے وہ گر جاتے ہیں۔ سجدے میں تقرب الٰہی سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور سجدے میں ایک تسبیح کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ جو شخص الحمد شریف کے بعد شامل ہوا وہ ایسا ہے جیسے مال غنیمت میں تو شامل ہو گیا مگر جہاد میں شامل نہ ہو سکا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نماز میں ہر لفظ پر بے حد ثواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت بندہ نماز کے لئے تیار ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے تو جیسا ماں کے شکم سے بے گناہ پیدا ہوا تھا اس کے مثل اپنے تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ جس وقت **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** کہتا ہے تو اس کے بدن کے ہر ایک بال کی گنتی کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جس وقت سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے گویا حج اور عمرہ بجالاتا ہے یعنی حج اور عمرہ کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ جس وقت **سبحان ربی العظیم** کہتا ہے تو جو کتابیں خدا کے ہاں سے نازل ہوئی ہیں گویا سب پڑھتا ہے۔ جس وقت **سمع اللہ لمن حمدہ** کہتا ہے حق تعالیٰ رحمت کی نظر سے اس کی طرف دیکھتا ہے۔ جس وقت سجدہ کرتا ہے تو انسان و جنات کی گنتی کے موافق نیکیاں خدا تعالیٰ بخشتا ہے۔ جس وقت **التحیات للہ** پڑھتا ہے تمام صبر کرنے والوں کا ثواب و اجر پاتا ہے۔ جس وقت سلام پھیرتا ہے تو جنت کے تمام دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں۔ جس دروازہ سے چاہے گا بہشت میں داخل ہو گا۔

نماز پر وعدہ مغفرت

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع و سجود بھی جیسے کرنے چاہئیں ویسے ہی کئے اور خشوع کی

صفت کے ساتھ ان کو ادا کیا تو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دیگا۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا اور نماز کے بارہ میں اس نے کوتاہی کی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے گا تو اس کو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا۔ (مسند احمد سنن ابی داؤد)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جو صاحب ایمان بندہ اہتمام اور فکر کے ساتھ نماز اچھی طرح ادا کرے گا تو اولاً وہ خود ہی گناہوں سے پرہیز کرنے والا ہوگا اور اگر شیطان یا نفس کے فریب سے کبھی اس سے گناہ سرزد ہوں گے تو نماز کی برکت سے اس کو توبہ واستغفار کی توفیق ملتی رہے گی۔ جیسا کہ عام تجربہ اور مشاہدہ بھی ہے۔ اس سب کے علاوہ نماز اس کے لئے کفارہ سیئات بھی بنتی رہے گی۔ اور پھر نماز بجائے خود گناہوں کے میل کچیل کو صاف کرنے والی اور بندہ کو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت وعنایت کا مستحق بنانے والی وہ عبادت ہے جو فرشتوں کے لئے بھی باعث رشک ہے اس لئے جو بندے نماز کے شرائط وآداب کا پورا اہتمام کرتے ہوئے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے کے عادی ہوں گے۔ ان کی مغفرت بالکل یقینی ہے اور جو لوگ دعویٰ اسلام کے باوجود نماز کے بارہ میں کوتاہی کریں گے ان کے حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ جو فیصلہ چاہے گا کرے گا۔ چاہے ان کو سزا دے یا اپنی رحمت سے معاف فرمادے اور بخش دے۔ بہرحال وہ سخت خطرے میں ہیں اور ان کی مغفرت کی کوئی گارنٹی نہیں۔

یہ بات یاد رکھیئے کہ نماز سابقہ گناہوں کی گندگی کو دھوڈالتی ہے مگر اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ آدمی کبیرہ گناہوں سے آلودہ نہ ہو کیونکہ کبیرہ گناہوں کی نجاست اتنی غلیظ ہوتی ہے اور اس کے ناپاک اثرات اتنے گہرے ہوتے ہیں جن کا ازالہ صرف توبہ ہی سے ہوسکتا ہے ہاں اللہ تعالیٰ چاہے تو یونہی معاف فرمادے اس کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔

نماز جامع عبادت ہے

نماز کی مثال مرکب نسخہ کی ہے جس میں تمام اجزائے مفیدہ کو جمع کر دیا گیا ہو۔ ظاہر بات ہے کہ ایسا خمیرہ یا معجون مفرد دوا سے زیادہ مفید ہوتا ہے پس اسی طرح اسلام میں جتنے اعمال مفردہ تھے نماز میں ان سب کو جمع کر کے ایک مرکب بنا دیا ہے گویا کہ تمام اقوام عالم

اور اسلام کی بھی جس قدر عبادت اور اطاعات ہیں نماز ان سب کا ایک جامع مرقع ہے۔ یعنی ان سب عبادات کو ایک نماز کے اندر جمع کر دیا گیا ہے۔

روزہ کو دیکھو تو نماز میں موجود ہے کیونکہ روزہ کی حقیقت نیت صادق کے ساتھ کھانے پینے اور عورتوں کے انتفاع سے بچنا ہے۔ سو نماز کا روزہ رمضان کے روزہ سے بھی زیادہ اکمل ہے۔ کیونکہ رمضان کے روزے میں تو تین چیزیں ہی ممنوع ہیں لیکن نماز میں ان تین کے علاوہ سلام' کلام' عورتوں کو چھونا' ہنسنا بولنا' اور چلنا پھرنا سب باتیں ممنوع ہیں۔ حتیٰ کہ دعا بھی وہ درست ہے جو مشابہ کلام ناس کے نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ نماز کے اندر روزہ کی شان رمضان کے روزہ سے بھی علی وجہ الکمال پائی جاتی ہے۔

نماز میں حج بھی ہے۔ حج کو لو تو وہ بھی نماز میں موجود ہے۔ کیونکہ حج کی حقیقت ہے تعظیم اور تعلق بالبیت سو نماز میں وہ موجود ہے نماز میں تعظیم بیت اللہ کا یہ مقام ہے کہ استقبال قبلہ شرط صحت صلوٰۃ ہے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہو سکتی پس جس طرح حج کے طواف میں بیت اللہ کے سامنے رفع یدین کر کے گردش طواف شروع کرتے ہیں بس اسی طرح نماز میں سمت بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز کا دوران شروع کرتے ہوئے تعظیماً رفع یدین کرتے ہیں۔

پھر جس طرح حرم محترم میں شیطان کے آثار کو سنگریزوں سے سنگسار کیا جاتا ہے اسی طرح نماز میں اولاً ہی اعوذ پڑھ کر اس کے فتنوں سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ پھر جس طرح حج میں طواف وداع کر کے رخصت چاہی جاتی ہے اسی طرح نماز میں سلام وداع کر کے دربار الٰہی سے رخصت ہوا جاتا ہے غرضیکہ حج کی پوری حقیقت بجنسہ نماز میں موجود ہے۔ پس جو نماز پڑھے گا اسے برکات حج بھی میسر ہوں گے۔

اعتکاف۔ اعتکاف کو لو تو وہ بھی نماز میں مکمل شکل کے ساتھ موجود ہے کیونکہ اعتکاف کی روح وحقیقت گناہوں سے رکنا ہے اور یہ نماز کے اندر موجود ہے چنانچہ نمازی نماز کے اندر تمام گناہوں سے رکتا ہے۔ بھلا نماز میں کون گناہ کر سکتا ہے۔ اعتکاف میں ضرورت بشریہ پورا کر لینے' سو جانے' لیٹ رہنے اور کھانے پینے کی تو اجازت ہے لیکن نماز میں یہ سب امور ممنوع اور مفسد صلوٰۃ ہیں۔

زکوٰۃ۔اسی طرح زکوٰۃ بھی اپنی حقیقت کے ساتھ نماز میں موجود ہے کیونکہ زکوٰۃ کی حقیقت انفاق فی سبیل اللہ اور تزکیہ نفس ہے یعنی محبت دنیا سے قلب کو پاک کرنا تاکہ محبت حق کے لئے جگہ خالی ہو پس مال نکال کر قلب کو حظوظ دنیا سے پاک کرلیا جاتا ہے نماز میں ابتداء ہی سے رفع یدین کر کے گویا بندہ ساری دنیا کی نسبت کانوں پر ہاتھ دھرتا ہے کہ میں سب سے بیزار ہوں اور صرف اللہ کی طرف آتا ہوں۔اور ظاہر ہے کہ یہی تزکیہ نفس کی روح ہے۔پھر نماز کے لئے فی سبیل اللہ مصارف تھوڑے بہت مثل کپڑا، پانی جگہ لوٹا اور چٹائی وغیرہ لازم ہیں جس کی کچھ نہ کچھ مقدار ہر نمازی پر بقدر حصہ لازم نکلتی ہے ظاہر ہے کہ نماز ننگے تو پڑھو گے نہیں ۔ کپڑا تو پہنو گے ہی اور اس پر خرچ بھی ہوگا۔خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ کپڑے کی قیمت بھی زیادہ ہوگئی ہے لہذا انفاق یعنی خرچ کرنا بھی ہوگیا اس لئے زکوٰۃ بھی حساً ومعناً صورتاً وحقیقتاً نماز کے اندر موجود ہے۔

اب بتایئے کونسی عبادت رہ گئی جو نماز میں موجود نہیں۔شاید کوئی کہنے لگے کہ نماز میں قربانی نہیں تو سمجھ لیجئے کہ قربانی کی حقیقت باطنی ہے۔یعنی اپنے کو فنا کر دینا۔اور اپنی خواہشات کو مٹا دینا سو وہ نماز میں ایسی ہے کہ اپنے نفس سے پوچھو کہ قیود کے اندر مقید ہو کر اپنی تمام خواہشات کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

جہاد۔اسی طرح جہاد بھی نماز کے اندر موجود ہے۔جیسے نماز کے لئے قواعد ہیں ٹھیک اسی اصول پر جہاد کی صفوف کے بھی عسکری قواعد رکھے گئے ہیں کہ مجاہدین کی صفیں ایک سیدھ میں رہیں۔ساری فوج ایک دیوار نظر آئے۔سب کا ایک فعل ہو۔یکبارگی سب کا حملہ ہو۔ جیسے نماز میں امام کی آواز پر رکوع وسجود کی طرف انتقالات ہوتے ہیں جو شیطان پر سب سے زیادہ بھاری وشاق ہوتے ہیں اور وہ خائب وخاسر ہو کر بھاگتا ہے۔ٹھیک اسی اصول پر جہاد میں بھی امام وامیر وسپہ سالار کے اشاروں پر فوجی نقل وحرکت اور اقدام ورجوع ہوتا ہے جس سے دشمن کے چھکے چھوٹتے ہیں۔پھر جیسے نماز کا نعرہ تکبیر ہے ایسے ہی جہاد میں بھی نعرہ تکبیر ہی شعار بنایا گیا ہے۔جس طرح نماز کی تکبیر اور اذان سے شیاطین بھاگتے ہیں ایسے ہی جہاد میں نعرۂ تکبیر سے کفار کے دل لرزتے ہیں۔پھر جیسے نمازیوں کی صف آرائی کے

وقت حق تعالیٰ کوخوشی ہوتی ہے کہ دیکھو میرے بندے کس طرح اپنے عیش و آرام کو چھوڑ کر میرے گھر کی طرف دوڑے آ رہے ہیں اور میرے دشمن شیطان کو مار بھگانے کے لئے آمادہ ہیں۔ٹھیک اسی طرح مجاہدین کی صف بندی کے وقت بھی حق تعالیٰ کوخوشی ہوتی ہے کہ دیکھو میرے بندے میری راہ میں جان دینے کے لئے کس طرح بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ پھر جس طرح نماز کی جماعت بطور اجتماع گھروں میں نہیں رکھی گئی اس کے لئے مخصوص مکانات یعنی مساجد ہیں ٹھیک اسی طرح جہاد بھی گھر کے کونوں میں نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے بھی مخصوص میدان ہوتے ہیں۔ جس طرح نمازی جب رکوع میں جاتا ہے تو اس کے کندھوں پر ملائکہ گناہوں کو لاد دیتے ہیں اور جب وہ کھڑا ہوتا ہے یا سجدہ میں جاتا ہے تو وہ گناہ دونوں طرف سے خشک پتوں کی طرح گرتے اور بکھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بندہ پاک صاف ہو جاتا ہے۔ٹھیک اسی طرح جہاد کے بارہ میں فرمایا۔

السیف محاء للذنوب:۔ یعنی تلوار سارے گناہوں کو ختم کرنے والی ہے جس سے ایک گناہ جھڑ جاتا ہے اور خون کے ایک ایک قطرے کے ساتھ آدمی کا نفس دھل کر صاف ستھرا اور چمکدار ہو جاتا ہے۔ جب آغاز صلوٰۃ میں ثناء کے بعد قرأۃ قرآن کا آغاز ہوتا ہے تو پہلے اعوذ پڑھی جاتی ہے گویا کہ اپنے دشمن یعنی شیطان کے مقابلہ کے لئے تعوذ کا ہتھیار سنبھال لیا جاتا ہے۔نماز نے ہمیں یہ بھی بتا دیا کہ دشمن کی اپنی چھاؤنی بھی ہوتی ہے جیسے شیطان کے مخصوص اوقات سورج نکلتے وقت' سورج غروب ہوتے وقت' عین دوپہر کا وقت ان میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تین وقت جو شیطان کی چھاؤنی ہے ان میں خود نہ گھسو کیونکہ تمہیں اس کی اندرونی طاقت کا علم نہیں بلکہ دشمن کی حملہ آوری سے پہلے ہی مدافعت کا بندوبست رکھو جیسے اذان کا اصول ہے نماز نے یہ بھی آگاہ کر دیا کہ دشمن تمہارے مورچوں میں شگاف بھی ڈال دے گا جیسے شیطان صفوں کے بیچ میں گھسنے کی کوشش کرتا ہے۔تو ہمیں حکم دیا گیا کہ خوب گھٹ کر صف بندی کرو۔ یہ بھی بتلایا گیا کہ یہ دشمن شیطان پراپیگنڈہ کر کے تمہارے خیالات بھی تبدیل کرے گا جیسے شیطان وسوسہ اندازی کرتا ہے۔سو ذکر اللہ سے بیدار رہو۔

صفوں کو سیدھا رکھنے میں فائدہ...... یہ بھی نماز نے آگاہ کر دیا کہ دشمن تم پر خواب آور

گیس بھی پھینکے گا جیسے شیطان کا صفوں کے درمیانی فاصلوں میں گھس کر غفلت آور شیشیاں سنگھاتا ہے تو نماز نے علاج بھی بتلا دیا کہ درمیانی خلل ہی مت چھوڑو کہ اسے آنے اور شیشی سونگھانے کی نوبت آئے اور یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر شیطان وسوسہ ڈالے تو ادھر دھیان ہی مت کرو۔ صرف خدا سے پناہ مانگو۔ جب نہ مانے تو پھر تعوذ کے ساتھ اسے دھتکار دو۔ گویا ابتداءً عدم تشدد اور پھر تشدد اور کھلی جنگ ہے۔ آپ ہی بتایئے کہ کیا جہاد میں اس اصول کے سوا اور کوئی دوسرا طریق کار ہوسکتا ہے کہ اگر کفار تعدی پر آمادہ ہوں تو پہلے امن قائم کرنے کی سعی کرو مگر جب حملہ آوری کی ٹھان ہی لیں تو پھر جم کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔ پس اگر جہاد کے اصول معلوم کرنے ہوں اور دشمنوں کے مقابلہ میں جنگی سپرٹ تیار کرنی ہو تو نماز اس کی بھی سکیم اپنے اندر رکھتی ہے اور دن میں پانچ مرتبہ اس جنگی سپرٹ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

نماز ہجرت بھی ہے۔ اسی طرح نماز میں ہجرت بھی شامل ہے کیونکہ ہجرت کی حقیقت یہی ہے کہ معاصی کو ترک کر کے طاعات کی طرف اقدام کرنا ہے۔ غور کرو تو معلوم ہوگا کہ نماز کی صورت میں ہجرت بھی موجود ہے۔ آخر آدمی گھر بار چھوڑ کر ہی بیوت الٰہی یعنی مساجد میں پہنچتا ہے اور حقیقتاً ہجرت یہی ہے۔

تلاوت تو ہے ہی۔ پھر دیکھئے قرآن کی تلاوت بہت بڑی عبادت ہے۔ اور یہ تلاوت قرآن بھی نماز میں موجود ہے۔ بلکہ قرأت نماز میں فرض ہے۔ کہ بدوں قرأت نماز ہی نہیں ہوتی پس جو شخص نماز پڑھے گا اس کو تلاوت قرآن کے فضائل بھی حاصل ہوں گے۔

اذکار۔ بعض اذکار کی فضیلت احادیث میں آئی ہے جیسے سبحان اللہ کہ اس کے بارہ میں آیا ہے کہ سبحان اللہ میزان ہے۔ نماز میں وہ بھی موجود ہے۔ چنانچہ رکوع میں پڑھتے ہیں **سبحان ربی العظیم** اور سجدہ میں **سبحان ربی الاعلیٰ**۔

دعا۔ پھر احادیث میں دعا کے بہت سے فضائل وارد ہیں۔ تو جب نماز میں قرآن پڑھو گے تو تلاوت قرآن میں کہیں کہیں اور خصوصاً سورۃ فاتحہ میں تو ہر رکعت میں دعا بھی موجود ہے اور سورۃ فاتحہ تو ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

نیز درود شریف کے کتنے فضائل ہیں اور درود شریف کے بعد بھی دعا کی جاتی ہے۔

پس نماز میں دعا کے فضائل بھی آ گئے اور درود شریف کے بھی۔ غرضیکہ نماز کسی برکت سے خالی نہیں دعا ہے وہ اس میں موجود ہے۔ ثناء ہے وہ اس میں موجود ہے۔ ذکر مبارک ہے وہ اس میں موجود۔ بعض لوگ اولیاء اللہ کا دم بھرتے ہیں اور ان کے تذکروں کے دلدادہ ہوتے ہیں سو ان کا تذکرہ بھی نماز میں موجود ہے۔ چنانچہ ہر رکعت میں پڑھتے ہیں اَلَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اس میں اولیاء اللہ بھی تو آ گئے۔ بہر حال نماز تمام عبادات میں ممتاز ہے۔ باطنی لحاظ سے اس کے اندر تمام عبادات موجود اور اپنے ظاہر سے بھی کہ نماز کی ہیئت بتلا رہی ہے کہ نماز والا خشوع وخضوع کسی دوسری عبادت وذکر میں نہیں۔

کائنات کی ہر چیز کی نماز

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ ہر ایک چیز کی نماز کی ہیئت اس کی خلقت کے مناسب رکھی گئی ہے تاکہ اس کی نماز اس کی خلقی وضع قطع سے طبعاً ادا ہوتی رہے۔ مثلاً درختوں میں چلنا پھرنا جھکنا نہیں ہے اس لئے درختوں کی نماز صرف قیام ہے یعنی ان کی صورت نوعیہ ایسی بنائی گئی ہے گویا کہ وہ اپنی ساق پر کھڑے ہوئے قیام کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہیں۔ پھر چوپایوں کی نماز صرف رکوع ہے یعنی ان کی خلقی ہیئت ایسی بنائی گئی ہے گویا کہ وہ ہر وقت اللہ کے سامنے رکوع میں جھکے ہوتے ہیں۔ پھر حشرات الارض یعنی رینگنے والے اور پیٹ کے بل چلنے والے کیڑے مکوڑوں کی نماز بصورت سجدہ ہے جیسے سانپ' بچھو' چھپکلی اور کیڑے مکوڑوں کی خلقی ہیئت سجدہ نما بنائی گئی ہے کہ وہ اوندھے اور سرنگوں رہتے ہیں۔ پھر جبال یعنی پہاڑوں کی نماز بحالت تشہد وقعود ہے۔ گویا یہ ہر وقت زمین پر دوزانو جمے ہوئے بیٹھے ہیں اور ہمہ وقت التحیات میں ہیں۔ پھر اڑنے والے پرندوں کی نماز انتقالات ہیں کہ نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے انسان قیام سے قعود اور قعود سے قیام کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح پرندے اوپر سے نیچے کی طرف اڑتے مثل رکوع کے ہیں اور نیچے سے اوپر اٹھتے ہیں تو گویا رکوع سے قومہ وقیام کی طرف جاتے ہیں۔ اور جب پر پھیلا کر زمین پر اوندھے پڑ جاتے ہیں تو گویا سجود میں ہیں۔ پس ان کی نماز انتقالات ہیں۔

پھر سیاروں اور آسمانوں کو دیکھو تو ان کی نماز دوران اور گردش ہے کہ ایک نقطہ سے گھوم کر پھر اسی نقطہ پر لوٹ آتے ہیں۔ اور پھر وہی سابقہ حرکت شروع کر دیتے ہیں جیسا کہ نمازی ایک رکعت پڑھ کر پھر عود کرتا ہے اور اسی قسم کے افعال لوٹ کر دوسری رکعت میں ادا کرنے لگتا ہے۔

زمین کی نماز فرشتوں کی نماز

زمین کی نماز سکون ہے جیسے آدمی پہلے ساکن ہوتا ہے پھر حرکت کرتا ہے۔ زمین کا یہ جمود و سکون اس کی تکوینی نماز ہے۔ پھر ملائکہ کی نماز اصطفاف ہے یعنی صف بندی کہ وہ قطار در قطار جمع ہو کر یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ کوئی صف رکوع میں ہے اور کوئی قیام میں اور بے شمار فرشتے سجود میں رہتے ہیں۔

کسی چیز کی نماز دعا یعنی اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا ہے جس طرح نمازی التحیات کے بعد سلام سے پہلے اور بعد دعا کرتا ہے یہ جنت اور دوزخ کی نماز ہے جنت کہتی ہے یا اللہ میرے ساتھ تیرا وعدہ ہے کہ میں نیک بندوں سے تجھ کو بھر دوں گا۔ لہذا میری دعا قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیری دعا قبول ہے میں نیک بندوں سے تیرا پیٹ بھر دوں گا۔ اسی طرح دوزخ دعا کرتی ہے کہ یا اللہ میری غذا بدکار بندے ہیں لہٰذا میرا پیٹ ان سے بھر۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیرا سوال بھی پورا کروں گا۔

گویا کہ ہر مخلوق کو نماز کی تسبیح اور ذکر بھی اس کی خلقت و استعداد کے مناسب جدا جدا عطا کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم نے فرمایا ہے **وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ** یعنی دنیا کی کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو خدا کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی نہ کہتی ہو۔ ہر چیز نماز پڑھتی اور ذکر الٰہی کرتی ہے مگر ہمیں سنائی نہیں دیتا۔ ہم نے کیا سننا ہے ہمیں تو انسانوں کی بولیاں بھی سمجھ میں نہیں آتیں۔ ایک اردو زبان کو دیکھو کہ اصولاً دو سو بولیاں اردو کی ہندوستان میں بولی جاتی ہیں۔ اسی طرح باقی ملکوں کی بولیوں کو سمجھ لیجئے۔ پتھر کی آواز ہمیں سنائی نہیں دیتی مگر بعض اوقات انبیاء علیہم السلام سن لیتے رہے

ہیں۔خلاصہ یہ کہ نماز تمام عبادات کی جامع ہے اور ساری مخلوقات نماز اور تسبیح پڑھتی ہے۔ ساری مخلوقات کی نماز حضرت انسان کی نماز میں پائی جاتی ہے۔ چونکہ یہ ساری کائنات کا خلاصہ ہے اس کی عبادت بھی ساری کائنات کی عبادت ہے۔

نماز میں حکمرانی کے اصول

بنی نوع انسان کو ایک عظیم الشان مشن کی تکمیل کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ کون و مکان کی حقیقت و ماہیت سے پردے ہٹا کر خداوند تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو دنیا پر آشکارا کر دے اسی بناء پر انسان کو مظہر خدا کہا گیا ہے اجرام سماوی اور اجرام ارضی کی کہنہ تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کنویں کا مینڈک نہ بنے بلکہ میدان میں نکلے اور خلیفۃ اللہ فی الارض کا ثبوت دے۔سب سے پہلے نماز نے جو اسوہ پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ فرض نمازیں گھروں میں نہ ادا کی جائیں بلکہ مساجد میں حاضر ہو کر۔یعنی ادائیگی نماز کے لئے سب سے پہلی چیز گھر کی چاردیواری سے باہر ہو جانا ہے۔گویا نماز نے سب سے پہلے خانگی خلوت کو توڑ کر ایک انسان کو میدان میں نکالا۔اور جلوتوں کے ہجوموں میں دیکھنا چاہا ہے جس کا راز یہ ہے کہ گھر کی چاردیواری میں محدود رہ کر انسان کی نگاہ اور ظرف علم سب محدود اور تنگ رہتے ہیں اس کی نگاہ گھر میں رہ کر خانگی امور تک ہی محدود رہ سکتی ہے۔اسے عام شہر یا قوم سے کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا۔اس لئے نماز نے گھروں سے مساجد کی طرف سفر کرایا تا کہ انسان کی باطنی اور ظاہری وسعتیں نمایاں ہوں۔اور کوئی ایک مسلم بھی تنگ دل' تنگ ظرف اور تنگ حوصلہ باقی نہ رہے۔کہ جس کے سامنے صرف اس کا نفس اور اس کا گھر ہو بلکہ اس کے ظرف میں گھر سے باہر نکل کر مسلمانوں کے پورے جتھوں اور جمگھٹوں کی گنجائش ہو اور اس کے دل میں صرف اپنا اور اپنے بچوں کا ہی خیال نہ ہو بلکہ ان کے علاوہ اپنی قوم کا بھی خیال ہو۔اس کا تجربہ اور علم گھر کی چاردیواری تک محدود نہ رہے بلکہ بیرونی مجامع میں پہنچ کر سب کو دیکھ کر اور سب کی سن کر اس کا علم۔اس کا خیال اور تجربہ وسیع تر ہو جائے۔پھر سفر میں مزید وسعتیں پیدا کیں۔کہ ہفتہ بھر تو ایک نمازی کو مسجد محلہ ہی کی طرف سفر کرایا۔لیکن ہفتہ میں

جمعہ کا ایک دن رکھ کر اس سفر کو اور وسعت دی کہ شہر بھر کے مسلمان گھروں سے نکل کر ایک جامع مسجد کی طرف سفر کریں اور مسجد جامع اور جمعہ کے فضائل بیان کر کے ایک طالب اور نمازی کو مخمور اور مسرور بنا دیا۔ پھر اس سفر کو اور وسیع کیا تو سال بھر میں عیدیں رکھ دیں کہ مسلمان نہ صرف گھروں سے اور نہ صرف محلوں سے بلکہ شہر سے بھی باہر نکل کر عیدگاہ میں پہنچیں اور ضلع بھر کے مسلمان اکٹھے مل کر خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوں پھر آخر میں اس سفر کو اور وسعت دی تو شہر چھوڑ کر ایک اقلیم اور ایک ملک تک بھی محدود نہ رکھا بلکہ حکم دیا کہ صاحب وسعت مسلمان عمر بھر میں ایک دفعہ مسجد الحرام یعنی کعبہ شریف کی طرف بھی سفر کریں۔ پھر اس سفر میں بھی وسعت دی تو مسجد الحرام کے بعد مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس کو بھی شامل فرما دیا اور ان کی حاضری کی بھی درجہ بدرجہ ترغیب دی۔

بہر حال نماز نے اس اسوہ سے اس اصول کی طرف رہنمائی کی کہ مسلمان کا گھر اور باہر سفر اور حضر وطن اور غیر وطن سب برابر ہیں۔ جب تک مسلمان اپنی نفسی اور خانگی زندگی کو چھوڑ کر باہر نہیں نکلے گا وہ کبھی اپنے دین اپنی قوم اور اپنے ملک کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ پس اجتماعات یعنی اکٹھا ہونے کیلئے سب سے پہلی چیز خلوت کا توڑ پھینکنا تھا۔ سو نماز نے پہلے اسے توڑا۔

کار آمد اجتماعیت۔ پھر دیکھئے اجتماعیت بھی اسی وقت کار آمد ہو سکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ نظم ونسق وتنظیم ہو۔ بغیر تنظیم کے نری اجتماعیت کچھ سودمند ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے نماز نے دوسرا حکم یہ دیا کہ فرضی نماز باجماعت ادا کیجائے تا کہ نماز کے وقت مسلمان صف بندی اور پرا باندھ کر کھڑا ہوں یعنی ٹخنے سے ٹخنہ اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں تا کہ دیکھنے والے کو ایک آہنی دیوار معلوم ہو۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کے لئے جو اجتماعی نظام ''جماعت'' کی شکل میں تجویز کیا گیا ہے اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ تعلیم فرمایا کہ لوگ صفیں بنا کر برابر برابر کھڑے ہوں۔ آپؐ نے تاکیداً فرمایا کہ صفیں بالکل سیدھی ہوں۔ کوئی شخص ایک انچ نہ آگے ہو اور نہ پیچھے۔ پہلے اگلی صف پوری کر لی جائے اس کے بعد پیچھے کی صف شروع کی جائے۔ بڑے اور ذمہ دار اور اصحاب علم وفہم اگلی

صفوں میں امام سے قریب جگہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چھوٹے بچے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر خواتین بھی جماعت میں شریک ہوں تو ان کی صف سب سے پیچھے ہو۔ امام سب کے آگے اور صفوں کے درمیان میں کھڑا ہو۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کراتے تھے گویا کہ ان کے ذریعے آپ تیروں کو سیدھا کریں گے۔ اس کے بعد ایک دن ایسا ہوا کہ آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لئے اپنی جگہ پر کھڑے بھی ہو گئے۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ آپ تکبیر کہہ کر نماز شروع فرما دیں کہ آپ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور بالکل برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے رخ ایک دوسرے کے مخالف کر دے گا۔ (صحیح مسلم)

مطلب آپ کا یہ تھا کہ اللہ کے بندو! میں تم کو آگاہی دیتا ہوں کہ اگر صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے میں تم بے پروائی اور کوتاہی کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی سزا میں تمہارے رخ ایک دوسرے سے مختلف کر دے گا۔ یعنی تمہاری وحدت اور اجتماعیت پارہ پارہ کر دی جائے گی۔ اور تم میں پھوٹ پڑ جائے گی جو امتوں اور قوموں کے لئے اس دنیا میں سو عذابوں کا ایک عذاب ہے۔

پہلی صف والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعا رحمت کرتے ہیں۔ پہلی صف کے لئے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اور دوسری کے لئے بھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے دعا رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لئے۔ پھر عرض کیا گیا اور دوسری صف کے لئے بھی؟ آپ نے پھر پہلی ہی بات دہرا دی۔ یعنی فرمایا کہ:۔ اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعا خیر کرتے ہیں پہلی صف کے لئے۔ پھر آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اور دوسری صف کے لئے بھی؟ آپ نے تیسری مرتبہ بھی وہی پہلی

بات دہرادی کہ اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے دعاء رحمت کرتے ہیں پہلی صف والوں کے لئے۔ اُن لوگوں نے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اور دوسری صف کیلئے بھی؟ تو اس چوتھی دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دوسری صف والوں کے لئے بھی (مسند احمد)

تشریح۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فرشتوں کی دعا رحمت کے خصوصی مستحق اگلی صف والے ہی ہوتے ہیں دوسری صف والے بھی اس سعادت میں اگرچہ شریک ہیں لیکن بہت پیچھے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ پہلی اور دوسری صف میں بظاہر فاصلہ تو بہت ہی تھوڑا سا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں بہت فاصلہ ہے اس لئے اللہ کی رحمت کے طالب کو چاہیے کہ وہ حتی الوسع پہلی ہی صف میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ جس کا ذریعہ یہی ہوسکتا ہے کہ مسجد میں اول وقت میں پہنچ جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کا کیا اجر و ثواب ہے' اور اس پر کیا صلہ ملنے والا ہے تو لوگوں میں اس کے لئے ایسی دوڑ اور کشمکش ہو کہ قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا پڑے۔'' (بخاری و مسلم)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت کے طالب کو چاہئے کہ وہ حتی الوسع پہلی ہی صف میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرے جس کا ذریعہ یہی ہوسکتا ہے کہ مسجد میں اول وقت پہنچ جائے۔ صحیحین کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کا کیا اجر و ثواب ہے اور اس پر کیا صلہ ملنے والا ہے تو لوگوں میں اس کے لئے ایسی مسابقت اور کشمکش ہو کہ قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا پڑے۔

حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سینوں اور مونڈھوں کو ہاتھ لگا لگا کر دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ شیطان کے لئے راستے مت چھوڑو۔ جس نے صف کو ملایا اللہ رب العزت اس کو اپنی رحمت سے ملائے گا۔ اور جس نے صف کو قطع کیا اس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قطع کرے گا۔ آپؐ نے قسم کھا کر کہا کہ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ صفوں میں ایسا گھستا ہے جیسے کہ بکری کا بچہ۔

صف میں دائیں طرف کھڑے ہونے کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے دعاء مغفرت کرتے ہیں صفوں کے داہنے حصوں پر۔ (ابوداوُد، ابن ماجہ)

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس طرح صفوں کے درمیان آپس میں مختلف درجات ہیں اسی طرح ایک صف کے مختلف حصوں کے درجات میں بھی باہمی فرق ہے۔ اول درجہ تو امام کے بالکل پیچھے حصے کا ہے۔

دوسرا درجہ صف کے داہنے حصہ کا ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ صف میں شریک ہوتے وقت دیکھ لینا چاہئے کہ اگر صف کا داہنا حصہ بائیں حصہ کے مقابلہ میں کم ہے یا برابر ہے تو دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے اور اگر بائیں طرف کم آدمی ہیں تو پھر بائیں طرف ہی کھڑا ہونا چاہئے۔

تیسرا درجہ صف کے بائیں حصہ کا ہے۔ لیکن اگر صف کا یہ حصہ خالی رہ جائے تو اس کی فضیلت داہنے سے زیادہ ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں نے عرض کیا کہ مسجد کا بایاں حصہ (لوگوں کے کھڑے نہ ہونے کی وجہ سے) بے کار ہو کر رہ گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مسجد کا بایاں حصہ آباد کرے گا اسے دوگنا اجر ملے گا۔

دوگنا اجر ملنے کی بظاہر وجہ یہ ہے کہ ایک تو صف کی کمی کو پورا کرنے کا دوسرے صف کی تکمیل کی خاطر دائیں طرف کے اجر کو قربان کرنے کا۔

گویا ثواب اصل کے اعتبار سے دائیں جانب کا ہی زیادہ ہے لیکن جب بائیں طرف کم لوگ رہ جائیں تو اس وقت بائیں طرف کا ثواب زیادہ ہو جائے گا۔ یہاں اس بات کا بھی ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تمام روایات میں دائیں بائیں سے امام کا دائیں بائیں ہی مراد ہے نہ کہ مسجد کا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف (کھڑے ہوں) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف (داہنی طرف) چہرہ مبارک کر کے یہ دعا پڑھتے سنا۔

"رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَکَ"

(اے اللہ جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اس دن اپنے عذاب سے مجھ کو بچا) (مسلم)

صفوں کو ملانے اور ان میں خالی جگہ پر کرنیکی ترغیب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے استغفار کرتے ہیں ان کے لئے جو صفوں کو ملاتے ہیں۔ (احمد، ابن خزیمہ، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، حاکم)

ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جو (صف میں) کسی خالی جگہ کو پر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کچھ لوگ مسلسل (ایک عرصہ تک) صف اول سے پیچھے ہوتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کا مستحق کر کے پیچھے ہی کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد، ابن خزیمہ، ابن حبان)

مسجد میں جمع ہونے کی حکمت

اسلام نے یہ پہلو اختیار کیا کہ منتشر اور بکھرے ہوئے افراد کو مسجد میں جمع کر کے ایک جماعت کی صورت بنا کر ساری قوم کو ایک فرد واحد یعنی امام کے سپرد کر دیا کیونکہ صف بندی اور لائنوں کی یکسانی اور گتھ کر کھڑے ہونا جب ہی فائدہ دے سکتا ہے کہ کوئی طاقت اس کو بروئے کار لائے۔ جب تک امیر یا سپہ سالار اور کمانڈر نہ ہو تو جمع شدہ فوج کیا کر سکتی ہے اس لئے کسی امام و امیر اور کمانڈر کا ہونا ضروری ہے پس یہی سبق ہم کو نماز نے سکھلایا کہ جمع شدہ لوگ اپنا ایک امام مقرر کر لیں۔ پھر امام کی بھی شرائط مقرر کر دیں کہ جو سب سے افضل ہو اس کو

امام بناؤ۔ اور امام کی طاعت قوم و جماعت کے اوپر واجب قرار دے دی اور حکم دے دیا کہ امام کے ایک اشارہ پر لاکھوں گردنیں خم کھا جائیں اور لاکھوں نفوس حرکت میں آ جائیں اور امام کی اتھارٹی و طاقت یہ مقرر کر دی کہ کسی ایک مقتدی کی مجال نہیں کہ امام سے انحراف کر سکے اور اس سے فرنٹ ہو جائے اور شدید وعیدیں سنائی گئیں جیسے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات کا خوف نہیں رکھتا کہ جب امام سے پہلے اپنا سر اٹھائے تو اللہ رب العزت اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو اللہ تبارک وتعالیٰ گدھے کی صورت بنا دے۔ (بخاری ومسلم)

پھر اسلام نے نماز میں مقتدیوں اور قوم کے وقار کو بھی باقی رکھا اور حکم دے دیا کہ یہی مقتدی اور یہی مطیع جماعت جو امام کے اشاروں پر چل رہی ہے اگر امام کی کوئی غلطی کسی رکن صلوٰۃ میں دیکھ پائے تو مقتدیوں کے لئے ہرگز اجازت نہیں ہے کہ اس غلطی پر صبر کر کے خاموش ہو رہیں بلکہ ان کا فرض ہے کہ امام کو ٹوکے اور اس کی غلطی پر اسے متنبہ کریں اور امام کے لئے بھی ضروری قرار دے دیا کہ قوم و جماعت کی اس تنبیہ پر اپنی غلطی کو ماننے اور عملاً اس کا اعتراف کرتے ہوئے سجدہ سہو میں جھک جائے۔

امام کے اشارہ کی طاقت...... اس سے نماز نے اس اصول کی طرف رہنمائی کی کہ امام کا استقبال تو اتنا ہونا چاہئے کہ اس کے اشاروں پر صفوں کی صفیں جھک جائیں مگر ساتھ ہی قوم و جماعت کا وقار بھی اتنا ہونا چاہئے کہ امام کی غلطی دیکھ کر قوم اعتراض سے ہرگز نہ چوکے۔ چنانچہ نماز نے اس اصول کو قائم کر کے ملت وقوم کو متنبہ کیا ہے کہ ملت وسلطنت مسلمہ کا نظام بھی اسی اصول پر قائم کرو۔ اس کے ساتھ ہی نماز نے ہمیں یہ بھی بتلا دیا کہ امام وسالار و کمانڈر اور بادشاہ اسلام کا سب سے پہلا مقصد یہ ہے کہ وہ تمام مقتدیوں اور پوری قوم کو خدا کے سامنے لے جا کر ڈال دے اور جھکا دے اور کلمات ربانی بہ آواز بلند سب کو سنا دے اور اعلاء کلمۃ اللہ سے سب کے کان کھٹکھٹائے۔ گویا کہ نماز نے واضح طور پر رہنمائی کی کہ امامت کبریٰ یعنی سلطنت میں بھی امیر قوم یعنی بادشاہ اور صدر کا وظیفہ یعنی طریقہ کار یہ نہ ہونا

چاہئے کہ وہ قوم کو تفوق اور تعیش کے مرض میں مبتلا کر دے بلکہ صدر کا اولین و آخرین فریضہ اعلاء کلمۃ اللہ یعنی اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا اور خدا کے نام کی عالم میں منادی کرنا ہے۔ نیز اللہ کے بندوں کو اس کی بارگاہ تک پہنچانے کے لئے انہیں نصیحت کرنا نیکیوں کا آرڈر کرنا اور بدی سے باز رکھنا ہے تاکہ دنیا میں خدا کا نام اور اس کا قانون عام رائج ہو اور ساری دنیا اس کے زیر سایہ امن کی زندگی بسر کر سکے اور امن عامہ کی فضا گونج اٹھے۔ بہر حال یہ امر پوری طرح واضح ہو گیا کہ نماز کے افعال اور حقائق میں پورا نظام جمہوریت' اتفاق و اتحاد' قوم کا منصب و نصب امام' نظم و تنظیم اور مساوات اور حکمرانی و ترقی کی ساری اصولی تفصیلات لکھی پڑی ہیں دنیا کی کسی قوم میں یہ نظیر نہیں مل سکتی کہ ایک بادشاہ رعیت کے ادنیٰ آدمی کے ساتھ' ایک اعلیٰ افسر اپنے بیرے کے ساتھ ایک بڑا کارخانہ دار اپنے غریب مزدور کے ساتھ اللہ کے حضور میں کندھے سے کندھا اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑا ہو۔ مساوات کی یہ اعلیٰ ترین نظیر صرف اور صرف اسلامی نماز ہی میں دیکھی جا سکتی ہے۔

نماز میں تواضع اور بادشاہت۔ اس سے یہ بات بھی پورے طور پر واضح ہو گئی کہ مسلمان نماز ہی کے ذریعہ سے عبادت الٰہی کا فریضہ بھی ادا کر سکتا ہے۔ اور نماز ہی کے ذریعہ خلافت الٰہی یعنی بادشاہت کا مقصد بھی پورا کر سکتا ہے۔ قرن اول میں حضرات صحابہؓ نے نماز ہی کی پابندی و برکت سے فقیری میں بادشاہت کی اور بادشاہت میں فقیری کی شان دکھلائی۔ بادشاہت کے وقت بھی ان کی نماز سے پیدا شدہ تواضع نہیں جاتی تھی اور تواضع اور فناء نفس کے وقت ان کی نماز سے پیدا شدہ اجتماعیت اور تنظیم ملت فنا نہیں ہوتی تھی۔ دیکھئے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' خلیفہ وقت ہیں مگر کندھے پر پانی کی مشک ہے اور رعایا کے گھر میں پانی بھرتے پھر رہے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یا امیر المومنین بیت المال کے کسی خادم کو حکم فرما دیتے۔ فرمایا کہ کل روم کا سفیر میرے پاس آیا تھا اور وہ مجھ سے مرعوب ہوا۔ یعنی میرا رعب اس پر طاری ہوا جس سے میرے نفس میں ایک قسم کا عجب اور خود پسندی کا نزغہ پیدا ہوا۔ اس کا علاج کرتا پھر رہا ہوں۔ حضرات دیکھ لو کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ مسند

خلافت پر بھی ہیں مگر خوئے عبادت اور تواضع نفس دامن کے ساتھ ساتھ ہے۔

قدرت نے مسلمانوں کو ساری دنیا پر حکومت کرنے اور ہر قسم کی روحانی و مادی ترقیات کا مجموعہ بنانے کے لئے پیدا کیا تھا۔ ترقی کا سب سے بڑا اور سب سے موثر ذریعہ کیریکٹر اور کامل زندگی ہے اور اس کی بہترین محرک نماز ہے۔

اطباء بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ اخلاق حمیدہ وافعال حسنہ کا اثر صحت پر بہت اچھا پڑتا ہے اور افعال بد سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے گو محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے لیکن چونکہ یہ مسئلہ احکام میں سے نہیں اس لئے ضعف حدیث اس میں مضر نہیں۔ حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے وقت سے بعض امراض کا علاج کیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ کے پیٹ میں درد تھا وہ آہ آہ کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو تشریف لے گئے اور فرمایا کہ کیا تمہارے پیٹ میں درد ہے؟ کہا ہاں فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ چنانچہ نماز پڑھتے ہی درد زائل ہو گیا۔ میں یہ تو دعویٰ نہیں کرتا کہ نماز پڑھنے سے ہمیشہ درد زائل ہو جایا کرے گا ممکن ہے کسی عارض سے اس نفع کا ظہور نہ ہو۔ مگر یہ تو ضرور ہے کہ نماز سے ایک خاص سرور و نشاط اور قلب کو راحت حاصل ہوتی ہے جس کا اثر صحت پر بھی ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ بعض چیزیں بالخاصہ موثر ہوتی ہیں دیکھئے مقناطیس میں جو جذب حدید کی خاصیت ہے اس کی وجہ کوئی نہیں بتلا سکتا۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ نماز میں یہ اثر بالخاصہ ہے کہ نماز سے ایک خاص سرور قلب میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کا اثر صحت پر بھی ظاہر ہوتا ہے جس کا جی چاہے تجربہ کرے مگر جیسی دوا ہوگی ایسا ہی اثر ہوگا۔

نماز کو آج کل رسمی چیز سمجھا جاتا ہے

جس نماز کو تم ایک رسمی چیز سمجھ رہے ہو۔ جس کو عہد قدیم کا ایک بیکار اور بے سود رواج مانتے ہو جس کے ادا کرنے میں تمہیں کیا کیا جھوٹے موانع پیش آتے ہیں۔ جسے پڑھتے بھی ہو تو ”برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر“ کا حال ہوتا ہے وہی نماز ایسی چیز تھی کہ اگر اس کی حقیقت پر تمہیں عبور ہوتا تو اس وقت تمہاری حالت بدلی ہوئی نظر آتی اور تم یوں مقہور و

مغلوب نہ ہوتے کیونکہ تم میں سے ہر ایک فرد ایک ایسا اعلیٰ اور مکمل اخلاقی کیریکٹر رکھتا جو دنیا میں صرف عزت وعظمت ہیبت و جبروت' حکومت وفرمانروائی ہی کے لئے ہے۔

نماز کی حقیقت یہ ہے کہ خواہش ومنکرات سے روکے اور انسان کی زندگی کو پاک و ستھرا بنا سکے۔ جس نماز سے یہ خصوصیت حاصل نہ ہو وہ نماز' نماز ہی نہیں ہے۔ نماز کی مواظبت سے انسان درست ہوتا ہے۔ خدا کی بارگاہ میں تقرب بڑھتا ہے۔ اور اس درجہ بڑھتا ہے کہ دنیا کی تمام جھوٹی ہستیاں ہیچ نظر آنے لگتی ہیں۔ نماز کو درست کرنا اور اس کے ٹھیک طریقہ پر ادا کرنا اولین رکن دین ہے۔ اگر صرف اپنی نمازیں درست واستوار کر لی جائیں تو میں اعلان کرتا ہوں کہ دین کی ساری سرفرازیاں اور دنیا کی ساری سربلندیاں حاصل ہوسکتی ہیں۔ اور دین میں گھسنے کا پورا راستہ مل جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کی غفلت و جمود نے جہاں ان کی بداعمالیوں کی پاداش میں ان سے ہر قسم کی سربلندیاں اور سرفرازیاں چھین لی ہیں وہاں ان کے دلوں کی انگیٹھیاں بھی اس درجہ سرد ہوگئی ہیں کہ ان میں اب کوئی چنگاری اور کوئی گرمی باقی نہیں رہی۔ دل کا سوز وگداز' اللہ کے حضور میں جھکنے کا جذبہ' سچی انابت' سچا عجز غرضیکہ سب کچھ سرد و محو ہو چکا ہے۔ بہت تھوڑے مسلمان ہیں جو نماز کی صحیح لذت اپنی نمازوں میں پاتے ہیں۔ جب نماز کی لذت ہی نماز سے علیحدہ کر لی گئی تو پھر ایسی نماز ایک جسم ہے جس میں جان نہیں ایک پھول ہے جس میں خوشبو نہیں۔ ایک ڈھانچہ اور ہیولیٰ ہے جس میں روح نہیں۔ ایسی نماز بے کار' بے نتیجہ اور بے اثر ہے۔ گو نہ پڑھنے سے تو بہتر ہے مگر اس سے مقصود حاصل نہیں ہوسکتا۔

محرومی کے لئے نسخۂ شفا

جب دعوت وتبلیغ حق کی پکار مکہ کے کوہساروں سے شروع شروع میں ٹکرائی تھی بالکل ابتداء عالم اسلام تھی۔ اس وقت اسلام وداعی اسلام کی غربت و بے چارگی' بے یاری اور بے مددگاری اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ معدودے چند مسلمان تھے جو ہر طرف سے اعداء اسلام کے نرغہ میں محصور تھے۔ نہ صرف مکہ بلکہ پورا جزیرہ عرب ان کے خون کا پیاسا اور جان

کا دشمن تھا جس طرف نظر اٹھتی تھی مایوسی سے ٹکراتی ہوئی واپس آتی تھی۔ ایسے عالم کس مپرسی و بے چارگی میں ان تمام درد و مصائب کا علاج و نسخہ شفا جو حکیم مطلق نے تجویز کیا وہ کیا تھا؟ وہ صرف یہی ایک نسخہ تھا۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ - اَقِمِ الصَّلٰوۃَ یعنی نماز قائم کرو۔ نماز قائم کرو۔ اس لئے کہ نماز ہی تمہارے تمام دکھوں کا علاج ہر درد کی دوا۔ اور ہر قسم کے زخم کا مرہم ہے۔ حالانکہ ان بے چارے مسلمانوں کو اللہ کی اس کشادہ زمین پر اتنا حق بھی نہ تھا کہ کھلے طور پر نماز ہی کے لئے جگہ ملتی۔ مگر دانائے حال نے بجز اس کے اور کوئی دوسرا نسخہ نہیں تجویز کیا کہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ - اَقِمِ الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو نماز قائم کرو۔ اس وسیع و کشادہ زمین عرب میں سب کے لئے جگہ تھی۔ سب کو چلنے پھرنے کا بلا قید و شرط حق تھا مگر تنگ تھی وہ زمین تو ان چند پرستاران حق و توحید کے لئے وہ کونسی جسمانی و روحانی تکلیف و ایذا تھی جو ان کو نہ دی گئی یا ان کے لئے تجویز نہ کی گئی۔ بالآخر جب شدت تکالیف و ایذا رسانی حد سے بڑھ گئی اور انسان کے لئے نا قابل برداشت ہوگئی حتیٰ کہ وہ وجود اقدس جس کی بقاء پر پوری کائنات کی بقا و سعادت منحصر تھی باشارہ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ہجرت پر مجبور ہوا۔ اور وطن سے بے وطنی پر لاچار۔ اس وقت کے کرب و الم اور درد و غم کے لئے بھی جو داروئے تسکین و مرہم زخم آتا ہے وہ یہ کہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو۔ نماز قائم کرو۔ سورۃ قٓ کی آخری آیات پڑھو تو تم کو واضح ہو جائے گا کہ اس بے چارگی غربت اور درد و مسکنت کا جو علاج سوچا گیا اور کامیابی کی جو راہ تجویز کی گئی وہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھی کہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو۔

سچی نماز۔ پھر ذرا غور کرو کہ کس طرح ان ہی معدودے چند مسلمانوں نے سچی نماز اور صرف سچی نماز کی برکت سے جماعت کی شکل اختیار کی اور کس طرح اس ربانی جماعت نے دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ سچی نماز وہ ہے جس سے دل میں سوز و گداز۔ رکوع میں خشوع و خضوع اور سجود میں کیف و لذت حاصل ہو اور تقرب و معراج الی المحبوب ہو۔ جن کی نمازیں سچی تھیں اور جنہوں نے اپنی نمازوں میں لذت و چاشنی پائی تھی قرآن ان کو ان الفاظ کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ تَتَجَافٰی جُنُوۡبُہُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں ان

کی پسلیاں نرم و نازک گدیلوں پر سکون وقرار نہیں پاتیں۔ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنے اللہ کے حضور میں نمازیں قائم کرتے ہیں۔ان کی پیشانیاں مصروف سجدہ ان کی زبانیں تسبیح کناں ان کے قلوب محو لذائذ نماز ہوتے ہیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چھوٹی سی چڑیا ان کے باغ میں آ گئی اور اس کو پھر جانے کا راستہ نہ ملا۔ حضرت ابوطلحہؓ کی توجہ نماز میں بٹ گئی۔ نماز کے بعد انہوں نے پورا باغ صدقہ کر دیا اس لئے کہ حقیقت نماز اس شرکت کو گوارا نہ کرسکتی تھی۔ یہ ہے حقیقت سچی نماز کی۔ کاش ہمیں بھی ایسی نمازوں کی چاٹ پڑتی اور ہم سمجھتے کہ نماز واقعی کیا چیز ہے؟ مگر آج ہماری تو یہ حالت ہے کہ خود مسلمانوں کا یہ نیا متمدن طبقہ علی الاعلان کہتا ہے کہ نماز سے بڑھ کر اس گروہ کے لئے کوئی مبغوض ومکروہ حکم نہیں۔ صاف کہتے ہیں کہ نماز سوائے ایک وحشیانہ حرکت ہونے کے اس کے اکثر اجزاء ایسے ہیں جو متمدن زندگی کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔ وضو سے سوٹ کی آستینوں کا کلف خراب ہو جاتا ہے اور سجدہ میں جانے سے پتلون پر گھٹنوں کے پاس شکنیں پڑ جاتی ہیں۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غفلت شعاری کرتے ہیں۔ دیکھئے کاشتکار پھل کے لئے بیج بوتا ہے اور پھولوں کی ساری محبوبیت اس میں ہے کہ اس کی خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ پس اگر بیج پھل نہ لایا اور پھولوں نے خوشبو نہ دی' جو اصل مقصد تھا تو کاشتکار کے لئے ہل جوتنے کی بجائے بہتر تھا کہ وہ گھر میں آرام سے سوتا' اور بے خوشبو کے پھولوں سے وہ خشک ٹہنی زیادہ قیمتی ہے جو چولھے میں جلائی جاسکے۔ کبھی وہ وقت تھا کہ نماز ہی کے ذریعہ سے ساری مشکلات حل کرائی جاتی تھیں۔ حضرت انسؓ خادم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ زمین تھی۔ اس زمین میں کام کرانے والے نے زمین کی خشکی کی شکایت کی۔ تو حضرت انسؓ نے نماز پڑھی اور پوچھا تم کچھ دیکھتے ہو یعنی ابر وغیرہ۔ اس نے عرض کیا نہیں آپ نے پھر نماز پڑھی اور پوچھا کچھ دیکھتے ہو؟ عرض کیا کہ پرندہ کے پر کے برابر بادل دیکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ نماز پڑھتے اور دعا کرتے رہے یہاں تک کہ بارش ہوگئی اور زمین سیراب ہوگئی پھر فرمایا کہ دیکھو بارش کہاں تک پہنچی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ آپ کی زمین سے آگے نہیں گئی۔

نظام جماعت

یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ نماز صرف ایک عبادتی فریضہ ہی نہیں ہے بلکہ وہ ایمان کی نشانی اور اسلام کا شعار بھی ہے اور اس کا ادا کرنا اسلامیت کا ثبوت اور اس کا ترک کر دینا دین سے بے اعتنائی اور اللہ و رسول سے بے تعلقی کی علامت ہے اس لئے ضروری تھا کہ نماز کی ادائیگی کا کوئی ایسا بندوبست ہو کہ ہر شخص اس فریضہ کو علانیہ سب کے سامنے ادا کرے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز با جماعت کا نظام قائم فرمایا اور ہر مسلمان کے لئے جو بیمار یا کسی دوسری وجہ سے معذور نہ ہو جماعت سے نماز ادا کرنا لازمی قرار دے دیا۔

ہمارے نزدیک اس نظام جماعت کا خاص راز اور اس کی خاص الخاص حکمت یہی ہے کہ اس کے ذریعے افراد امت کا روزانہ بلکہ دن میں پانچ مرتبہ احتساب ہو جاتا ہے۔ نیز تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اس جماعتی نظام کے طفیل بہت سے وہ لوگ بھی پانچوں وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں جو عزیمت کی کمی اور جذبے کی کمزوری کی وجہ سے انفرادی طور پر بھی ایسی پابندی نہ کر سکتے۔

علاوہ ازیں با جماعت نماز کا یہ نظام بجائے خود افراد امت کی دینی تعلیم و تربیت کا اور ایک دوسرے کے احوال سے باخبری کا ایک ایسا غیر رسمی اور بے تکلف انتظام بھی ہے جس کا بدل سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

نیز نماز با جماعت کی وجہ سے مسجد میں عبادت و انابت اور توجہ الی اللہ و دعوات صالحہ کی جو فضا قائم ہوتی ہے اور زندہ قلوب پر اس کے جو اثرات پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے مختلف الحال بندوں کے قلوب ایک ساتھ متوجہ ہونے کی وجہ سے آسمانی رحمتوں کا جو نزول ہوتا ہے اور جماعت میں اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں کی شرکت کی وجہ سے جس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں دی ہے نماز جیسی عبادت میں ملائکۃ اللہ کی جو معیت اور رفاقت نصیب ہوتی ہے یہ سب اسی نظام جماعت کے برکات ہیں۔

نماز میں امام اور مقتدیوں کی آمین اگر بیک وقت ادا ہو جاتی ہے تو قدرت کو یہ اجتماعی ادا اتنی محبوب ہوتی ہے کہ اس کی رحمت کا دریا بے توقف جوش میں آ جاتا ہے اور سب کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ یہود امت محمدیہؐ کے لئے یہ فضائل دیکھ دیکھ

کر اپنی حاسدانہ خصلت کی بناء پر جلا کرتے تھے۔

امام کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ جو امام اپنے مقتدیوں کو اچھی طرح نماز پڑھاتے ہیں اور یہ سمجھ کر پڑھاتے ہیں کہ ہم اپنے مقتدیوں کی نماز کے ضامن ہیں تو ان کو اپنے مقتدیوں کی نماز کا اجر بھی ملتا ہے۔ جتنا ثواب مقتدیوں کو ہوتا ہے اتنا ہی امام کو بھی ملتا ہے لیکن مقتدیوں کے ثواب میں سے کچھ کمی کی نہیں جاتی۔ (طبرانی)

ایسے امام جن سے ان کے مقتدی خوش ہیں قیامت میں مشک کے ٹیلوں پر بیٹھے ہوں گے۔ اور ان کو قیامت کے دن کوئی گھبراہٹ یا خوف نہ ہوگا۔

پھر اس کے علاوہ اس نماز جماعت کے ذریعہ امت میں جو اجتماعیت پیدا کی جاسکتی ہے اور محلہ کی مسجد کے روزانہ پانچ وقتی اجتماع اور پوری بستی کی جامع مسجد کے ہفتہ وار وسیع اجتماع اور پھر سال میں دو دفعہ عیدگاہ کے اس سے بھی وسیع تر اجتماع سے جو عظیم اجتماعی اور ملی فائدے اٹھائے جاسکتے ہیں ان کا سمجھنا تو آج کے ہر آدمی کے لئے بہت آسان ہے۔

بہرحال نظام جماعت کی انہی برکات اور اس کے اس قسم کے مصالح اور منافع کی وجہ سے امت کے ہر شخص کو اس کا پابند کیا گیا ہے کہ جب تک کوئی واقعی مجبوری اور معذوری نہ ہو وہ نماز جماعت ہی سے ادا کرے اور جب تک امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات وتعلیمات پر اس طرح عمل ہوتا تھا جیسا کہ ان کا حق ہے اس وقت سوائے منافقوں کے یا معذوروں کے ہر شخص جماعت ہی سے نماز ادا کرتا تھا اور اس میں کوتاہی کو نفاق کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

ترک جماعت پر سخت وعید۔ اسی لئے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لرزہ خیز ارشاد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ جماعت ترک کرنے سے باز آجائیں نہیں تو میں ان کے گھروں کو آگ لگوا دوں گا۔ غور فرمایئے کہ تارکین جماعت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سخت غصہ وجلال کا اظہار فرمایا۔ اسی بناء پر بعض آئمہ سلف جن میں ایک امام احمد بن حنبل رحمہ بھی ہیں اس طرف گئے ہیں کہ ہر غیر معذور شخص کے لئے جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے۔ یعنی ان کے نزدیک جس طرح نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح اس کو جماعت

سے پڑھنا بھی ایک مستقل فرض ہے اور جماعت کا تارک ایک فرض عین کا تارک ہے۔ لیکن محققین احناف نے جماعت سے متعلق تمام احادیث کو سامنے رکھ کر یہ رائے قائم کی ہے کہ جماعت کا درجہ واجب کا ہے اور اس کا تارک گنہگار ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ بغیر عذر کے ترک جماعت بہت بڑی محرومی اور بدبختی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ نماز با جماعت کی فضیلت اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ۲۷ درجہ زیادہ ہے اور اس کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ ملنے والا ہے۔ اس حدیث سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ اکیلے پڑھنے والے کی نماز بھی بالکل کالعدم نہیں ہے وہ بھی ادا ہو جاتی ہے لیکن ثواب میں ۲۶ درجہ کمی رہتی ہے اور یہ بھی یقیناً بہت بڑا خسارہ اور بڑی محرومی ہے۔

پابندی جماعت پر عجیب واقعہ

محمد بن سماعہ ایک بزرگ عالم ہیں جو امام ابو یوسف امام محمد کے شاگرد ہیں ایک سو تین برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ اس وقت دو سو رکعات نفل روزانہ پڑھتے تھے کہتے ہیں کہ مسلسل چالیس برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا اس کی مشغولی کی وجہ سے تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی تھی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری جماعت کی نماز فوت ہوگئی تھی تو میں نے اس وجہ سے کہ جماعت کی نماز کا ثواب ۲۵/ ۲۷ درجہ زیادہ ہے۔ اس نماز کو پچیس دفعہ پڑھا تا کہ وہ عدد پورا ہو جائے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ محمد پچیس دفعہ نماز تو پڑھ لی مگر ملائکہ کی آمین کا کیا ہوگا۔ ملائکہ کی آمین کا مطلب یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں یہ ارشاد نبوی آیا ہے کہ جب امام سورۃ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تو خواب میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

مولانا عبدالحئی صاحب فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ جماعت کا ثواب مجموعی طور سے جو حاصل ہوتا ہے وہ اکیلے میں حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ چاہے ایک ہزار مرتبہ اس نماز کو پڑھ لے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ ایک آمین کی

موافقت ہی صرف نہیں بلکہ مجمع کی شرکت نماز سے فراغت کے بعد ملائکہ کی دعا جس کا اس حدیث میں ذکر ہے' ان کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں جو جماعت ہی میں پائی جاتی ہیں۔ ایک ضروری امر یہ بھی قابل لحاظ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ فرشتوں کی اس دعا کا مستحق جب ہی ہوگا جب نماز نماز بھی ہو اور اگر ایسے ہی پڑھی کہ پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر منہ پر ماردی گئی تو پھر فرشتوں کی دعا کا مستحق نہیں ہوتا۔

فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافقت کا مطلب

حدیث میں جو آیا ہے کہ نماز میں جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ موافق پڑے گی اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ موافق پڑنے کا مطلب صحیح ومختار قول کے مطابق یہ ہے کہ زمانہ میں موافقت ہو جائے۔ جس وقت ملائکہ کی زبان سے آمین نکلے اسی وقت اس کی زبان سے بھی نکلے ابن حبان وغیرہ نے فرمایا ہے کہ موافقت سے مراد یہ ہے کہ اخلاص اور خشوع میں بھی ملائکہ کیساتھ موافقت ہو جس طرح وہ اخلاص و خشوع کے ساتھ آمین کہتے ہیں یہ بھی اخلاص اور خشوع کے ساتھ کہے۔

تنبیہ: کتنا مختصر عمل اور کتنا بڑا اجر ہے۔ ذرا سی فکر ہو تو آمین ملائکہ کے ساتھ زمانہ میں موافقت کیا مشکل ہے بلکہ اتنی تھوڑی سی دیر کے لئے اخلاص وخشوع میں موافقت ہو جانا بھی کوئی بڑی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی رعایت کی توفیق عطا فرمائیں۔ جماعت کے لئے مسجد میں جانے والے کا ہر قدم ایک نیکی کو واجب کرتا ہے اور ایک گناہ کو مٹاتا ہے۔ (ابن حبان)

فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا اور گھر سے نماز کے لئے نکلا تو داہنے قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور بائیں قدم پر ایک گناہ مٹ جاتا ہے۔ مسجد کا فاصلہ قریب ہو یا بعید' مسجد میں پہنچ کر جماعت سے نماز ادا کی اگر پوری جماعت مل گئی تو یعنی تکبیر تحریمہ میں شریک ہوا تو پورا اجر اور اگر کچھ حصہ نماز کا ہو چکا تھا یہ بیچ میں شریک ہوا اور سلام کے بعد اپنی نماز پوری کر لی تو بھی پورا اجر اور اگر اس کے مسجد میں پہنچنے تک سلام پھر گیا اور اس نے مسجد میں تنہا اپنی نماز پوری کی تو بھی پورا اجر۔ (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ باقاعدہ وضو کر کے گھر سے مسجد کی طرف چلا جانا خواہ جماعت ملے یا نہ ملے ہر قسم کے اجر کا موجب ہے۔ کامل وضو کر کے فرض نماز کے لئے نکلنا ایسا ہے جیسے کوئی احرام باندھ کر حج کو چلا۔ دو نمازوں کے درمیان اگر کوئی لغو فعل نہ کیا جائے تو یہ نماز علیین میں لکھی جاتی ہے (ابوداؤد)

بندہ کے منہ سے آہ کا نکلنا اور اس کی قیمت

حضرت عارف رومیؒ نے اپنی مثنوی میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی جماعت فوت ہو گئی تھی جب وہ مسجد پر پہنچے تو دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ کر باہر نکل رہے ہیں۔ انہوں نے حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا کہ آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔؟ ان حضرات نے جواب دیا کہ نماز ہو چکی ہے اور ہم نماز سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو جا رہے ہیں۔ اس صحابی نے پھر دریافت کیا کہ کیا جماعت ہو گئی؟ لوگوں نے کہا ہاں بھائی جماعت ہو چکی۔ اس صحابی کو فوت جماعت کا اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کے منہ سے ایک آہ نکل گئی۔ یہ آہ ایسی دلسوز تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس شخص کا کلیجہ جل گیا۔ جو لوگ نماز پڑھ کر نکلے تھے ان میں سے ایک شخص نے اس صحابی کو علیحدہ لے جا کر کہا کیا آپ جماعت کی نماز کا ثواب چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں میں جماعت کا ثواب چاہتا ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ جماعت کا ثواب میں تم کو اپنا دے دیتا ہوں بشرطیکہ مجھے یہ آہ دے دو۔ یہ صحابی رضامند ہو گئے اور آہ اسے دے آئے اور جماعت کا ثواب اس سے لے کر چلے آئے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص دریافت کرتا ہے اے خدا کے بندے آج کیا فروخت کر آیا؟ اس نے کہا ایک آہ منہ سے نکلی تھی وہ فروخت کر آیا ہوں۔ اس دریافت کرنے والے نے کہا کہ وہ آہ تو اتنی قیمتی تھی کہ اگر قیامت کے دن اہل محشر پر تقسیم کر دی جاتی تو تمام اہل محشر کی نجات کے لئے وہ آہ کافی ہوتی۔

بے نمازی کا انجام

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کیلئے قیامت کے دن نور ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی، اور نجات کا سبب ہوگی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کیلئے قیامت کے دن نور نہ ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ اس کا حشر فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (احمد)

فرعون، ہامان اور ابی خلف

فرعون کو ہر شخص جانتا ہے کہ کس درجہ کا کافر تھا حتیٰ کہ خدائی دعویٰ کیا تھا اور ہامان اس کے وزیر کا نام ہے اور ابی بن خلف مکہ کے مشرکین میں سے بڑا سخت دشمن اسلام تھا، ہجرت سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے اس کو بہت کچھ کھلاتا ہوں اس پر سوار ہو کر (نعوذ باللہ) تم کو قتل کروں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ میں ہی تجھ کو قتل کرونگا، احد کی لڑائی میں وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر وہ آج بچ گئے تو میری خیر نہیں، چنانچہ حملہ کے ارادہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا، صحابہؓ نے ارادہ بھی فرمایا کہ دور ہی سے اس کو نمٹا دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آنے دو، جب وہ قریب ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے ہاتھ میں سے برچھا لے کر اس کے مارا جو اس کی گردن پر لگا اور ہلکا سا خراش اس کی گردن پر آ گیا مگر اس کی وجہ سے، گھوڑے سے لڑھکتا ہوا گرا اور کئی مرتبہ گرا اور بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں پہنچ گیا اور چلاتا تھا کہ خدا کی قسم مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کر دیا، کفار نے اس کو اطمینان دلایا کہ معمولی خراش ہے کوئی فکر کی بات نہیں، مگر وہ کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کرونگا، خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا، مجھ کو اس سے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے لات وعزیٰ (دو مشہور

بتوں کے نام ہیں) کی قسم اگر یہ تکلیف سارے حجاز والوں کو تقسیم کردی جائے تو سب ہلاک ہوجائیں، چنانچہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے ایک دن پہلے وہ راستہ ہی میں مرگیا (خمیس) ہم مسلمانوں کیلئے غیرت اور عبرت کا مقام ہے کہ ایک کافر، پکے کافر اور سخت دشمن کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سچا ہونے کا اس قدر یقین ہو کہ اس کو اپنے مارے جانے میں ذرا بھی تردد اور شک نہ تھا لیکن ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے سچا ماننے کے باوجود، محبت کے دعوے کے باوجود کتنے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور جن چیزوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب بتائے ہیں ان سے کتنا ڈرتے ہیں، کتنا کانپتے ہیں یہ ہر شخص کے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے کی بات ہے کوئی دوسرا کسی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے۔

فرعون، ہامان کے ساتھ حشر ہونے کی وجہ

ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ فرعون، ھامان اور ابی بن خلف کے ساتھ حشر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اکثر انہی وجوہ سے نماز میں سستی ہوتی ہے، جو ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں، پس اگر اس کی وجہ مال و دولت کی کثرت ہے تو قارون کے ساتھ حشر ہوگا، اور اگر حکومت و سلطنت ہے تو فرعون کے ساتھ اور وزارت (یعنی ملازمت یا مصاحبت) ہے تو ہامان کے ساتھ اور تجارت ہے تو ابی بن خلف کے ساتھ، البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کو اپنے ایمان کی وجہ سے ایک نہ ایک دن عذاب سے خلاصی ہوجائے گی اور وہ لوگ ہمیشہ اس میں رہیں گے، لیکن خلاصی ہونے تک کا زمانہ کیا کچھ ہنسی کھیل ہے نہ معلوم کتنے ہزار برس ہوں گے۔ (حکایات صحابہؓ)

ترک نماز اور اس میں سستی کرنا

تارک نماز کے بارہ میں جو احادیث میں شدید ترین وعیدیں آئی ہیں ان حدیثوں سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور بعض دوسرے اکابر ملت نے تو یہ سمجھا ہے کہ نماز چھوڑ دینے سے آدمی قطعاً کافر اور مرتد ہوجاتا ہے اور اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ حتیٰ کہ اگر وہ اسی حال میں مرجائے تو اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔ اور مسلمانوں کے قبرستان

میں دفن ہونے کی اجازت بھی نہیں دی جائے گی۔ بہر حال اس کے احکام وہی ہوں گے جو مرتد کے ہوتے ہیں۔ گویا ان حضرات کے نزدیک کسی مسلمان کا نماز چھوڑ دینا بت یا صلیب کے سامنے سجدہ کرنے یا اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کی شان میں گستاخی کرنے کی طرح کا ایک عمل ہے جس سے آدمی قطعاً کافر ہو جاتا ہے خواہ اس کے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو۔

لیکن دوسرے اکثر آئمہ حق کی رائے یہ ہے کہ ترک نماز اگر چہ ایک کافرانہ عمل ہے جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں لیکن اگر کسی بد بخت نے صرف غفلت سے نماز چھوڑ دی ہے مگر اس کے دل میں نماز سے انکار اور عقیدہ میں کوئی انحراف نہیں پیدا ہوا ہے تو اگر چہ وہ دنیا اور آخرت میں سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے لیکن اسلام سے اور ملت اسلامیہ سے اس کا تعلق بالکل نہیں ٹوٹ گیا ہے اور اس پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

بے نمازی۔ بہر حال بے نمازی چاروں مذہبوں میں سخت سزا کا مستحق ہے۔ تین امام تو یہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی کو قتل کیا جائے۔ مگر حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ بے نمازی کو خوب مارا جائے اور ہمیشہ کے لئے قید کیا جائے جب تک توبہ نہ کرے رہا نہ کیا جائے (ردالمختار)

حاصل یہ نکلا کہ بے نمازی کا چہرہ اتنا منحوس ہے اور کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اسے چوکوں اور بازاروں میں پھیرا جائے بلکہ دائم الحبس رکھا جائے جب تک نماز کا پابند نہ ہو جائے قید سے ہر گز نہ نکالا جائے۔

نیز بے نماز پر آسمان سے لعنت نازل ہوتی ہے۔ قیامت کے دن جبکہ گنہگاروں کا منہ کالا ہوگا۔ تو ان میں سے بے نماز کا منہ زیادہ کالا ہوگا۔

حدیث شریف میں مزید تہدید یہ ہے کہ تارک صلوٰۃ معمولی کافروں کے ساتھ نہیں بلکہ قیامت کے دن ان کافروں کے ساتھ ہوگا جن کا کفر اس امت میں ضرب المثل بن چکا ہے جیسے فرعون ہامان، قارون اور ابی بن خلف وغیرہ۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو تارک صلوٰۃ ہے اس کے ساتھ مغفرت کا حق سبحانہ وتعالیٰ کا کوئی عہد نہیں ہے۔ اور اس کے مستقبل کا فیصلہ مشیت الٰہی کے ماتحت رہتا ہے مگر کھلے کافروں کی طرح اس پر دوزخی ہونے کا حکم نہیں ہے۔ گویا کفار میں اور اس شخص میں اتنا فرق باقی رہتا ہے کہ جیسا عام کافروں پر دوزخی ہونے کا حکم لگ چکا ہے یہ

حکم اس پر نہیں ہے۔اس لئے علماء نے تارک صلوٰۃ کو کھلے کافر کے حکم میں نہیں رکھا۔

ایک نماز چھوڑنے کی سزا......روایت ہے کہ جو کوئی ایک وقت کی نماز قصداً چھوڑے گا۔اس ایک نماز کے بدلے تین حقبہ دوزخ میں عذاب پاوے گا۔حقبہ اسی ہزار برس کو کہتے ہیں۔اور تین حقبوں کے دوسو چالیس ہزار برس ہوئے۔سو ایک وقت کی نماز کے بدلے ۲۴۰ ہزار برس دوزخ میں جلنا ہے۔جو شخص مرد ہو یا عورت برسوں بلکہ عمر بھر نماز نہیں پڑھتے ان کو لاکھوں برس دوزخ میں جلنا ہے۔اس بات میں خوب فکر کرو۔توبہ کر کے جلد نماز پر قائم ہو جاؤ اور چھوٹی ہوئی نمازوں کو بھی ادا کرو تب حق تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کریگا۔

قبر کھولی تو پتہ چلا......ابن حجر نے زواجر میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہو گیا تھا اس کا بھائی دفن میں شریک تھا۔اتفاق سے دفن کرتے وقت ایک تھیلی قبر میں گر گئی۔اس وقت تو خیال نہیں آیا بعد میں یاد آئی تو بہت رنج ہوا اور چپکے سے قبر کھول کر تھیلی نکالنے کا ارادہ کیا۔قبر کو کھولا تو وہ آگ کے شعلوں سے بھر رہی تھی۔روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور حال بیان کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ ماں نے بتایا کہ وہ نماز میں سستی کرتی تھی اور قضا کر دیتی تھی۔اعاذنا اللہ منہا

اے عزیزو! پنجگانہ تم پڑھو ہر دم نماز — فرض اور سنت نوافل جملہ باخرم نماز
دونوں عالم میں نمازی کی ہے برتر آبرو — بلکہ قرب حق دلاتی ہے یہ اے ہمدم نماز
ہو گئے ہیں سینکڑوں اس کے سبب سے اولیاء — کرتی ہے ادنیٰ کو اعلیٰ ایسی ہے اکرم نماز
مت سنو جاہل فقیروں کی جو بکتے رہتے ہیں — ہم تو ہیں صبح و مسا قائم وضو دائم نماز
ہیں وہ سب گمراہ ان کا رہنما شیطان ہے — قائم و دائم کی جو کہتے ہیں پڑھتے ہم نماز
کیا نہ پہنچی ہے رسول اللہ سے ان کو خبر — ہے ستون دین یعنی دین کا ہے تھم نماز
کس بھروسے بالکوں کو پھر لنگوٹی بازیہ — کہتے ہیں کہ ہم تو ہیں دائم وضو قائم نماز
ہیں جو یہ گمرہا دین اور تارک صوم وصلوٰۃ — ان کو دکھلائے گی روز حشر رنج وغم نماز
یہ بتاؤ تو ہوئی کس کی عبادت ہے معاف — کیا نہ پڑھتے تھے کہو تو حضرت آدم نماز
نوح ویحییٰ زکریا ایوب ویعقوبؑ وشعیبؑ — یا نہ ابراہیمؑ نے کہہ دو پڑھی ہر دم نماز

یا نہ اسماعیل و موسیٰ اور عیسیٰ نے پڑھی — یا نہ پڑھتے تھے کہو تو سرور عالم نماز
تم کو بھی لازم ہے امت رسول اللہ کی — کہ کرو مت پنجگانہ میں کبھی تم کم نماز
اور کرو ہر دم رکوع و سجدہ اطمینان سے — اور نہ چوروں سا پڑھو تم بخل کر کر کم نماز
دے ہمیں توفیق اپنی بندگی کی اے کریم! — تا گزاریں دل سے ہم سب دمبدم باہم نماز

بے نمازی کی سزا

اگر نماز کی فرضیت ہی کا منکر ہو تو باجماع اہل اسلام کافر مرتد ہے (الا یہ کہ نیا مسلمان ہو اور اسے فرضیت کا علم نہ ہو سکا ہو یا کسی جگہ میں رہتا ہو کہ وہ فرضیت سے جاہل رہا، اس صورت میں اس کو فرضیت سے آگاہ کیا جائے گا، اگر مان لے تو ٹھیک ورنہ مرتد اور واجب القتل ہوگا) اور جو شخص فرضیت کا تو قائل ہے مگر سستی کی وجہ سے پڑھتا نہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک وہ مسلمان ہے اور امام احمدؒ کی ایک روایت میں وہ مرتد ہے، اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور نماز پڑھنے کیلئے کہا جائے اگر وہ نماز پڑھنے لگے تو ٹھیک ورنہ ارتداد کی وجہ سے اس کو قتل کر دیا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے، غرض اس کے تمام احکام مرتدین کے احکام ہیں۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ کے نزدیک اور امام احمد کی ایک روایت کے مطابق اگرچہ بے نمازی مسلمان ہے مگر اس کی سزا قتل ہے الا یہ کہ وہ توبہ کرے، اس کو تین دن کی مہلت دی جائے گی اور ترک نماز سے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے اگر توبہ کر لے تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہو جائے گی ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا اور قتل کے بعد اس کا جنازہ پڑھایا جائے گا اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، الغرض اگر بے نمازی توبہ نہ کرے تو ان حضرات کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بے نمازی کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو ہمیشہ قید رکھا جائے گا اور روزانہ اس کے جوتے لگائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ ترک نماز سے توبہ کرے، ان مذاہب کی تفصیل فقہ شافعی کی کتاب شرح مہذب اور فقہ حنبلی کی کتاب المغنی اور فقہ حنفی کی کتاب فتاویٰ شامی میں ہے، جو حضرات بے نمازی کے قتل

کا فتویٰ دیتے ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ سب سے بڑا جرم ہے، اس کے علاوہ ان کے اور بھی دلائل ہیں، حضرت شیخ پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانیؒ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں اس لئے اگر حضرت پیران پیر نے یہ لکھا ہو کہ بے نمازی کا کفن دفن نہ کیا جائے بلکہ مردار کی طرح گھسیٹ کر اس کو کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے تو ان کے مذہب کی روایت کے عین مطابق ہے۔(آپ کے مسائل کا فقہی حل) (از: مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ)

ہر نماز آخری نماز

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھ کو کوئی مختصر سی نصیحت فرما دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا تو جب نماز پڑھنے کھڑا ہو تو ایسی نماز پڑھنا جیسے رخصت ہونے والا آخری نماز پڑھتا ہے اور ایسی بات زبان سے مت نکالنا جس پر کل کو معذرت کرنی پڑے اور دوسروں کے پاس جو مال ہے اس کی کوئی طمع اپنے دل میں نہ رکھے۔ یہاں پہلی نصیحت نماز کے متعلق ہے۔ نماز کیا ہے یہی کہ دونوں ہاتھ اٹھائے گویا دنیا کو پس پشت ڈال دیا اور اللہ اکبر کہہ کر گویا اس جہان سے نکل کر عالم قدس میں داخل ہو گیا۔ اب نہ کھانا ہے نہ پینا نہ کسی سے خطاب کرنا ہے۔ نہ کسی کی طرف التفات مصلی کو دیکھو تو سرتاپا ادب ہی ادب نظر آتا ہے۔ کھڑا ہے تو ہمہ تن کسی سے مناجات میں منہمک ہے۔ کبھی رکوع میں جھکتا ہے تو کبھی سجدہ میں جا پڑتا ہے۔ اور کچھ دیر کے لئے کسی کی تسبیح و تقدیس میں ایسا مشغول ہے کہ اس کی نظروں میں کوئی دوسرا گویا موجود ہی نہیں۔ اسی محویت کی صورت سے گزر کر باادب دوزانو بیٹھ جاتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے دائیں بائیں والوں کو اس طرح السلام علیکم کہتا ہے گویا کسی دوسرے عالم سے ابھی ابھی اس جہان میں آیا ہے۔ الغرض بس یوں نماز پڑھو گویا سب کو رخصت کر دیا اور سب سے رخصت ہو گئے اور یقین کر لو گویا تمام جہان کو رخصت کر کے یہ آخری نماز پڑھ رہے ہو۔ اب معلوم نہیں میسر ہو کہ نہ ہو۔ کاش ہماری نمازوں میں اس حقیقت کا رنگ آ جائے تو ہماری نمازوں میں جان پڑ جائے اور مومنوں کے لئے نماز کے معراج ہونے کا مطلب شاید کچھ نہ کچھ سمجھ میں آنے لگے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی کہ فلاں شخص رات کو نمازیں پڑھا کرتا ہے اور جب تڑکا سویرا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو تم کہہ رہے ہو یعنی ادائے نماز۔ یہی چیز اس کو اس حرکت سے روک دیگی۔

ایک دن جب خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے حضرت ابو حازمؒ سے سوال کیا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت قریب ہوتا ہے تو جملہ فرائض وسنن کی رعایت کے ساتھ وضو کامل کرتا ہوں پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیت اللہ شریف کو سامنے جنت کو دائیں طرف دوزخ کو بائیں طرف اور پل صراط کو پاؤں کے نیچے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو مطلع وخبردار تصور کر کے نماز پڑھتا ہوں اور یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے' اس کے بعد مجھے نماز پڑھنا میسر نہ ہوگا۔ پھر تعظیم کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور تفکر کے ساتھ قرأت کرتا ہوں اور ذلت کے ساتھ رکوع اور تواضع کے ساتھ سجدہ اور اتمام کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ پھر اس خوف سے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں کہ نہ معلوم یہ نماز میری قبول کی جاتی ہے یا میرے منہ پر ماری جاتی ہے۔ خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ کب سے تم ایسی نماز پڑھ رہے ہو؟ فرمایا چالیس سال سے۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کاش ساری عمر میں ایک نماز ایسی پڑھ لوں تو کامیاب ہو جاؤں۔

نماز میں ادھر ادھر دیکھنا

بخاری ومسلم میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اندر ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق مسئلہ پوچھا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو یوں سمجھو جیسے کوئی شکاری جانور کسی کا گوشت نوچ کر لے جائے اسی طرح شیطان بھی بندے کی نماز کا کوئی حصہ نوچ کر لے جاتا ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہ' فرماتے تھے کہ قیامت میں جب بندہ کی نماز مجسم ہو کر آئے گی تو جہاں نماز میں کسی جانب التفات کیا گیا ہے اتنا حصہ اس کی نماز کی صورت میں نچا ہوا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں کسی جانب التفات کرنا

صرف کراہت اور دنیوی احکام پر ہی جا کر ختم نہیں ہوتا بلکہ آخرت میں نماز کی صورت میں ایک بڑے بدنما عیب کی شکل میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دنیا میں نمازی کی اس گستاخی کا اس طرح ایک اعلان بن جاتا ہے جس کو اگر دنیا میں انسان چھپا بھی دے تو آخرت میں تمام اہل محشر کے سامنے چھپا نہیں سکتا اور اس کی عام رسوائی بن جائے گی۔

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ‘ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار نماز میں کسی جانب بھی توجہ کرنے سے ڈرنا۔ کیونکہ نماز میں ادھر ادھر توجہ کرنی بڑی بربادی اور تباہی ہے۔ اگر کبھی کسی ضرورت سے کرنی ہی پڑ جائے تو خیر نفلوں میں کر لینا اور فرضوں میں تو پھر بھی نہیں۔

اے صاحبو! حکام کے سامنے جتنا ادب ملحوظ رکھتے ہو کم از کم حق تعالیٰ شانہ‘ احکم الحاکمین کے سامنے اتنا تو رکھو۔ جب حکام کی ہیبت دنیا میں مانع ہے نگاہ اٹھانے سے تو حق تعالیٰ سبحانہ‘ میں تو علاوہ ہیبت کے اور بہت سے امور بھی اس کے مقتضی ہیں۔ مثلاً منجملہ ان کے ایک محبت بھی ہے کیا ادھر ادھر دیکھنے کے لئے محبوب سے نگاہ اٹھاؤ گے؟ عشاق سے پوچھئے کہ محبوب کے سامنے موجود ہوتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ عشاق کو تو محبوب سے ایک دم بھی غفلت گوارا نہیں ہوتی۔

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی — شاید کہ نگاہے کند آگاہ باشی

حاکم کے سامنے تو ادھر ادھر دیکھتے ہی نہیں‘ اس خیال سے کہ شاید ہمیں نگاہ اٹھاتے ہوئے دیکھ لے۔ بس اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ہمیں دیکھتے ہیں اور کسی وقت ہم سے توجہ نہیں ہٹاتے پھر ان کے سامنے ادھر ادھر دیکھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ قلب بھی دوسری طرف متوجہ نہ ہوتا۔ خیر اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس پر قدرت نہیں تو نگاہ پر تو قدرت ہے۔ نگاہ پر قدرت ہونے کا تو انکار نہیں کر سکتے۔ پس نگاہ کو دوسری طرف کیوں متوجہ کرتے ہو؟ دوسرے اس میں کچھ فائدہ بھی تو نہیں ہے کیونکہ جن چیزوں کو دیکھتے ہو ان کو نماز کے اندر لے تو سکتے نہیں۔ پس فعل عبث ہونے کی وجہ سے بھی اس سے بچاؤ ہونا چاہئے۔ گو ادھر ادھر دیکھنے سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی مگر ادب صلوٰۃ کے خلاف ہے۔

سنت کے ترک پر نور میں کمی

ہمارے بزرگ حاجی حضرت امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کے متعلقین میں سے ایک شخص بڑے صاحب کشف تھے۔ انہوں نے ایک بار ارادہ کیا کہ ایک دفعہ دو رکعتیں ایسی پڑھیں جن میں کوئی وسوسہ نہ آئے۔ چنانچہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی جس میں تمام ظاہری و باطنی شرائط کا لحاظ رکھا اور شروع سے اخیر تک کوئی وسوسہ نہ آیا اور پوری طرح کامیاب ہو گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو عالم مثال کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے کہ دیکھوں کہ اس نماز کی وہاں کیا صورت ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک نوجوان پری پیکر حور کھڑی ہے۔ جو حسن میں لاثانی ہے سر سے پیر تک زیورات سے مرصع ہے۔ ہر ہر عضو خوبصورت ہے مگر آنکھوں سے اندھی ہے۔ یعنی آنکھیں تو موجود ہیں اور نہایت خوبصورت ہیں مگر روشنی نہیں۔ انہوں نے قبلہ حضرت حاجی صاحبؒ سے اس کا مجملاً تذکرہ کیا۔ حضرت نے فی البدیہہ فرمایا کہ شاید آپ نے یکسوئی کے لئے آنکھیں بند کر لی ہوں گی۔ کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ بس اتنی ہی کمی رہی۔ اگر سنت کے موافق ہوتو گو اس میں لاکھوں وساوس آئیں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے اس سے جو اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف طریقہ پر پڑھی جائے۔ اگر آنکھیں سنت کے مطابق کھلی رکھتے. گو وساوس آتے جس کی وجہ سے اس حور کے حسن اور زیورات میں کمی ہوتی مگر آنکھوں سے تو اندھی نہ ہوتی۔ اب آپ نے آنکھیں بند کر رکھیں اور سنت رسول کے خلاف عمل کیا۔ گو وساوس میں کمی آ گئی اور وساوس نہ آنے کی وجہ سے زیادہ حسن والی حور حاصل ہوئی مگر رہی تو اندھی۔ اور ظاہر ہے کہ اندھی عورت خواہ کیسی ہی حسین اور خوبصورت ہو اس سے سوانکھی یعنی آنکھوں والی عورت افضل ہے۔ گو حسن میں کم ہو۔ یہ ہے سنت پر عمل کرنے کا ثمرہ۔

تکمیل نماز کا طریقہ

تکمیل نماز کے لئے مراقبہ موت و مراقبہ لقاء اللہ کا عادی ہونا چاہئے۔ عین نماز کے اندر بھی اس مراقبہ میں قلب کو مشغول کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ نماز کی ہیئت میں غور

کرے کہ میں جو تمام دنیا سے رخ پھیر کر ہاتھ باندھ کر اس طرح کھڑا ہوں کہ نہ کسی سے بات کر سکتا ہوں نہ کسی کی طرف دیکھ سکتا ہوں نہ کھا پی سکتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں اور اس سے عرض معروض کر رہا ہوں۔ پھر قیام کی حالت میں سوچے کہ خدا تعالیٰ کے مجھ پر کس قدر احسانات و انعامات ہیں جن کا شکریہ میرے ذمہ واجب ہے۔ سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے یہ سوچے کہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکریہ ادا کر رہا ہوں۔ اور اسکی ربوبیت کا اقرار اور اپنی عبدیت کا اعتراف کر رہا ہوں۔ اور اسی عبدیت پر قائم رہنے اور اہل عبدیت کے طریقہ پر چلنے کی دعا کر رہا ہوں۔ اور جو لوگ طریق عبدیت سے بہک گئے اور لعنت و غضب کے مستحق ہو گئے ہیں ان کے طریقہ سے بیزاری کا اظہار کر رہا ہوں اور جو قانون الٰہی تکمیل طریق عبدیت کے لئے نازل ہوا ہے اس پر ہمیشہ کے لئے چلنے کا عہد کر رہا ہوں۔ فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھنے کا یہی مطلب ہے پھر جب رکوع میں جائے تو یہ سوچے کہ میری پیدائش اسی مٹی اور زمین سے ہے جو میرے پاؤں تلے ہے۔ زمین کی خاک سے جیتا جاگتا سمیع وبصیر انسان پیدا ہو جانا محض خالق جل وعلیٰ کی قدرت ہے جس کی پیدائش زمین کی خاک اور اس کی نباتات وغیرہ سے ہو اس کو عبدیت اور بندگی کے سوا کچھ زیبا نہیں۔ بڑائی اور بزرگی صرف خالق جل وعلیٰ کو زیبا ہے۔ جو تمام عیوب سے بری ہے۔ اسی لئے نماز میں بار بار اللہ اکبر کہا جاتا ہے کہ اے خالق ہم نے آپ کی عظمت کے سامنے اپنی خیالی عزت کو قربان کر دیا۔ پھر سجدہ میں جاتے ہوئے یہ سوچے کہ مجھے ایک دن زمین کے اندر پیوند ہونا ہے۔ اور اس وقت خدا کے سوا میرا ساتھ دینے والا کوئی نہ ہو گا۔ دنیا سے میرا نام بھی مٹ جائے گا اور نشان بھی۔ اس کے بعد دوسرے سجدے میں یہ تصور کرے کہ گویا میں مر چکا اور خدا سے مل گیا ہوں۔ اب خدا کے سوا کوئی میرے ساتھ نہیں۔ پھر جلسہ تشہد میں یہ سوچے کہ مرنے کے بعد پھر ایک زندگی ہو گی جہاں اسلام اور اعمال واقوال واحوال صالحہ ہی کام آئیں گے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے کئے گئے ہوں گے۔ اور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیاء وحضرات ملائکہ اور تمام نیک بندوں کی عزت ظاہر ہو گی اور وہ گنہگاروں کی شفاعت کریں گے۔ لہٰذا ان پر سلام بھیج کر ان سے تعلق پیدا کرنا چاہئے۔ پھر چونکہ امت محمدیہ کو سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق ہے اس لئے اخیر رکعت میں آپ پر خصوصیت کے ساتھ درود پڑھنا چاہئے۔ جب یہ تصور جم جائے تو اس کے

بعد جلسہ یعنی بیٹھنے کی حالت میں یوں تصور کرے کہ گویا مرنے کے بعد بندہ میدان قیامت میں حاضر ہوا ہے اور تمام اعمال وافعال واقوال جو دنیا میں کیے ہیں اس کے سامنے ہیں جن میں سے وہی کام آ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے واسطے کیے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء وصلحاء و ملائکہ کی جماعت سامنے ہے جو دربار الٰہی میں حاضر ہیں اور میں ان سب پر درود شریف وسلام بھیج رہا ہوں۔ اخیر میں اپنے لئے کامیابی ونجات وفلاح کی دعا کر رہا ہوں۔ پس اسی طرح پوری نماز میں لقاء اللہ ورجوع اللہ کا استحضار کیا جائے۔ اس استحضار کا ظن اور تصور بھی نماز میں کافی ہے کہ گویا میں اس وقت خدا کے سامنے حاضر ہوں اور مر گیا ہوں یا مرنے والا ہوں اور گویا میں اس وقت عالم آخرت میں حاضر ہوں۔ اسی واسطے قرآن کی آیت میں لفظ یظنون یعنی ظن اختیار کیا گیا ہے۔ بس اس طرح نماز پڑھنے سے خشوع حاصل ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات ووساوس قلب سے نکل جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز کس طرح پڑھی جائے؟

نماز کا طریقہ معلوم کرنے سے پیشتر یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ نماز ایک عبادت ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اس لئے اس کے لئے قیام، قعود، رکوع وسجود کی وہ شکلیں اور ہیئتیں مقرر کی گئی ہیں جو عبادت اور بندگی کی بہترین اور مکمل ترین تصویریں ہیں۔ نیز ان نامناسب ہیئتوں سے خصوصیت کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے جن میں استکبار یا بے پروائی یا بدمنظری کی شان یا کسی بدفطرت مخلوق کی ہیئت سے مشابہت ہو۔ اس اصول کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ سجدے میں آدمی کلائیاں زمین پر اس طرح بچھا دے جس طرح کتے اور بھیڑیئے وغیرہ درندے بچھا کر بیٹھتے ہیں اور اسی اصول کے تحت آپؐ نے اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا جس کو حدیث میں **عقبۃ الشیطان** یا **اقعاء الکلب** فرمایا گیا ہے۔ اس سے مراد دونوں پاؤں پنجوں کے بل کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا ہے۔ چونکہ اس طریقے میں کچھ استکبار اور جلد بازی کی شان ہے اور اس شکل میں صرف گھٹنے اور پنجے ہی زمین سے لگتے ہیں نیز کتے اور بھیڑیئے وغیرہ درندے بھی اس طرح ایڑیوں پر بیٹھا کرتے ہیں اس لئے نماز میں اس طرح بیٹھنے سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ مگر واضح رہے کہ

یہ ممانعت صرف اس صورت میں ہے جبکہ بغیر کسی مجبوری کے آدمی ایسا کرے اگر بالفرض کسی کو کوئی خاص مجبوری ہو تو وہ معذور ہے اور اس کے حق میں بلا کراہت جائز ہے۔

نماز ادا کرنے کا طریقہ۔ یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور دونوں پاؤں کے درمیان میں چار انگل کا فرق چھوڑے اور دونوں ہاتھ لٹکائے اور دل کو خوب اللہ کی طرف رجوع کرے۔ اور دنیا کے اندیشے دل سے دور کرے اور دل میں یہ تصور کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں اور اگر میں نہیں دیکھتا تو اللہ تعالیٰ تو مجھ کو دیکھتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس شخص کا یہ حال ہوگا تو وہ شخص نہایت ہیبت، تعظیم اور شرم کے ساتھ سر جھکائے ہوئے نہایت خوف، شوق اور محبت سے کھڑا رہے گا اور داہنے بائیں نہ دیکھے گا۔ اس کو خیال کرنا چاہئے کہ اگر کوئی شخص بادشاہ کے روبرو کھڑا ہووے اور بادشاہ اس کے احوال کو دیکھا کرے کہ یہ شخص کس طرح کام کرتا ہے تو اس شخص کی یہ طاقت نہ ہوگی کہ ذرا کسی طرف دیکھے یا بے ادبی کرے۔ یا کسی سے بولے یا ہنسے۔ سو نماز میں تو نمازی اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہوتا ہے۔ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور تمام عالم کا پیدا کرنے والا اور سب پر غالب اور جو چاہے سو کر ڈالے اور جو چاہا سو کیا اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ جب نماز کے لئے کھڑا ہووے تب اس معبود کے سوائے سب کا خیال اور اندیشہ دور کرے اور نماز میں مشغول ہووے۔ جب نیت کرے نماز کی تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاوے اس طرح پر کہ دونوں انگوٹھے کان کی لو میں چھو جاویں اور تکبیر تحریمہ کہے یعنی اللہ اکبر۔ تکبیر کے بعد داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے ناف کے نیچے اس طرح پر کہ چھنگلی اور انگوٹھے کے حلقے میں بائیں ہاتھ کے گٹے کو لے لے اور دہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پیٹھ پر ہو اور دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا دے۔ اگر عورت ہو تو کندھے تک ہاتھ اٹھائے لیکن ہاتھوں کو دوپٹہ سے باہر نہ نکالے پھر سینہ پر ہاتھ باندھ لے۔ دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانے میں اشارہ ہے کہ اللہ کے سوا سب چیز کو پیچھے پھینک دیا۔ نیز اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کی بڑائی اور عظمت دل میں بھی موجود ہو۔ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کو مٹھی سے کھلی رکھے یعنی مٹھی بند نہ رکھنی چاہئے اور یہ خیال کرے کہ انگلیوں کو پھیلانا سنت ہے۔ بلکہ انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دے نہ پھیلاوے۔ نہ سمیٹے اور یہی شرح وقایہ میں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہاتھ اٹھانے کے وقت مرد ہو یا عورت اپنی ہتھیلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرے اور انگلیاں سیدھی رکھے یعنی نہ ان کو سخت ملاوے اور نہ پھیلاوے بلکہ جس طرح عادۃً ہوتی ہیں اسی طرح رکھے پھر دل میں نیت کرتے ہوئے خالص قیام کی حالت میں تکبیر کہے یعنی نیت اور تکبیر دونوں سے نماز شروع ہوتی ہے صرف ایک سے نہیں۔ یہی درمختار میں لکھا ہے۔

نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونا

تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد ہاتھ باندھتے ہوئے ثناء پڑھے تب تعوذ پڑھے۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھے۔ ایک مرتبہ پھر آہستہ سے آمین کہے اور فاتحہ کے ساتھ کوئی سورۃ ملاوے۔ قیام کی حالت میں نگاہ سجدے کی جگہ رہے۔ دوسرے دل سے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خیال کرے۔ تیسرے کسی طرف متوجہ نہ ہو۔ جو شخص نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بڑی مشکل سے دربانوں کی منت سماجت کر کے بادشاہ کے حضور میں پہنچے اور جب رسائی ہو اور بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ ایسی صورت میں بادشاہ اس کی طرف کیا توجہ کرے گا۔ قیام میں نماز کے سجدہ کی جگہ پر نظر ٹکانا اللہ تعالیٰ کے چہرہ پر نظر ٹکانا ہے جیسا کہ چہرہ اس کی شان کے مناسب ہے۔ انسان کی فطرت ہے کہ جس چیز کا تصور باندھے وہی سامنے آجاتی ہے جب اللہ پاک کے چہرے کا تصور رکھے گا تو وہی سامنے حاضر رہے گا۔ سجدہ کی جگہ نظر رکھنے میں ایک بھاری حکمت یہ بھی ہے کہ وساوس کم آتے ہیں جس کا جی چاہے تجربہ کرلے۔

قیام کی حالت میں الحمد شریف ختم کرنے اور سورۃ ملانے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے۔ اس طرح کہ اللہ کے الف کو قیام سے شروع کرے اور اکبر کی را کو رکوع میں تمام کردے۔ یعنی جب جھکنا شروع کرے اسی وقت تکبیر شروع کرے تاکہ جس وقت سنت کے مطابق پورا جھک لے اس وقت تکبیر بھی ختم ہو جائے۔ تاکہ کوئی حالت نماز کی ذکر سے خالی نہ ہو۔ نیز رکوع میں سر اور پشت اور سرین ایک سیدھ میں رہیں اور اس حالت میں اطمینان کرے اور قرار پکڑے تاکہ سب اعضاء اپنی اپنی جگہ قرار پکڑ جائیں اور ہاتھوں کی انگلیاں جتنی پھیل سکیں پھیلا کر دونوں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے محکم پکڑے اور ہاتھ

سیدھے تان کر رکھے دونوں ٹانگیں سیدھی کھڑی کرے کمان کی طرح ٹیڑھی جھکی ہوئی رکھنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح) رکوع میں سبحان ربی العظیم تین مرتبہ، پانچ یا سات مرتبہ کہے۔ رکوع میں یہ تصور کرے کہ رب تعالیٰ کے احسان مجھ پر اس قدر ہیں کہ میری پیٹھ ان کے اٹھانے سے عاجز ہے اور جھکی جاتی ہے اور رب کی تعظیم اور تواضع کے لئے جھک جائے۔ دل میں اس کی عظمت شان کا تصور ہو اور زبان سے اس کی تسبیح اور تعظیم کمال شوق سے کرتا ہو۔ دل اس کی تعظیم سے پر ہو۔ تمام مخلوق کو اور اپنے آپ کو اس کی عظمت کے سامنے نہایت حقیر اور عاجز جانے اصل اور مقصود بالذات تو رکوع سے دل کا جھکنا ہے۔ اور جوارح کا جھکنا تو بالتبع ہے۔ لہذا دونوں امور کا پورا لحاظ رکھے۔ دل میں کما حقہ، ادب اور تواضع ہو اور اعضاء بھی مسنون طریقے سے جھکے ہوئے ہوں۔ مگر عورت رکوع میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھے اور دونوں بازو پہلو سے خوب ملائے رکھے اور دونوں پیر کے ٹخنے بالکل ملا دیوے۔

قومہ۔ رکوع کی تسبیح ختم ہونے پر نمازی سمع الله لمن حمده کہتے ہوئے کھڑا ہو جائے۔ اس طرح پر کہ سمع اللہ کے سین کو رکوع سے شروع کرے اور حمدہ کی ہا کو قومے میں تمام کرے۔ پھر ربنا لک الحمد پڑھے اور قومے میں آرام کرے۔ رکوع کے بعد کھڑا ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ قومہ میں اطمینان کرنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے۔ اگر نہ ٹھہرے گا تو نماز باطل ہوگی۔ مگر طرفین کے نزدیک واجب ہے۔ اس کے ترک کرنے سے نماز سخت مکروہ ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ جب رکوع سے سر اٹھائے تو بالکل سیدھا اس طرح کھڑا ہو جائے کہ ریڑھ کی ہڈی کا ہر منکا یعنی ہر جوڑ ٹھیک اپنی جگہ پر آ جائے جہاں سیدھا کھڑا ہونے کی حالت میں وہ رہتا ہے۔

جب خوب سیدھا کھڑا ہو جائے تو پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے۔ اس طرح پر کہ اللہ کے الف کو قومے سے شروع کرے اور اکبر کی را کو سجدے میں تمام کرے۔ یعنی جھکنے کے وقت تکبیر شروع کرے اور زمین پر سر رکھنے کے وقت ختم کرے۔ پہلے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیکے پھر دونوں ہاتھ کی انگلیاں خوب ملا کر قبلہ کی طرف سیدھی متوجہ کر کے زمین پر رکھے۔ پھر ناک اور پیشانی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھے اور سجدہ میں ران پیٹ سے اور بازو بغلوں سے

الگ رکھے اور پاؤں کی انگلیوں کا منہ بھی دبا کر قبلہ کی طرف متوجہ کرے۔ اور اس حالت میں خوب اطمینان سے کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ شکم کو اس قدر کشادہ رکھے کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو نکل جائے۔ مگر جب صف میں ہووے تو پھر اپنے تئیں کشادہ نہ رکھے تا کہ اس کے پاس والے کو ایذا نہ ہووے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سجدے میں کانوں کے برابر رہیں اور دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ماتھا رکھے اور سجدے کے وقت ماتھا اور ناک دونوں زمین پر رکھ دے اور ہاتھوں کی کہنیاں کھڑی رہیں اور تسبیحات کو نہایت عظمت سے پڑھے۔ مگر یاد رکھئے عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ سجدے کی حالت میں پاؤں کھڑے نہ کرے۔ بلکہ داہنی طرف کو نکال دیوے اور خوب سمٹ اور دب کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بانہیں دونوں پہلو سے ملا دیوے اور دونوں بانہیں زمین پر رکھ دے۔

سجدہ۔ سجدہ کی تسبیح ختم ہونے پر اللہ اکبر کہتا ہوا سر اٹھاوے اس طرح پر کہ اللہ کے الف کو سجدے سے شروع کرے۔ اور اکبر کی را کو بیٹھنے میں تمام کرے۔ اور اس طرح اٹھے کہ پہلے پیشانی اٹھے پھر ناک، پھر اطمینان کے ساتھ رانوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور اس بیٹھنے میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور داہنا پاؤں کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرے۔ پھر پہلے کی طرح دوسرا سجدہ اللہ اکبر کہہ کر کرے۔ اور اس میں بھی وہی تسبیح پڑھے۔

یہ ایک رکعت ختم ہوئی پھر دوسری رکعت کے لئے باہوں پر زور دیکر اٹھے اللہ اکبر کہتا ہوا نہ تو زمین پر ہاتھ ٹیک کر اٹھے نہ بیٹھے بلکہ سیدھا کھڑا ہو جائے۔ سجدے سے اٹھتے وقت پہلے سر اٹھائے پھر ہاتھ اٹھائے پھر گھٹنے۔ اور سر اٹھانے کے ساتھ ہی تکبیر شروع کر دے۔

دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ادا کرے مگر دوسری رکعت میں ثناء اور تعوذ نہ کہے اور نہ ہاتھ اٹھاوے۔ جب دوسری رکعت تمام ہووے تب بایاں پاؤں بچھاوے اور اس پر بیٹھے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھے۔ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ رہیں اور دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہوں اور مٹھی کھلی رکھے اور انگلیاں زانوں پر بچھی ہوئی قبلہ رخ رہیں۔

عورتیں کیسے بیٹھیں۔ یہ مرد کے بیٹھنے کی ہیئت ہے۔ اور عورت تورّک کرے یعنی

بائیں سرین پر بیٹھے اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے۔ پھر اس قعدہ میں تشہد یعنی التحیات پڑھے۔ نہایت عظمت کے ساتھ معنیٰ کی رعایت کرتے ہوئے اور بیچ کی التحیات پر کچھ زیادہ نہ کرے۔ فرض نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں میں فقط الحمد پڑھے اور کوئی سورت نہ ملاوے۔ جب پچھلی دونوں رکعتیں تمام ہوویں تب اس طرح بیٹھے جس طرح پہلے بیٹھا تھا۔ اور التحیات اور درود شریف پڑھے۔ جب درود شریف پڑھ چکے تب دعائے ماثورہ پڑھے یعنی ایسی دعا پڑھے جو حدیث یا قرآن مجید میں آئی ہو۔ پھر اپنے داہنی طرف سلام پھیرے اور کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے۔ اور سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔ سلام کے لئے اتنا منہ پھیرے کہ پچھلے لوگ اس کا رخسارہ دیکھ سکیں۔ یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے لیکن جو اس میں فرائض ہیں ان میں سے اگر ایک بات بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک حکم ہے۔ بعض چیزیں واجب ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی ہوتی ہے اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تو خیر تب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے۔ اگر بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی اور بعض چیزیں سنت ہیں اور بعض چیزیں مستحب ہیں نماز کی ان ساری چیزوں کو اچھی طرح یاد کر لینا چاہیئے۔ چاہے فقہ کی کتابیں دیکھ کر یا علماء کرام سے مسائل پوچھ پوچھ کر یاد کر لیویں۔

دعا کا سلیقہ۔ سلام پھیرنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو سینے اور مونڈھوں کے برابر اٹھاوے۔ اس طرح پر کہ دونوں بغلیں ظاہر ہوویں اور جو حاجت چاہے اللہ سے مانگے۔ مگر اتنی بات یاد رکھئے کہ سلام کے بعد ذکر و دعا کے بارے میں جو حدیثیں بیان ہوئیں ان سے تو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ نماز کے خاتمہ پر یعنی سلام کے بعد ذکر و دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عملاً بھی ثابت ہے اور تعلیماً بھی۔ اور اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے لیکن یہ جو رواج ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد دعا میں بھی مقتدی نماز ہی کی طرح امام کے پابند رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی کو جلدی جانے کی ضرورت ہو تب بھی امام سے پہلے اس کا اٹھ جانا برا سمجھا جاتا ہے یہ

بالکل بے اصل ہے بلکہ قابل اصلاح ہے۔ امامت اور اقتداء کا رابطہ سلام پھیرنے پر ختم ہو جاتا ہے اس لئے سلام کے بعد دعا میں امام کی اقتداء اور پابندی ضروری نہیں۔ چاہے تو مختصر دعا کر کے امام سے پہلے اٹھ جائے اور چاہے تو اپنے ذوق اور کیف کے مطابق دیر تک دعا کرتا رہے۔

التحیات میں جب کلمہ پر پہنچے تو لآ الٰہ کہنے کے وقت داہنے ہاتھ کی چھنگلیا اور اس کے ساتھ کی انگلی بند کر کے گرہ بنا لے اور انگوٹھے اور درمیان انگلی کا حلقہ بنا لے اور کلمے کی انگلی کھڑی کرے اور الا اللہ کہنے کے وقت جھکا دے۔ مگر عقد یعنی گرہ وحلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے۔ اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو التحیات سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بلکہ فوراً اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جائے۔ قعدہ میں کلمہ شہادت کے وقت انگشت شہادت کا اٹھانا اور اشارہ کرنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ نے بھی روایت کیا ہے اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس کا مقصد بظاہر یہی ہے کہ جس وقت نمازی اشھد ان لآ الٰہ الا اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے کی شہادت دے رہا ہو اس وقت اس کا دل بھی توحید کے تصور اور یقین سے لبریز ہو اور ہاتھ کی ایک انگلی اٹھا کر جسم سے بھی اس کی شہادت دی جا رہی ہو بلکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اسی حدیث کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ انگشت شہادت کے اس اشارے کیساتھ آپ آنکھ سے بھی اشارہ فرماتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ انگشت شہادت کا یہ اشارہ شیطان کیلئے لوہے کی دھار اور چھری اور تلوار سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

نماز کی حرکات وسکنات پر اجر وثواب

نماز میں ثناء پڑھنے کی وجہ

تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، تسبیح وتقدیس اور اپنی عبودیت کے اظہار پر مشتمل کوئی دعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کی جاتی ہے۔ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ بمنزلہ سلام دربار کے ہے۔ بنی آدم میں یہ فطری امر ہے کہ جب کسی عالی شان امیر کبیر سے سوال کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجت روائی چاہتا ہے تو پہلے اس کی مدح وثنا اور اس کی بزرگی وجلالی اور اپنی ذلت وانکساری بیان کرتا ہوا اپنی حاجت کا اظہار شروع کرتا ہے۔ وہی طریقہ یہاں بھی سکھایا گیا ہے۔ تاکہ نفس انسان خدا کی بزرگی اور اپنی پستی پر آگاہ ہو۔

اس کے بعد قرآن مجید کی سب سے پہلی سورۃ جو گویا قرآن کا افتتاحیہ ہے یعنی سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی صفات کا بڑا جامع اور موثر بیان بھی ہے۔ اور ہر قسم کے شرک کی نفی کے ساتھ اس کی توحید کا اثبات واقرار بھی ہے۔ صراط مستقیم یعنی دین حق اور شریعت الٰہیہ کے لئے اپنی ضرورت مندی اور محتاجی کی بناء پر اس کی ہدایت کے لئے عاجزانہ اور فقیرانہ سوال اور دعا بھی ہے بہر حال سب سے پہلے یہ سورۃ پڑھی جاتی ہے اور یہ سورۃ اپنی جامعیت اور خاص عظمت واہمیت کی وجہ سے متعین طور پر اس درجہ میں لازمی اور ضروری ہے کہ اس کے بغیر گویا نماز ہی نہیں ہوتی۔

نماز میں دو سجدے مقرر ہونے کی وجہ

سجدۂ اول نفس کو اس بات پر متنبہ کرنے کے لئے ہے کہ میں اس خاک سے پیدا ہوا ہوں اور دوسرا سجدہ اس بات پر دال ہے کہ میں اسی خاک میں لوٹ جاؤں گا۔

ہر دو رکعت پر التحیات مقرر ہونے کی وجہ

چونکہ اصل میں نماز دو ہی رکعت مقرر ہوئی ہے اور باقی رکعتیں ان کی تکمیل کے واسطے ہیں اس لئے ہر دو رکعت کے بعد تشہد مقرر ہوا تا کہ اصل اور فرع میں تمیز ہو جائے اور اسی تمیز کے لئے پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ ضم سورۃ بھی واجب ہوا۔ اور آخری دو رکعتوں کے ساتھ ضم سورۃ مقرر نہیں ہوا۔

نمازی کا مکالمہ

جب نمازی کو حضور الٰہی میں بیٹھ جانے کی اجازت ہوئی تو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ ہمارے حضور میں کیا تحفہ لائے تو اس وقت دوزانوں بیٹھ کر اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اے خدا تعظیمات قلبی، عبادات بدنی اور عبادات مالی کا مستحق تو ہی ہے اور یہ تیرے ہی حضور کے لائق ہے لہٰذا میرا سارا مال و بدن اس امر کے لئے تیرے حضور میں ہے۔ التحیات کا ترجمہ بھی یہی ہے کہ سب عبادات قولی اور تمام عبادات بدنی اور سب عبادتیں پاک مالوں کی اللہ ہی کے لئے ہیں۔ یعنی زبان سے جو تعریفیں اور ثنائیں کی جاتی ہیں اور بدن کے ساتھ جو قیام و رکوع و سجود قومہ جلسہ قعدہ کیا جاتا ہے اور پاک و حلال مال سے جو زکوٰۃ، نذر، قربانی، صدقہ، خیرات ادا کی جاتی ہے۔ یہ سب عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے لئے مختص ہیں۔ کسی مخلوق کا اس میں حصہ نہیں۔ بعض شارحین حدیث نے ذکر کیا ہے کہ یہ تشہد شب معراج کا مکالمہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بارگاہ قدوسیت میں شرف حضوری نصیب ہوا تو آپ نے نذرانہ عبودیت اس طرح پیش کیا اور گویا اس طرح سلامی دی۔ ان شارحین نے لکھا ہے کہ نماز میں اس مکالمہ کو شب معراج کو یادگار کے طور پر جوں کا توں لے لیا گیا ہے۔ جمہور امت کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لفظ تلقین فرمایا تھا یا معراج کے مکالمہ والی مشہور عام روایت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لفظ ارشاد ہوا تھا یعنی **السلام علیک ایھا النبی** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بطور یادگار اس کو جوں کا توں برقرار رکھا گیا۔ اور بلاشبہ ارباب ذوق کے لئے اس میں ایک

خاص لطف ہے۔ اب جو لوگ اس صیغہ خطاب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ انکے متعلق بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ شرک پسندی کے مریض نہایت ہی کور ذوق اور عربی زبان و ادب کی لطافتوں سے بالکل ہی نا آشنا اور ناواقف ہیں۔

درود شریف کی حکمت

انسانوں پر، خاص کر ان بندوں پر جن کو کسی نبی کی ہدایت پر تعلیم سے ایمان نصیب ہوا اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا احسان اس نبی ورسول کا ہوتا ہے جس کے ذریعہ ان کو ایمان ملا ہو اور ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کو ایمان کی دولت اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ملی ہے۔ اس لئے یہ امت اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ممنون احسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک اور پروردگار ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت اور حمد و تسبیح کی جائے اسی طرح اس کے پیغمبروں کا حق ہے کہ ان پر درود و سلام بھیجا جائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مزید رحمت و رافت اور رفع درجات کی دعا کی جائے۔ یہ دراصل ان محسنوں کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کا ہدیہ، وفاداری و نیاز کیشی کا نذرانہ اور ممنونیت و سپاس گزاری کا اظہار ہوتا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ان کو ہماری دعاؤں کی کیا احتیاج، بادشاہوں کو فقیروں اور مسکینوں کے ہدیوں اور تحفوں کی کیا ضرورت! تاہم اس میں شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا یہ تحفہ بھی ان کی خدمت میں پہنچا تا ہے۔ اور ہماری اس دعا و التجا کے حساب میں بھی ان پر اللہ تعالیٰ کے الطاف و عنایات میں اضافہ ہوتا ہے اور سب سے بڑا فائدہ اس دعا گوئی اور اظہار وفاداری کا خود ہم کو پہنچتا ہے ہمارا ایمانی رابطہ مستحکم ہوتا ہے اور ایک دفعہ کے مخلصانہ درود کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی کم از کم دس رحمتوں کے ہم مستحق ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اس برگزیدہ گروہ انبیاء علیہم السلام کے احسانات ہم پر سب سے زیادہ اور بہت کثیر ہیں اس لئے ہر فرد انسانی پر اس جماعت انبیاء علیہم السلام کی شکر گزاری کا اظہار واجب ہے۔ اور اس شکر گزاری کا نام ہی اسلامی زبان میں درود و سلام ہے۔ کیونکہ انسان کو رشد و ہدایت کا سبق ان بزرگوں کی زندگی سے ہی حاصل ہوا۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی نیکی کی روشنی اور بھلائی کا نور ہے جس جگہ بھی دل کی صفائی اور خلوص کا اجالا

ہے وہ سب صرف ان بزرگوں کی تعلیم وہدایت کا نتیجہ و برکت ہے جن کو انبیاء علیہم السلام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پہاڑوں کی غاروں گھنے جنگلوں، شہروں کی آبادیوں اور دیہاتی بستیوں میں جہاں کہیں بھی رحم وانصاف غریبوں کی مدد یتیموں کی پرورش اور خلوص ونیکی کا اثر ملے گا وہ سب اس برگزیدہ جماعت کے کسی نہ کسی فرد کی دعوت اور پکار کا نتیجہ ہے جیسا کہ قرآن کا دعویٰ ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں انسانوں کو ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔ ان بزرگوں نے ہماری روحانی بیماریوں کے لئے نسخے ترتیب دیئے ہماری اندرونی دنیا کو آباد کیا۔ ہماری اندرونی چالیں درست کیں۔ خدا اور بندے کا رشتہ مضبوط کیا۔ اگر ہم ان بزرگوں کے ذریعہ سے خدا اور بندے کے تعلقات نہ جانتے اور شاہ وگدا کے حقوق اگر ان بزرگوں کے ذریعہ سے ہم کو معلوم نہ ہوتے تو کبھی یہ جہان تکمیل کو نہ پہنچ سکتا۔ یہی وہ نقش ونگار ہیں جن سے ہماری روحانی اور اخلاقی دنیا کا ایوان آراستہ ہے۔ مکہ کے ابوجہل ایران کے کسریٰ اور روم کے قیصر کی حکومتیں مدت ہوئی مٹ گئیں ان کا نام ونشان باقی نہیں رہا۔ مگر میرے حضور تاجدار مدینہ کا عام اور عالمگیر قانون بدستور جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

نماز میں درود شریف کا موقع اور اس کی حکمت

جیسا کہ معلوم ہے درود شریف نماز کے بالکل آخر میں یعنی آخری قعدہ میں تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہی اس کے لئے بہترین موقع ہو سکتا ہے۔ اللہ کے بندے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت وتعلیم کے صدقے میں ایمان نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو اس نے جانا پہچانا اور نماز کی شکل میں اس کے دربار عالی کی حاضری اور حمد وتسبیح اور ذکر ومناجات کی دولت گویا ایک طرح کی معراج ہے جو اسے نصیب ہوئی۔ اور آخری قعدہ کے تشہد پر یہ نعمت گویا مکمل ہوئی۔ اب اس کو حکم ہے کہ اللہ کے دربار سے رخصت ہونے سے پہلے اور اپنے لئے کچھ مانگنے سے بھی پہلے وہ بندہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان کو محسوس کرتے ہوئے کہ انہی کی ہدایت کے صدقے میں اس دربار تک رسائی ہوئی۔ اور یہ سب کچھ نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے آپؐ کے لئے اور آپ کی زندگی کی شریک ازدواج مطہرات اور آپ کی ذریت طیبہ کے لئے

بہتر سے بہتر دعا کرے۔ چنانچہ اس کے سوا اور اس سے بہتر کوئی چیز اس کے پاس ہے ہی نہیں جس کو پیش کر کے وہ اپنے جذبہ ممنونیت کا اظہار اور احسان مندی کا حق ادا کر سکے۔ اسی لئے درود شریف کے یہ بہترین کلمے صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائے۔

درود و سلام سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے

ایک خاص حکمت درود و سلام کی یہ بھی ہے کہ اس سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ مقدس اور محترم ہستیاں انبیاء علیہم السلام کی ہیں۔ جب ان کے لئے بھی حکم یہ ہے کہ ان پر درود و سلام بھیجا جائے یعنی ان کے واسطے اللہ سے رحمت و سلامتی کی دعا کی جائے تو معلوم ہوا کہ وہ بھی سلامتی اور رحمت کے لئے خدا کے محتاج ہیں۔ اور ان کا حق اور مقام عالی بس یہی ہے کہ ان کے واسطے رحمت و سلامتی کی دعائیں کی جائیں۔ رحمت و سلامتی خود ان کے ہاتھ میں نہیں ہے کیونکہ ساری مخلوق میں انہیں کا مقام سب سے بالا و برتر ہے اور شرک کی بنیاد یہی ہے کہ خیر و رحمت اللہ کے سوا کسی اور کے قبضہ میں بھی سمجھی جائے بہرحال درود و سلام کے اس حکم سے ہم کو نبیوں اور رسولوں کا دعا گو بنا دیا اور جو بندہ پیغمبروں کا دعا گو ہو وہ کسی مخلوق کا پرستار کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم سورۃ احزاب کی آیت میں دیا ہے اور بڑی شاندار تمہید کے ساتھ دیا ہے۔ اس عاجز کا خیال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے وقت صحابہ کرامؓ کو غالباً بتایا تھا کہ اس حکم کی تعمیل کا خاص محل و موقعہ نماز کا جزو اخیر قعدہ اخیرہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود شریف کی خصوصیت

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود شریف کی خصوصیت کی دو وجہیں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف میں تمام نبیوں نے السلام علیکم کہا مگر آپ کی امت پر سوائے ابراہیم علیہ السلام کے اور کسی نبی نے سلام نہیں بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس احسان کے بدلہ میں اپنی امت کو ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجا کرو۔

انبیاء کا سلام (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ

ہوئے تو سب گھر والوں کو جمع کر کے بیٹھے تو پہلے آپ نے یہ دعا کی جس کا صرف ترجمہ کیا جاتا ہے۔ ''یا اللہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بوڑھوں میں سے اس گھر کا حج کرے اس کو میرا اسلام پہنچا دے''۔ اس پر سب اہل بیت نے آمین کہی۔ پھر آپ نے یہ دعا کی:۔ ''الٰہی! امت محمدیہؐ کے ادھیڑوں میں سے جو اس گھر کا حج کرے اس کو میرا اسلام پہنچا دے''۔ سب نے آمین کہی۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دعا کی۔ ''یا اللہ! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نوجوانوں میں سے اس گھر کا حج کرے اس کو میرا اسلام پہنچا دے''۔ سب نے آمین کہی۔ پھر حضرت سارہ علیہا السلام نے دعا کی۔ ''اے اللہ! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں میں سے جو عورت اس گھر کا حج کرے اس کو میرا اسلام پہنچا دے۔''

سب گھر والوں نے اس پر آمین کہی۔ پھر حضرت حاجرہ علیہا السلام نے دعا کی۔ ''اے اللہ! جو امت محمدیہ کے آزاد غلاموں اور باندیوں سے اس گھر کا حج کرے ان پر میرا اسلام پہنچا دے''۔ سب گھر والوں نے آمین کہی۔ جب ان لوگوں نے پہلے ہی اس امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احسان کے بدلے میں ان پر درود وسلام بھیجنے کا حکم فرمایا۔ (حاشیہ حصن حصین)

درود شریف میں ہمارا ہی نفع ہے

اگر کہو کہ ہم درود شریف پڑھتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نفع ہوتا ہے۔ تو خوب سمجھ لو کہ حضور والا کو اتنا نفع نہیں ہوتا جتنا آپ لوگوں کو ہوتا ہے۔ ہمیں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اگر آپ اپنے نوکر سے کہیں کہ یہ ہزار روپے ہیں اور ہم سے کہو کہ ہم اپنے بیٹے کو دے دیں تو اس نوکر کے مقبول بنانے کو اور اس کی عزت بڑھانے کو یہ صورت تجویز کی ہے نہ کہ بیٹا روپے ملنے میں اس نوکر کا محتاج ہے۔ اگر نوکر نہ بھی کہے تب بھی روپیہ بیٹے کے لئے تجویز کر لیا گیا ہے۔ صرف نوکر کی عزت افزائی کے لئے ایسا کیا ہے۔

یہی حال درود شریف کا ہے کہ حق تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ رحمت کی دعا کرو رسول کے لئے۔ رحمت بھیجنا تو منظور ہے ہی خواہ ہم درود بھیجیں یا نہ بھیجیں۔ چنانچہ اس کے قبل اِنَّ اللّٰہَ

وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ موجود ہے مگر ہماری قدر بڑھانے کو ہمیں کہہ دیا کہ درود بھیجو۔ تمہارا بھی بھلا ہو جائے گا۔ کوئی شخص کیا منہ لے کر کہہ سکتا ہے کہ آپ ہمارے محتاج ہیں۔ اور اس کہنے پر آپؐ پر رحمت ہوتی ہے۔ خوب سمجھ لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو معاملہ حق تعالیٰ کا ہے وہ ہماری درخواست پر موقوف نہیں۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ اور عبادات بعض دفعہ مقبول ہوتی ہیں اور بعض دفعہ مردود۔ لیکن درود شریف ہمیشہ مقبول ہوتا ہے سو اگر ہمارے عمل کا آپ پر رحمت نازل ہونے میں کوئی اثر ہوتا تو جیسے اور اعمال ہیں یہ بھی ہمارا عمل ایسا ہی ہونا چاہئے تھا کہ کبھی مقبول اور کبھی مردود ہوتا۔ سو ہمیشہ مقبول ہونا دلیل ہے اس کی کہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے عمل کا اس میں کوئی اثر نہیں۔ حق تعالیٰ تو ضرور رحمت بھیجتے ہی ہیں ہم درود بھیجیں یا نہ بھیجیں اس لئے درود شریف کبھی غیر مقبول نہیں ہوتا۔ بس خدا تعالیٰ کو رحمت بھیجنا ہی ہے ہم کو جو حکم دیا تو صرف ہماری عزت بڑھانے کو۔ کوئی شخص یہ احسان نہ سمجھے کہ میں درود بھیجتا ہوں تب ہی رحمت ہوتی ہے۔ اگر ہم آفتاب کے سامنے ہو گئے تو آفتاب نے ہم کو منور کر دیا۔ آفتاب شعاع میں ہمارا محتاج ہرگز نہیں۔ علماء کے قول سے بھی اس کی تائید ہو گئی کہ حضور کسی کے نفع کے محتاج نہیں۔

خاتمہ نماز کا سلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح نماز کے افتتاح اور آغاز کے لئے کلمہ اللہ اکبر تعلیم فرمایا ہے جس سے بہتر دوسرا کلمہ افتتاح نماز کے لئے سوچا ہی نہیں جا سکتا۔ اسی طرح نماز کے اختتام کے لئے "**السلام علیکم و رحمة الله**" تلقین فرمایا ہے۔ اور بلاشبہ نماز کے خاتمہ کے لئے بھی اس سے بہتر کوئی لفظ سوچا نہیں جا سکتا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ سلام اس وقت کہا جاتا ہے جب ایک دوسرے سے غائب اور الگ ہونے کے بعد پہلی ملاقات ہو۔ لہٰذا اختتام کے لئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کی تعلیم میں واضح اشارہ ہے بلکہ گویا ہدایت ہے کہ بندہ اللہ اکبر کہہ کر جب نماز میں داخل ہو اور بارگاہ خداوندی میں عرض معروض شروع کرے تو چاہئے کہ وہ اس وقت اس عالم شہود سے حتیٰ کہ اپنے ماحول اور اپنے دائیں بائیں والوں سے بھی غائب اور الگ ہو جائے اور اللہ کے سوا

کوئی بھی اس وقت اس کے دل کی نگاہ کے سامنے نہ رہے اور پوری نماز میں اس کا حال یہی رہے۔
پھر جب قعدہ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف اور آخری دعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کر کے اپنی نماز پوری کرے تو اس کے باطن کا یہ حال ہو کہ گویا اب وہ کسی دوسرے عالم سے اس دنیا میں اور اپنے ماحول میں واپس آیا ہے۔ اور دائیں بائیں والے انسانوں یا فرشتوں سے اب اس کی نئی ملاقات ہو رہی ہے اس لئے اب وہ ان کی طرف رخ کر کے اور انہی سے مخاطب ہو کر کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اس عاجز کے نزدیک اس حکم کا یہی راز اور یہی اس کی حکمت ہے۔

نماز کی حقیقت اور اجتماعیت کا اثر غیر اقوام پر

اگر فی الحقیقت نماز اس روح کو لئے ہوئے ادا ہو جو پہلے بیان ہو چکی ہے تو اس نماز کا اثر ہم پر ہی نہیں بلکہ غیر اقوام پر بھی پڑتا ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ کلکتہ کے گول میدان میں جب عید کی نماز ہوتی تھی تو غالباً دس بارہ لاکھ آدمی جمع ہو کر ایک امام کے پیچھے اقتداء کرتے تھے۔ اس منظر کو دیکھنے کے لئے اکثر غیر مسلم بھی تماشائیوں کے طور پر جمع ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ ان تماش بینوں میں بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو بھی یہ نماز کا منظر دیکھنے کے لئے آئی اور وہ اس وقت کے بڑے لیڈروں میں شمار ہوتی تھی۔ وہ نماز عید کا یہ منظر دیکھ کر حیران تھی اور اس نے کہا کہ یہ ڈسپلن اور یہ نظام کہ لاکھوں کی مرتب صفیں صرف ایک لیڈر کی ایک آواز پر حرکت کر رہی ہیں۔ کیا ٹھکانہ ہے اس نظم کا کہ امام اور لیڈر کے ایک اشارہ پر لاکھوں گردنیں خم ہو جائیں اور لیڈر کی ایک حرکت بدن سے لاکھوں انسان حرکت میں آ جائیں۔

اسرائیلی اور اسلامی نماز کا مقابلہ

مشہور انگریز لیبان نے دی لیکچر آف اہلیجز صفحہ ۴۶ پر لکھا ہے کہ میں نے کئی مرتبہ مسیحی و اسرائیلی نماز اور اسلامی نماز کا مقابلہ و موازنہ کیا تو ثابت ہوا کہ اسلامی نماز کی طرز عبادت افضل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی نماز بہت سی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں خدا کی حمد و ثناء تقدیس و تمجید ہے۔ اسلامی نماز ایک دعا اور عاجزانہ التجا ہے اور اس میں انکساری اور عاجزی کا عجیب مظاہرہ

ہے۔ آگے لکھتا ہے۔ کہ میں التزاماً جمعہ کے دن اسکندریہ کی جامع مسجد میں محض اسلامی نماز کی شان دیکھنے جاتا ہوں میں نے جب خطیب کے پر جوش خطبہ، صفوں کی ترتیب اور رکوع وسجود کے اہتمام پر غور کیا تو میرے قلب پر عجیب اثر ہوا جو نا قابل بیان ہے۔ جمعہ کے دوران میں سمجھتا تھا کہ اسلام مجھے آواز دے رہا ہے اور نماز کی عبادت کا پر کیف نظارہ میری روح پر قبضہ کر رہا ہے۔

غیر مسلم کا قبول اسلام ۔معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ کے شہر نیو قیصر میں جب ایک دفعہ مسلمان اکٹھے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور نماز کے لئے سب نے اکٹھے وضو کیا تو وہاں کا ایک پادری مع اپنے دس بارہ ساتھیوں کے وضو کا منظر دیکھ رہا تھا اور حیران تھا کہ سب مسلمانوں نے ایک ہی طریقہ پر وضو کیا۔ پھر جب جمع شدہ مسلمانوں نے باجماعت نماز پڑھی تو اس وقت بھی وہ حیرانی سے دیکھ رہا تھا کہ سب کا اکٹھا جھکاؤ ہے۔ سب مسلمان اکٹھے مل کر کھڑے ہوتے ہیں اور اکٹھے ہی یکدم زمین پر اپنی پیشانی کو خدا کے حضور رکھ دیتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں وضو اور نماز کا منظر دیکھ کر ششدر اور دنگ رہ گیا اور اسی وقت مع اپنے ساتھیوں کے کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا (واللہ اعلم) اس نے کہا کہ میرے دل کو یقین آ گیا ہے کہ یہ وضو اور نماز ایسی شاندار ترکیب کسی جھوٹے مذہب کی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ذرا غور فرمایئے کہ صرف ایک نماز نے ایک اسلام دشمن فرنگی کے دل میں یہ بات بٹھا دی کہ مذہب اسلام ایک حق مذہب ہے اور اس کو بالآخر مذہب اسلام قبول کرنا پڑا۔

اذان اثر کر گئی ۔ایک عرصہ ہوا کہ اخبار میں یہ مضمون نکلا تھا کہ ایک امریکن ڈاکٹر جو کہ بائسکوپ کمپنی کا منیجر تھا اس نے ایک دن مسلمانوں کی اذان و نماز کا تماشا کرنے کی نیت سے ایک مؤذن کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم اذان دو اور ہم تمہاری اذان کو گراموفون میں بند کریں گے۔ مؤذن نے اذان دی تو اس منیجر کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اس کی حالت بدلنے لگی۔ حالانکہ اس نے تماشا کی نیت سے اذان کو گراموفون میں بند کیا تھا۔ اور معتقد ہو کر اذان نہ سنی تھی مگر متبرک کلام میں برکت واثر ہوتا ہے اگر قلب میں عناد نہ ہو۔

ابو محذورہ کا قبول اسلام ......صحیح روایات میں منقول ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب اسلامی لشکر

جنگ حنین سے واپس آ رہا تھا اور ایک پڑاؤ پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو کفار کے چند نوعمر لڑکے جن میں ابو محذورہ بھی تھے اذان کی ہنسی اور نقل کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان لڑکوں کو پکڑ لاؤ۔ چنانچہ کچھ لڑکے حاضر کئے گئے۔ پوچھا گیا کہ کون نقل اتارتا تھا۔ سب نے ابو محذورہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ سب لڑکے رہا کر دیئے گئے اور ابو محذورہ کی خوش نصیبی نے اس کو روک لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسی طرح کھڑے ہو کر اذان کہو۔ یہ کھڑے ہوئے اور جیسے آپ اذان تلقین فرماتے گئے وہ اپنی زبان سے ادا کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابو محذورہ کے دل میں خدا نے اسلام ڈال دیا۔ اس طرح خدا کی قدرت سے نقل اصل بن گئی۔ حضورؐ نے ان کو مکہ کا مؤذن مقرر فرما دیا۔ حضرت ابو محذورہ نہایت خوش آواز اور بلند آواز تھے۔ ان کی وفات مکہ شریف میں ۵۹ھ میں ہوئی۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''جامع الشواہد'' کے صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے کہ ۱۷۹۸ء میں جب نپولین بوناپارٹ نے مصر پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور ڈھائی برس تک مصر پر فرانسیسیوں کا قبضہ رہا تو خود نپولین اور اکثر افسران فوج نے اعلانیہ طور پر جامعہ ازہر میں اسلام قبول کر لیا تھا جمعہ کی نماز میں بھی شریک ہوتے تھے اور انہوں نے اسلامی نام بھی اختیار کر لئے تھے۔ یہ سب کچھ اسلام کی صداقت اور اسلام کی اجتماعی عبادت کا اثر ہے۔ تفصیل کے لئے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تاریخ الاسلام کا ملاحظہ کیجئے اس میں حضرت مولانا نے اسی پہلو سے روایات جمع کی ہیں۔

ایک انگریز مسٹر سی ایم کنگ اور مسیحی رہنما پادری جیمس مولر نے لکھا ہے کہ اسلامی نماز ایک بہترین ذریعہ ہدایت ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے اعلیٰ پوزیشن کے مسلمانوں کو دیکھا ہے جو کہ اپنے اثر واقتدار کے لحاظ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں کہ کم حیثیت والے آدمی ان سے بات کرنے کی بھی جرات نہیں کر سکتے لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک عظیم الشان آدمی بے تابانہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے اور اپنے غیر معروف اور کم درجہ کے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر فریضہ نماز ادا کرتا ہے۔ اس نظارے سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ بیشک اس اسلامی نماز میں سادگی اور فروتنی کا سبق موجود ہے اور عبادت نماز میں مساوات کی ایک اعلیٰ شان نظر آتی ہے۔

آگے لکھتا ہے:۔ کہ واقعی اسلامی رسول نے عجیب انداز سے امیر وغریب، ادنیٰ واعلیٰ،

کو ایک صف میں جمع کر دیا۔ اور مناسب طور پر غرور ونخوت کے طلسم کو پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ نماز ایک بہترین عبادت ہے۔ آگے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ محمدیوں کا عقیدہ ہے کہ نماز برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے محفوظ رکھتی ہے۔ بظاہر یہ عقیدہ درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اکثر نمازی بھی برائیوں کی طرف مائل نظر آتے ہیں لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ وہ شخص جو دن میں پانچ مرتبہ اور مہینے میں ایک سو پچاس مرتبہ اپنے خدا تعالیٰ سے پرہیزگاری کا عہد کرتا ہے اور گناہوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے وہ ایک نہ ایک دن ضرور اپنے عہد میں کامل ہو جاتا ہے اور حقیقتاً پرہیزگار بن جاتا ہے۔

نماز میں دنیاوی فائدے بھی ہیں ...... اسی طرح جرمنی کے مشہور علمی رسالہ دی ہایف میں ایک مشہور جرمن فاضل نے لکھا ہے کہ اسلام کی عبادت نماز میں قیام و رکوع وقعود اور سجدہ کی حرکات ایک اعلیٰ حکمت عملی اور تدبر پر مبنی ہیں۔ اگر اہل یورپ میں اس اسلامی نماز کا رواج ہوتا تو ہمیں جسمانی ورزش کے لئے نئی نئی ورزشی حرکتیں ایجاد نہ کرنی پڑتیں''۔ آگے لکھا ہے۔ کہ ایشیا کے گرم ملک میں انسان کے جسم کے اندر چربی زیادہ پیدا ہوتی ہے اور دوران نماز سجدہ کے اندر دونوں ہاتھوں اور دیگر اعضاء ایک خاص کشش کے ساتھ پھیلانا اور سمیٹنا فربہی اور موٹاپا کی مضرتوں اور نقصانات کو دور کر دیتا ہے۔ آخر میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اسلام میں غسل اور وضو کے واجبات نہایت دوراندیشی اور مصلحت پر مبنی ہیں۔ غسل میں تمام جسم اور وضو میں ان اعضاء کا پاک صاف کرنا ضروری ہے جو عام کاروبار یا چلنے پھرنے میں کھلے رہتے ہیں۔ منہ کو صاف کرنا اور دانتوں کو مسواک کرنا' ناک کے اندرونی گردوغبار وغیرہ کو دور کرنا یہ تمام حفظان صحت کے لوازمات ہیں اور ان واجبات کی بڑی شرط آب رواں کا استعمال ہے کہ ان اعضاء کو صاف ستھرے اور بہتے ہوئے پانی سے دھویا جائے کیونکہ ایسا پانی فی الواقع جراثیم کے وجود سے پاک ہوتا ہے۔ یہ تمام شرطیں اور تمام چیزیں اسلامی نماز کے ادا کرنے سے بخوبی پوری ہو جاتی ہیں۔ پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرنا اور صبح سویرے اٹھنا ایک نمازی کو چست و چالاک اور ہوشیار بناتا ہے۔ اور تندرستی میں ایک نمایاں اضافہ ہوتا ہے۔ **فافهم یا اولی الابصار.**

نحن قوم اعزنا الله بالاسلام

حضور اکرم صحابہ کرام اور اولیاء صالحین کی نماز کے ساتھ محبت

حق یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی قدر وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ جل شانہ نے اس کا مزہ چکھا دیا ہو۔ اسی دولت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک اس میں فرمائی اور اسی لذّت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر حصّہ نماز ہی میں گذار دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیّت فرمائی اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد نقل کیا گیا اتقو االله فی الصلوٰة نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تمام اعمال میں مجھ کو نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد نبوی سے گذرا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے مجھے بھی شوق ہوا حضورؐ کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضورؐ سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ سو ۱۰۰ آیتوں پر رکوع کردیں گے مگر جب وہ گزر گئیں اور رکوع نہ کیا تو میں نے سوچا کہ دوسو ۲۰۰ پر رکوع کریں گے مگر وہاں بھی نہ کیا تو مجھے خیال ہوا کہ سورت کے ختم ہی پر کریں گے۔ جب سورت ختم ہوئی تو حضورؐ نے کئی مرتبہ اللھم لک الحمداللھم لک الحمد پڑھا اور سورۃ آلِ عمران شروع کردی۔ میں سوچ میں پڑ گیا... آخر میں نے خیال کیا کہ آخر اس کے ختم پر تو رکوع کریں ہی گے۔ حضورؐ نے اس کو ختم فرمایا اور تین مرتبہ اللھم لک الحمد پڑھا اور سورۂ مائدہ شروع کردی۔ اسکو ختم کر کے رکوع کیا اور رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے رہے اور اسکے ساتھ کچھ اور بھی پڑھتے رہے جو سمجھ میں نہ آیا۔ اس کے بعد اسی طرح سجدہ میں سبحان ربی الاعلی بھی پڑھتے رہے اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھتے تھے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں سورۂ انعام شروع کردی۔ میں حضور کے ساتھ نماز پڑھنے کی ہمت نہ کر سکا اور مجبور ہو کر چلا آیا۔ پہلی رکعت میں تقریباً پانچ سیپارے ہوئے اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا جو نہایت اطمینان سے تجوید اور ترتیل کے ساتھ ایک ایک آیت

جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔ ایسی صورت میں کتنی لانبی رکعت ہوئی ہوگی۔ انہیں وجوہات سے آپ کے پاؤں پر نماز پڑھتے پڑھتے ورم آجاتا تھا۔ مگر جس چیز کی لذّت دل میں اُتر جاتی ہے اُس میں مشقت اور تکلیف دشوار نہیں رہتی۔ ابواسحٰق سبیعیؒ مشہور محدّث ہیں۔ سو ۱۰۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اس پر افسوس کیا کرتے تھے کہ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے نماز کا لطف جاتا رہا۔ دو رکعتوں میں صرف دو سورتیں سورۂ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی جاتی ہیں زیادہ نہیں پڑھا جاتا (تہذیب التہذیب)

یہ دو سورتیں بھی پونے چار پاروں کی ہیں... محمدؒ بن سماک فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا۔ اس کے ایک لڑکا تھا جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا اور رات بھر نماز میں اور شوقیہ اشعار میں رہتا تھا۔ وہ سوکھ کر ایسا ہوگیا کہ صرف ہڈی اور چمڑہ رہ گیا۔ اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ تم اسکو ذرا سمجھاؤ۔ میں ایک مرتبہ اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سامنے سے گذرا میں نے اُسے بلایا وہ آیا سلام کر کے بیٹھ گیا۔ میں نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ وہ کہنے لگا۔ چچا شاید آپ محنت میں کمی کا مشورہ دیں گے۔ چچا جان میں نے اس محلے کے چند لڑکوں کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ دیکھیں کون شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرے۔ انہوں نے کوشش اور محنت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلالئے گئے جب وہ بلائے گئے تو بڑی خوشی اور سرور کے ساتھ گئے۔ ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ میرا عمل دن میں دو بار اُن پر ظاہر ہوتا ہوگا۔ وہ کیا کہیں گے جب اس میں کوتاہی پائیں گے۔ چچا جان اُن جوانوں نے بڑے بڑے مجاہدے کئے۔ اُنکی محنتیں اور مجاہدے بیان کرنے لگا جن کو سن کر ہم لوگ متحیر رہ گئے۔ اس کے بعد وہ لڑکا اُٹھ کر چلا گیا۔ تیسرے دن ہم نے سنا کہ وہ بھی رخصت ہوگیا۔ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً (نزہت) اب بھی اس گئے گزرے زمانے میں اللہ کے بندے ایسے دیکھے جاتے ہیں جو رات کا اکثر حصہ نماز میں گزار دیتے ہیں اور دن میں دین کے دوسرے کاموں تبلیغ و تعلیم میں منہمک رہتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نامِ نامی سے کون شخص ہندوستان میں ناواقف ہوگا... ان کے ایک خلیفہ مولانا عبدالواحدؒ لاہوری نے ایک دن ارشاد فرمایا کیا جنت میں نماز نہ ہوگی کسی نے عرض کیا کہ حضرت جنت میں نماز کیوں ہو وہ تو اعمال کے بدلہ کی جگہ ہے نہ کہ عمل کرنے

کی۔ اس پر ایک آہ کھینچی اور رونے لگے اور فرمایا کہ بغیر نماز کے جنت میں کیسے گزرے گی۔
ایسے ہی لوگوں سے دنیا قائم ہے اور زندگی کو وصول کرنیوالی حقیقت میں یہی مبارک ہستیاں ہیں۔
اللہ جل شانہ اپنے لطف اور اپنے پر مر مٹنے والوں کے طفیل ہمیں بھی نواز دے تو اُس کے لطفِ عام سے کیا بعید ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں۔ خوشبو عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضورؐ کے پاس چند صحابہؓ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد فرمایا آپؐ نے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں آپ کے چہرہ کا دیکھنا۔ اپنے مال کو آپ پر خرچ کرنا اور یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا سچ ہے اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر (اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بُری باتوں سے روکنا) اور پرانا کپڑا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا آپ نے سچ کہا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ بھوکوں کو کھلانا۔ ننگوں کو کپڑا پہنانا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا آپ نے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔ مہمان کی خدمت گرمی کا روزہ اور دشمن پر تلوار اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ مجھے حق تعالیٰ شانہ نے بھیجا ہے اور فرمایا کہ اگر میں (یعنی جبرئیل) دنیا والوں میں ہوتا تو بتاؤں مجھے کیا پسند ہوتا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا بتاؤ...عرض کیا بھُولے ہوؤں کو راستہ بتانا۔ غریب عبادت کرنے والوں سے محبت رکھنا اور عیال دار مفلسوں کی مدد کرنا اور اللہ جل جلالہٗ کو بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں۔ (اللہ کی راہ میں) طاقت کا خرچ کرنا (مال سے ہو یا جان سے) اور گناہ پر ندامت کے وقت رونا اور فاقہ پر صبر کرنا (فضائل اعمال)

نماز کے فوائد و برکات

حافظ ابن قیم زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز روزی کو کھینچنے والی ہے۔ صحت کی محافظ ہے۔ بیماری کو رفع کرنے والی ہے۔ دل کو تقویت پہنچاتی ہے۔ چہرہ کو خُوبصورت اور منور کرتی ہے جان کو فرحت پہنچاتی ہے۔ اعضاء میں نشاط پیدا کرتی ہے۔ کاہلی کو دفع کرتی

ہے شرحِ صدر کا سبب ہے رُوح کی غذا ہے دل کو منوّر کرتی ہے۔ اللہ کے انعام کی محافظ ہے اور عذاب الٰہی سے حفاظت کا سبب ہے شیطان کو دُور کرتی ہے اور رحمٰن سے قُرب پیدا کرتی ہے۔ غرض روح اور بدن کی صحت کی حفاظت میں اس کو خاص دخل ہے اور دونوں چیزوں میں اس کی عجیب تاثیر ہے۔ نیز دنیا اور آخرت کی مضرتوں کے دور کرنے میں اور دونوں جہان کے منافع پیدا کرنے میں اس کو بہت خصوصیّت ہے۔

ایک نماز قضاء کرنے پر دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال عذاب ہوگا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز کو قضا کر دے گو وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور حقب کی مقدار اسی ۸۰ برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کی برابر ہوگا (اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئی ۲۸۸۰۰۰۰۰) (کذا فی مجالس الابرار)

حقب کے معنی لغت میں بہت زیادہ زمانہ کے ہیں۔ اکثر حدیثوں میں اُس کی مقدار یہی آئی ہے جو اُوپر گذری یعنی ۸۰ سال۔ درمنثور میں متعدد روایات سے یہی مقدار منقول ہے۔ حضرت علیؓ نے ہلال ہجریؒ سے دریافت فرمایا کہ حقب کی کیا مقدار ہے انہوں نے کہا کہ حقب اسی ۸۰ برس کا ہوتا ہے اور ہر برس بارہ مہینے کا اور ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ایک ہزار برس کا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی صحیح روایت سے اسی ۸۰ برس منقول ہیں۔ حضرت ابوہریرہ نے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ ایک حقب اسی ۸۰ سال کا ہوتا ہے اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا اور ایک دن تمہارے دنوں کے اعتبار سے (یعنی دنیا کے موافق) ایک ہزار دن کا یہی مضمون حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی حضورؐ سے نقل فرمایا ہے اُس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ اس بھروسہ پر نہیں رہنا چاہیے کہ ایمان کی بدولت جہنم سے آخر نکل جائیں گے اتنے سال یعنی دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس جلنے کے بعد نکلنا ہوگا وہ بھی جب ہی کہ اور وجہ زیادہ پڑے رہنے کی نہ ہو۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ مقدار اس سے کم و زیادہ حدیث میں آئی ہے مگر اوّل تو اُوپر والی مقدار کئی حدیثوں میں آئی ہے اس لئے یہ مقدم ہے دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ آدمیوں کی حالت کے اعتبار سے کم و بیش ہو۔

ابو اللیث سمرقندیؒ نے قرۃ العیون میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے جو شخص

ایک فرض نماز بھی دیدہ دانستہ طور پر چھوڑ دے اُس کا نام جہنم کے دروازہ پر لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو اس میں جانا ضروری ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا یہ کہو کہ اے اللہ ہم میں کسی کو شقی محروم نہ کر۔ پھر فرمایا جانتے ہو شقی محروم کون ہے؟ صحابہؓ کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ شقی محروم نماز کا چھوڑنے والا ہے اس کا کوئی حصہ اسلام میں نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ دیدہ دانستہ کر بلا عذر نماز چھوڑنے والے کی طرف حق تعالیٰ قیامت میں التفات ہی نہ فرمائیں گے اور عذابِ الیم (دکھ دینے والا عذاب) اس کو دیا جائے گا۔ ایک حدیث سے نقل کیا ہے کہ دس آدمیوں کو خاص طور سے عذاب ہوگا۔ منجملہ ان کے نماز کا چھوڑنے والا بھی ہے کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے اور فرشتے منہ اور پشت پر ضرب لگا رہے ہوں گے۔ جنت کہے گی کہ میرا تیرا کوئی تعلق نہیں نہ میں تیرے لئے نہ تو میرے لیے۔ دوزخ کہے گی کہ آ جا میرے پاس آ جا تو میرے لیے میں تیرے لئے۔ یہ بھی نقل کیا ہے کہ جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس کا نام ہے لم لم۔ اُس میں سانپ ہیں۔ جو اونٹ کی گردن کے برابر موٹے ہیں اور ان کی لمبائی ایک مہینہ کے فاصلے کے برابر ہے اُس میں نماز چھوڑنے والوں کو عذاب دیا جائے گا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک میدان ہے جس کا نام جُبّ الحزن (غم کا کنواں) ہے وہ بچھوؤں کا گھر ہے اور ہر بچھو خچر کے برابر بڑا ہے وہ بھی نماز چھوڑنے والوں کو ڈسنے کے لئے ہیں۔ ہاں مولائے کریم معاف کر دے تو کون پُوچھنے والا ہے مگر کوئی معافی چاہے بھی تو ابن حجرؒ نے زواجر میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہو گیا تھا۔ اُس کا بھائی دفن میں شریک تھا۔ اتفاق سے دفن کرتے ہوئے ایک تھیلی قبر میں گر گئی۔ اس وقت خیال نہیں آیا بعد میں یاد آئی تو بہت رنج ہوا۔ چپکے سے قبر کھول کر نکالنے کا ارادہ کیا... قبر کو کھولا تو وہ آگ کے شعلوں سے بھر رہی تھی۔ روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور حال بیان کیا اور پوچھا کہ یہ بات کیا ہے۔ ماں نے بتایا کہ وہ نماز میں سُستی کرتی تھی اور قضا کر دیتی تھی۔ اعاذنا اللہ منہا۔

نماز نہیں تو دین نہیں

حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ اسلام میں کوئی بھی حصہ نہیں اُس شخص کا جو نماز نہ پڑھتا ہو اور بے وضو کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ دین بغیر نماز کے نہیں ہے۔ نماز

دین کیلئے ایسی ہے جیسا آدمی کے بدن کیلئے سر ہوتا ہے (اخرجہ البزار واخراج الحاکم)

فائدہ: جو لوگ نماز نہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا حمیت اسلامی کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات پر ذرا غور کر لیں اور جن اسلاف کی کامیابیوں تک پہنچنے کے خواب دیکھتے ہیں ان کے حالات کی بھی تحقیق کریں کہ وہ دین کو کس مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ پھر دنیا ان کے قدم کیوں نہ چومتی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی آنکھ میں پانی اُتر آیا لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا علاج تو ہوسکتا ہے مگر چند روز آپ نماز نہ پڑھ سکیں گے انہوں نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا۔ میں نے حضور سے سُنا ہے جو شخص نماز نہ پڑھے وہ اللہ جل شانہ کے یہاں ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ حق تعالیٰ شانہ اس پر ناراض ہوں گے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں نے کہا پانچ دن لکڑی پر سجدہ کرنا پڑے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک رکعت بھی اس طرح نہیں پڑھوں گا۔ عمر بھر بینائی کو صبر کر لینا ان حضرات کے یہاں اس سے سہل تھا کہ نماز چھوڑ دیں۔ حالانکہ اس عذر کی وجہ سے نماز کا چھوڑنا جائز بھی تھا۔ حضرت عمرؓ کو اخیر زمانہ میں جب برچھا مارا گیا تو ہر وقت خون جاری رہتا تھا اور اکثر اوقات غفلت رہتی تھی حتی کہ اسی غفلت میں وصال بھی ہوگیا مگر بیماری کے ان دنوں میں جب نماز کا وقت ہوتا تو ان کو ہوشیار کیا جاتا اور نماز کی درخواست کی جاتی۔ وہ اسی حالت میں نماز ادا کرتے اور فرماتے کہ ہاں ہاں ضرور جو شخص نماز نہ پڑھے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ ہمارے یہاں بیمار کی خیر خواہی راحت رسانی اس میں سمجھی جاتی ہے کہ اسکو نماز کی تکلیف نہ دیجائے بعد میں فدیہ دیدیا جائیگا۔ ان حضرات کے یہاں خیر خواہی یہ تھی جو عبادت بھی چلتے چلاتے کر سکے دریغ نہ کیا جائے۔

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک خادم مانگا کہ کاروبار میں مدد کرے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ تین غلام ہیں جو پسند ہو لے لو۔ انہوں نے عرض کیا آپ ہی پسند فرمادیں۔ حضورؐ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ اسکو لے لو یہ نمازی ہے مگر اس کو مارنا نہیں۔ ہمیں نمازیوں کے مارنے کی ممانعت ہے۔ اس قسم کا واقعہ ایک اور صحابی ابوالہیثمؓ کے ساتھ بھی ہوا۔ انہوں نے بھی حضور سے غلام مانگا تھا۔ اس کے بالمقابل ہمارا ملازم نمازی بن جائے تو ہم اُس کو طعن کرتے ہیں اور حماقت سے اس کی نماز میں اپنا حرج سمجھتے ہیں۔ حضرت سفیان ثوریؒ پر ایک مرتبہ غلبہ حال ہوا تو سات روز تک گھر میں رہے۔ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے نہ

سوتے تھے... شیخ کو اس کی اطلاع کی گئی دریافت کیا کہ نماز کے اوقات تو محفوظ رہتے ہیں (یعنی نماز کے اوقات کا تو اہتمام رہتا ہے) لوگوں نے عرض کیا کہ نماز کے اوقات بیشک محفوظ ہیں۔ فرمایا تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے شیطان کو اس پر مسلط نہ ہونے دیا۔

سب سے پہلے نماز فجر حضرت آدم علیہ السلام نے ادا کی

ہم جو فجر کی نماز ادا کرتے ہیں اور اس میں دو رکعتیں فرض پڑھتے ہیں اس کی حکمت یہ ہے کہ فجر کی نماز سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے ادا فرمائی، جس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں اتارا، اس وقت دنیا میں رات چھائی ہوئی تھی، حضرت آدم علیہ السلام جنت کی روشنی سے نکل کر دنیا کی اس تاریک اور اندھیری رات میں دنیا میں تشریف لائے، اس وقت ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو بڑی تشویش اور پریشانی لاحق ہوئی کہ یہ دنیا اتنی تاریک ہے، یہاں زندگی کیسے گزر ےگی؟ نہ کوئی چیز نظر آتی ہے، نہ جگہ سمجھ میں آتی ہے کہ کہاں ہیں اور کہاں جائیں؟ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ چنانچہ خوف محسوس ہونے لگا، اس کے بعد آہستہ آہستہ روشنی ہونے لگی اور صبح کا نور چمکنے لگا صبح صادق ظاہر ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام کی جان میں جان آئی اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے سورج نکلنے سے پہلے دو رکعتیں بطور شکرانہ ادا فرمائیں۔ یہ دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فرض فرمادیا (عنایہ)

سب سے پہلے ظہر کی نماز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ادا کی

یہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ادا فرمائی تھیں اور اس وقت ادا فرمائی تھیں جس وقت وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے امتحان میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ایک رکعت تو اس امتحان میں کامیابی پر شکرانہ کے طور پر ادا فرمائی۔ دوسری رکعت اس بات کے شکرانہ میں ادا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے عوض میں جنت سے ایک مینڈھا اتار دیا۔ تیسری رکعت اس شکرانے میں ادا

فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ﴿وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ﴾ (سورہ صفت:۱۰۵) ''یعنی ہم نے آواز دی: اے ابراہیم بلاشبہ تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔'' چوتھی رکعت اس بات کے شکرانے میں ادا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا صابر بیٹا عطا فرمایا، جو اس سخت امتحان کے اندر بھی نہایت صابر اور متحمل رہا اور صبر کا پہاڑ بن گیا۔ اس طرح یہ چار رکعتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ظہر کے وقت بطور شکرانے کے ادا فرمائی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فرض فرما دیں۔ (عنایہ)

سب سے پہلے عصر کی نماز حضرت یونس علیہ السلام نے ادا فرمائی

نمازِ عصر کی چار رکعتیں سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے ادا فرمائیں جس وقت وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے وہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پکارا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح نقل فرمایا:

فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ انبیاء:۸۷۔۸۸)

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا تو انہوں نے شکرانے کے طور پر چار رکعت نماز ادا کی، اور چار رکعتیں اس لیے ادا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چار تاریکیوں سے نجات عطا فرمائی تھی، ایک مچھلی کے پیٹ کی تاریکی سے، دوسرے پانی کی تاریکی سے، تیسرے بادل کی تاریکی سے اور چوتھے رات کی تاریکی سے، ان چار تاریکیوں سے نجات کے شکرانے میں عصر کے وقت حضرت یونس علیہ السلام نے چار رکعت نماز ادا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ چار رکعت اتنی پسند آئیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ان کو فرض فرما دیا۔ (عنایہ)

سب سے پہلے مغرب کی نماز حضرت داؤد علیہ السلام نے ادا کی

مغرب کی تین رکعتیں سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے ادا فرمائیں، یہ تین رکعت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ان کو مغرب کے وقت فرض فرما دیا۔

نماز باجماعت......فضیلت واہمیت

مسلمان مرد حضرات کو فرض نماز کی ادائیگی کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور نماز جماعت سے ادا نہ کرنے والے کے لئے اپنی ناراضی کا شدت سے اظہار فرمایا ہے، اس ناراضی کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے لگا سکتے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں نوجوانوں کو حکم دوں کہ وہ ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دیں جو اذان سن کر نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آتے، صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں ہم نے اس سے پہلے کبھی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر اتنی ناراضی اور غصے کے آثار نہ دیکھے تھے، آج ہم نے مسجدوں میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے، مسجدیں ویران ہو رہی ہیں اور اسی وجہ سے ہمارے گھر بھی ویران ہور ، ہیں، بے سکونی بڑھتی جارہی ہے، حی علی الصلوٰۃ (نماز کی طرف آؤ) کی آواز آتی ہے تو ہم کیوں مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے نہیں جاتے، یہ سب ہمارے ایمان کی کمزوری ہے اور ایمان اس وقت کمزور ہوتا ہے جب دنیا دین پر غالب آجاتی ہے، حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابیؓ نے دریافت کیا میں معذور ہوں اور مسجد میں آکر نماز پڑھنا میرے لئے بہت مشکل ہے تو، حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اذان سنتے ہو انہوں نے کہا کہ جی سنتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر مسجد میں آکر نماز پڑھو، ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہیں باجماعت نماز پڑھنے کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے تو تم مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گھستے آؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں چاہے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو لیکن ہمیں باجماعت نماز کی اہمیت کا اندازہ ہو گا ضروری نماز جماعت سے ادا کرنے کے لئے مسجد ہی جائیں، اللہ تعالیٰ نے جن تین اشخاص پر لعنت فرمائی ہے وہ یہ ہیں ایک وہ امام جس سے اس کے مقتدی ناراض ہوں

(معقول وجہ سے) ایک وہ عورت جس سے اس کا شوہر ناراض ہو (معقول وجہ سے) اور ایک وہ شخص جو جماعت سے نماز نہیں پڑھتا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا بلا عذر جماعت سے نماز نہ پڑھنے والے کی نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجے اس پر فرشتے بھی لعنت بھیجتے ہیں اور جس شخص سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو تو اس شخص سے اس کا محبوب رسول رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے خوش ہو سکتے ہیں، اگر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہم سے ناراض ہو جائیں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ہماری شفاعت کون کرائے گا، اللہ تعالیٰ سب کو نماز جماعت سے ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

نماز باجماعت کی برکتیں

(۱) مؤذن جب اذان دیتا ہے تو سننے والا اس کا جواب دیتا ہے اس سے ثواب ملتا ہے۔

(۲) نماز کیلئے جلدی پہنچنا باعث ثواب ہے۔

(۳) سکون اور وقار کے ساتھ مسجد کی طرف چلنا (نماز کیلئے) ثواب کا ذریعہ ہے۔

(۴) مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعاء: اللھم افتح لی ابواب رحمتک (مسلم شریف)

(۵) (مسجد میں داخل ہوتے وقت) تحیۃ المسجد کے دو نفل پڑھنا باعث ثواب ہے (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو اگر وقت مکروہ ہو تب چار مرتبہ تیسرے کلمے کا پڑھنا اس کا بدل بن جائیگا)

(۶) انتظار نماز کا ثواب ملتا ہے۔ (۷) مسجد میں فرشتے اس کیلئے دعاء و استغفار کرتے ہیں۔

(۸) فرشتے اس کے حق میں (کل روز قیامت) گواہی دیں گے۔

(۹) جب اقامت کہی جاتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اتنی دیر یہ نمازی شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

(۱۰) جب اقامت کہی جاتی ہے تو یہ نمازی اس اقامت کا جواب دیتا ہے، جو باعث ثواب ہے۔

(۱۱) جب اقامت کہی جاتی ہے تو نمازی امام کی تکبیر تحریمہ (وہ تکبیر جسے کہہ کر نماز شروع کرتے ہیں) کا انتظار کرتا ہے کہ امام تکبیر کہے تو میں بھی کہوں، اس انتظار کا بھی ثواب ملتا ہے۔

(۱۲) تکبیر اولیٰ (نماز کی پہلی تکبیر) پانے کا اس کو ثواب ملتا ہے۔

(۱۳) صفیں سیدھی کرنے اور خالی جگہ پر کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۱۴) جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے تو اس کے جواب میں مقتدی ربنا لک الحمد کہتا ہے، اس کا بھی بہت ثواب ہے جو جماعت میں شریک ہونے والے کو ملتا ہے۔

(۱۵) غالبًا باجماعت نماز میں سہو (بھولنا) نہیں ہوتا اور اگر ہو تو مقتدی کو تسبیح (سبحان اللہ) کے ذریعہ لقمہ دینے کا یا قرأت کی غلطی بتانے کا ثواب ملتا ہے۔

(۱۶) غالبًا (یعنی اکثر) باجماعت نماز خشوع اور توجہ سے ادا ہوتی ہے اور غفلت میں ڈالنے والی چیزوں سے نمازی بچا رہتا ہے۔

(۱۷) نیک لوگوں کی برکت سے ان جیسی نماز پڑھنے کی توفیق ہو جاتی ہے خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

(۱۸) حدیث کے مطابق فرشتے احاطہ کرتے ہیں اس کی برکات نمازیوں کو نصیب ہوتی ہیں۔

(۱۹) عام طور سے امام اچھا قاری ہوتا ہے، نمازی کو (ان کی قرأت) سننے سے تجوید کی مشق کا موقعہ ملتا ہے۔ (۲۰) جماعت شعائرِ اسلام (شعائرِ اسلام ان خاص احکام کا نام ہے جو عرف میں مسلمان ہونے کی علامت سمجھے جاتے ہیں) میں سے ہے اس لئے باجماعت نماز پڑھنے والے کو شعائرِ اسلام قائم کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۲۱) عبادت اور جماعت پر جمع ہونے سے شیطان ذلیل ہوتا ہے لہٰذا اس کو ذلیل کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (۲۲) جماعت چھوڑنا منافق کی علامت ہے اس علامت سے یہ (نمازی) شخص بچ گیا اور اس بدگمانی سے بھی بچ گیا کہ شاید یہ بے نمازی ہے۔

(۲۳) امام کو سلام کا جواب دینے کی نیت کرنے سے اس کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔

(۲۴) (باجماعت نماز پڑھنے سے) اجتماعی دعاء اجتماعی ذکر اور کاملین کی برکت نصیب ہوتی ہے۔ (۲۵) پڑوسیوں سے محبت اور ان کی ملاقات کا ثواب مل جاتا ہے، پھر جہری نماز (جس میں اونچی آواز سے قرأت کی جائے) میں دو سبب زائد مل جاتے ہیں:

(۱) قرآن پاک کی طرف پوری توجہ کرنا اور خاموش رہنا۔

(۲) امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنا تاکہ فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافقت ہو جائے۔

نماز کی اہمیت وفوائد

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

اس آیت پاک میں اللہ پاک کا ارشاد ہے فرمایا مدد حاصل کیا کرو۔ صبر سے اور نماز سے صبر کا مطلب یہ ہے کہ جب طبیعت کے خلاف کوئی چیز آئے۔ اس وقت شریعت پر اپنے آپ کو جمائے رکھو۔ اور جو تکلیف ہو اس کو برداشت کرو دل چاہے یا نہ چاہے۔ مزاج کے خلاف کرنا پڑے طبیعت کو دبانا پڑے تو بس شریعت کو غالب رکھیں۔ اس کا نام صبر ہے اور صبر سے بہت مدد ملتی ہے انسان کو کوئی پریشانی آتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے۔ یہ کہ پریشانی دور ہو جائے تو پریشانی دور ہو جاتی ہے۔

صبر کا فائدہ

جیسے ایک روایت میں ہے (الصبر مفتاح الفرج) جب کوئی مصیبت آجائے یا کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کریں یہ کشادگی کی چابی ہے۔ جو صبر کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ایک دن اس کی پریشانی دور کر دیتے ہیں۔ فرمایا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ یعنی ہر تکلیف کے ساتھ آسانی ہے۔ دو دفعہ فرمایا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے اور دوسری چیز جس سے حاصل کرنے کو فرمایا وہ نماز ہے۔ نماز سے بھی مدد حاصل کیا کرو۔ نماز سے انسان کو بڑی مدد ملتی ہے۔ دین اور دنیا کی پریشانیوں کے دفع کرنے میں۔ پھر جب نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز سے مدد حاصل کیا کرو یعنی نماز پڑھا کرو تمہاری امداد ہوگی۔

مشکل کا حل

دل میں خیال آتا ہے کہ نماز پڑھنا بڑا مشکل ہے۔ کیسے پابندی کریں گے پانچ

وقت نماز کی۔تو اللہ پاک نے ایسا نسخہ بتایا کہ جس سے نماز آسان ہو جائے اور وہ نسخہ یہ بتایا ہے کہ نماز کو خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرو۔ دھیان کے ساتھ ادا کیا کرو۔ پھر تمہیں نماز میں لطف آئے گا۔توجہ الی اللہ قائم ہو جائے گی۔ اس کے بغیر پھر تمہیں چین نہیں آئے گا۔ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ۔نماز بڑی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ ہاں مگر ان لوگوں کو جو خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ان کو نماز مشکل معلوم نہیں ہوتی۔ ان کو نماز میں لذت آتی ہے اور یہ بھی ہے کہ جب ایک کام بار بار کیا جاتا ہے تو وہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ایک آدمی نے نماز کبھی نہ پڑھی ہو۔ اس کو واقعی نماز مشکل معلوم ہوتی ہے اور ایک آدمی روزانہ پڑھ رہا ہے اس کو مشکل معلوم نہیں ہوتی۔ اس کے لئے نماز بڑی آسان ہو جاتی ہے بلکہ اس کے لئے لذیذ غذا بن جاتی ہے۔

عبرت آموز واقعہ

چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال نماز پڑھنے کی مشقت اٹھائی ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا کہ میں نے اپنے آپ کو مجبور کر کے نماز پڑھائی۔بیس سال نماز کی مشقت برداشت کی اور اب بیس سال سے نماز کے مزے لوٹ رہا ہوں۔تو نماز کو آسان کرنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ جب نماز پڑھو خشوع خضوع کے ساتھ پڑھو۔

مشکل کا دوسرا حل

آگے فرمایا اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ ایک دوسرا طریقہ بھی ارشاد فرمایا۔ فرمایا وہ لوگ جو یقین کرتے ہیں۔ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی ملاقات ہونے والی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والے ہیں ایک دن دنیا کو چھوڑ کر اللہ کے حضور میں پیش ہونا تو جن لوگوں کو یہ خوف ہوتا ہے کہ ہمیں مرنا ہے اور مرنے کے بعد ہمیں اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ جو اس تصور اور دھیان سے نماز پڑھتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے بھی نماز آسان ہو جاتی ہے۔نماز پڑھنا ان کو مشکل نہیں رہتا۔تو بھائی نماز دین میں ایک بہت بڑی عبادت ہے۔

مسلمانوں کی کوتاہی

اور آج مسلمانوں میں نماز میں بڑی کوتاہی ہے۔ بہت کم لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ عورتوں کا حال بھی یہ ہے کہ نماز کی پوری پابندی کرنے والی عورتیں تھوڑی ہیں ایک نماز پڑھ لی پھر دو چھوڑ دیں کبھی پڑھ لی کبھی چھوڑ دی یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ نماز کی پوری پابندی کرنی چاہئے کوئی نماز رہ نہ جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو یہ پیغام لکھا فرمایا۔ ان اھم امورکم عندی الصلوٰۃ۔ میرے نزدیک تمہارے سب کاموں میں سب سے اہم کام نماز ہے۔ من حفظھا و حافظ علیھا حفظ دینه. جس نے نماز کی حفاظت کی۔ نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھا اس نے اپنے دین کو محفوظ کرلیا۔ بغیر نماز کے دین محفوظ نہیں ہوسکتا۔ ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع۔ (مشکوٰۃ ص ۵۹) جس نے نماز کو ضائع کر دیا اس نے نماز کے علاوہ سارے دین اور ساری دنیا کو برباد کر دیا۔ تو نماز ضروری اور دین کی بنیادی چیز ہے۔

غلطی کا ازالہ

بہت کم عورتیں پورے سر کا مسح کرتی ہیں۔ چوتھائی مسح کرنا تو فرض ہے پورے سر کا مسح سنت مؤکدہ ہے۔ تو وضو بھی ٹھیک ہو کپڑے بھی ٹھیک ہوں۔ کپڑے یا بدن کو بچے کا پیشاب لگ گیا ہو تو اس کو دھونا ضروری ہے' دودھ پینے والے بچوں کا پیشاب بھی ناپاک ہے' بعض عورتیں اس کو پاک سمجھتی ہیں اس طرح جگہ بھی پاک ہو' پھر جو آدمی نماز پڑھے وقت پر نماز ادا کرے اور رکوع سجود صحیح ادا کرے۔

منافق کی نماز

جیسے مرغ ٹھونگے مارتا ہے ویسے نہ کرے۔ حدیث شریف میں آتا ہے یہ منافق کی

نماز سے پہلے بیٹھا رہتا ہے جب نماز کا آخر وقت آ جاتا ہے پھر جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے۔ چار ٹھونگے مارے اور فارغ ہو گیا۔ رکوع اور سجدے کو آرام آرام سے ادا کرنا چاہئے۔

مسیئ الصلوٰۃ

جو مرد اور عورتیں بہت جلدی نماز پڑھتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی فرض شاید ادا ہو جاتا ہے لیکن نماز کے برکات حاصل نہیں ہوتے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک دفعہ مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ایک صحابی جن کا نام خلادؓ ہے مسجد میں آئے بہت ہی جلدی رکعتیں پڑھیں پھر آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا قم فصل فانک لم تصل۔ تم اٹھ کر دوبارہ نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ دوبارہ پہلے کی طرح جلدی نماز پڑھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر سلام کیا تو آپ نے فرمایا قم فصل فانک لم تصل۔ اٹھو دوبارہ نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ تین دفعہ ایسے ہوا وجہ یہ ہے کہ اس نے نماز بہت جلدی پڑھی تھی نہ رکوع ٹھیک تھا نہ سجدہ ٹھیک تھا۔ پھر وہ صحابیؓ کہتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہتر نماز میں نہیں پڑھ سکتا تو آپ نے سمجھایا کہ نماز پڑھنے سے پہلے وضو اچھے طریقے سے کرو اور پھر ہر رکن کو صحیح طریقے سے ادا کرو۔ رکوع میں سجدے میں اتنی دیر ٹھہر جاؤ کہ ہر ہڈی کا جوڑ اپنی جگہ پر پہنچ جائے۔ تو نماز کو صحیح طریقے کے ساتھ اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

مغفرت کا وعدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اس طرح پانچ نمازوں کو بروقت پڑھے۔ رکوع، سجدہ بھی ٹھیک ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی مغفرت فرما دیں گے اور جو آدمی ایسا نہ کرے نماز نہ پڑھے تو پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے چاہیں تو بخش دیں نہ چاہیں تو نہیں بخشیں گے۔

گناہوں سے مغفرت

حدیث پاک میں آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان ایک نماز پڑھتا ہے۔

نماز پڑھنے کے بعد پھر گناہ کر بیٹھتا ہے۔ تو پھر جب دوسری نماز پڑھتا ہے تو پہلے جتنے گناہ ہوتے ہیں پہلی نماز کے بعد والے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۵۷) لیکن علماء فرماتے ہیں اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں اور جو کبیرہ گناہ ہیں ان کے لئے توبہ ضروری ہے۔

توبہ کا طریقہ:۔ کبیرہ گناہ خدانخواستہ ہو جائے تو انسان کو جلدی توبہ کرنی چاہئے اور طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کے بعد رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بنائے اس سے بھی اللہ تعالیٰ کو رحم آ جاتا ہے۔

ملائکہ کا جواب

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب مسلمان فجر کی نماز پڑھتے ہیں تو دن کے فرشتے فجر کی نماز میں آ جاتے ہیں اور رات کے فرشتے بھی فجر کی نماز میں ہوتے ہیں دونوں قسم کے فرشتے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر یہ فرشتے نہ ہوتے تو یہ جنات انسانوں کو ختم کر دیتے۔ تباہ کر دیتے تو رات کو جو فرشتے ڈیوٹی دیتے ہیں اور جو دن کو ڈیوٹی دیتے ہیں دونوں فجر اور عصر کی نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ جب دونوں قسم کے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوتے ہیں۔ تو اللہ جل شانہ فرماتے ہیں یہ بتاؤ میرے بندے کیا کر رہے تھے تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ (یا رب العالمین ترکناھم وھم یصلون و اتینا ھم و ھم یصلون) (مشکوٰۃ ص ۶۲)

جب ہم واپس ہوئے تو نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تو بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ بہر حال نماز بڑی اہم عبادت ہے۔

اُمت پر شفقت

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز بڑی دیر ہو گئی آپ کو نیند آ گئی یا کوئی اور مشغولیت ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں ہم بڑی دیر تک انتظار کرتے رہے حتیٰ کہ آدھی رات ختم ہو گئی۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی نماز پڑھانے کے بعد فرمایا

اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو۔ صحابہ کرامؓ بیٹھے رہے۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تمہیں تکلیف ہوگی تو میں روزانہ عشاء کی نماز اس وقت پڑھاتا۔ لیکن مجھے خیال ہوتا ہے کہ تمہیں تکلیف ہوگی۔ انتظار کرنا پڑے گا۔ اس لئے میں جلدی پڑھ لیا کرونگا اس نماز کی بڑی پابندی کیا کرو۔ پھر آپ نے فرمایا یہ نماز آج تک کسی امت نے نہیں پڑھی سوائے تمہارے۔ پہلی اُمتوں نے اور نمازیں تو پڑھی ہیں صبح، ظہر، عصر اور مغرب کی لیکن عشاء کی نماز انہوں نے نہیں پڑھی۔ عشاء کی نماز والی دولت یہ صرف تمہیں عطا کی ہے فرمایا اس نماز کی بہت پابندی کیا کرو۔ (بخاری ج ا۔ ۸۱)

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

ایک رات صحابہ کرامؓ عشاء کی نماز پڑھنے گئے جب عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو جب باہر دیکھا تو رات بڑی اندھیری تھی۔ اندھیرا چھایا ہوا تھا آپ بڑے حیران ہوئے کہ گھر تک کیسے پہنچیں گے۔ وہ بجلی کا دور نہیں تھا۔ نہ کوئی ٹارچ، بیٹری ان کے پاس تھی۔ تو جب مسجد سے باہر نکلنے لگے تو حیران ہوئے۔ مسجد سے گھر بھی کافی فاصلے پر تھا۔ بالکل گھپ اندھیرا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی جب باہر جانے لگے ان کے پاس ایک لکڑی تھی لکڑی کا ایک سرا روشن ہوا۔ اور ایسی روشنی پیدا ہونے لگی جیسے بلب کی روشنی ہوتی ہے تو بڑے آرام سے راستے پر چلتے گئے جب دونوں کا راستہ جدا ہونے لگا اسے فکر ہونے لگی کہ روشنی تو ایک لے جائے گا۔ دوسرا روشنی کے بغیر رہ جائے گا۔ تو پھر ایسے ہوا کہ دونوں کے پاس جو لکڑیاں تھیں ہر ایک کی لکڑی کا کنارہ روشن ہوگیا اور گھر کے پہنچنے تک روشن رہا۔ (بخاری ۶۶ ج ا) یہ ان صحابہ کرامؓ کی کرامت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اس سے معلوم ہوا نماز کی بڑی برکات ہیں۔

قیامت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کا طریقہ

ایک حدیث پاک میں آتا ہے ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند کی روشنی میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ چودھویں رات کا چاند تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مسلمانو! جیسے تم چاند کی روشنی میں بیٹھے ہوئے چاند دیکھ رہے ہو۔ چاند کو دیکھنا مشکل نہیں اس طرح قیامت کے دن اپنے اللہ کو دیکھو گے۔ اللہ جل شانہ کی زیارت کرو گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا طریقہ بتلا دیجئے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہو جائے آپ نے فرمایا دو کام پابندی سے کرو۔ (بخاری ۸۷ج۱) فرمایا ان دو نمازوں کو تو پابندی سے پڑھا کرو وقت پر پڑھا کرو ایک صبح کی نماز ایک عصر کی نماز تمہیں اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔ مطلب آپ کا یہ تھا جب ان دو نمازوں کی پابندی کریں گے باقیوں کی پابندی بھی ہو جائے گی۔ اس لئے پانچوں نمازوں کی پابندی بہت ضروری ہے۔ کوئی نماز رہ نہ جائے۔ خدانخواستہ کوئی نماز رہ جائے تو انسان اللہ تعالیٰ کے غضب میں آ جاتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات دنیا میں عذاب نہیں دیتے۔ آخرت میں پکڑیں گے عذاب دیں گے۔

نماز کا فائدہ

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی نمازوں کی پابندی کرے جب قیامت کے دن اٹھے گا اللہ تعالیٰ اس کو روشنی عطا فرمائیں۔ (مشکوٰۃ) جیسے ہمیں دنیا میں روشنی کی ضرورت ہے۔ اگر ایک رات بجلی بند ہو جائے اور گھروں میں اندھیرا ہو کتنی آفت آ جاتی ہے قبر کا سماں بن جاتا ہے۔ فرمایا جو دنیا میں نماز پڑھے گا قیامت کے دن اللہ پاک اس کو نور اور روشنی عطا فرمائیں گے اور یہ نماز اس کے لئے دلیل بن جائے گی کہ وہ مومن تھا۔ اس کو قیامت کے دن نجات مل جائے گی۔

نماز چھوڑنے کا نقصان

اور فرمایا جو نماز نہیں پڑھے گا۔ قیامت کے دن اس کا حشر قارون کے ساتھ ہوگا۔ فرعون کے ساتھ ہوگا۔ ہامان کے ساتھ ہوگا۔ ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔ ان کے ساتھ جہنم میں جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

یہ اور بات کہ مومن ہونے کی وجہ سے اپنی سزا بھگت کر واپس آ جائے گا۔ اور کافر ہونے کی وجہ سے وہاں ہمیشہ رہیں گے لیکن ان کے ساتھ رہنا تو پڑے گا۔ علماء فرماتے ہیں جو آدمی بادشاہ ہونے کی وجہ سے افسر اور گورنر ہونے کی وجہ سے نماز چھوڑے گا وہ فرعون کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ فرعون بادشاہ تھا اور جو آدمی مال کی وجہ سے زمینداری کی وجہ سے پیسے کمانے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھے گا۔ وہ قارون کے ساتھ ہوگا۔ قارون کے پاس بڑا پیسہ تھا اتنے اس کے خزانے تھے کہ تقریباً دس آدمی ان کی چابیاں اٹھاتے تھک جاتے تھے۔ اب آپ اندازہ کرلیں کہ صندوقیں کتنی ہوں گی۔ دس آدمی صندوقوں کی چابیاں اٹھاتے تھے جن میں خزانہ تھا۔ جو آدمی مال کی وجہ سے نماز کو چھوڑ دے گا۔ یہ قارون کے ساتھ ہوگا اور جو آدمی ملازم ہونے کی وجہ سے کسی کے نوکر ہونے کی وجہ سے نماز چھوڑے گا۔ وہ ہامان کے ساتھ ہوگا۔ ہامان فرعون کا وزیر تھا اور جو آدمی تجارت کی وجہ سے نماز چھوڑے گا۔ یہ آدمی ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا کیونکہ ابی ابن خلف تاجر تھا۔ تاجر کو بھی عذر نہیں ہے کہ میں دکان پر بیٹھا ہوا ہوں۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ جب اذان ہو اللہ اکبر کان میں پڑے تو دکان کو بند کرو اور نماز ادا کرو نماز ادا کر کے پھر دکان کو کھولو۔ ایک نماز کا چھوڑنا بھی خطرناک ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے عصر کی نماز چھوڑی۔ اس کا اتنا نقصان ہوا اتنا نقصان ہوا آپ نے سمجھانے کے لئے بتایا کہ یوں سمجھ لو کہ اس کا سارا مال بھی ہلاک ہوگیا۔ اور اہل وعیال بھی ہلاک ہوگئے۔ اس لئے کسی نماز کو چھوڑنا نہ چاہئے۔ ہر نماز کی پابندی کریں۔

نمازوں کا سلسلہ تخلیق کائنات سے ہے

جب سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنایا ہے اس وقت سے نمازوں کا سلسلہ آ رہا ہے۔ کتب حدیث میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے صبح کی نماز حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی تھی۔ ان سے لغزش ہوگئی تھی۔ جنت کے اندر ایک درخت تھا اللہ تعالیٰ نے منع کیا۔ (وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ) کہ اس کے قریب نہ جانا مگر بھول گئے اس کو کھالیا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوگئے پھر بڑے عرصے تک روتے رہے۔ زمین پر اتارے

گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو صبح کا وقت تھا حضرت آدم علیہ السلام نے دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کی تو وہ فجر کی نماز بن گئی۔ اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کی تو وہ فجر کی نماز بن گئی۔ اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ جب اللہ کی رضا کے لئے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی جان بچائی اور جنت سے ایک دنبہ بھیجا کہ بیٹے کی جگہ اس کو ذبح کرلو تو ظہر کا وقت تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعتیں بطور شکر کے ادا کیں۔ تو وہ ظہر کی نماز بن گئی اور عصر کی نماز سب سے پہلے حضرت عزیر علیہ السلام نے پڑھی حضرت عزیر علیہ السلام نبی تھے۔ وہ ایک دفعہ اپنی سواری پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ دیکھا ایک بستی یعنی بیت المقدس ویران ہے۔ برباد ہوگئی ہے۔ ایک ظالم بادشاہ بخت نصر نے اس پر حملہ کیا سارے لوگوں کو قتل کر دیا' مکانوں کو ویران کر دیا تو وہ بستی ویران پڑی ہوئی تھی۔ چھتیں دیواروں پر گری ہوئی تھیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے دیکھا اور کہنے لگے۔ (اَنّٰی یُحۡیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا) یا اللہ آپ کیسے اس بستی کو آباد کریں گے۔ لوگ مر گئے ہیں کیسے زندہ ہوں گے۔ یہ تو ان کو یقین تھا زندہ ہوں گے لیکن یہ سوچ رہے تھے کیسے زندگی ملے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نمونہ دکھایا ان کی وفات دی گئی۔ آپ علیہ السلام کی روح قبض کر لی ایک ۱۰۰ سال تک وہاں پڑے رہے ایک ۱۰۰ سال کے بعد ان کو زندہ کیا۔ عصر کا وقت تھا۔ حضرت عزیر علیہ السلام سے پوچھا آپ یہاں کتنا عرصہ رہے ہیں انہوں نے کہا (لَبِثۡتُ ؕ قَالَ لَبِثۡتُ یَوۡمًا) ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ انہوں نے سمجھا آج صبح میری روح قبض ہوئی ہے۔ شام کو زندہ ہو گیا ہوں۔ یا یہ خیال کیا کل ہوئی ہوگی تو اللہ جل شانہ نے بتایا نہیں یہاں تم ایک ۱۰۰ سال تک رہے ہو (قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَةَ عَامٍ) ایک سو سال رہے ہیں تو حضرت عزیر علیہ السلام نے شکریہ میں چار رکعتیں پڑھیں یہ عصر کی نماز ہوگئی۔ اور مغرب کی نماز سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے پڑھی تھی۔ ان سے بھی کوئی لغزش ہوگئی تھی وہ بہت روئے اتنا روئے اتنا روئے کہ ان کی آنکھوں سے جو آنسو بہتے تھے کہ ان کی تری سے سبزہ اُگ آیا تھا۔ پھر جب ان کی توبہ قبول ہوئی مغرب کی نماز کا وقت تھا آپ نے چار رکعتوں کی نیت کی لیکن جب تین

رکعتیں پڑھیں تو تھک گئے۔ ہمت نے جواب دے دیا روتے روتے کمزور ہو گئے تھے بس تین رکعتوں پر بیٹھ گئے اور تین پڑھ کر سلام پھیر دیا یہ مغرب کی نماز ہوئی اور عشاء کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمت نے پڑھی۔ (طحاوی)

اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تحفہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا پر تشریف لائے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر نمازوں کو فرض کرنا چاہا تو اپنے پیارے پیغمبر کو آسمانوں پر بلایا معراج کرایا۔ آپ معراج میں تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیغمبر میں آپ کی اُمت کو تحفہ دیتا ہوں۔ اور وہ تحفہ آپ اپنی اُمت کو پہنچا دیں۔ فرمایا آپ کی اُمت پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں جب آپ واپس آ رہے تھے راستہ میں حضرت موسیٰ جو بڑے اونچے نبی تھے ان سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کتنی نمازیں فرض ہوئی ہیں' آپ نے فرمایا پچاس فرض ہوئی ہیں تو انہوں نے مشورہ دیا آپ واپس جائیں پچاس تو بہت زیادہ ہیں آپ کی اُمت نہیں پڑھ سکے گی۔ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ کم کریں تو حضور واپس گئے پانچ نمازیں کم ہوگئیں پھر واپس آئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کتنی نمازیں ہیں فرمایا ۴۵ تو انہوں نے فرمایا میرا مشورہ ہے واپس جاؤ پنتالیس نمازیں آپ کی اُمت نہیں پڑھ سکے گی پھر واپس گئے پھر پانچ نمازیں کم ہوئیں۔ اس طرح پھر آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مشورہ دیا یہ نمازیں زیادہ ہیں کم کروائیں اسی طرح آتے رہے جاتے رہے حتیٰ کہ پانچ نمازیں باقی رہ ہوگئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر بھی مشورہ دیا واپس جائیں اللہ تعالیٰ سے فرمائیں پانچ نمازوں میں کمی کر دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے اللہ سے بہت مانگا ہے اب مجھے شرم آتی ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ واپس نہیں گئے۔ اللہ پاک نے فرمایا اے میرے نبی جو میں نے پہلے تمہیں جس بات کا حکم دیا تھا میرے نزدیک اب بھی وہی ہے پڑھو گے پانچ' ثواب ملے گا پچاس کا جو میں نے کہا تھا اس میں فرق نہیں آیا اب بھی پچاس نمازیں ہیں لیکن اس طرح کہ پڑھو گے پانچ نمازیں ثواب ملے گا پچاس نمازوں کا (بحوالہ مسلم

و بخاری واقعہ معراج مسلم صفحہ۹۱۔ج ا) کتنا اللہ کا کرم ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کتنا احسان ہے اور یہ ساری نعمتیں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ملی ہیں ان کا بھی احسان ہے اس لئے نمازوں کی بھی پابندی کرنی چاہئے کوئی نماز نہ رہ جائے۔

نماز پنجگانہ کی حکمت

علماء فرماتے ہیں جب انسان رات کو سو جاتا ہے نیند آ جاتی ہے فرماتے ہیں نیند یہ موت کی بہن ہے۔ جیسے موت سے آدمی کو کچھ پتہ نہیں چلتا نیند کا بھی یہی حال ہے۔ اللہ تعالیٰ صبح کے وقت زندگی عطا فرماتے ہیں وہ رات کو گویا کہ مر جاتا ہے۔ (وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ) اللہ پاک فرماتے ہیں رات کو میں تمہیں وفات دے دیتا ہوں یعنی جب سو جاتے ہو گویا کہ تم مر جاتے ہو اللہ تعالیٰ صبح کے وقت زندگی عطا فرماتے ہیں جب صبح صادق ہو جاتی ہے۔ آدمی اٹھ بیٹھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا حکم متوجہ ہوتا ہے کہ میں نے تمہیں زندگی دی ہے میرا شکریہ ادا کرو، بڑی نعمت میں نے تمہیں دی ہے رات کو تو تمہیں نیند نہیں آ گئی تھی تم مر گئے تھے اگر نیند میں پڑے رہتے تو کیا ہوتا میں نے تمہیں زندگی دی ہے اٹھو میرا شکریہ ادا کرو تو صبح کی نماز پڑھتے ہیں۔ یہ اللہ جل شانہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جس نے ہمیں موت کے بعد حیات عطا فرمائی ہے اس کے بعد جب سورج ڈھل جاتا ہے تو گویا ہمیں کہا جاتا ہے کہ ایک دن تمہاری جوانی بھی ڈھل جائے گی اگر تم جوانی تک زندہ رہے تو ایک دن تمہاری جوانی ڈھل جائے گی، اٹھو نماز پڑھو اللہ پاک کا شکریہ ادا کرو آخرت کی تیاری کرو اس لئے ظہر کی نماز ہم پڑھتے ہیں، پھر عصر کی نماز کا وقت ہوتا ہے شام ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک دن تمہاری زندگی کی بھی شام ہوگی، فکر کرو، غور کرو آخرت کی تیاری کرو اسے عصر کی نماز کہتے ہیں، پھر جب سورج غروب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اٹھو نماز پڑھو ایک دن تمہاری زندگی کا سورج غروب ہو جائے گا۔ تم دنیا سے چلے جاؤ گے تمہارا نام و نشان مٹ جائے گا پھر ہم مغرب کی نماز پڑھتے ہیں۔ پھر عشاء کا وقت آتا ہے

پھر اللہ پاک فرماتے ہیں جیسے مغرب کے بعد کچھ دیر سرخی رہتی ہے آپ نے دیکھا ہوگا گھنٹہ ۔ پون گھنٹہ تک سرخی رہتی ہے سورج کے غروب ہونے کا نشان باقی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب تم مروگے تو کچھ عرصہ تمہیں تمہارے بیوی' بچے' تمہارے رشتہ دار یاد کریں گے جیسے مغرب کے بعد کچھ اثر رہتا ہے سرخی رہتی ہے پھر تمہارا نشان بھی ختم ہو جائے گا۔ پھر تمہیں یاد کرنا بھی چھوڑ دیں گے اٹھو نماز پڑھو اس لئے پانچ نمازوں میں اللہ تعالیٰ نے حکمت بھی بڑی رکھی ہے۔ عبرت کا سامان رکھا ہے۔ (تقریر بخاری از شیخ الحدیث)

انعامات الٰہی

اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے احسانات دیکھو اللہ پاک کے اتنے احسانات ہیں۔ جن کی کوئی حد نہیں ہے یہی دیکھو جو ہم سانس لے رہے ہیں ایک سانس ہمارا اندر جاتا ہے ایک نعمت ہے اور ایک سانس باہر آتا ہے یہ بھی اللہ کی نعمت ہے۔ اور علماء فرماتے ہیں کہ تقریباً چوبیس ہزار سانس لیتا ہے تو اڑتالیس ہزار تو یہ نعمتیں ہوگئیں باقی اس کے علاوہ کھانے پینے کی نعمتیں اسی طرح آنکھیں دی ہیں کان دیئے عقل دی ایمان دیا بیوی دی' بچے دیئے ہیں گھر دیا' مکان دیا ہے' صحت دی ہے دیکھو کتنے احسان کئے ہیں فرمایا (**وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا**) اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو شمار نہیں کرسکو گے اس کا تقاضا یہ تھا کہ چوبیس گھنٹے ہم نماز ہی پڑھتے رہتے کوئی دوسرا کام نہ کرتے مگر اللہ تعالیٰ جانتے تھے ان کو کھانے کی ضرورت' لیٹنے کی ضرورت بھی پیش آئے گی۔ کھانے پینے کے لئے کمانا بھی ان کو پڑے گا۔ تو اللہ پاک نے بڑی مہربانی فرمائی ہے۔ یوں فرمایا (**نصف لی و نصف لکم**) آدھا میرا آدھا تمہارا فرمایا آدھا دن تم فارغ رہو اور دنیا کا کام کرو اور آدھا دن مجھے دے دو چنانچہ دن کا پہلا حصہ صبح سے لے کر دوپہر تک ہمارا فارغ ہے اس میں کوئی نماز فرض نہیں ہے اور جب سورج ڈھل گیا مسلسل نمازیں شروع ہوگئیں ظہر آگئی' عصر آگئی'

اس میں بھی حق تو یہ تھا کہ جب سورج ڈھل جاتا تو غروب ہونے تک ہم ساری کی ساری عبادت کرتے رہتے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی مہربانی فرمائی فرمایا ظہر جلدی پڑھ لو۔

اوقات نماز ظہر وعصر

حکم یہ ہے کہ ظہر کی نماز سردی کے موسم میں جلدی پڑھنی چاہیے اور عصر کا حکم ہے کہ عصر دیر سے پڑھو تاکہ کسی حد تک وقت کا استیعاب ہو جائے درمیان میں جو تم کام کاج کرتے رہو گے وہ بھی میں عبادت ہی کے لکھ لوں گا۔ تو آدھا دن میری عبادت ہو گی آدھا دن چھٹی، عجیب نظام بنایا سارا آدھا نہیں ظہر جلدی پڑھو عصر دیر سے پڑھو درمیان کا سارا عبادت میں شمار ہو گا پھر جب رات آئی فرمایا رات کو بھی دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں فرمایا آدھی رات میری ہے شروع کی اور آخری رات تمہاری ہے آرام کرو، شروع کی رات میں اس طرح کہ مغرب کا حکم ہے جلدی پڑھو، عشاء دیر سے پڑھو آدھی رات کی خبر نہیں ہوتی۔ نماز آدھی رات کے قریب قریب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مغرب اور عشاء کے درمیان کا جو وقت ہے وہ بھی نماز لکھ دوں گا آدھی رات میں عبادت ہو جائے گی اور باقی آدھی رات تمہاری ہے آرام کرو سو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے

لیکن بھائی جو اللہ کے نیک بندے ہیں ان کو اتنا صبر کہاں آ سکتا ہے کہ اتنی دیر گزر جائے اور اللہ کی نماز نہ پڑھیں۔ ہم تم تو نفسانی آدمی ہیں جو اللہ والے ہیں ان کا تو ہر وقت دل چاہتا ہے نماز پڑھنے کو۔

قرب الٰہی کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے ان کی بھی رعایت کی ہے۔ فرمایا جن کو ہماری ملاقات کا شدید

تقاضا ہو پھر تہجد بھی پڑھ لیا کرو ہم فرض نہیں کرتے تمہیں شوق و محبت ہو تو پڑھ لیا کرو۔ ایسے شروع دن میں اگر شوق ہو تو اشراق پڑھ لیا کرو، چاشت پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ نے عجیب نظام بنایا ہے اشراق کی نماز یہ بڑی اونچی نماز ہے کہ جب سورج کچھ اونچا آ جائے پڑھ لیں بلکہ عورتوں کو چاہیے جن کو کام کاج نہ ہو کہ صبح کی نماز پڑھ کر مصلّی پر بیٹھ جائیں عام طور پر نماز پڑھنے کے آدھا گھنٹہ یا بیس منٹ بعد سورج نکل آتا ہے سورج نکلنے کے دس پندرہ منٹ بعد دو رکعت یا چار رکعت اشراق کی نماز پڑھ لیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے ایسے آدمی کو حج اور عمرے کا ثواب ملے گا (ترمذی) کتنی قیمتی نماز ہے۔ فرمایا جو آدمی نماز کے بعد ایک دوگانہ پڑھ لے غفرلہ (ترمذی) اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں اس طرح تہجد کی نماز پڑھیں رات کو انسان صبح صادق سے پہلے اٹھ جائے اگر انسان صبح صادق سے ایک گھنٹہ پہلے ہی اٹھ جائے کچھ وقت وضو اور استنجے میں خرچ ہو جاتا ہے باقی آدھا گھنٹہ بچ جاتا ہے اس میں تہجد پڑھ لے۔ بس ہمت ہو تو کوئی چیز مشکل نہیں ہے اور جب ہمت ہی نہ ہو تو نفس ہزاروں بہانے بناتا ہے کبھی کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں کبھی کہتا ہے کہ مجھے تکلیف ہے کبھی کوئی بہانہ کبھی کوئی بہانہ لیکن ہم دیکھتے ہیں جن کو اللہ پاک کی محبت ہے ان کو بھی عوارض پیش آتے رہتے ہیں لیکن کبھی نفس ان کا ان پر غالب نہیں آسکتا وہ عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ (از اصلاحی خطبات و مقالات)

نماز میں عبادت کے پہلو

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔ نماز کے اندر دو ہی بنیادی چیزیں ہیں۔ ایک اذکار جو زبان سے متعلق ہیں اور ایک ہیئات جو اعضائے بدن اور جوارح سے متعلق ہیں۔ اذکار میں ثناء (سبحانک اللھم) سے لے کر فاتحہ وسورۃ تک۔ پھر تسبیحات سے لے کر التحیات وتشہد تک اپنی عبدیت غلامی اور فدویت۔ یا اللہ کی عظمت و برتری اور لامحدود بزرگی کے سوا اور کسی چیز کا بیان ہی نہیں ہوتا اور ہیئات کے لحاظ سے دیکھو تو نیازمندانہ سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ پھر رکوع میں جھکنا اور آخر کار اپنی سب سے زیادہ باعزت چیز ناک اور پیشانی کو اپنے معبود کے سامنے خاک پر ٹیک دینا اور اس کی عزت مطلقہ کے سامنے اپنی ذلت مطلقہ کا عملاً و ہیئۃً اعتراف کرنا بندگی اور غلامی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

چنانچہ جب کسی کی انتہائی ذلت اور رسوائی ہو جاتی ہے تو کہا کرتے ہیں کہ فلاں شخص کی ناک کٹ گئی۔ یا فلاں کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا۔

پس جبکہ انسان اپنے ان شریف اور باعزت اعضاء کو حسی طور پر ذلت کے ساتھ خاک میں رگڑنے لگتا ہے اور معنوی طور پر قلب وزبان سے اپنے ذلیل ہونے کا اعتراف کرتا ہے تو اس سے زیادہ اپنے کو ذلیل بنانے کی اس کے پاس اور کیا صورت ہو سکتی ہے اور جب اسی حقیقت کا نام عبادت ہے اور یہ صرف نماز میں پائی جاتی ہے تو حقیقی طور پر اگر عبادت کہلائے جانے کی مستحق ہے تو وہ صرف نماز ہی ہو سکتی ہے کہ اس میں کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جسے عزت نفس یا اپنی تنزیہ وتقدیس کہا جا سکے۔ یا کسی درجہ میں بھی اسے خدائی کمالات کے ساتھ تشبہ اور تخلق بتلایا جا سکے کہ خدا کی شان کسی کے آگے جھکنا وغیرہ نہیں ہے کہ یہ سب چیزیں احتیاج سے پیدا ہوتی ہیں اور وہاں غنائے مطلق کے سوا کسی ادنیٰ احتیاط کا نشان نہیں۔

غرض نماز ہی ایک چیز نکلتی ہے کہ اس میں ذاتی طور پر تشبہ بالخالق کا پتہ نہیں ہے بلکہ صرف تذلل للخالق اور صرف اعلان عبدیت وفدویت ہے اس لئے صحیح معنی میں عبادت کا لقب دیئے جانے کی مستحق بھی صرف یہ نماز ہی ہوسکتی ہے۔ ہاں پھر جب کہ نماز کا امر خدا کی طرف سے ہے تو امتثال امر کی نسبت بھی نماز میں آئی جس نے حج وزکوۃ اور صیام کو بھی عبادت بنا دیا تھا اس لئے نماز جہاں حقیقی عبادت تھی وہاں اضافی عبادت بھی ثابت ہوئی۔ پس حقیقت وصورت اور اضافت ونسبت ہر ایک کے لحاظ سے اگر عبادت کہلائی جاسکتی ہے تو وہ صرف نماز ہے۔

نماز ساری کائنات پر لازم کی گئی ہے

یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق کو صرف نماز ہی کا پابند بنایا ہے کہ عبادت ہی وہ تھی ارشاد ربانی ہے۔

''ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح کو جان لیا ہے''۔ بعینہ اسی طرح کہ ہر ایک چیز نے خلقی اور پیدائشی طور پر اپنے کھانے پینے کے ڈھنگ اور اپنی طبعی خصوصیات کے رنگ کو پہچان لیا ہے کہ کوئی ذی حس بھی طبیعات میں کسی تعلیم کا محتاج نہیں ہوتا۔

غرض یہاں یہ نہیں فرمایا کل قد علم حجہ وزکوتہ بلکہ صلوۃ فرمایا ہے۔ یعنی ہر ایک نے اپنے حج وصیام وزکوۃ کو نہیں بلکہ نماز کو جان لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کلیہ کے عموم میں جمادات' نباتات' حیوانات' عنصریات اور مجردات سب آجاتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ نے اپنی بعض مصنفات میں تصریح کی ہے کہ ہر ایک چیز کی نماز کی ہیئت اس کی خلقت کے مناسب حال رکھی گئی ہے تاکہ اس کی نماز اس کی خلقی وضع قطع سے طبعاً ادا ہوتی رہے۔ مثلاً درختوں میں چلنا پھر جھکنا نہیں ہے۔ اس لئے درختوں کی نماز صرف قیام ہے۔ یعنی ان کی صورت نوعیہ ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ گویا اپنی ساق پر کھڑے ہوئے قیام کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انسان کی نماز تشریعی ہے کہ اس میں فہم وخطاب کا مادہ ہے اور درختوں کی نماز تکوینی ہے یعنی بجائے خطاب کرنے کے انہیں بنایا۔ اس طرز پر گیا ہے کہ وہ گویا ہمہ وقت قیام کی حالت میں حکم الٰہی کے سامنے

سروقد کھڑے ہوئے اپنی نیازمندی کا ثبوت دے رہے ہیں۔

پھر چوپایوں کی نماز صرف رکوع ہے یعنی ان کی خلقی ہیئت ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ ہر وقت گویا اللہ کے سامنے رکوع میں جھکے ہوئے ہیں جس سے انحراف نہیں کر سکتے۔

پھر حشرات الارض یعنی رینگنے والے اور پیٹ کے بل سٹک کر چلنے والے کیڑے مکوڑوں کی نماز بصورت سجدہ ہے جیسے سانپ' بچھو' چھپکلی اور کیڑے مکوڑوں کی خلقی ہیئت ہی سجدہ نما بنائی ہے کہ وہ اوندھے اور سرنگوں رہتے ہیں۔ گویا یہ جانور ہر وقت اللہ کے سامنے سر بسجود اور سرنگوں ہیں اور خلقی سجدوں سے اس کی یاد اور امتثال حکم میں مصروف ہیں جس سے کسی حال انحراف نہیں کر سکتے۔

پھر جبال اور پہاڑوں کی نماز بحالت تشہد وقعود ہے۔ گویا یہ ہر وقت زمین پر دوزانو جمے ہوئے بیٹھے ہیں اور ہمہ وقت التحیات میں ہیں ان کی خلقت اور صورت نوعیہ ہی یہی ہے کہ وہ رکوع وسجود اور قیام نہ کریں بلکہ قعود کے ساتھ عبادت میں مصروف رہیں اور جس ہیئت پر انہیں لگا دیا گیا ہے' لگے رہیں۔

پھر اڑنے والے پرندوں کی نماز انتقالات ہیں کہ نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے منتقل ہوتے رہتے ہیں جیسے انسان قیام سے قعود اور قعود سے قیام کی طرف منتقل ہوتا ہے اور اس کے یہ انتقالات بھی عبادت ہی گنے جاتے ہیں۔ پس یہ پرندے بھی جب اوپر سے نیچے کی طرف اڑتے ہوئے آتے ہیں یا اگر زمین پر ٹھہرتے ہیں تو گویا رکوع میں ہیں اور نیچے سے اوپر اڑتے ہیں تو گویا رکوع سے قومہ وقیام کی طرف جاتے ہیں اور پر پھیلا کر زمین پر اوندھے پڑ جاتے ہیں تو گویا سجود میں ہیں۔ پس انکی نماز انتقالات محض ہیں۔ یہ مستقلاً رکوع میں نہ سجود وقعود میں بلکہ اڑتے ہوئے عروج ونزول کرتے رہتے ہیں۔

اس لئے ایک ہیئت سے دوسری ہیئت کی طرف منتقل ہونا ہی ان کی خلقی نماز ہے۔

پھر سیاروں اور آسمانوں کو دیکھو تو ان کی نماز دوران اور گردش ہے کہ ایک نقطہ سے گھوم کر پھر اسی نقطہ پر لوٹ آتے ہیں اور پھر وہی سابقہ حرکت شروع کر دیتے ہیں۔ پھر زمین کی نماز سکون ہے جسے انسان کی نظر دیکھتی ہے اور یہ بالکل مبتدیوں کی سی نماز ہے کیونکہ نماز کی

تمام حرکات کا مبدا سکون ہی ہے پہلے آدمی ساکن ہوتا ہے پھر حرکت کرتا ہے پس زمین بھی گویا ساکت وصامت ہوکر اپنے مرکز پر جمی ہوئی ہے اور یہ جمود وسکون اس کی تکوینی نماز ہے کہ یہ انتہائی تذلل اور خشوع ہے جو پوری نماز میں مطلوب ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

''نماز بھاری ہے مگر سکون قلب رکھنے والوں پر''۔

اور یہی وہ خشوع وسکون ذلت دوسری جگہ قرآن نے زمین کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ ارشاد حق ہے۔ وہی ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو ذلیل بنایا ہے۔

ان دونوں آیتوں کو ملانے سے واضح ہے کہ زمین کی نیاز مندی اور نماز یہی جمود اور سکون ذلت ہے۔ پھر جنت ونار کی نماز' سوال ہے کہ (اے اللہ ہمیں ہمارے سکان سے پر کردے) چنانچہ حدیث میں ہے کہ جنت ودوزخ دونوں نے اللہ سے یہی سوال کیا ہوا ہے کہ قیامت کے دن ہمیں پُر کر دیا جائے اور دونوں کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ قیامت کے دن تمہیں پر کر دیا جائے گا نار کو کفار سے اور اس کی باقی ماندہ جگہ پتھروں اور پہاڑوں سے اور پھر بھی خلا رہ جائے گا اور وہ ہل من مزید ہی کہے چلی جائے گی۔ تو حق تعالیٰ اپنے قدم اور ایڑھی سے پر کر دیں گے جس سے وہ قط قط (بس بس) چلانے لگے گی۔ ادھر جنت جبکہ دنیا کے تمام اطاعت شعار ایمانداروں سے پر نہ ہوگی تو اس کیلئے ایک نئی مخلوق پیدا کر کے اسے بھر دیا جائے گا۔

غرض ان دونوں عالموں کی نماز سوال اور دعا ہے۔

پھر ملائکہ کی نماز اصطفاف ہے یعنی صف بندی کہ وہ قطار در قطار جمع ہو کر یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ ہاں اس اصطفاف کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جتنی ہیئتیں ان جمادات و نباتات وحیوانات کی نمازوں میں رکھی گئی ہیں اتنی سب ملائکہ علیہم السلام کی مختلف الالوان نمازوں کو دی گئی ہیں۔ لاکھوں کی جماعت اپنے بدخلقت سے قیام ہی میں ہے اور بس یہی ان کی نماز ہے۔ ان گنت افراد رکوع ہی میں ہیں اور یہی ان کی صلوۃ ہے۔ بے شمار فرشتے سجود میں ہیں اور انہیں صرف سجدہ ہی کی نماز دی گئی ہے۔ بے تعداد قعود میں ہیں اور اسی کو انکی نماز مانا گیا ہے کتنے ہی عروج ونزول اور آسمان وزمین کے درمیان شب وروز اترنے چڑھنے میں مصروف ہیں اور یہی ان کی نماز ہے لاتعداد جو سکون وخشوع کے ساتھ ساکن ہیں

اور صرف یہی ہیئت ان کی نماز ہے۔ غرض اس صف بندی میں عبادت کی شاخیں مختلف ہیں جو ملائکہ کو دی گئی ہیں۔ پھر یہی سب ہیئتیں جو ان جمادات و نباتات و حیوانات اور ملائکہ میں منقسم ہیں، بنی آدم اور دنیا کی مختلف اقوام میں تقسیم کی گئی ہیں۔ کسی قوم کی نماز میں محض قیام ہے۔

کسی قوم کی نماز نیم قیام کے ساتھ گھٹنوں کے بل ڈنڈوت کرنا ہے کسی قوم کی نماز محض رکوع ہے کسی قوم کی نماز میں محض اوندھا لیٹ جانا گویا سجدہ ہی کرنا ہے کسی قوم کی نماز میں دوزانو ہو جانا یعنی قعود ہے۔ پھر جبکہ نماز کی ہر ایک ہیئت کے مناسب ہی اس میں ذکر اور تسبیح رکھا گیا ہے تو ان موالید ثلاثہ اور ملائکہ اور اقوام عالم کی نمازوں کی ان ہیئتوں اور شانوں کے مناسب حال ہی ان میں سے ہر مخلوق کو نماز کی تسبیح اور ذکر بھی اس کی خلقت و استعداد کے مناسب جدا جدا عطا کیا گیا ہے۔ ہر ایک کی اصطلاح الگ اور لغت علیحدہ ہے کہ ایک کی زبان دوسرا نہیں سمجھتا۔ بالکل اسی طرح کہ جس طرح سے ایک وطن کا انسان دوسرے وطن کے آدمیوں کی زبان نہیں سمجھ سکتا جب تک اسے سیکھ نہ لے۔

پس اگر ایک شخص اپنی وطنی زبان میں اللہ کو یاد کر کے اس کی پاکی بیان کرنے لگے تو دوسرے ملک والے یقیناً اس کی یہ بولیاں نہیں سمجھ سکیں گے۔ اس لئے قرآن حکیم نے فرمایا ہے۔ **وان من شئی الا یسبح بحمدہ** الخ ''(دنیا کی) کوئی چیز نہیں جو خدا کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی نہ بیان کرتی ہو (مگر تم اس کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو)

اس آیت میں تعمیم کے ساتھ ذرہ ذرہ کو تسبیح خواں بتلایا گیا ہے. جس میں کسی نوع کی تخصیص نہیں ہے۔ چنانچہ احادیث میں اس کی بہت سی تفصیلات ارشاد فرمائی گئی ہیں۔

مثلاً حدیث میں ہے کہ پانی جب تک جاری رہتا ہے تسبیح کرتا رہتا ہے درخت جب تک سرسبز رہتا ہے تسبیح کرتا رہتا ہے، کپڑا جب تک صاف ستھرا رہتا ہے تسبیح کرتا رہتا ہے۔ کھانا جب تک تازہ رہتا ہے تسبیح کرتا ہے۔ کنکر پتھر سب یاد الٰہی میں تسبیح کرتے ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹھی میں چند

کنکریاں اٹھائیں تو وہ زور سے تسبیح کرنے لگیں۔ یعنی ان کی تسبیح سنائی دینے لگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیں تو بدستور تسبیح مسموع ہوتی رہی۔ اسی طرح فاروق اعظمؓ کے ہاتھ میں بھی، پھر اسی طرح عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں بھی۔

غرض نماز میں بھی ایک ہیئت ہے اور ایک حقیقت اس کی ہیئت یہ افعال وارکان ہیں اور اس کی حقیقت ذکر اللہ۔ یہی دونوں چیزیں قرآن نے ہر مکون اور پیدا شدہ چیز کی طرف منسوب کی ہیں۔ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ صلوۃ اور تسبیح یعنی ہیئت وضع صلوۃ اور اس کی روح یعنی تسبیح اور ذکر الٰہی اور نماز کی ہیئت وحقیقت کو ہر ایک مخلوق پر لازم کر دیا ہے جبکہ ہر ایک مخلوق بحیثیت مخلوق ہونے کے نمازی بنا دی گئی ہے تو کیسے ممکن تھا کہ انسان پر نماز نہ عائد کی جاتی، نہیں بلکہ انسان جبکہ جامع نمونہ ہائے مخلوق تھا یعنی مخلوقیت میں حد کمال کو پہنچا ہوا تھا تو ضروری تھا کہ اس کی نماز ساری مخلوقات کی نمازوں کی بھی جامع ہو اور اس میں نماز کے سب نمونے موجود ہوں جو غیر انسان میں منتشر تھے۔

نوع بشر کی نماز

چنانچہ نوع بشر میں مذاہب نے وہ ساری ہی ہیئتیں مختلف اقوام کو تقسیم کیں جو ان مخلوقات میں منقسم تھیں کسی قوم کو قیام کی نماز کسی کو قعود کی کسی کو رکوع کی اور کسی کو سجود کی۔ پھر ایسے ہی اقوام کی ان مختلف نمازوں میں اذکار بھی مختلف رکھے گئے جو ہر ایک قوم کی فطرت کے مناسب حال تھے کسی پر تعوذ کے اذکار کہ وہ ہر مضر چیز سے پناہ مانگتی رہیں اور صرف دفع مضرت کا پہلو سامنے رکھیں۔ کسی پر سوال ودعا کا غلبہ کہ وہ ہر نافع چیز کو سامنے رکھ کر خدا سے منافع جلب کرتی رہیں کسی پر اپنی ذاتی اغراض چھوڑ کر محض خدا کی پاکی بیان کرنے کا غلبہ کہ وہ ثناء وصفت کے بھجن گاتی رہیں کسی پر تضرع کا انتہائی غلبہ کہ نیاز اور زاری کرتی رہیں اور اسی میں مخمور رہیں۔ غرض ہر قوم کو اس کی ذہنیت کے مناسب ہی اذکار تلقین کئے گئے اور ان

کے مناسب شان ہئیات اور اوضاع صلوۃ دی گئیں مگر بہر حال نوع بشر میں یہ سب امور جمع کر دیئے گئے۔ تنہا ایک قوم کوئی ایسی عارف اور شئون الٰہیہ کو پہچاننے والی نہ تھی کہ سارے اذکار و اوضاع اور ساری ہَیئات ایک ہی نماز میں جمع کر کے اس کے سامنے پیش کی جائیں۔

اسلامی نماز میں ساری کائنات کی نمازیں جمع ہیں

لیکن حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی اپنا معجزہ قرآن لاکر پیش کیا جو تمام کتب سماویہ کے علوم کا جامع تھا اور اس سے بنی نوع بشر کی ذہنیت اس درجہ منور ہوئی کہ ساری اقوام کی ذہنیتیں یکدم اس کے سامنے سرنگوں تھیں اور اس معرفت کاملہ سے اس کی ذہنیت مکمل ہوئی جس سے وہ تمام شئون ربانی ان پر کھل گئیں جو مختلف اقوام پر مختلف قرون ودہور میں کھلی تھیں تو فطرت الٰہی نے وہ تمام اوضاع واطوار جو اقوام عالم کی مختلف نمازوں میں منقسم کی تھیں۔ مسلم قوم کی نماز میں ساری لاکر جمع کر دیں گویا یہ قوم جیسے معارف اقوام کی جامع ہوئی اور جیسے کہ معارف الٰہی کی جامع ہوئی۔ گویا ایسے ہی تمام عبادات اقوام کی بھی جامع ہوئی اور اس کی صلوۃ گویا مجموعہ صلوۃ اقوام ہوگئی۔ (خطبات حکیم الاسلام)

نماز کی ہیئت مسنونہ

احادیث میں روایات ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس تکبیر تحریمہ کے ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور اس کے بعد ہاتھ باندھ لیتے اس طرح کہ داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھتے۔

ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء پڑھتے۔ **سبحانک اللھم**...... (الخ) اسکے بعد **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** پڑھتے' اسکے بعد **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھتے۔

پھر اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھتے اور اس کے آخر میں آمین کہتے۔ (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں آمین آہستہ کہنا ہے)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چار چیزوں میں اخفا کرے یعنی آہستہ سے کہے۔ تعوذ' بسم اللہ' آمین اور سبحانک اللھم ...... (الخ) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھتے۔

پھر آپ جب اس قرأت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے (جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہتے)

اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھاتے **سمع اللہ لمن حمدہ** فرماتے' رکوع میں دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر خوب جماتے اور انگلیوں کو کھول کر رکھتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ نماز میں انگلیوں کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک رکوع کی حالت میں کھول کر رکھنا چاہئے' دوسرے سجدے کی حالت میں انگلیوں کو ملا کر رکھنا چاہئے' تیسرے تمام حالتوں میں انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑنا (خواہ قیام کی حالت میں ہو خواہ تشہد میں ہو)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں بازوؤں کو پہلو سے دور رکھتے اور اپنی پشت کو سیدھا رکھتے اور سر کو اس کے برابر نہ نیچا کرتے اور نہ اٹھاتے اور تین بار **سبحان ربی العظیم** کہتے (یہ کم از کم ہے بسا اوقات آپ اس سے بھی زیادہ کہتے تھے اور زیادہ مرتبہ کہنا طاق عدد میں افضل ہے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ میں اس وقت تک نہ جاتے

جب تک کہ سیدھا کھڑے نہ ہو جاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے اسی انداز سے کرتے‘ آپ جب سجدے میں جاتے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھتے‘ اس کے بعد ہاتھوں کو رکھتے‘ پھر پہلے ہی بنی (ناک) زمین پر رکھتے پھر پیشانی مبارک رکھتے‘ سجدے میں بازوؤں اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھتے اتنا کہ بکری کا بچہ اس کے درمیان سے گزر سکتا تھا۔

سجدے میں کم از کم تین بار **سبحان ربی الاعلی** کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو جب تک بالکل سیدھے نہ بیٹھ جاتے‘ دوسرا سجدہ نہ فرماتے۔ جب قیام طویل ہوتا تو رکوع و سجدہ اور جلسہ بھی طویل ہوتا اور جب قیام مختصر ہوتا تو یہ سب مختصر ہوتے۔ (مدارج النبوۃ)

آپ ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ جب سجدہ سے (قیام کے لئے کھڑے) ہوتے تو رانوں اور گھٹنوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور سنت یہ ہے کہ دونوں کو گھٹنوں پر رکھے اور اسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوتے وقت زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا ہے۔ (لیکن بحکم ضرورت زیادتی‘ مشقت‘ کبر سنی اور کمزوری کے وقت زمین پر ٹیک لگانا جائز ہے) (مدارج النبوۃ)

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور جب آخری رکعت کے بعد تشہد کے لئے بیٹھتے تو قعدہ اولیٰ کی طرح بیٹھتے اور جب تشہد پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (اس کی صورت یہ ہے کہ چھنگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو ہتھیلی کے اندر جمع کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور جب **لا الہ** کہے تو انگلی اٹھائے اور **الا اللہ** کہنے پر نیچے کرے) (مدارج النبوۃ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم فرمائی کہ ہم ان الفاظ میں التحیات پڑھیں۔ "**التحیات للہ والصلواۃ والطیبت السلام علیک ایھا النبی و**

رحمة اللّٰہ و برکاته السلام علینا و علی عباداللہ الصالحین ٗ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمداً عبدہ و رسولہ"

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے مروی ہے کہ مجھے کعب بن عجرہ ملے تو انہوں نے کہا کیا میں تمہیں ایک تحفہ جسے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پیش کر دوں، میں نے کہا ہاں ضرور تو انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ آپ نے ہمیں آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو بتا دیا لیکن ہم درود کس طرح بھیجیں تو آپ نے فرمایا ان الفاظ میں **"اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید ٗ اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید"** (بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

ایک دوسرے صحابی حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے۔ جس میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درود کے متعلق دریافت کیا گیا کہ حضرت جب ہم نماز میں آپ پر درود پڑھیں تو کس طرح پڑھیں تو آپ نے مذکورہ درود شریف کی تلقین فرمائی۔ (مدارج النبوۃ)

طبرانی ابن ماجہ اور دار قطنی حضرت سہیل ابن سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز ہی نہیں جو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔ (مدارج النبوۃ)

درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے دعا

مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ نمازی تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور اس کے بعد دعا کرے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشہد کی تلقین والی حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے یعنی نمازی جب تشہد پڑھ چکے تو جو دعا اسے اچھی معلوم ہو اس کا انتخاب کرے اور اللہ تعالیٰ سے وہی دعا مانگے۔ (معارف الحدیث)

درود شریف کے بعد نماز میں دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیماً بھی ثابت

ہے اور عملاً بھی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ (مسلم)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَالْمَغْرَمِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے قبر کے عذاب کی پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور موت و حیات کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور گناہ سے اور بلاوجہ تاوان بھگتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔ (صحیح مسلم۔ مدارج النبوۃ)

(اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حوالہ نمبر ۱۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے بعد (نماز کے آخر میں) دائیں اور بائیں سلام پھیرتے اور اپنی چشم مبارک نماز میں کھلی رکھتے تھے، بند نہ کرتے تھے۔

نماز حاجت

قال اللّٰه تعالیٰ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ فرمایا اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو یعنی اپنے حوائج میں کما قالہ المفسرون صبر اور نماز سے، حدیث شریف میں اس استعانت کا ایک خاص طرق وارد ہوا ہے۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا آدمی سے اس کو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی ثناء کہے، مثلاً سورۃ فاتحہ پڑھے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے پھر یہ دعا پڑھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْعَزِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَسَلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَاتَدَعْ لِیْ ذَنْباً اِلَّاغَفَرْتَه، وَلَا هَمًّا اِلَّافَرَّجْتَه، وَلَا حَاجَةً هِیَ لَکَ رِضًی اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

نماز کی مسنون ترکیب اور ضروری احکام

نماز شروع کرنے سے پہلے

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

یہ باتیں یاد رکھئے، اور ان پر عمل کا اطمینان کر لیجئے۔

(۱) آپ کا رخ قبلے کی طرف ہونا ضروری ہے۔

(۲) آپ کو سیدھا کھڑے ہونا چاہئے اور آپ کی نظر سجدے کی جگہ پر ہونی چاہئے۔ گردن کو جھکا کر ٹھوڑی سینے سے لگا لینا بھی مکروہ ہے، اور بلا وجہ سینے کو جھکا کر کھڑا ہونا بھی درست نہیں۔ اس طرح سیدھے کھڑے ہوں کہ نظر سجدے کی جگہ پر رہے۔

(۳) آپ کے پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلے کی جانب ہے اور دونوں پاؤں سیدھے قبلہ رخ ہیں۔ (پاؤں کو دائیں بائیں ترچھا رکھنا خلاف سنت ہے) دونوں پاؤں قبلہ رخ ہونے چاہئیں۔

صحیح طریقہ

(۴) دونوں پاؤں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔

(۵) اگر جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں تو آپ کی صف سیدھی رہے۔ سیدھی صف کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی دونوں ایڑھیوں کے آخری سرے صف یا اس کے آخری نشان کے آخری کنارے پر رکھ لے، اس طرح

غلط طریقہ　　صحیح طریقہ

(۶) جماعت کی صورت میں اس بات کا بھی اطمینان کرلیں کہ دائیں بائیں کھڑے ہونے والوں کے بازوؤں کے ساتھ آپ کے بازو ملے ہوئے ہیں اور بیچ میں کوئی خلا نہیں ہے۔

(۷) پاجامے کو ٹخنے سے نیچے لٹکانا ہر حالت میں ناجائز ہے، ظاہر ہے کہ نماز میں اس کی شناعت اور بڑھ جاتی ہے، لہٰذا اس کا اطمینان کرلیں کہ پاجامہ ٹخنے سے اونچا ہے۔

(۸) ہاتھ کی آستینیں پوری طرح ڈھکی ہوئی ہونی چاہئیں، صرف ہاتھ کھلے رہیں۔ بعض لوگ آستینیں چڑھا کر نماز پڑھتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

(۹) ایسے کپڑے پہن کر نماز میں کھڑے ہونا مکروہ ہے، جنہیں پہن کر انسان لوگوں کے سامنے نہ جاتا ہو۔

نماز شروع کرتے وقت

(۱) دل میں نیت کرلیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں۔ زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔

(۲) ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو اور انگوٹھوں کے سرے کان کی لو سے یا تو بالکل مل جائیں، یا اس کے برابر آجائیں اور باقی انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔ بعض لوگ ہتھیلیوں کا رخ قبلے کی طرف کرنے کے بجائے کانوں کی طرف کرلیتے ہیں۔

بعض لوگ کانوں کو ہاتھوں سے بالکل ڈھک لیتے ہیں۔ بعض لوگ ہاتھ پورے کانوں تک اٹھائے بغیر ہلکا سا اشارہ کردیتے ہیں۔ بعض لوگ کان کی لو کو ہاتھوں سے پکڑ لیتے ہیں۔ یہ سب طریقے غلط اور خلاف سنت ہیں۔ ان کو چھوڑنا چاہئے۔

(۳) مذکورہ بالا طریقے پر ہاتھ اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہیں، پھر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں پہنچے کے گرد حلقہ بنا کر اسے پکڑلیں اور باقی تین انگلیوں

کو بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح پھیلا دیں کہ تینوں انگلیوں کا رخ کہنی کی طرف رہے۔

(۴) دونوں ہاتھوں کو ناف سے ذرا نیچے رکھ کر مذکورہ بالا طریقے سے باندھ لیں۔

کھڑے ہونے کی حالت میں

(۱) اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں یا امامت کر رہے ہوں تو پہلے **سبحانک اللھم** الخ، پھر سورۃ فاتحہ، پھر کوئی سورت پڑھیں، اور اگر کسی امام کے پیچھے ہوں تو صرف سبحانک اللھم پڑھ کر خاموش ہو جائیں، اور امام کی قرءات کو دھیان لگا کر سنیں۔ گر امام زور سے نہ پڑھ رہا ہو تو زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں سورۃ فاتحہ کا دھیان کئے رکھیں۔

(۲) جب خود قرأت کر رہے ہوں تو سورہ فاتحہ پڑھتے وقت بہتر یہ ہے کہ ہر آیت پر رک کر سانس توڑ دیں، پھر دوسری آیات پڑھیں، کئی کئی آیتیں ایک سانس میں نہ پڑھیں مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر سانس توڑ دیں۔ پھر الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر۔ پھر مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ پر۔ اس طرح پوری سورہ فاتحہ پڑھیں۔ لیکن اس کے بعد کی قراءت میں ایک سانس میں ایک سے زیادہ آیتیں بھی پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

(۳) بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دیں۔ جتنے سکون کے ساتھ کھڑے ہوں، اتنا ہی بہتر ہے۔ اگر کھجلی وغیرہ کی ضرورت ہو تو صرف ایک ہاتھ استعمال کریں اور وہ بھی صرف سخت ضرورت کے وقت اور کم سے کم۔

(۴) جسم کا سارا زور ایک پاؤں پر دے کر دوسرے پاؤں کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دینا کہ اس میں خم آ جائے نماز کے ادب کے خلاف ہے، اس سے پرہیز کریں یا تو دونوں پاؤں پر برابر زور دیں یا ایک پاؤں پر زور دیں تو اس طرح کہ دوسرے پاؤں میں خم پیدا نہ ہو۔

(۵) جمائی آنے لگے تو اس کو روکنے کی پوری کوشش کریں۔

(۶) کھڑے ہونے کی حالت میں نظریں سجدے کی جگہ پر رکھیں، ادھر ادھر یا سامنے دیکھنے سے پرہیز کریں۔

رکوع میں جاتے وقت ان باتوں کا خاص خیال رکھیں

(۱) اپنے اوپر کے دھڑ کو اس حد تک جھکائیں کہ گردن اور پشت تقریباً ایک سطح پر آجائے نہ اس سے زیادہ جھکیں نہ اس سے کم۔

(۲) رکوع کی حالت میں گردن کو اتنا نہ جھکائیں کہ ٹھوڑی سینے سے ملنے لگے اور نہ اتنا اوپر رکھیں کہ گردن کمر سے بلند ہو جائے، بلکہ گردن اور کمر ایک سطح پر ہونی چاہئیں۔

(۳) رکوع میں پاؤں سیدھے رکھیں ان میں خم نہ ہونا چاہئے۔

(۴) دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھیں کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں، یعنی ہر دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہو اور اس طرح دائیں ہاتھ سے دائیں گھٹنے کو اور بائیں ہاتھ سے بائیں گھٹنے کو پکڑ لیں۔

(۵) رکوع کی حالت میں کلائیاں اور بازو سیدھے تنے ہوئے رہنے چاہئیں، ان میں خم نہیں آنا چاہئے۔

(۶) از کم اتنی دیر رکوع میں رکیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ (**سبحان ربی العظیم**) کہا جاسکے۔

(۷) رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کی طرف ہونی چاہئیں۔

(۸) دونوں پاؤں پر زور برابر رہنا چاہئے، اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے کے بالمقابل رہنے چاہئیں۔

رکوع سے کھڑے ہوتے وقت

(۱) رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اتنے سیدھے ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔

(۲) اس حالت میں بھی نظر سجدے کی جگہ پر رہنی چاہئے۔

(۳) جو لوگ، کھڑے ہوتے وقت کھڑے ہونے کے بجائے، کھڑے ہونے کا صرف اشارہ کرتے ہیں اور جسم کے جھکاؤ کی حالت ہی میں سجدے کے لئے چلے جاتے ہیں ان کے ذمے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے، لہٰذا اس سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں۔ جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے، سجدے میں نہ جائیں۔

سجدے میں جاتے وقت اس طریقے کا خیال رکھیں

(۱) سب سے پہلے گھٹنوں کو خم دے کر انہیں زمین کی طرف اس طرح لے جائیں کہ سینہ آگے کو نہ جھکے۔ جب گھٹنے زمین پر ٹک جائیں۔ اس کے بعد سینے کو جھکائیں۔

(۲) جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں، اس وقت تک اوپر کے دھڑ کو جھکانے سے حتی الامکان پرہیز کریں۔

آج کل سجدے میں جانے کے اس مخصوص ادب سے بے پروائی بہت عام ہوئی ہے۔ اکثر لوگ شروع ہی سے سینہ آگے کو جھکا کر سجدے میں جاتے ہیں۔ لیکن صحیح طریقہ وہی ہے جو نمبر (۱) اور نمبر (۲) میں بیان کیا گیا، بغیر کسی عذر کے اس کو نہ چھوڑنا چاہئے۔

(۳) گھٹنوں کے بعد پہلے ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔

سجدے میں

(۱) سجدے میں سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لو کے سامنے ہو جائیں۔

(۲) سجدے مین دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند ہونی چاہئیں۔ یعنی انگلیاں بالکل ملی ہوئی ہوں اور ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔

(۳) انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہونا چاہیے۔

(۴) کہنیاں زمین سے اٹھی ہونی چاہئیں، کہنیوں کو زمین پر ٹیکنا درست نہیں۔

(۵) دونوں بازو پہلوؤں سے الگ ہٹے ہوئے ہونے چاہئیں انہیں پہلوؤں سے الکل ملا کر نہ رکھیں۔ (۶) کہنیوں کو دائیں بائیں اتنی دور تک بھی نہ پھیلائیں جس سے برابر کے نماز پڑھنے والوں کو تکلیف ہو۔ (۷) رانیں پیٹ سے ملی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں، پیٹ اور رانیں الگ الگ رکھی جائیں۔ (۸) پورے سجدے کے دوران ناک زمین پر ٹکی رہے زمین سے نہ اٹھے۔

(۹) دونوں پاؤں اس طرح کھڑے رکھے جائیں کہ ایڑیاں اوپر ہوں اور تمام انگلیاں اچھی طرح مڑ کر قبلہ رخ ہوگئی ہوں۔ جو لوگ اپنے پاؤں کی بناوٹ کی وجہ سے

تمام انگلیاں موڑنے پر قادر نہ ہوں، وہ جتنی موڑ سکیں، اتنی موڑنے کا اہتمام کریں۔ بلا وجہ انگلیوں کو سیدھا زمین پر ٹیکنا درست نہیں۔

(۱۰) اس بات کا خیال رکھیں کہ سجدے کے دوران پاؤں زمین سے اٹھنے نہ پائیں، بعض لوگ اس طرح سجدے کرتے ہیں کہ پاؤں کی کوئی انگلی ایک لحہ کیلئے بھی زمین پر نہیں ٹکتی۔ اس طرح سجدہ ادا نہیں ہوتا اور نتیجۃً نماز بھی نہیں ہوتی اس سے اہتمام کے ساتھ پرہیز کریں۔

(۱۱) سجدے کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں۔ پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھالینا منع ہے۔

دونوں سجدوں کے درمیان

(۱) ایک سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے دوزانو سیدھے بیٹھ جائیں، پھر دوسرا سجدہ کریں۔ ذرا سا سر اٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کر لینا گناہ ہے اور اس طرح کرنے سے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔

(۲) بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کر لیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں۔ بعض لوگ دونوں پاؤں کھڑا کر کے ان کی ایڑھیوں پر بیٹھ جاتے ہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔

(۳) بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے ہونے چاہئیں، مگر انگلیاں گھٹنوں کی طرف لٹکی ہوئی نہ ہوں۔ بلکہ انگلیوں کے آخری سرے گھٹنے کے ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں۔

(۴) بیٹھنے کے وقت نظریں اپنی گود کی طرف ہونی چاہئیں۔

(۵) اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکے اور اگر اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِيْ وَاسْتُرْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي پڑھا جا سکے تو بہتر ہے لیکن فرض نمازوں میں یہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، نفلوں میں پڑھ لینا بہتر ہے۔

دوسرا سجدہ اور اس سے اٹھنا

(۱) دوسرے سجدے میں بھی اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔
(۲) سجدے کی ہیئت وہی ہونی چاہیے جو پہلے سجدے میں بیان کی گئی۔
(۳) سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اٹھائیں، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔
(۴) اٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا بھی جائز ہے۔
(۵) اٹھنے کے بعد ہر رکعت کے شروع میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں۔

قعدے میں

(۱) قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہوگا جو سجدوں کے بیچ میں بیٹھنے کا ذکر کیا گیا۔
(۲) التحیات پڑھتے وقت جب "اشھد ان لا" پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں، اور "الا اللہ" پر گرادیں۔
(۳) اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کرلیں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی قبلے کی طرف جھکی ہوئی ہو۔ بالکل سیدھے آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہیے۔
(۴) "الا اللہ" کہتے وقت شہادت کی انگلی تو نیچے کرلیں لیکن باقی انگلیوں کی جو ہیئت اشارے کے وقت بنائی تھی، اس کو آخر تک برقرار رکھیں۔

سلام پھیرتے وقت

(۱) دونوں سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے بیٹھے آدمی کو آپ کے رخسار نظر آئیں۔ (۲) سلام پھیرتے وقت نظریں کندھے کی طرف ہونی چاہئیں۔
(۳) جب دائیں طرف گردن پھیر کر "السلام علیکم ورحمة اللہ" کہیں تو نیت یہ کریں کہ دائیں طرف جو انسان اور فرشتے ہیں، ان کو سلام کررہے ہیں۔ اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف موجود انسانوں اور فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کریں۔

دعاء کا طریقہ

(۱) دعاء کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے جائیں کہ سینے کے سامنے آجائیں‘ دونوں ہاتھوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہو‘ نہ ہاتھوں کو بالکل ملائیں اور نہ دونوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھیں۔ (۲) دعاء کرتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے رکھیں۔

خواتین کی نماز

اوپر نماز کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے وہ مردوں کیلئے ہے۔ عورتوں کی نماز مندرجہ ذیل معاملات میں مردوں سے مختلف ہے‘ لہٰذا خواتین کو ان مسائل کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۱) خواتین کو نماز شروع کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لینا چاہیے کہ ان کے چہرے‘ ہاتھوں اور پاؤں کے سوا تمام جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے۔

بعض خواتین اس طرح نماز پڑھتی ہیں کہ ان کے بال کھلے رہتے ہیں۔

بعض خواتین کی کلائیاں کھلی رہتی ہیں۔ بعض خواتین کے کان کھلے رہتے ہیں۔

بعض خواتین اتنا چھوٹا دوپٹہ استعمال کرتی ہیں کہ ان کے نیچے بال لٹکے نظر آتے ہیں۔ یہ سب طریقے ناجائز ہیں اور اگر نماز کے دوران چہرے‘ ہاتھ اور پاؤں کے سوا جسم کا کوئی عضو بھی چوتھائی کے برابر اتنی دیر کھلا رہ گیا جس میں تین مرتبہ **سبحان ربی العظیم** کہا جا سکے تو نماز ہی نہیں ہوگی اور اس سے کم کھلا رہ گیا تو نماز ہو جائے گی مگر گناہ ہوگا۔

(۲) خواتین کیلئے کمرے میں نماز پڑھنا برآمدے سے افضل ہے اور برآمدے میں پڑھنا صحن سے افضل ہے۔ (۳) عورتوں کو نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک نہیں بلکہ کندھوں تک اٹھانے چاہئیں اور وہ بھی دوپٹے کے اندر ہی اٹھانے چاہئیں۔ دوپٹے سے باہر نہ نکالے جائیں۔ (بہشتی زیور) (۴) عورتیں ہاتھ سینے پر اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ دیں۔ انہیں مردوں کی طرح ناف پر ہاتھ نہ باندھنے چاہئیں۔

(۵) رکوع میں عورتوں کیلئے مردوں کی طرح کمر کو بالکل سیدھا کرنا ضروری نہیں۔ عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں کم جھکنا چاہیے۔ (طحطاوی علی المراقی ص ۱۴۱)

(۶) رکوع کی حالت میں مردوں کو انگلیاں گھٹنوں پر کھول کر رکھنی چاہئیں لیکن عورتوں کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ انگلیاں ملا کر رکھیں۔ یعنی انگلیوں کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ (درمختار)

(۷) عورتوں کو رکوع میں اپنے پاؤں بالکل سیدھے نہ رکھنے چاہئیں بلکہ گھٹنوں کو آگے کی طرف ذرا سا خم دے کر کھڑا ہونا چاہیئے۔ (درمختار)

(۸) مردوں کو حکم یہ ہے کہ رکوع میں ان کے بازو پہلوؤں سے جدا اور تنے ہوئے ہوں لیکن عورتوں کو اس طرح کھڑا ہونا چاہیے کہ ان کے بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں۔

(۹) عورتوں کو دونوں پاؤں ملا کر کھڑا ہونا چاہیے۔ خاص طور پر دونوں ٹخنے تقریباً مل جانے چاہئیں پاؤں کے درمیان فاصلہ نہ ہونا چاہیے۔ (بہشتی زیور)

(۱۰) سجدے میں جاتے وقت مردوں کیلئے یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں اس وقت تک سینہ نہ جھکائیں، لیکن عورتوں کیلئے یہ طریقہ نہیں ہے وہ شروع ہی سے سینہ جھکا کر سجدے میں جا سکتی ہیں۔

(۱۱) عورتوں کو سجدہ اس طرح کرنا چاہیے کہ ان کا پیٹ رانوں سے مل جائے، اور بازو بھی پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں نیز عورت پاؤں کو کھڑا کرنے کے بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھاوے۔

(۱۲) مردوں کیلئے سجدے میں کہنیاں زمین پر رکھنا منع ہے، لیکن عورتوں کو کہنیوں سمیت پوری بانہیں زمین پر رکھ دینی چاہئیں۔ (درمختار)

(۱۳) سجدوں کے درمیان اور التحیات پڑھنے کیلئے جب بیٹھنا ہو تو کولہے پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دیں، سرین دائیں پنڈلی پر رکھیں۔

(۱۴) مردوں کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ رکوع میں انگلیاں کھول کر رکھنے کا اہتمام کریں اور سجدے میں بند رکھنے کا اور نماز کے باقی افعال میں انہیں اپنی حالت میں چھوڑ دیں، نہ بند کرنے کا اہتمام کریں، نہ کھولنے کا لیکن عورت کیلئے ہر حالت میں حکم یہ ہے کہ وہ انگلیوں کو بند رکھیں، یعنی ان کے درمیان فاصلہ نہ چھوڑے رکوع میں بھی، سجدے میں بھی، دو سجدوں کے درمیان بھی اور قعدوں میں بھی۔

(۱۵) عورتوں کا جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ان کیلئے اکیلی نماز پڑھنا ہی بہتر ہے۔ البتہ اگر گھر کے محرم افراد گھر میں جماعت کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جانے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن مردوں کے بالکل پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے برابر میں ہرگز کھڑی نہ ہوں۔

نماز...احکام وآداب

اللہ تعالیٰ نے مؤمن کی صفات میں سب سے پہلے ''نماز میں خشوع'' کی صفت ذکر فرمائی ہے۔ عام طور پر دو لفظ نماز کے اوصاف کے سلسلے میں بولے جاتے ہیں۔ ایک خضوع اور دوسرا خشوع ''خضوع'' کے معنی ہیں: انسان کا اپنے ظاہری اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دینا۔ اور ''خشوع'' کے معنی ہیں: انسان کا اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر دینا۔ نماز میں دونوں چیزیں مطلوب ہیں یعنی نماز میں خضوع بھی ہونا چاہئے اور خشوع بھی ہونا چاہئے۔

میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اپنی عمر کے آخری دور میں فرمایا کرتے تھے کہ آج مجھے قرآن وحدیث اور فقہ پڑھتے پڑھاتے ہوئے اور فتاویٰ لکھتے ہوئے ساٹھ سال ہو گئے ہیں اور ان کاموں کے علاوہ کوئی اور مشغلہ نہیں ہے لیکن ساٹھ سال گزرنے کے بعد اب بھی بعض اوقات نماز میں ایسی صورت پیش آ جاتی ہے کہ مجھے پتہ نہیں چلتا کہ اب میں کیا کروں؟ پھر نماز کی کتاب اٹھا کر دیکھنی پڑھتی ہے کہ میری نماز درست ہوئی یا نہیں؟ میرا تو یہ حال ہے، لیکن میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ ساری عمر نماز پڑھتے چلے جا رہے ہیں اور کبھی کسی وقت دل میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میری نماز سنت کے مطابق ہوئی یا نہیں؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہوئی یا نہیں؟ کبھی ذہن میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ذہنوں میں اس بات کی اہمیت ہی نہیں کہ اپنی نمازوں کو سنت کے مطابق بنائیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ آدمی سب سے پہلے نماز کا طریقہ درست کرے۔

نماز کے مقدمات میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ''طہارت'' رکھی ہے ہر نماز کے لئے طہارت اور پاکی حاصل کرنا ضروری ہے۔ مفتاح الصلوۃ الطھور.

طہارت کا سلسلہ ''استنجاء'' سے شروع ہوتا ہے اور استنجاء کرنے کو واجب قرار دیا گیا ہے اور اس کے بارے میں یہ کہا گیا کہ انسان استنجاء کے وقت طہارت حاصل کرنے کا اچھی طرح اطمینان حاصل کرے اور اگر پیشاب کے بعد قطرے آنے کا خطرہ ہو تو اس وقت تک انسان فارغ نہ ہو جب تک قطرہ آنے کا خطرہ ہو۔

استنجا کے بعد وضو ہے

یہ وضو بھی بڑی عجیب وغریب چیز ہے، حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان وضو کرتا ہے اور وضو میں اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے نتیجے میں آنکھوں سے کئے ہوئے تمام صغیرہ گناہ اللہ تعالیٰ دھودیتے ہیں، اسی طرح جس وقت انسان ہاتھ دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہاتھوں سے کئے ہوئے صغیرہ گناہ دھودیتے ہیں اور جس وقت وہ پاؤں دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاؤں سے کئے ہوئے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ اور جو چار اعضاء وضوء میں دھوئے جاتے ہیں عام طور پر یہی چار اعضاء انسان کو گناہ کی طرف لے جاتے ہیں انہی اعضاء کے ذریعہ گناہ سرزد ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ جب بندہ نماز کے لئے میرے دربار میں حاضر ہو تو اس سے پہلے وہ گناہوں سے پاک ہو چکا ہو، اس کے ہاتھ، اس کا چہرہ، اس کے پاؤں گناہوں سے پاک ہو گئے ہوں۔

لیکن ہماری غلطی سب سے پہلے وضو سے شروع ہوتی ہے، جب ہم وضو کرنے بیٹھے تو دنیا کے سارے خرافات وضو کے دوران چلتے رہتے ہیں۔ بات چیت ہورہی ہے، گپ شپ ہورہی ہے۔ ہواس باختہ حالت میں وضو کررہے ہیں، بس جلدی میں اپنا فرض نبھایا اور فارغ ہو گئے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس وضو کے فوائد وثمرات حاصل نہیں ہوتے۔ ان چیزوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

قبولیت نماز کی نشانی

فرمایا: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ اگر ایک حاضری میں بادشاہ ناراض ہو جائے تو کیا دوسری حاضری میں وہ دربار میں گھسنے دے گا؟ ہرگز نہیں۔

بس جب تم ایک مرتبہ نماز کے لئے مسجد میں آ گئے اس کے بعد پھر توفیق ہوئی تو سمجھ لو کہ پہلی نماز قبول ہو گئی اور تم مقبول ہو۔ (ملفوظ حضرت تھانویؒ بحوالہ انمول خزانہ)

نماز کا تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ جب وضو کر کے مسجد میں آ ؤ تو مسجد میں جماعت سے کچھ دیر پہلے پہنچ جاؤ اور تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء کی نیت سے دو رکعت ادا کرو، یہ دو رکعت واجب یا سنت مؤکدہ نہیں ہیں۔لیکن بڑی فضیلت والی ہیں۔

ہر وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے میں دو منٹ خرچ ہوتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے اتنی بڑی فضیلت عطا فرمائی اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے، البتہ اگر آدمی بھول کر بیٹھ گیا اور بعد میں یاد آیا تو اس وقت پڑھ لے۔اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔لیکن افضل یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔یہ نماز کی تیسری تمہید ہے۔

نماز کا چوتھا مقدمہ یہ ہے کہ ہر فرض نماز سے پہلے کچھ رکعتیں سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ رکھی گئی ہیں۔مثلاً فجر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر سے پہلے چار رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں اور عصر سے پہلے اور عشاء سے پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ رکھی گئی ہیں۔مغرب کی نماز کو چونکہ جلدی پڑھنے کا حکم ہے اس لئے مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کی اتنی فضیلت نہیں ہے۔لیکن بعض روایات میں اس وقت بھی دو رکعتیں ثابت ہیں۔لہٰذا فرض نماز سے پہلے جو نمازیں پڑھی جا رہی ہیں وہ بھی مقدمات میں سے تمہید ہیں۔

چاروں مقدمات پر عمل کے بعد خشوع کا حصول

ان چاروں مقدمات سے گزرنے کے بعد جب فرض نماز میں شامل ہو گا تو اس کو وہ شکایت پیش نہیں آئے گی جو عام طور پر لوگوں کو پیش آتی ہے کہ جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ہمارا دل کہیں ہوتا ہے اور دماغ کہیں ہوتا ہے اور حواس باختہ حالت میں نماز ادا ہوتی ہے۔اذان اور فرض نماز کے درمیان جو پندرہ منٹ یا زیادہ کا وقفہ رکھا جاتا ہے یہ وقفہ اس لئے رکھا جاتا ہے تاکہ اس وقفہ کے دوران انسان یہ تمہیدات پوری کرے، یعنی اطمینان سے وضو کرے، پھر تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد

اطمینان سے ادا کرے اور پھر سنتیں ادا کرے۔ ان سب تمہیدات کے بعد جب فرض نماز کے لئے کھڑا ہوگا تو ان شاء اللہ تعالیٰ خشوع، یکسوئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ حاصل ہوگی۔ ان تمہیدات میں چند منٹ صرف ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی وجہ سے ہماری نمازیں درست ہوجائیں گی اور اس کے نتیجے میں صلاح فلاح حاصل ہوجائے گی۔

ان تمہیدات کو انجام دینے کے بعد پھر بھی فرض نماز میں خیالات آتے ہیں تو اس صورت میں بالکل گھبرانا نہیں چاہئے۔ اگر وہ خیالات غیر اختیاری طور پر آرہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں معاف ہیں۔ بعض لوگ ان خیالات کی وجہ سے اس نماز کی ناقدری کرنا شروع کردیتے ہیں، چنانچہ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری نماز کیا ہے؟ ہم تو ٹکریں مارتے ہیں، بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری نماز بالکل بیکار ہے۔ اس لئے کہ اس میں تو خیالات بہت آتے ہیں اور خشوع بالکل نہیں ہوتا۔

یاد رکھئے! یہ سب ناقدری کی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں پسند نہیں ارے یہ تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نماز پڑھنے کی توفیق تو ہوئی، بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہونے کی توفیق تو ملی، پہلے اس توفیق اور نعمت پر شکر ادا کرو کہ ان کے دربار میں آکر نماز ادا کرلی نہ جانے کتنے لوگ ہیں جو اس نعمت سے محروم ہیں، اگر ہم بھی محروم ہوگئے ہوتے تو کتنی بڑی محرومی کی بات ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے حاضری کی جو توفیق عطا فرمادی یہ کوئی معمولی نعمت نہیں۔

قبول ہو کہ نہ ہو پھر بھی ایک نعمت ہے
وہ سجدہ جس کو تیرے آستاں سے نسبت ہے

تیرے آستانے پر سر ٹیکنے کا ایک ظاہری موقع جو مل گیا یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے لہٰذا اس پر شکر ادا کرو۔ البتہ اپنی طرف سے جو کوتاہی ہوئی ہے اور خشوع حاصل نہیں ہوا، خیالات آتے رہے اس پر استغفار کرو۔

نیت کا مطلب: نیت نام ہے دل کے ارادہ کرنے کا، بس آگے زبان سے نیت کرنا کوئی ضروری نہیں۔ چنانچہ آج بہت سے لوگ نیت کے خاص الفاظ زبان سے ادا کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں مثلاً چار رکعت نماز فرض، وقت ظہر کا، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف،

پیچھے پیش امام کے، واسطے اللہ تعالیٰ کے اللہ اکبر۔ زبان سے یہ نیت کرنے کو لوگوں نے فرض و واجب سمجھ لیا ہے، گویا اگر کسی نے یہ الفاظ نہ کہے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔ یہاں تک دیکھا گیا کہ امام صاحب رکوع میں ہیں، مگر وہ صاحب اپنی نیت کے تمام الفاظ ادا کرنے میں مصروف ہیں اور اس کے نتیجے میں رکعت بھی چلی جاتی ہے، حالانکہ یہ الفاظ زبان سے ادا کرنا کوئی ضروری اور فرض وواجب نہیں، جب دل میں یہ ارادہ ہے کہ فلاں نماز امام صاحب کے پیچھے پڑھ رہا ہوں، بس یہ ارادہ کافی ہے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا طریقہ

اسی طرح جب تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہیں تو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ ان کو سنت کے مطابق اٹھائیں، سنت طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی کا رُخ قبلہ کی طرف ہو اور انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لو کے برابر آجائیں، یہ صحیح طریقہ ہے۔

ہاتھ باندھنے کا صحیح طریقہ

اسی طرح ہاتھ باندھنے کا معاملہ ہے، سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے داھنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر پہنچے کو پکڑ لے اور درمیان کی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ لے اور ناف کے ذرا نیچے ہاتھ باندھ لے۔ یہ مسنون طریقہ۔ اس طریقے پر عمل کرنے سے سنت کی برکت بھی حاصل ہوگی اور نور بھی حاصل ہوگا، اگر اس طریقے کے خلاف ویسے ہی ہاتھ پر ہاتھ رکھ دوگے تو کوئی مفتی یہ نہیں کہے گا کہ نماز نہیں ہوئی، نماز درست ہو جائے گی، لیکن سنت کے طریقے پر عمل نہ ہوگا، بس ذرا سی توجہ اور دھیان کی بات ہے۔

قرأت کا صحیح طریقہ

ہاتھ باندھنے کے بعد ثنا ''سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ'' پڑھے، پھر سورۃ فاتحہ پڑھے اور سورۃ پڑھے۔ ایک نمازی یہ سب چیزیں نماز میں پڑھ تو لیتا ہے لیکن اردو لہجہ میں پڑھتا ہے، یعنی اس کا لب ولہجہ اور اس کی ادائیگی سنت کے مطابق نہیں ہوتی صحیح طریقہ یہ ہے کہ قرآن

کریم کو تجوید کے ساتھ اور اس کے ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج سے ادا کیا جائے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تجوید اور قرأت سیکھنا بڑا مشکل کام ہے، حالانکہ اس کا سیکھنا کچھ مشکل نہیں، کیونکہ قرآن کریم میں جو حروف استعمال ہوئے ہیں، وہ کل ۲۹ حروف ہیں اور ان میں سے اکثر حروف ایسے ہیں جو اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں، ان کو صحیح طور پر ادا کرنا تو بہت آسان ہے، البتہ صرف آٹھ دس حروف ایسے ہیں جن کی مشق کرنی ہوگی، مثلاً یہ کہ ''ث'' کس طرح ادا کیا جائے۔ ''ح'' کس طرح ادا کی جائے اور ''ض'' اور ''ظ'' میں کیا فرق ہے۔ اگر آدمی ان چند حروف کی کسی اچھے قاری سے مشق کرلے کہ جب ''ح'' ادا کرے تو ''ہ'' زبان سے نہ نکلے، کیونکہ ہمارے یہاں ''ح'' اور ''ہ'' کی ادائیگی میں فرق نہیں کیا جاتا، لیکن عربی زبان میں دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے، بعض اوقات ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھ لینے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ اس لئے ان حروف کی مشق کرنا ضروری ہے۔

خلاصہ: اپنے محلے کی مسجد کے امام صاحب یا قاری صاحب کے پاس جاکر چند دن تک مشق کرلیں گے تو ان شاء اللہ تمام حروف کی ادائیگی درست ہوجائیگی اور نماز سنت کے مطابق ہوجائیگی۔

رکوع کا مسنون طریقہ

جب آدمی رکوع میں جائے تو اس کی کمر سیدھی ہوجائے، اور ہاتھ کی انگلیوں کو کھول کر گھٹنے پکڑ لینے چاہئیں، اور گھٹنے بھی سیدھے ہونے چاہئیں اس میں بھی خم نہ ہو، اور ڈھیلے ڈھالے نہ ہوں، بلکہ کسے ہوئے ہوں، یہ رکوع کا سنت طریقہ ہے۔

''قومہ'' کا مسنون طریقہ

رکوع کے بعد جب آدمی ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے ہوئے کھڑا ہوتا ہے، اس کو ''قومہ'' کہا جاتا ہے اس قومہ کی ایک سنت آج کل چھوٹ گئی ہے، وہ یہ کہ اس قومہ میں بھی آدمی کو کچھ دیر کھڑا ہونا چاہئے، یہ نہیں کہ ابھی پوری طرح کھڑے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ سجدے میں چلے گئے۔

''قومہ'' کی دعا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قومہ میں یہ الفاظ پڑھا کرتے تھے۔

رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْهِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی

ایک صاحب کی نماز کا واقعہ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، ایک صاحب آئے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنی شروع کردی، لیکن نماز اس طرح پڑھی کہ رکوع میں گئے تو ذرا سا اشارہ کر کے کھڑے ہو گئے اور قومہ میں ذرا سے اشارہ کر کے سجدہ میں چلے گئے اور سجدہ میں گئے تو ذرا سی دیر میں سجدہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے جلد جلد ارکان ادا کر کے نماز مکمل کرلی، اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ صاحب اٹھ کر گئے اور دوبارہ نماز پڑھی۔ لیکن دوبارہ بھی اسی طرح نماز پڑھی جس طرح پہلی مرتبہ پڑھی تھی، اس لئے کہ ان کو اسی طرح پڑھنے کی عادت پڑی ہوئی تھی، نماز پڑھنے کے بعد پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ:

جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے یہی بات ارشاد فرمائی تو ان صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے بتا دیجئے کہ میں نے کیا غلطی کی ہے، اور مجھے کس طرح نماز پڑھنی چاہئے؟ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز کا صحیح طریقہ بتایا۔

اطمینان سے نماز ادا کرو

بہر حال! ایک طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طلب کا انتظار تھا کہ جب ان کے اندر طلب پیدا ہو تو ان کو بتایا جائے۔ دوسری طرف یہ بات تھی کہ آپ نے سوچا کہ جب یہ دو

تین مرتبہ نماز دھرائیں گے اور اس کے بعد نماز کا صحیح طریقہ سیکھیں گے تو وہ طریقہ دل میں زیادہ پیوست ہوگا اور اس بتانے کی اہمیت زیادہ ہوگی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ان کو نماز پڑھنے کا حکم دیا، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز کی تعلیم دی۔

نماز واجب الاعادہ ہوگی

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحب سے فرمایا کہ جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر رکوع میں یا قومہ میں یا سجدہ میں اس قسم کی کوتاہی رہ جائے تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ لہٰذا اگر رکوع کے اندر کمر سیدھی نہیں ہوئی، یا قومہ کے اندر کمر سیدھی نہیں ہوئی اور بس اشارہ کر کے آدمی اگلے رکن میں چلا گیا جیسا کہ بہت سے لوگ کرتے ہیں تو اس حدیث کی رو سے نماز واجب الاعادہ ہے۔ اس لئے اس کا بہت اہتمام کرنا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ قومہ میں بھی اتنا ہی وقت لگائے جتنا وقت رکوع میں لگایا ہے۔

قومہ کا ایک ادب

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے قومہ میں کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر کھڑے رہے کہ ہمیں یہ خیال ہونے لگا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول تو نہیں گئے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع لمبا فرمایا تھا اس لئے قومہ بھی لمبا فرمایا اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے۔ یہ قومہ کا ادب ہے۔

سجدہ میں جانے کا طریقہ

سجدہ میں جانے کا طریقہ یہ ہے آدمی سیدھا سجدے میں جائے، یعنی سجدے میں جاتے وقت کمر کو پہلے سے نہ جھکائے جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں اس وقت تک اوپر کا بدن بالکل سیدھا رہے، البتہ جب گھٹنے زمین پر رکھ دے اس کے بعد اوپر کا بدن آگے کی طرف جھکاتے ہوئے سجدے میں چلا جائے، یہ طریقہ زیادہ بہتر ہے۔

سجدہ میں جانے کی ترتیب

سجدہ میں جانے کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے گھٹنے زمین پر لگنے چاہئیں، اس کے بعد ہتھیلیاں، اس کے بعد ناک اس کے بعد پیشانی زمین پر ٹکنی چاہئے۔

اور سجدہ کرتے وقت یہ سب اعضاء بھی سجدے میں جاتے ہیں، لہٰذا سجدہ دو ہاتھ، دو گھٹنے، دو پاؤں، ناک اور پیشانی یہ سب اعضاء سجدے میں جانے چاہئیں اور زمین پر ٹکنے چاہئیں۔ بکثرت لوگ سجدے میں پاؤں زمین پر نہیں ٹیکتے، پاؤں کی انگلیاں اوپر رہتی ہیں اگر پورے سجدے میں ایک لمحہ کے لئے بھی انگلیاں زمین پر نہ ٹکیں تو سجدہ ہی نہیں ہوگا اور نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر ایک لمحہ کے لئے بھی ''سبحان اللہ'' کہنے کے بقدر انگلیاں زمین پر ٹک گئیں تو سجدہ اور نماز ہو جائے گی، لیکن سنت کے خلاف ہوگی۔ کیونکہ سنت یہ ہے کہ پورے سجدے میں دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین پر ٹکی ہوئی ہوں، اور ان انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

نماز مؤمن کی معراج ہے

نماز مؤمنین کی معراج ہے۔ کیونکہ ہمارے اور آپکے بس میں یہ تو نہیں ہے کہ ساتوں آسمانوں کو عبور کر کے ملأ اعلیٰ میں پہنچ جائیں اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچیں۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہر مؤمن کو یہ معراج عطا ہوگئی کہ سجدے میں جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤ۔ لہٰذا یہ سجدہ معمولی چیز نہیں۔ اسلئے اس کو قدر سے کرو۔

سجدہ میں کہنیاں کھولنا

سجدہ میں تمہارے اعضاء، اسی طرح ہونے چاہئیں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا کرتے تھے، وہ اس طرح کہ کہنیاں پہلو سے جدا ہوں۔ البتہ کہنیاں پہلو سے الگ ہونے کے نتیجے میں برابر والے نمازی کو تکلیف نہ ہو۔ اور سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہے، زیادہ کی توفیق ہو تو پانچ مرتبہ، سات مرتبہ، گیارہ مرتبہ کہے، اور محبت، عظمت اور قدر سے یہ تسبیح پڑھے۔

جلسہ کی کیفیت

جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا) میں کچھ دیر اطمینان سے بیٹھنا چاہئے، یہ نہ کریں کہ بیٹھتے ہی فوراً دوبارہ سجدے میں چلے گئے۔

اخلاص حاصل کرنے کا طریقہ

اخلاص یہ ہے کہ کوئی غرض نفسانی نہ ہو صرف رضاء حق مطلوب ہو اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی کام کرنا ہو تو پہلے یہ دیکھ لیجئے کہ میں یہ کام کیوں کرتا ہوں اگر کوئی بات فاسد نظر آئے تو اسے قلب سے نکال ڈالے اور نیت خالص خدا کے لئے کرنی چاہئے۔ (ملفوظ حکیم الامت تھانویؒ بحوالہ دوائے دل)

رکوع اور سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیاں

جب آدمی رکوع میں ہو تو ہاتھ کی انگلیاں کھلی ہونی چاہئیں، اور گھٹنوں کو انگلیوں سے پکڑ لینا چاہئے اور سجدہ کی حالت میں مسنون یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیاں بند ہوں اور ہاتھ اس طرح رکھے جائیں کہ چہرہ ہاتھوں کے درمیان آ جائے اور ہتھیلیاں کندھوں کے قریب ہوں انگوٹھے کانوں کی لو کے سامنے ہوں اور کہنیاں پہلو سے علیحدہ ہوں، ملی ہوئی نہ ہوں۔

التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ

جب آدمی التحیات میں بیٹھے تو التحیات میں بیٹھتے وقت دایاں پاؤں کھڑا ہو اور اس پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو اور بایاں پاؤں بچھا کر آدمی اس کے اوپر بیٹھ جائے۔ اور ہاتھ کی انگلیاں رانوں پر اس طرح رکھی ہوئی ہوں کہ ان کا آخری سر گھٹنوں پر آ رہا ہو۔ انگلیوں کو گھٹنوں سے نیچے لٹکانا اچھا نہیں ہے۔

سلام پھیرنے کا طریقہ

سلام پھیرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب دائیں طرف سلام پھیرے تو پوری گردن دائیں طرف موڑ لی جائے اور اپنے کندھوں کی طرف نظر کی جائے اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت پوری گردن بائیں طرف پھیر دی جائے اور بائیں کندھوں کی طرف نظر کی جائے یہ چند چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ اگر ان باتوں کا خیال کرلیا جائے تو نماز سنت کے مطابق ہوجاتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کا نور حاصل ہوجاتا ہے۔ اس کی برکات حاصلہ ہوتی ہیں اور اس کے ذریعہ نماز کے اندر خشوع حاصل ہونے میں بھی مدد ملتی ہے۔ اور ان باتوں میں زیادہ وقت لگتا ہے نہ زیادہ محنت صرف ہوتی ہے، نہ پیسہ خرچ ہوتا ہے لیکن اس کے نتیجے میں نماز سنت کے مطابق ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

ہر چیز اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کر رہی ہے

لہٰذا جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوا ہو تو اس وقت اس بات کا تصور کرے کہ میرے سامنے جتنی چیزیں ہیں وہ سب اللہ جل شانہ کی ذات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ یہ روشنی جو نظر آرہی ہے اس کے پیچھے سورج ہے، لیکن سورج کے پیچھے کون ہے؟ سورج کس نے پیدا کیا؟ اور اس کے اندر روشنی کس نے رکھی؟ یہ سب اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور وجود پر دلالت کر رہی ہیں۔ لہٰذا نماز کے اندر آدمی یہ تصور باندھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں، اور اللہ جل جلالہ مجھے دیکھ رہے ہیں اور اللہ جل جلالہ کے میرے سامنے ہونے کا ایسا یقین ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں، یہ تصور جما کر نماز پڑھ کر دیکھو کہ کیا کیفیت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ کیفیت فرمادے۔ آمین۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح نماز پڑھو کہ گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

خشوع کی پہلی سیڑھی

اگر خشوع حاصل کرنا ہے تو پہلا کام یہ کرو کہ جب نماز پڑھنا شروع کرو تو زبان سے جو الفاظ ادا کر رہے ہو دھیان اس کی طرف ہو، انسان کی خاصیت یہ ہے کہ ایک غیر مرئی چیز جو آنکھوں سے نظر نہیں آ رہی ہے اس کی طرف دھیان جمانا شروع میں دشوار ہوتا ہے لیکن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خشوع حاصل کرنے کی پہلی سیڑھی یہ ہے کہ الفاظ کی طرف دھیان جماؤ۔

خشوع کی دوسری سیڑھی

دوسری سیڑھی یہ ہے کہ ان الفاظ کے معنی کی طرف دھیان کرو، جس وقت زبان سے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ '' ادا کیا تو اس کے معنی کی طرف دھیان کرو تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے اور ان الفاظ کے ذریعہ میں اللہ جل شانہ کی تعریف کر رہا ہوں۔ جب ''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ '' ادا کرو تو اس وقت دل میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کا تصور دل میں ہو کہ اللہ تعالیٰ رحمٰن بھی ہیں اور رحیم بھی ہیں۔ جس وقت ''مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ '' ادا کرو اس وقت یہ دھیان کرو میں اللہ جل شانہ کو قیامت کے دن کا مالک قرار دے رہا ہوں۔ جس وقت ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ '' زبان سے ادا کرو اس وقت اس کے معنی کو ذہن میں لائے کہ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور جس وقت ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ '' کہا اس وقت یہ معنی ذہن میں مستحضر کرے کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہا ہوں کہ اے اللہ! مجھے صراط مستقیم عطا فرما دے، جس وقت ''صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ '' اس وقت یہ معنی ذہن میں لائے کہ اے اللہ! مجھے ان لوگوں کا راستہ دکھا دے جس پر آپ نے انعام فرمایا، اور ان لوگوں کا راستہ مجھے نہیں چاہئے جن پر آپ کا غضب ہوا۔ اور جو گمراہ ہوئے۔

لہٰذا پہلے الفاظ کی طرف دھیان کرے، پھر معنی کی طرف دھیان کرے، بہر حال! اپنی طرف سے نماز کے اندر اس بات کی کوشش کی جائے کہ دھیان ان چیزوں کی طرف رہے۔ جب ان چیزوں کی طرف دھیان رہے گا تو پھر جو ادھر ادھر کے خیالات آتے ہیں وہ انشاء اللہ ختم ہو جائیں گے۔

نماز میں خیالات آنے کی بڑی وجہ

پھر یہ بھی عرض کردوں کہ جو دوسرے خیالات آتے ہیں اس کی بہت بڑی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ہم وضو ڈھنگ سے نہیں کرتے، سنت کے مطابق نہیں کرتے، حواس باختہ حالت میں ادھر ادھر باتیں کرتے ہوئے وضو کرلیا۔ آدمی اطمینان سے وضو کر کے ایسے وقت میں مسجد میں آئے جبکہ نماز کھڑی ہونے میں کچھ وقت ہو اور مسجد میں آکر آدمی پہلے سنت اور نفل ادا کرلے کیونکہ یہ سنت اور نفل جو نماز سے پہلے رکھی گئی ہے، یہ درحقیقت فرض نماز کی تمہید ہیں تاکہ فرض نماز سے پہلے ہی اس کا دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف ہوجائے اور اِدھر اُدھر کے خیالات آنا بند ہوجائیں۔ ان سب آداب کا لحاظ کر کے آدمی نماز پڑھے گا تو پھر دوسرے خیالات نہیں آئیں گے۔

خشوع حاصل کرنے کیلئے مشق اور محنت

یاد رکھیے اس دنیا کے اندر کوئی بھی مقصد بغیر محنت اور مشق کے حاصل نہیں ہوسکتا، جو کام بھی کرنا ہو اس کے لئے مشق کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح خشوع حاصل کرنے کے لئے کچھ محنت اور مشق کرنی پڑتی ہے۔ وہ مشق یہ ہے کہ انسان یہ ارادہ کرلے کہ جب نماز پڑھیں گے تو اپنا دھیان ان الفاظ کی طرف رکھیں گے جو الفاظ زبان سے ادا کر رہے ہیں اور اگر ذہن بھٹکے گا تو دوبارہ ان الفاظ کی طرف واپس آجائیں گے، پھر بھٹکے گا تو پھر واپس آجائیں گے، جتنی مرتبہ بھٹکے گا اتنی مرتبہ واپس آئیں گے۔

تیسری سیڑھی اللہ تعالیٰ کا دھیان

جب یہ بات حاصل ہوجائے تو اس کے بعد تیسری سیڑھی پر قدم رکھنا ہے وہ تیسری سیڑھی یہ ہے کہ نماز کے اندر اس بات کا دھیان ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور جب یہ دھیان حاصل ہوجائے گا تو بس مقصد حاصل ہے۔ انشاء اللہ۔ یہ ہے خلاصہ خشوع حاصل کرنے کا جس کی طرف قرآن کریم نے اس آیت میں ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ . الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ

یعنی وہ مؤمن جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنیوالے ہیں، وہ فلاح یافتہ ہیں۔ ہم نے ان کو دنیا و آخرت میں فلاح دے دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنی رحمت سے ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نمازوں میں خشوع پیدا فرمادے، اور اللہ تعالیٰ ہمارے دھیان کو مجتمع فرمادے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔ (اصلاحی خطبات سے انتخاب)

نماز میں خواتین کی غفلت... نماز اپنے وقت پر

جو خواتین نماز پڑھتی ہیں وہ عموماً وقت پر نہیں پڑھتیں۔ دیر سے پڑھتی ہیں۔ ایک بار میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ائیر پورٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں سے سوار ہونا تھا۔ میرے پیچھے جو کرسیوں کی قطار تھی ان پر ایک مرد اور اس کے ساتھ ایک خاتون بیٹھی تھی۔ وہ خاتون بار بار بہت افسوس سے یہ کہہ رہی تھی "ہم نے اب تک عصر کی نماز نہیں پڑھی" یہ سُن کر میرے دل پر ایک چوٹ لگی کہ یا اللہ! تمام خواتین کو ایسا دل عطا فرمادے۔ لہٰذا بلا وجہ زیادہ تاخیر کرنا سستی وغفلت کی علامت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز دیر سے پڑھنے کو منافق کی علامت قرار دیا ہے۔

غرض جیسے ہی اذان ہو خواتین کو چاہیے کہ فوراً نماز شروع کردیں۔ کیونکہ یہ خطرہ ہے کہ اگر کام میں لگ گئیں نماز یاد ہی نہیں رہی اور ادھر وقت نکل گیا۔

اذان کا احترام

جیسے اذان شروع ہو فوراً خاموش ہو جائے حتیٰ کہ اگر تلاوت میں مشغول ہیں۔ تو تلاوت بھی چھوڑ دیجئے۔ بچپن میں خواتین کو دیکھا کہ اگر کسی خاتون کے سر سے ڈوپٹہ سرک گیا تو اذان کی آواز سنتے ہی فوراً سر ڈھانپ لیتیں۔ اذان کے دوران اگر کوئی بچہ بولا یا کسی نے بات شروع کی تو ہر طرف سے آوازیں شروع ہو جاتیں۔ خاموش! خاموش، اذان ہو رہی ہے۔ مگر آج کیا حالت ہے سب کو معلوم ہے۔ کچھ معلوم نہیں اذان کب شروع ہوئی کب ختم ہوئی۔

پاکی کے فوراً بعد نماز

ایک مسئلہ خواتین کا یہ ہے کہ ماہواری ختم ہونے کے بعد فوراً نماز شروع نہ کرنے کا ہے۔ ماہواری ختم ہونے کے بعد کب نماز فرض ہوتی ہے اس بارے میں بڑی غفلت پائی جاتی ہے دوسرے عورتوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ ولادت کے بعد چالیس دن تک نماز معاف ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اگر چالیس روز سے پہلے ہی خون بند ہو گیا تو بند ہوتے ہی فوراً نماز فرض ہو گئی۔ یعنی زیادتی کی مدت تو چالیس دن ہے مگر کمی کی کوئی مدت نہیں۔ مہینہ، ہفتہ اور ایک دن بھی ہو سکتا ہے نیز اگر چالیس دن کے بعد بھی خون آتا رہا تو اس کا اعتبار نہیں۔ یہ بیماری کی وجہ سے ہے۔ جسے استحاضہ کہتے ہیں۔ اس دوران نماز پڑھنا فرض ہے۔ جبکہ بظاہر اچھی اچھی دیندار عورتیں بھی اس کوتاہی کا شکار ہیں خود کو نماز کا پابند سمجھتی ہیں مگر ایسے مواقع میں کئی نمازیں ضائع کر دیتی ہیں۔ اس کے ساتھ خواتین میں جو مرض ہے سیلان الرحم۔ اس بارے میں خواتین یہی سمجھتی ہیں کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ خوب سمجھ لیں کہ یہ پانی نجس ہے۔ بہشتی زیور میں رطوبتِ فرج کی طہارت کے بارے میں جو اختلاف لکھا ہے وہ فرج کی مقامی رطوبت کے بارے میں ہے۔ جبکہ سیلان الرحم کا پانی اُوپر رحم سے اترتا ہے۔ وہ بالاتفاق نجس ہے۔ خواتین بہشتی زیور کے مسئلے کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے اپنی نمازیں ضائع کر رہی ہیں۔

باریک لباس میں نماز

اس بارے میں بھی عورتوں میں بہت غفلت پائی جاتی ہے ایسا لباس جس میں سے جسم کا رنگ نظر آتا ہو یا ایسی چادر جس میں سے بالوں کا رنگ نظر آتا ہو۔ اسے پہن کر نماز نہیں ہوتی۔ ایک لڑکی کا یہاں دارالافتاء سے اصلاحی تعلق ہے۔ اُس نے اپنے حالات میں بتایا کہ اس کی والدہ نماز کی پابند ہیں۔ لیکن جارجٹ کا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھتی ہیں۔ اس نے اُنہیں بتایا کہ اس دوپٹے سے آپ کی نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ دوپٹے میں سے بالوں کا رنگ صاف نظر آتا ہے۔ اس کی والدہ نے موٹے کپڑے کا دوپٹہ بنالیا لیکن اس میں ہاتھ گٹوں تک نہیں ڈھکتے تھے۔ اس نے والدہ سے کہا کہ اس میں بھی آپ کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ جتنا جسم نماز میں ڈھکنے کا حکم ہے وہ نہیں ڈھک رہا۔ بہر حال اُنہوں نے پھر نماز کیلئے موٹے کپڑے کی بڑی چادر بنالی۔

نماز میں جلدی

نماز سے اس قدر بے اعتنائی عام ہوگئی ہے کہ نماز پڑھتی بھی ہیں تو جلدی سے جلدی نمٹانے کی کوشش کرتی ہیں۔ جو نماز آہستہ قرأت سے پڑھ کر اتنی جلدی نمٹاتی ہیں۔ ذرا بلند آواز سے پڑھ کر سنائیں۔ کچھ پتہ تو چلے۔ بہر حال نماز اطمینان سے پڑھنا چاہیے۔

نماز میں ہاتھ ہلانا

نماز میں ہاتھ ہلانا بہت سخت گناہ ہے۔ اگر بلا ضرورت ایک بار ہاتھ ہلا دیا تو وہ مکروہ تحریمی ہے۔ یہ مرض بہت عام ہے۔ مدت العمر ایسی نمازیں پڑھتی رہیں ہیں۔ ایسی عادت ہوگئی ہے کہ پتا بھی نہیں چلتا۔ یہ سوچا کریں کہ کس کے دربار میں کھڑے ہیں۔ دنیا میں کسی چھوٹے سے چھوٹے دربار میں پہنچ جائیں تو ہمہ تن ایسے متوجہ ہوتے ہیں کہ کیا مجال ہے کہ ذرا بھی حرکت ہو جائے۔ اگر اللہ کی عظمت، اللہ کے دربار کی عظمت مسلمانوں کے دل میں ہوتی تو یہ کیسے بار بار ہاتھ ہلاتا۔

بچوں کو جب نماز سکھائی جاتی ہے تو انہیں یہ نہیں بتایا جاتا ہے کہ نماز میں حرکت نہ کریں اس وجہ سے ہاتھ ہلانے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ لہٰذا جب بچوں کو نماز سکھائیں تو انہیں بتائیں کہ نماز کے دوران کسی عضو میں کسی قسم کی حرکت نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز پورے آداب کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (خلاصہ وعظ حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ)

مخالف کے پیچھے نماز

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ کسی کو کسی کے ساتھ مخالفت ہے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

اس پر ارشاد فرمایا: ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا تھا کہ آپ سے جتنے لوگوں نے بغاوت کی ہے وہ لوگ نماز پڑھاتے ہیں، ہم ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا ''نماز اچھی چیز ہے اچھے کام میں شریک رہو بُرے کام میں شریک مت ہو۔ آپ نے دلیل کیسی اچھی بیان کی پھر جب حضرت عثمانؓ کے بُرا کہنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے خود حضرت عثمانؓ کے فتوے سے تو پھر اور لوگوں کے پیچھے کیوں نہ درست ہوگی''۔ (اشرف الاحکام)

نماز کی برکتیں

ایک بزرگ خاتون کا واقعہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عورت نیک بخت تھی اس نے آٹا گوندھ کر خمیری روٹی بنا کر تنور میں لگائی۔ چونکہ نماز کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ اس لئے اسی وقت اس نے نماز شروع کر دی۔ ایسے وقت ابلیس ملعون ایک عورت کی صورت بن کر اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اری روٹی تنور میں جلی جاتی ہے مگر اس نیک بخت عورت نے اس کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھتی رہی۔ جب ابلیس ملعون نے دیکھا کہ اس نے نماز نہیں توڑی اور میرا داؤ نہیں چلا تو اس نے ایک اور زبردست داؤ چلایا۔ وہ یہ کہ اس کا شیر خوار بچہ جو کھیل رہا تھا اس کو اٹھا کر تنور میں پھینک دیا۔ مگر اس پارسا نے نہ نماز کو توڑا اور نہ ہی اس کا دل خدا کی طرف سے ایک بال برابر پھرا۔ خدا کی شان دیکھو کہ اسی وقت اس عورت کا خاوند باہر سے آیا اور دیکھا کہ بچہ تنور میں کھیل رہا ہے اللہ تعالیٰ نے تنور کی آتش کو لعل و عقیق بنا دیا۔ جب یہ خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچی تو اسی وقت آپ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا کہ تو نے کونسا ایسا عمل کیا ہے جس کی برکت سے تجھے یہ کرامت ملی۔ اس نے کہا کہ میرا کوئی ایسا زبردست عمل تو نہیں ہے مگر ہاں ایک عمل کی میں بڑی پابند ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جس وقت میرا وضو ٹوٹتا ہے اسی وقت پھر وضو کر لیتی ہوں شاید اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور اس جانکاہ صدمہ سے محفوظ رکھا اور حق تعالیٰ نے مجھے یہ کرامت بخشی اور جو کوئی حاجت و مراد مجھ سے مانگے وہ بھی خدا تعالیٰ پوری کر دیتا ہے۔ کتاب طبقات میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے موسیٰ! ہمیشہ وضو کے ساتھ رہ۔ جس وقت بے وضو رہے گا اس وقت اگر بلا اور مصیبت تجھ کو پہنچے تو کسی کو ملامت نہ کر اپنے نفس کو ملامت کر کیونکہ بے وضو رہنے کے

سبب سے بلا و مصیبت پہنچتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس ؓ کو فرمایا: وضو سے ہمیشہ رہنے کی اگر قدرت ہو تو ہمیشہ وضو سے رہ۔ کیونکہ ملک الموت جس وقت بندے کی روح قبض کرتا ہے اور وہ بندہ اس وقت اگر وضو سے ہے تو اس کو شہید کا قرب ملتا ہے۔ (راہ جنت)

باجماعت نماز کی اہمیت

1- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باجماعت نماز اکیلے کی نماز سے ۲۷ درجے (ثواب میں) زیادہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

2- نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کرتے ہیں کہ مجھے مسجد نبوی لانے والا کوئی نہیں اس لئے مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیجئے آپ ؐ نے اجازت دے دی پھر جب وہ جانے لگے تو بلا کر پوچھا کہ اذان کی آواز سنتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا پھر تو مسجد میں آیا کرو (رواہ مسلم)

3- دوسری روایت میں ہے کہ ان نابینا صحابی نے عرض کیا کہ مدینہ میں سانپ بچھو اور درندے بہت ہیں، میں نابینا ہوں، کیا مجھے اس کی اجازت ہے کہ میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح سنتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا: پھر مسجد آیا کرو۔ جب ایک معذور کو عذر کے باوجود جماعت کی نماز چھوڑنے کی اجازت نہ ملی تو تندرست کیسے گھر میں بلا جماعت نماز پڑھ سکتا ہے؟

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری عمر کبھی جماعت کو ترک نہ کیا، یہاں تک کہ مرض وفات میں بھی جب چلنے کی طاقت نہ تھی تب بھی آپ دو آدمیوں کے سہارے سے تشریف لے گئے اس وقت آپ ؐ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھائیں۔ پیر گھسیٹے ہوئے مسجد تک اٹھائے۔

جماعت چھوڑنے پر وعید

1- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرا ارادہ ہوا کہ کسی کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو

اذان دلا کر کسی کو اپنی جگہ امامت کیلئے مقرر کر کے ان لوگوں کی طرف جاؤں جو بلا عذر باجماعت نماز کیلئے نہیں آتے اور گھروں سمیت ان کو جلا دوں۔ (بخاری ومسلم)

صفیں سیدھی رکھنے کی تاکید اور اس کا طریقہ

صف بالکل سیدھی بنا کر ایک دوسرے سے اس طرح مل کر کھڑے ہوں کہ درمیان میں بالکل فاصلہ نہ رہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری صفوں کو اس طرح برابر کیا کرتے تھے گویا ان کے ساتھ تیروں کو برابر کر رہے ہوں۔ یہاں تک کہ ہم صفوں کو سیدھا کرنا سیکھ گئے۔ ایک مرتبہ تکبیر شروع ہونے والی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صف کے قریب کھڑے ہوئے اور دیکھا کہ ایک شخص کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے' فرمایا: اے بندگان خدا! اپنی صفوں کو سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اپنی صفوں کو برابر کرو اور کاندھوں کو کاندھوں کے برابر سیدھ میں رکھو اور اپنے بھائیوں کیلئے نرم ہو جاؤ (یعنی اگر تمہارے کاندھے پر کوئی ہاتھ رکھ کر صف سیدھا کرنا چاہے تو اس کا کہنا مانو) اور صف کے درمیان خلاء کو پر کر لیا کرو اس لئے کہ شیطان تمہارے درمیان بھیڑ کے چھوٹے بچے کی مانند آ گھستا ہے (رواہ احمد)

مذکورہ بالا دونوں احادیث سے جس طرح صفوں کو سیدھا رکھنے کی تاکید معلوم ہوئی اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ کاندھوں' اور اسی طرح ٹخنوں کو' برابر کرنے سے صف سیدھی ہو جائے گی۔

نماز میں ہماری غفلتیں

انداز تبلیغ: نئے لوگوں میں اور ناواقف لوگوں میں دین کی بات کہنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بغیر کسی قسم کے خاص تعارف کے اور اثر و رسوخ کے ایسی بات کہہ دی جس کا علم عام مسلمانوں کو نہیں تو لوگ لڑیں گے کہ یہ کیا کہہ دیا۔ فائدہ کی بجائے نقصان ہوگا۔ دوسری صورت

یہ ہے کہ بالکل خاموش بھی نہ رہیں کہ کچھ ہی نہ کہو۔ گونگے شیطان ہی بنے رہو۔ کہنا ہی چھوڑ دیں۔ ایسے بھی نہیں ایسے ذرا سی چلتی سی بات کہہ دیا کریں۔ جسے کہتے ہیں کہ ایسے ہی شوشہ چھوڑ دیا۔ پھر اگر وہ کہے کہ نہیں ایسے نہیں تو آپ زیادہ نہ بولیں۔ بحث ومباحثہ نہ کریں۔ بس اتنا کہہ دیں کہ بھائی علماء سے پوچھ لو۔ دوسری بار کہہ دیں کہ علماء سے پوچھ لو۔ تیسرا جملہ بالکل نہ بولیں۔ پھر کان دبا کر وہاں بیٹھے رہیں گویا کہ آپ سن ہی نہ رہے ہوں۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ وہ آپ کے سامنے قبول نہ کرے شاید بعد میں سوچنے کی توفیق ہو جائے اور اسے ہدایت ہو جائے۔ اسی طرح نماز میں مردوں کی جو غفلتیں پائی جاتی ہیں ان کو آگے چلاتے رہیں۔

صفوں کا درست رکھنا

پہلی صف میں امام کے قریب علماء پھر صلحاء یا کم از کم جس کی صورت اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت جیسی ہو۔ حضرت اقدس مولانا ابرارالحق صاحب ہردوائی دامت برکاتہم نے یہاں دارالافتاء سے یہی مسئلہ پوچھا تو دلائل سے اس کا جواب دینے میں پانچ دن لگ گئے کہ امام کے قریب صف اول میں علماء کا حق ہے۔ یہاں اس مسجد میں اس کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ ایسے صفیں بنائیں۔ جب کبھی سفر سے واپس آتا ہوں پھر مجھے بتانا پڑتا ہے۔ صاحبزادو! صفیں درست کرو۔ اگر کوئی یہ مسئلہ بیان کرے گا تو کہیں گے ارے! یہ مسئلہ تو پہلی بار سنا ہے یہ کہاں سے نکال لیا۔ بات یہ ہے کہ بتانے والے بتاتے نہیں۔ پوچھنے والے پوچھتے نہیں تو مسئلے کا علم کیسے ہو؟ اگر کوئی مسئلہ کسی کو بتایا جاتا ہے تو اتنے تعجب سے کہتے ہیں کہ ہم نے تو کبھی سنا ہی نہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے اللہ کے بندے کا خاندان بیس پشتوں سے علماء کا خاندان ہو۔ ایسے کہہ دیتے ہیں گویا بہت بڑے علما میں رہا ہو۔ ایسے لوگوں کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے

انہوں نے دین کب سیکھا ہے رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

نماز کے مسائل سے لاعلمی

آج کے مسلمان شریعت کے ایک ایک حکم سے غفلت برتتے ہیں حتیٰ کہ اسلام کے بنیادی ارکان سے متعلق مسائل کا بھی علم نہیں۔ نماز جو دن میں پانچ بار پڑھی جاتی ہے مسلمانوں کو یہ معلوم نہیں کہ اس کا طریقہ کیا ہے۔ کتنی نمازیں غلط طریقے سے پڑھ کر پھر آخر میں کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو ساٹھ سال تک نمازیں ایسے ہی پڑھی ہیں اب کیا کریں؟ بس اب قضا کریں اور کیا کریں۔ جو نماز پڑھتے ہی نہیں تو ان کا قصہ ہی الگ ہے لیکن جو نمازی ہیں نماز پڑھتے ہیں اور نمازیں نہیں ہو رہیں۔

کسی نے بتایا کہ ہم فرض نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھتے رہتے ہیں۔ دوسری سورت نہیں ملاتے۔ معلوم نہیں کتنی مدت گزر گئی۔ ارے یہ جو نمازی لوگ ہیں ان کا حال یہ ہے کسی نے بتایا کہ وہ التحیات کے بارے میں نہیں جانتے تھے کہ عبدہٗ و رسولہٗ تک پڑھا جائے۔ ورنہ اس سے پہلے والطیبٰت تک پڑھتا تھا۔ خوب یاد رکھیں جہالت عذر نہیں۔ کوئی ساٹھ سال تک پڑھے یا سو سال تک۔ ساری عمر اگر (غلط) پڑھتا رہے تو اس کی ایک نماز بھی نہیں ہوگی۔ سب نمازیں لوٹائے۔ (نماز کے ضروری مسائل سے واقفیت کے لئے بہشتی زیور حصہ دوم کا پڑھنا ضروری ہے)

وضو نہ ٹھہرنا

ٹیلی فون پر جو لوگ مسائل پوچھتے ہیں تو اس میں ایک بات بہت زیادہ پوچھی جاتی ہے کہ وضو نہیں ٹھہرتا۔ آج کل مسلمان کھائے بغیر تو رہتا نہیں۔ بار بار کھاتا رہتا ہے۔ خاص طور پر آئس کریم اور کیک وغیرہ یہ چیزیں تو معدے کو بہت نقصان پہنچاتی ہیں۔ وضو نہ ٹھہرنے کی تین وجوہات ہیں۔ ضرورت سے زیادہ کھاتے پیتے ہیں۔ دوسرے دو خوراکوں کے درمیان وقفہ بہت کم رکھتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ مرغن غذائیں کھاتے ہیں۔

دوسری شکایت ٹیلی فون پر لوگ یہ کرتے ہیں کہ قطرہ نکل جاتا ہے۔ اس کی وجہ بے پردگی (نظروں کی حفاظت نہ کرنا) ہے۔ ایک تو لوگ اپنی عورتوں کو پردہ نہیں کراتے دوسرے جو ہیں وہ دیکھنے سے باز نہیں آتے۔ (اس وجہ سے قطرہ نکلنے کی شکایت عام ہے)

نماز میں خیالات کا آنا

نماز میں جب کھڑے ہوتے ہیں تو خیالات بہت آتے ہیں۔ اول تو یہ سوچیں کہ آپ کس کے سامنے کھڑے ہیں۔ دوسرے حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایسی توجہ سے نماز پڑھیں کہ جیسے یہ آخری نماز ہے۔ نماز میں توجہ قائم رکھنے کے لئے تین طریقے ہیں۔

اول جتنا اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھے گا۔ اور یہ تعلق گناہوں کو چھوڑنے سے حاصل ہوتا ہے تو نماز میں توجہ ہوگی۔

دوسرے ایک ایک لفظ کو صحیح صحیح کر کے پڑھیں۔ ہر لفظ ہر جملے سے پہلے یہ سوچیں کہ کیا کر رہے ہیں۔ کس کے دربار میں حاضر ہو رہے ہیں اور ہر ہر لفظ تجوید کے مطابق پڑھیں۔

تیسری چیز کہ جب کھڑے ہوں تو نگاہ سجدے کی جگہ رکوع میں پیروں پر سجدے میں ناک پر اور التحیات میں گود پر نظر رہے تو اس سے یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

نماز میں ہاتھ ہلانا

لوگ نماز میں ہاتھ بہت ہلاتے ہیں۔ ایک صاحب کو میں نے کہا کہ نماز میں ہاتھ نہ ہلایا کریں۔ آپ لوگ نماز میں ہاتھ کیوں ہلاتے ہیں؟ فرمایا بس جب انسان نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ شیطان اس کی نماز خراب کرتا ہے۔ نماز میں ہاتھ پاؤں ہلانا اس کی دلیل ہے کہ دل میں خشوع نہیں۔ میں نے انہیں یوں تبلیغ کی کہ آپ لوگوں کو روکا کریں کہ نماز میں ہاتھ نہ ہلائیں۔ مقصد یہ تھا کہ جب دوسروں کو روکیں گے تو خود بھی سوچیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نمازوں میں خشوع وخضوع نصیب فرمائے آمین۔ (حضرۃ مولانا مفتی رشید احمدؒ کے ایک وعظ کا خلاصہ)

نماز کے چند آداب

امت مسلمہ کی خوش قسمتی ہے کہ اسے نماز جیسی عظیم الشان عبادت کا تحفہ ملا۔ اور تحفہ بھی وہ جو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بلوا کر اپنے قرب خاص میں عطا کیا۔

لیکن ہماری بدقسمتی کہ ہم آج اس تحفے کے ناقدرے نکلے ہیں۔ وہ نماز جسے معراج المومنین کہا گیا، آج مومنین کی معراج نہ بن سکی۔ وہ نماز جسے نبی علیہ السلام نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بتایا تھا۔ آج ہمارے اوپر بوجھ بن گئی ہے۔ آج ۷۵ فیصد مسلمان تو نماز جیسی عظیم عبادت کو ترک ہی کر چکے ہیں اور جو ۲۵ فیصد نمازی ہیں ان میں بھی اکثریت ایسی ہے جو نماز کو بطور خانہ پری کے پڑھتے ہیں۔ شوق و محبت اور احساس بندگی کے ساتھ نماز ادا کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کہ جو شخص نماز کو اپنے وقت پر پڑھے، وضو اچھی طرح کرے، خشوع وخضوع سے بھی پڑھے، کھڑا بھی پورے وقار سے ہو پھر اسی طرح رکوع وسجدہ بھی اچھی طرح اطمینان سے کرے غرض ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے تو وہ نماز نہایت روشن چمکدار بن کر جاتی ہے اور نمازی کو دعا دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری بھی ایسی ہی حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے وقت کو ٹال دے وضو بھی اچھی طرح نہ کرے اور رکوع سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز بری صورت سیاہ رنگ میں بددعاء دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ایسے ہی برباد کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا۔ اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے میں لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

اب ہم ذرا اپنی نمازوں پر غور کریں کہ ہم ان کی حفاظت کرنے والے ہیں یا انہیں ضائع کرنیوالے ہیں۔ یقیناً آج ہم اپنی نمازوں سے غافل ہیں، ان کی حفاظت نہیں کرتے اسی لئے اللہ کی رحمت ونصرت کی بجائے اللہ کے غضب کا شکار ہیں۔

آج بھی اگر مسلمان حقیقت والی نمازیں پڑھنا شروع کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے حالات نہ بدلیں۔ صحابہ کرام خشوع وخضوع والی نمازیں پڑھا کرتے تھے لہٰذا ان کی غیبی طور پر مدد کی جاتی تھی۔ ان کی عادت تھی کہ اپنے تمام کام دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حل کروالیا کرتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ اللہ رب العزت کی مدد ونصرت ان کے ساتھ تھی۔ وہ اطمینان وسکون والی زندگیاں گزارتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو پوری دنیا میں

غلبہ عطا کر دیا تھا۔ آج بھی اگر ہم دنیا و آخرت میں کامیابی و سرخروئی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اپنی پریشانیوں کا ازالہ چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمیں عزت رفتہ ملے تو ہمیں اپنی نمازوں کے معاملے میں فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔

خشوع خضوع کی اہمیت

حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ۔ ''اس اُمت میں سب سے پہلے خشوع اٹھا لیا جائے گا، یہاں تک کہ تمہیں اُمت میں ایک بھی خشوع والا نہ ملے گا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''سب سے پہلے خشوع اٹھا لیا جائے گا، اور سب سے آخر میں نماز اٹھائی جائے گی، بہت سے نمازی ایسے ہوں گے جن میں کوئی خیر نہ ہوگی (یعنی وہ رسمی نماز ادا کرتے ہوں گے نہ کہ ایمانی و حقیقی) وہ زمانہ آنے کو ہے کہ تم مسجد میں جاؤ گے اور تمہیں ایک بھی خشوع والا نہ ملے گا۔ اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل ایسے دل سے پناہ مانگا کرتے تھے جو خشوع والا نہ ہو، فرماتے تھے: ''خدایا میں اس دل سے پناہ کا خواہاں ہوں جو خشوع کی دولت سے محروم ہو۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خشوع خضوع والی نماز نصیب فرمائیں آمین

قومہ اور جلسہ کی اصلاح

نماز بڑی اہم عبادت ہے اس کو نہایت خشوع وخضوع سے ادا کرنا چاہئے اور تمام ارکان کی ادائیگی میں سکون واطمینان کی کیفیت قائم رہنی چاہئے لیکن آج کل نمازوں میں یہ سکون غائب نظر آتا ہے، بھری مسجد میں خال خال کوئی شخص سکون سے نماز ادا کرتا نظر آتا ہے اسلئے ذیل میں اس بارے میں کچھ ضروری باتیں عرض کی جارہی ہیں پہلے قومہ اور جلسہ کا مطلب سمجھ لیں!

قومہ: رکوع سے سیدھا کھڑے ہونے کو کہتے ہیں۔

جلسہ: دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو کہتے ہیں۔

قومہ اور جلسہ کا صحیح طریقہ

قومہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ رکوع سے اٹھنے کے بعد کمر بالکل سیدھی کرلیں اور اطمینان سے کھڑے ہوجائیں اس کے بعد سجدہ میں جائیں۔

جلسہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلا سجدہ ادا کرنے کے بعد کمر سیدھی کر کے اطمینان سے بیٹھ جائیں پھر دوسرے سجدے میں جائیں۔

بعض لوگ جلدی کی وجہ سے ان دونوں جگہوں پر اپنی کمر سیدھی نہیں کرتے ابھی رکوع سے ذرا سا سر اٹھایا اور کمر آدھی سیدھی ٹیڑھی ہوگی کہ دوبارہ سجدے میں چلے جاتے ہیں، ایسے ہی ایک سجدے سے اٹھ کر ابھی پوری طرح بیٹھ نہیں پاتے کہ دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں یاد رکھیں قومہ اور جلسہ کی اس غلطی اور جلد بازی سے بعض مرتبہ نماز خراب ہوجاتی ہے اور اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوجاتا ہے، احادیث میں بھی اسے ٹھونگیں مارنے سے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔

قومہ اور جلسہ کے دو درجے

۱-قومہ اور جلسہ کا واجب درجہ: قومہ اور جلسہ کا واجب درجہ یہ ہے کہ رکوع سے اٹھنے کے بعد اتنی دیر سیدھے کھڑے رہیں جتنی دیر میں ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' یا ''اللہ اکبر'' کہہ سکیں اتنی مقدار کھڑا رہنا واجب ہے اسی طرح جلسہ میں بھی ایک سجدہ کرنے کے بعد اتنی دیر سیدھے بیٹھنا واجب ہے، جتنی دیر میں ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہہ سکیں، اگر کسی نے اس میں کوتاہی کی اور قومہ کے اندر ایک تسبیح کی مقدار کے برابر کھڑے رہنے کے بجائے فوراً سجدے میں چلے گئے یا جلسہ میں ایک سجدہ ادا کرنے کے بعد ایک تسبیح کے برابر بیٹھے بغیر فوراً سجدہ کرلیا تو اس صورت میں واجب درجہ چھوڑ دیا یا مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کیا تو چونکہ احکام شریعت میں جہالت معتبر نہیں اس لئے دونوں صورتوں میں اس کو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی، البتہ اگر بھول کر ایک تسبیح کی مقدار کے برابر نہ قومہ کیا اور نہ جلسہ کیا تو ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا ضروری ہے سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائیگی اور اگر سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے یعنی اس کا لوٹانا واجب ہے۔

۲-قومہ اور جلسہ کا مسنون درجہ: قومہ اور جلسہ کا مسنون درجہ یہ ہے کہ قومہ کے اندر آدمی اتنی دیر وقفہ کرے جتنی دیر میں کم از کم تین مرتبہ "سبحان اللہ" کہہ سکے، خلاصہ یہ ہے کہ قومہ اور جلسہ میں ایک تسبیح کے برابر توقف کرنا واجب ہے اور تین تسبیح کے برابر وقفہ کرنا سنت ہے۔

قومہ اور جلسہ کی دعائیں

قومہ اور جلسہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دعائیں منقول ہیں، ان کا پڑھنا باعث فضیلت ہے اور مستحب ہے ان کو یاد کر کے پڑھنا شروع کر دیں۔

قومہ میں ربنا لک الحمد کے بعد حمداً کثیراً طیباً و مبارکاً فیه کہہ لیا کریں، حدیث پاک میں ان کلمات کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

جلسہ میں اللھم اغفرلی وارحمنی و عافنی و اھدنی و ارزقنی کہہ لیا

کریں، یہ بڑی جامع دعا ہے اگر ان تمام کلمات کو یاد کرنا مشکل ہو تو صرف اللھم اغفرلی تین بار کہہ لیا کریں ان دعاؤں کے پڑھنے اور قومہ اور جلسہ کا واجب اور مسنون درجہ آسانی سے ادا ہوگا اور ان میں سکون اور ٹھیراؤ پیدا ہوگا اور ان دعاؤں کی برکات بھی حاصل ہونگی اس طرح ہماری نماز خشوع و خضوع سے ادا ہونے لگے گی جو نماز کی زینت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عمل عطا فرمائیں۔ آمین۔ (از افادات مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی)

نماز میں دو سجدوں کا راز

ابلیس نے جب سجدہ نہیں کیا اور ملائکہ نے سجدہ کیا پھر جو ملائکہ نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ابلیس متکبرانہ شکل میں کھڑا ہے سجدہ نہیں کیا تو دوبارہ فرشتوں نے سجدۂ شکر ادا کیا کہ ہم کو توفیق ملی اور یہ توفیق سے محروم رہا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اطاعت کی ہو تو مزید جھکنے کی ضرورت ہے کبر کی ضرورت نہیں ہے سجدہ شکر ادا کیا، خدا کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ ہر رکعت میں دو سجدے رکھ دیئے، یا وجہ یہ ہے کہ پہلا سجدہ کیا تو ان کا قرب ہی بہت زیادہ بڑھ گیا، ہوسکتا تھا کہ زیادتی قرب کی وجہ سے غرور کی کیفیت پیدا ہو تو غرور کو مٹانے کے لئے پھر سجدہ کیا تاکہ قرب خداوندی قائم و دائم رہے اور قرب اسی طریقے سے باقی رہا۔ (فیض ابرار)

صف بندی کی تاکید اور طریقہ

نماز بہت اہم عبادت ہے جس کو ادا کرنے کے لئے شریعت نے جماعت کی شکل میں ایک اجتماعی طریقہ تجویز فرمایا ہے کہ امام درمیان میں ہو اور لوگ اس کے پیچھے صفیں بنا کر برابر برابر کھڑے ہوں، نماز ادا کرنے کا یہ طریقہ بہت خوبصورت اور حسین ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کامل طریقہ کے اختیار کرنے کی بڑی تاکید اور ترغیب دی ہے لیجئے! پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات پڑھئے اس کے بعد صف بنانے کا طریقہ غور سے دیکھئے اور اس کے مطابق عمل کیجئے!

حدیث: حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (یعنی نماز کے لئے جماعت کھڑی ہونے کے وقت ہمیں برابر کرنے کے لئے) ہمارے

مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے برابر، برابر ہو جاؤ اور آگے پیچھے نہ ہو کہ خدا نہ کرے اس کی سزا میں تمہارے دل آپس میں مختلف ہو جائیں (اور فرماتے تھے کہ) تم میں سے جو عقلمند اور سمجھدار ہیں وہ میرے قریب کھڑے ہوں ان کے بعد وہ لوگ جو اس صفت میں ان کے قریب ہوں اور ان کے بعد وہ لوگ جن کا درجہ ان سے قریب ہو۔ (مسلم شریف)

حدیث: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کرواتے تھے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ذریعہ تیروں کو سیدھا کریں گے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہو گیا کہ اب ہم لوگ سمجھ گئے (کہ ہم کو صف میں کس طرح برابر کھڑا ہونا چاہئے) اس کے بعد ایک دن ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لئے اپنی جگہ پر کھڑے بھی ہو گئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہہ کر نماز شروع فرمادیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کا سینہ صف سے کچھ نکلا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور بالکل برابر کر دو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے رخ ایک دوسرے کے مخالف کر دیں گے۔ (مسلم شریف)

حدیث: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ جب ہم کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوتے تو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو برابر فرماتے، اور جب ہماری صفیں درست اور برابر ہو جاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے یعنی نماز شروع فرماتے۔ (ابوداؤد)

ان تمام احادیث سے واضح ہو گیا کہ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے صفوں کو سیدھا کرنا اور برابر کرنا کتنا ضروری اور اہم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی کتنی زبردست تاکید فرماتے تھے اور ایک مرتبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوتاہی محسوس فرمائی تو بڑے جلال کے ساتھ تنبیہ فرمائی کہ: ''اللہ کے بندو! میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ اگر صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے میں کوتاہی اور لاپرواہی برتو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی سزا میں تمہارے دلوں کے رخ ایک

دوسرے سے پھیر دیں گے''۔ (اور تم میں پھوٹ پڑ جائے گی) جو قوموں کے لئے اس دنیا میں سو عذابوں کا ایک عذاب ہے، آج امت مسلمہ اسی مصیبت سے دوچار ہے، کیونکہ دوسری چیزوں کی طرح صفیں سیدھی نہ کرنے کی غفلت اور کوتاہی بہت عام ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے بچنے کی توفیق دیں۔ (آمین)

صف سیدھی کرنے کا مکمل طریقہ

جب جماعت کا وقت ہو اور امام اپنی جگہ پر آجائے تو اس کو چاہئے کہ حاضرین کو صفیں بنانے کے لئے کہے اور اگر امام کے کہے بغیر حاضرین صفیں بنالیں تو کہنے کی ضرورت نہیں، اس کے بعد امام حاضرین سے مناسب انداز میں صفیں سیدھی اور برابر کرنے، مل مل کر کھڑا ہونے، درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑنے، مونڈھے کے سامنے مونڈھا اور ٹخنہ کے سامنے ٹخنہ کرنے کی تلقین کرے اور تمام حاضرین اس کے حکم کی تعمیل کریں، چنانچہ سب حاضرین اپنی اپنی صفیں درست اور سیدھی کرلیں، مل مل کر کھڑے ہوں، درمیان میں کوئی خالی جگہ نہ چھوڑیں، مونڈھے کے سامنے مونڈھا اور ٹخنہ کے سامنے ٹخنہ کرلیں، کوئی شخص بھی آگے پیچھے نہ ہو، نہ صف سے کوئی شخص جدا کھڑا ہو اس طرح تمام حاضرین صفیں بالکل سیدھی کرلیں۔

حاضرین میں جو حضرات ذی علم اور سمجھدار ہوں وہ پہلے آکر امام کے پیچھے پہلی صف میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کریں، نابالغ بچے بالغان کے پیچھے کھڑے ہوں، امام سب سے آگے اور صفوں کے درمیان کھڑا ہو۔ (خلاصہ از احادیث وفقہ)

صفیں سیدھی کرنے کے لئے صف میں پڑے ہوئے نشان، قالینوں اور دریوں کے کناروں سے بھی مدد لی جاسکتی ہے وہ اس طرح کہ صف کے نشان کے کنارے پر ایڑیاں قریب قریب اور ایک دوسرے کے سامنے رکھیں اور مل مل کر کھڑے ہوں، یاد رکھیں! صف کے کنارے پر پاؤں کے پنجے ملانے اور برابر کرنے سے صف سیدھی نہیں ہوتی کیونکہ پنجے چھوٹے، بڑے ہوتے ہیں، بعض مساجد میں اسی طرح صفیں سیدھی کرنے کا دستور دیکھا گیا ہے جو درست نہیں۔

بعض کوتاہیاں: اکثر مساجد میں بعض لوگ بڑی غفلت اور لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے

ہوئے اپنی ایڑیاں صف کے کناروں سے آگے یا پیچھے نکال کر کھڑے ہوتے ہیں اور بعض لوگ ٹیڑھے، ترچھے کھڑے ہونے کے عادی ہوتے ہیں، بعض لوگ مل کر نہیں کھڑے ہوتے، درمیان میں خلا چھوڑ دیتے ہیں، چنانچہ بعض نمازی ایک بالشت اور بعض اس سے بھی زیادہ فاصلہ چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں یہ سب غفلت، لاپرواہی اور سراسر کوتاہی کی بات ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق اس سے بچنے کی سخت ضرورت ہے، خصوصاً جب اس کوتاہی پر متنبہ کیا جائے تو بجائے غصہ کرنے کے غلطی کو مان کر دور کرنا چاہئے اور غلطی بتانے والے کا احسان ماننا چاہئے اور غلطی بتانے والے کو بھی ادب واحترام سے آگاہ کرنا چاہئے۔ اللہ پاک سارے مسلمانوں کو صفیں سیدھا کرنے کا خاص اہتمام کرنے کی توفیق دیں۔ (آمین)

امت میں انتشار کا ایک سبب

ابو مسعود انصاریؓ نے لوگوں کو باہم مختلف اور لڑتا جھگڑتا دیکھ کر تسویہ صفوف (صفوں کو سیدھا کرنا) کی نصیحت کرنے کے بعد فرمایا کہ "**فانتم الیوم اشد اختلافاً**"تم آج کے دن سب سے زیادہ اختلاف کے شکار ہو۔ (کیونکہ صفیں برابر کرنے کا اہتمام نہیں کرتے)

(حضرت مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ)

ہماری نمازیں بے اثر کیوں؟

کیا ہماری نماز میں جان ہے؟ ایسا تو نہیں کہ زبان سے فر فر نماز پڑھ رہے ہوں اور ذہن کہیں اور ہو۔ سوچ دنیاوی معاملات میں لگی ہو۔ اگر یہی معاملہ کسی آفیسر سے کریں کہ بات آفیسر سے کر رہے ہوں اور دیکھ رہے ہوں کہیں اور۔ آنکھیں لگی ہوں کمرے کی چھت کی طرف، آفیسر ایسے پاگل کو فوراً نکل جانے کا حکم دیگا اسی طرح بے پرواہی اور بے توجہی سے پڑھی جانے والی نماز بھی لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

نماز میں چار مقامات زیادہ اہم ہیں۔ ۱-نماز کی حاضری لگوانا ۲-نماز کو اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع کروانا۔ ۳-سلامتی رحمت اور برکت کا حقدار بننا ۴-دعاء کا قبول کرانا

۱۔تکبیر تحریمہ کے بعد پہلا کام نماز کی حاضری لگوانا ہے کیونکہ ملازم کو بغیر حاضری لگائے تنخواہ نہیں ملتی، پوری نماز میں اگر ذہن دنیا میں کھویا رہا' اللہ کی یاد ہی نہیں آئی تو یہ نماز کس کھاتہ میں شمار ہوگی،اس لیے فوراً یہ نیت کرلیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

۲-اگر آپ نے تشہد میں دھیان اور توجہ سے ترجمہ ذہن میں رکھ کر اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ کہہ دیا تو اس نماز کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس آپ کے کھاتہ میں جمع ہوگیا اگر آپ نے دنیا کے خیالات میں التحیات پڑھ دیا تو نماز کا مقصد فوت ہوگیا نماز دل میں پڑھنا بھی منع ہے اتنا زور سے پڑھیں کہ خود سن سکیں اسی طرح نماز میں غیر ضروری حرکت کرنا' ملتے رہنا یا بار بار کپڑوں کو صحیح کرنا نماز کے اجر کو کم کر دیتا ہے۔

۳- جب آپ نے نبی علیہ السلام پر سلام رحمت اور برکت بھیجی یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ نیت سے کہا تو فرشتے کی دعاء سے آپ خود بھی ان تینوں چیزوں کے حقدار بن گئے بس توجہ شرط ہے،مگر شیطان آپ سے یہ جملے بلا سوچے سمجھے فر فر کہلوانے کی کوشش کریگا تا کہ آپ بلاؤں اور بیماریوں میں گھرے رہیں سلامتی رحمت اور برکت سے محروم رہیں۔اپنے اوپر سلام بھیجنا بھی مت بھولیں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا توجہ سے پڑھیں۔آپ اللہ تعالیٰ کی ایک اور نعمت عظمیٰ سے بھی باخبر رہیں وہ ہے دنیا میں ہر نماز پڑھنے والے کی طرف سے آپ کو سلام پہنچنا،اگر آپ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں اور گناہ کی صورت میں (چوبیس گھنٹے کے اندر) معافی مانگ لیتے ہیں تو آپ کا شمار عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ میں ہوگا پھر آپ ہر نمازی کے سلام کے حقدار ہیں اور خود بھی توجہ سے یہ جملہ پڑھ کر صالحین کو سلام بھیجا کریں۔

۴- دعاء کی قبولیت کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا شرط ہے اور درود شریف دھیان سے پڑھیں ترجمہ ذہن میں رکھ کر پڑھیں تا کہ آگے آنے والی آخری دعا قبول ہو' جو عبادت کا نچوڑ اور مغز ہے،اور خود دعاء ہی بغیر سوچے سمجھے پڑھ لی تو خدا حافظ سب محنت پر پانی پھر گیا۔سلام کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھ لیں نماز میں کمی یا کوتاہی کا ازالہ ہو جائے گا۔

مزید اپنی نماز کو قیمتی بنانے میں ہر نماز کے بعد اس دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کریں۔
رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔ اس طرح آپ نفس وشیطان پر ایک دن ضرور غالب آ جائیں گے شیطان ناکام ہونیکی صورت میں نماز کے علاوہ بھی آپکو بُرے خیالات ڈالے گا اسوقت آپ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور لا حول ولا قوة الا باللہ پڑھ لیا کریں۔

نماز وتر

کبھی آپ نے غور کیا؟ کہ نماز وتر میں پڑھی جانے والی دعائے قنوت میں ہم اللہ تعالیٰ سے کیا درخواست کرتے ہیں۔ یہ معلوم کرنے کیلئے ذیل میں یہ دعا مکمل ترجمہ کے ساتھ دی جارہی ہے۔اسی طرح اگر آپ پوری نماز کے ترجمہ کا خیال رکھتے ہوئے پڑھیں گے تو ان شاء اللہ آپ کی نماز کامل ہوگی۔ یومیہ پانچ نمازیں فرض ہیں تو نماز وتر واجب ہے۔جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں نہیں۔(ابوداؤد)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ

اے اللہ! ہم آپ سے مدد مانگتے ہیں اور آپ کی بخشش چاہتے ہیں اور آپ پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ

اور آپ کی خوبیاں بیان کرتے ہیں اور آپ کا شکر کرتے ہیں اور ہم آپ کی ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ رہتے ہیں۔

وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ

اور چھوڑتے ہیں ہم اس کو جو آپ کی نافرمانی کرے۔ اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی کے لئے۔

وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا

نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور خدمت کرتے ہیں اور آپ کی

رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ تحقیق آپ کا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

طریقہ نماز وتر: وتر کی نماز بھی مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہے اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو فرض نمازوں کا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ فرض کی صرف پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورہ ملائی جاتی ہے جبکہ وتر کی تینوں رکعتوں میں دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھا کر جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھاتے ہیں پھر باندھے اور اس دعا کو آہستہ آواز سے پڑھے۔ (علم الفقہ)

مسئلہ: وتر' سنت موکدہ اور نوافل کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کیساتھ کوئی سورت ملانا ضروری ہے۔ (نماز مسنون)

مسائل نماز سیکھئے

نماز دین کا اہم فریضہ ہے جسکے ذریعے بندہ پانچ وقت دربار خداوندی میں اپنی جبین نیاز جھکا کر اپنی عبدیت کا اظہار کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بندہ سجدہ میں پیشانی رکھتا ہے تو اس وقت خدا کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

نماز جیسے اہم فریضہ کا حق ہے کہ جہاں ہم اس کی ادائیگی کا اہتمام کریں وہاں اس بات کی بھی کوشش کریں کہ اس کے شرعی احکام و آداب ہر وقت سیکھتے رہیں۔

حضرات صوفیا نے لکھا ہے کہ نماز میں بارہ ہزار چیزیں ہیں جن کا علم اہل معرفت کو ہوتا ہے۔ لیکن ایک عام مسلمان کیلئے اس قدر جاننا ضروری ہے کہ نماز کے فرائض واجبات' سنن ومستحبات' مفسدات ومنکرات کا علم ضرور حاصل کرے اور برابر اہل علم سے سیکھتا رہے۔

ایک بڑے بزرگ جن کی ساری عمر درس و تدریس اور افتاء نویسی میں گزری۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اب جا کر مجھے نماز کے مسائل دیکھنے یا پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ یہ تو اس شخصیت کا حال ہے جو ہمہ وقت علمی مشاغل میں مصروف رہے۔ لیکن ہم دینی مسائل پوچھنے میں شرم محسوس کرتے ہیں اور معمولی لاعلمی کی وجہ سے اپنی ساری محنت ضائع کر بیٹھتے ہیں۔

ایک بزرگ عالم سے کسی شخص نے نماز کا مسئلہ پوچھا تو فرمایا کہ جواب سے پہلے مجھے شکرانہ کے دو نفل پڑھنے دو کہ آج عرصہ دراز کے بعد تم پہلے شخص ہو جس نے نماز کا مسئلہ پوچھا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ جیسے عظیم فقیہ نے اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ ''دعا فرمایئے کہ میری نماز درست ہو جائے''۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کو نماز سے کس قدر شغف تھا فرماتے تھے کہ مجھے جنت کی حور و قصور کی بجائے میری خواہش یہ ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ مجھے اپنے عرش کے نیچے مصلے کی جگہ دیدیں اور میں وہاں نماز ہی پڑھتا رہوں۔

بزرگان دین کے یہ واقعات ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی نماز کا اہتمام کریں اور اسے سیکھ کر ادا کرنیکی کوشش کریں۔ معاشرے کی اکثریت نماز سے غافل ہے۔ جن سعید روحوں کو نماز کی توفیق مل جاتی ہے انہیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اسکے احکام و آداب سیکھیں تاکہ نماز کی درستگی کی برکت سے دیگر مراحل میں بھی کامیاب ہو سکیں۔

ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہسپتال یا کلینک میں مریضوں کا معائنہ کرتا رہے تو اس کی ڈاکٹری کا علم بڑھتا رہتا ہے۔ لیکن اگر وہ ڈاکٹر بننے کے بعد خود کو کسی اور کام میں لگا دے تو اس کا علم بتدریج بھول کا شکار ہو جائیگا۔ یہی حال عالم کا ہے اگر ہم اپنے قریبی عالم سے بار بار دینی مسائل پوچھتے رہیں اور علمی مذاکرہ ہوتا رہے تو اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے اور صاحب علم کا بھی نفع ہے۔ آج اگر مصروفیت کا دور ہے تو اسی کے مطابق آسانیاں بھی ہیں۔ ہم اپنے موبائل میں کتنے دوست احباب کے نمبر محفوظ رکھتے ہیں اپنے کسی معتمد قریبی عالم یا مفتی صاحب کا نمبر بھی اپنے پاس محفوظ رکھیں اور کوئی بھی مسئلہ معلوم کرنے کیلئے مقررہ وقت پر رابطہ کر کے گھر بیٹھے مسائل معلوم کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز سیکھ کر سنت کے مطابق ادا کرنے کی توفیق سے نوازیں آمین۔

نماز کی حقیقت اور مصائب کا علاج

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

روز بروز زندگی کے واقعات پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتے جارہے ہیں' اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ ہم لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور چند لمحات کیلئے ہم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے خلفشاروں سے نجات دیدی ہے۔ اس لیے ہمارا حسن ظن ہے اور اللہ کرے ایسا ہی ہو کہ دین کی بات معلوم ہو جانے کے بعد عمل کی بھی توفیق ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرلیا کرو' عقل کا تقاضا یہی ہے کہ اگر دنیا میں عافیت وعزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو پھر دین ہی کے اندر سلامتی ہے اور آخرت کی فلاح بھی دین ہی کے اندر ہے۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ قرب قیامت کی ایک علامت یہ بھی ہوگی کہ عقلیں سلب ہو جائیں گی' اچھی بات بری معلوم ہوگی اور بری بات اچھی معلوم ہوگی' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وبال سے محفوظ رکھیں۔ (آمین)

ایمان کے تقاضے اور معاشرے کی خرابیاں

آپ سب مشاہدہ کررہے ہیں کہ آج پاکستان اور ممالک اسلامیہ کے ہر شعبہ زندگی میں گناہ کبیرہ رائج الوقت ہو رہے ہیں اور فواحشات ومنکرات کو تہذیب حاضرہ کا طرہ امتیاز سمجھا جارہا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ پاکی صفائی' حیاء شرم' غیرت عصمت' عفت سب ختم ہوتی جارہی ہیں۔ میں نے ایک بار گذشتہ نشست میں عرض کیا تھا کہ سب لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو کہ ایمان پر خاتمہ ہو' مگر ایمان ہے کیا چیز؟ جس پر خاتمہ ہو پہلے اس کا احساس تو کرلیا جائے اگر ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایمان پر خاتمہ کی تمنا یہ محض ہماری خوش فہمی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے عقیدوں اور اعمال سے خود ہی ایمان کا خاتمہ کررکھا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایمان اور حیا ایک ہی چیز ہے اگر حیا ختم ہوا

ایمان بھی ختم ہوا۔ اب ذرا اپنے ماحول اور معاشر میں بے شرمی اور بے حیائی خواص وعوام سب میں ظاہر ہو رہی ہے۔ غور فرمائیں کہ ہمارے اجزائے ایمان خود ماؤف ہو گئے ہیں تو پھر ایمان پر خاتمہ ہوگا' اس لئے ضرورت ہے کہ پہلے یہ خوب سمجھ لیا جائے کہ ایمان کیا ہے؟ پھر اس کا جائزہ لیا جائے کہ ایمان کے تقاضوں پر ہم کس قدر عمل کر رہے ہیں' جس قدر بھی ایمان کے تقاضوں پر عمل ہو رہا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور مزید توفیق کیلئے دعا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو بندہ ہماری دی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے ہم اس کی نعمتیں اور بڑھا دیتے ہیں اور ان میں برکت عطا فرماتے ہیں۔ ہر روز صبح کو جب اپنے معمولات سے فارغ ہوا کرو تو اس پر شکر ادا کیا کرو۔ الحمدللہ ہم صاحب ایمان ہیں اور دعا کیا کرو کہ یا اللہ ہمارا ایمان ہماری بداعمالی اور ہماری غفلت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یا اللہ ہم کو اعمال صالحہ کی توفیق دیجئے' کوتاہیوں پر استغفار کی توفیق عطا فرمایئے اور ہم کو ہر شعبہ زندگی میں نیک ہدایت عطا فرمایئے اور بے غیرتی اور بے حیائی کے کاموں سے بچایئے تاکہ ہمارا ایمان کمزور نہ ہونے پائے' عافیت بہت بڑی دولت ہے۔ عافیت کی بہت دعا مانگا کرو اور جو عافیت حاصل ہے اس پر شکر ادا کیا کرو کہ یا اللہ آپ نے ہمیں ہر طرح سے عافیت دے رکھی ہے' باوجود اس کے کہ ہمارا ماحول پرآشوب ہے' ہر جگہ حادثات ہیں' سانحات ہیں' پریشانیاں ہیں' بیماریاں ہیں پھر بھی یا اللہ آپ نے ہم کو ہر طرح کا اطمینان عطا فرمایا ہے۔ سکون قلب دیا ہے' فراغت دی ہے۔ **اللھم لک الحمد و لک الشکر۔**

اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے سے ان نعمتوں کا بیمہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے تو بھائیو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ان نعمتوں کا شکر ادا کر لیا کرو۔ ایک ایمان کے حاصل ہونے پر دوسرے عافیت کے حاصل ہونے پر آپ ان کی قدر کریں۔

حقانیت اسلام

خلاف فطرت اور خلاف عقل سلیمہ یعنی احکامات اور ہدایات الٰہیہ کے خلاف زندگی بسر کرنے سے آج دنیا بدحواس ہے اور برباد ہو رہی ہے' اپنی لغویتوں سے اور اپنی بیہودگیوں اور ناپاکیوں سے تمام دنیا میں اکثر لوگ اپنے اس گندے ماحول اور معاشرہ سے عاجز آ گئے

ہیں، مگران کیلئے اس سے نجات کی صورت نہیں، میں اسی لیے ان واقعات سے متاثر ہوکر بار بار دہراتا ہوں کہ اللہ کے لیے اپنے ایمان کی قدر کرو، اپنے اسلام کی قدر کرو اور اس کے ضابطے اور حدود کے اندر رہ کر عافیت حاصل کرو، اسی میں دنیا اور آخرت کی فلاح ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہماری مملکت اسلامیہ اور دوسرے ممالک اسلامیہ دشمنوں کی سازشوں کی زد میں ہیں اور اپنی ناعاقبت اندیشی سے مغلوب ہوکر دشمنوں کی رائج کردہ تہذیب و معاشرہ کی دلفریبی سے مغلوب ہوکر......اور نفسانی وشہوانی تفریحات......(مشاغل)............ میں مبتلا ہوکر ہر صورت سے برباد ہورہے ہیں، سیاسی اعتبار سے بھی اور اقتصادی لحاظ سے بھی، اخلاقی شعور وشعائر بھی ختم ہورہا ہے، ہم بڑی غفلت کے ساتھ اپنا وقار اسلامی ختم کرتے جارہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں اور دین ودنیا کی ہلاکت سے بچالیں، ایمان کی کمزوری سے قوت و ہمت بھی زائل ہوجاتی ہے اور جہاد کا جذبہ سرد پڑجاتا ہے، نفس وشیطان نے ہم کو ایسا بزدل بنادیا ہے کہ ہم دشمنوں کا مقابلہ نہ سیاسی اعتبار سے کرسکتے ہیں اور نہ ان کی مہلک سازشوں سے بچ سکتے ہیں اور ہر طرح سے ان کے دست نگر اور ضروریات زندگی میں ان کے محتاج بن گئے ہیں۔

نماز کی پابندی ایمان اور عافیت کی محافظ ہے

بھائی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرو کہ ایسا وقت ہمارے اور آپ کے سامنے نہ آئے اور ایسی بات نہ ہو کہ ہمارا انجام عبرتناک ہو اور دوسری قومیں ہم پر ہنسیں۔

اب میں آپ کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم ایمان اور اسلام کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے ہمارے دین کی حفاظت کیلئے بتلایا ہے اور جو ہمارے لئے قوی اور مستحکم قلعہ ہے اس کو عمل میں لاؤ اور وہ ہے نماز۔

نماز کی محبوبیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الصلوۃ عماد الدین** (نماز دین کا ستون ہے) جس نے اسے چھوڑا اس نے اپنا دین ویران کیا، صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ تمام کاموں میں کون سا کام افضل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وقت پر نماز ادا کرنا اور آپؐ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے توحید کے بعد اپنے بندوں پر سوائے نماز کے اور کوئی محبوب چیز فرض نہیں کی، اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ کوئی چیز محبوب ہوتی تو وہ اپنے فرشتوں کو اسی میں مشغول رکھتا اور ہمیشہ نماز میں رہتے ہیں۔ ایک گروہ فرشتوں کا رکوع میں ہے، ایک گروہ سجدہ میں ہے، ایک گروہ قیام میں ہے، ایک گروہ قعود میں ہے۔

نماز کی پابندی ایمان وعافیت کی محافظ ہے

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت رکھی ہے کہ جس سے ایمانی تقاضے پیدا ہوتے ہیں اور شرف انسانیت کا شعور پیدا ہوتا ہے، نماز ایسی چیز ہے کہ ہم لوگوں نے اس کو روزمرہ کا ایک معمولی عمل سمجھ لیا ہے اور اس کی کوئی قدر و اہمیت ہماری نظر میں نہیں ہے اور یہ ہماری بڑی محرومی قسمت ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے ساتھ رابطہ قائم کرنے کیلئے اپنے ساتھ تعلق محبت کو بڑھانے کیلئے اور اپنی معرفت وقرب عطا فرمانے کے لیے اور اپنی نصرت و اعانت عطا فرمانے کیلئے خاص طور پر نماز کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ غور کیجئے تو نماز میں یہ سب مقاصد بدرجہ اتم موجود ہیں۔ دیکھئے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے شرف حضوری اور اعزاز ہم کلامی حاصل ہوا تو اللہ تعالیٰ کس خصوصیت کے ساتھ ان کو مخاطب فرما کر فرماتے ہیں۔ واقم الصلوۃ لذکری ...... یعنی مجھے یاد رکھنے کیلئے نماز پڑھا کرو، پھر ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں وہ درجہ قرب الٰہی عطا ہوا جس کا اندازہ کون کرسکتا ہے، عالم کائنات کے تمام تخیلات وتصورات میں اس کے ادراک سے قاصر ہے۔

اللہ اللہ قرب معراج رسولؐ   دو کماں سے فرق ادنے رہ گیا
اٹھ گئے مابین سے سارے حجاب   اک فقط آنکھوں کا پردہ رہ گیا

اس قرب خصوصی پر فائز فرمانے کے بعد اللہ جل شانہ نے اپنی حضوری میں اپنے محبوب کو جو خلعت شاہانہ کا تحفہ عطا فرمایا وہ پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔

نماز کی قدر و منزلت

اللہ اکبر اس کی قدر و منزلت کا کیا ٹھکانہ ہے، اس کا انتہائی شرف یہ ہے کہ نماز معراج المومنین ہے، کلام اللہ میں جس کثرت سے نماز کا ذکر اور اس کی اہمیت اور تاکید اور اس کے برکات و ثمرات مذکور ہیں وہ کسی دوسرے فرض و واجب کے اس قدر نہیں ہیں، بار بار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ فرمایا ہے اور بڑی تاکید کے ساتھ اس کو وقت مقررہ پر ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ نماز کو جب تک ہوش و حواس قائم رہیں کسی حالت میں بھی ترک نہیں کیا جاسکتا۔ خواہ کوئی بھی حالت ہو، ہر حال میں نماز کا ادا کرنا فرض ہے اگر جہاد ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وقت پر ایک خاص طریقہ سے نماز ادا کرلو اور اس طرح اگر سفر میں ہو تب بھی نماز پڑھو اور نماز میں قصر کرلیا کرو مگر ترک نہ کرو اگر وضو نہیں کر سکتے تو تیمّم کرلیا کرو۔ اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لیا کرو، اگر اس طرح بھی تکلیف ہو تو لیٹ کر پڑھو اور اگر ضعف کا غلبہ ہو تو اشارہ سے نماز پڑھو، اسی طرح جو بھی نماز ہوگی وہ کامل نماز ہوگی، کیونکہ یہ رخصت عملی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور بندہ جس حالت مجبوری میں ہے وہ ان کے علم میں ہے، اس کو ایسے وقت میں نماز کا مکلّف فرمایا ہے اور اس حالت کے مطابق نماز ادا کرنے کی آسان صورت بھی تعلیم فرمادی ہے تو ان کے حکم کی بجا آوری میں جو نماز ہوگی وہ ضرور کامل ہوگی، حکم بھی ہے کہ جب تک نزع میں ہوش ہے نماز ضرور پڑھی جائے۔

اللہ اکبر کچھ انتہا ہے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی ہر حال میں بندہ کو اپنی حضوری میں رکھنا چاہتے ہیں، ایمان پر خاتمہ کیا ہے یہی ہے کہ اگر نزع میں بھی نماز کا وقت آ گیا ہے تو اشارہ ہی سہی نماز کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ یہی ایمان پر خاتمہ ہے۔

سجدہ خصوصی مقام قرب ہے

یہاں سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے جو تمام حقائق و معارف کی روح رواں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر جس قدر بھی فرائض و واجبات عائد فرمائے ہیں ان کی ادائیگی میں بے حد و

حساب اجر وثواب کا وعدہ ہے اور اپنی رضائے کاملہ حاصل کرنے کیلئے ان کو قوی اور غیر متزلزل ذریعہ بنایا ہے مگر اپنا خصوصی مقام قرب حاصل کرنے کیلئے اپنے ایک عاجز بندہ مومن کو صرف نماز ہی کے اندر یہ راز مخفی فرمایا ہے کہ جب حالت نماز میں خواہ وہ نماز اشارہ ہی سے کیوں نہ ہو بندہ حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو یہ سجدہ ہی وہ مقام قرب ہے جس کی علویت وعظمت کی کوئی انتہاء نہیں تو گویا موت کے وقت حالت نماز میں بندہ مقام قرب ہی میں واصل الی اللہ ہوتا ہے۔

اعمال صالحہ روح کی غذائیں

اس مضمون کے ساتھ ایک اور حقیقت پر نظر جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمانے کے بعد اعمال صالحہ کی ترغیب وتاکید فرمائی ہے کیونکہ اعمال صالحہ ہی یعنی عبادات وطاعات' اذکار تسبیحات ہی روح کی خاص غذائیں ہیں اور تمام فرائض وواجبات میں نماز کی روح کیلئے خاص الخاص غذا ہے چنانچہ روح کو اپنی قوت بڑھانے اور اس کو روبکار لانے کیلئے دن رات میں کم از کم پانچ وقت شدید ضرورت ہے اس لیے ظاہر ہے کہ مومن کے آخری لمحات زندگی میں ایمان کے مستحضر رہنے کیلئے اور جب تک جسم میں روح باقی ہے روح کو اپنی خاص غذا حاصل کرنے کیلئے نماز کی ضرورت ہے۔ خواہ وہ نماز اشارہ ہی سے کیوں نہ پڑھی جائے۔ مریض کے جانکنی کے وقت سورۃ یٰس پڑھنی اور کلمہ طیبہ کی تلقین سے بھی یہی بات مترشح ہوتی ہے کہ جب تک جسم میں روح باقی ہے روح کو کلام الٰہی سے غذا ملتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث شریف میں ہے کہ وصال کے وقت آخری وصیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کیلئے فرمائی تھی وہ یہ تھی (**الصلوۃ الصلوۃ وما ملکت ایمانکم الصلوۃ الصلوۃ وما ملکت ایمانکم**) یعنی نماز کی پابندی کرو اور اپنے ماتحتوں کا خیال رکھو یہ دو مرتبہ ارشاد فرمایا' اس حدیث شریف سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری وقت میں بھی نماز کی تاکید فرمار ہے ہیں' معلوم ہوا کہ ہمارا ایمان صلوۃ ہی کی پابندی سے محفوظ ہے اس کی بڑی قدر کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یقین اور ایمان کامل کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

اگر صحت وتندرستی میں نماز کی عادت قوی ہو جاتی ہے تو آخر وقت میں بھی عادت عود کر آتی ہے اور نماز کسی نہ کسی طرح ادا کرنے کا تقاضا ہوتا ہے اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف حضوری ہو جاتی ہے اور یہی ایمان کی دلیل ہے۔ تو اللہ کیلئے نماز کی بڑی قدر کرو اور اس کی برکات سے فائدہ حاصل کرو خواہ اس وقت ابتداء میں نماز کی حقیقت اور اس کے برکات و ثمرات ہم کو محسوس نہ ہوں، مگر جن لوگوں نے نماز پابندی کے ساتھ اور اس کے تمام لوازمات ظاہری و باطنی کے ساتھ پڑھنے کی عادت ڈالی ہے ان سے پوچھو کہ نماز کیا چیز ہے۔ جب ان کو نماز میں خشوع وخضوع اور حضور قلب کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو ان تمام نفسانی لذتیں قابل نفرت معلوم ہوتی ہیں اور دنیا ہیچ معلوم ہوتی ہے۔ یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ نماز کے ذریعہ سے تقرب الٰہی کے حصول یوں بھی سمجھئے کہ جاندار مخلوق کی طرح حق تعالیٰ نے نماز کو بھی ایک صورت اور دوسرے روح عطا فرمائی ہے، چنانچہ نماز کی روح تو نیت وقلب ہے اور قیام وقعود نماز کا بدن ہے اور رکوع و سجود نماز کا سر اور ہاتھ پاؤں ہیں اور جس قدر اذکار و تسبیحات نماز میں ہیں وہ نماز کے آنکھ کان وغیرہ ہیں اور اذکار وتسبیحات کے معنی کو سمجھنا گویا آنکھ کی بینائی اور کانوں کی قوت سماعت وغیرہ ہے اور نماز کے تمام ارکان کو اطمینان اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنا نماز کا حسن یعنی بدن کا سڈول اور رنگ وروغن کا درست ہونا ہے۔ الغرض اس طرح پر نماز کے اجزاء اور ارکان کو بحضور قلب ادا کرنے سے نماز کی ایک حسین وجمیل اور پیاری صورت پیدا ہو جاتی ہے اور نماز میں نمازی کو جو تقرب حق تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے اس کی مثال ایسی سمجھو جیسے کوئی خدمت گار اپنے بادشاہ کی خدمت میں کوئی خوبصورت حسین وجمیل کنیز کا ہدیہ پیش کرے اور اس وقت اس کو بادشاہ جیسا تقرب حاصل ہو، تو گویا نماز شاہی نذرانہ ہے جو نمازی دن رات میں پانچ مرتبہ تقرب سلطانی حاصل کرنے کے لیے پیش کرتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ہر روز پنجگانہ نماز فرض کی ہے تو ضرور اس میں ہماری ظاہری و باطنی فلاح اور دنیا و آخرت کی شادمانی اور کامرانی رکھی ہوگی چنانچہ ابتدائے اسلام میں جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی اس عبادت کو اپنا شعار بنالیا تو تمام دنیا ان کی عزت و وقار مغلوب ہوگئی اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔

بہر حال ہم کو اہتمام کے ساتھ نماز کا پابند ہونا چاہیے اور نماز کی پابندی کے یہ معنی ہیں کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نمازیں ادا کی جائیں' تم جب مسجد میں نماز پڑھو گے تو وقت کی پابندی سے نماز کی عادت بھی راسخ ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے دین کی حفاظت بھی رہے گی اور دنیوی فلاح بھی نصیب ہوگی' اذان میں اسی کا اعلان ہے کہ نماز کے لئے آؤ اس وقت اگر کہیں فلاح ہے تو صرف نماز میں ہے۔ یہ اعلان بالکل حق ہے۔ جس نے اس اعلان کے بعد کسی دنیاوی مفاد کو ترجیح دی اس کو ہرگز اس میں فلاح نصیب نہیں ہوسکتی اور یہ حقیقت ہے کہ نماز کی حالت میں تمام دنیاوی علائق و مشاغل بھی منقطع ہو جاتے ہیں۔ خواہ اس کے دل و دماغ میں کتنی ہی پراگندگی ہو لیکن اس کا جسمانی وجود بارگاہ الٰہی میں شرف یاب ہوتا ہے اور یہی شرف یابی اس کی دنیا و آخرت کا سرمایہ وفلاح ہے۔ اس کا احساس تو آنکھ بند ہونے پر ہی ہوگا' یہ بھی پنجگانہ نماز کی حقیقت ہے کہ ہمارے رب کریم رحمٰن و رحیم کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ ہمارے حالات پر رحم فرما کر ہمارے روزمرہ کے معاملات و حالات کا اندازہ فرما کر ہم کو مدعو فرمایا ہے جب کبھی ہم کو کسی قسم کی مشکلات و تفکرات درپیش ہوں اس کے لیے ان کا دروازہ رحمت کھلا ہوا ہے۔ دن رات کے مختلف اوقات میں ہم ان کی بارگاہ رحمت میں حاضر ہو جائیں' نماز کی حالت میں آجائیں اور جو کچھ عرض و معروضات کرنا ہوں بے تکلف ان کے سامنے پیش کریں اور خود ہی اپنے الفاظ کریمانہ ہم کو تلقین فرماتے ہیں کہ ''یا رحمٰن الرحیم یا مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین''، یعنی ہم عاجز و بے نوا ہیں۔ ہماری اعانت و نصرت فرمایئے جب از راہ محبت و شفقت' ہم سے اس طرح مخاطب ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے تو پھر ہم کو اپنی پوری ایمانی صلاحیت سے اس کا یقین رکھنا چاہیے کہ ضرور ان کی اعانت ہمارے شامل حال رہے گی۔

یہ بھی سمجھ لیجئے کہ ہماری روزمرہ کی زندگی میں صبح سے شام تک کتنے حالات و معاملات اور تغیرات سے سابقہ رہتا ہے' فطرتاً ان سب کا اثر ہمارے دل و دماغ پر ہوتا ہے اور اسی حالت میں ہم کو پنجگانہ نماز کا فریضہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔

اگر طبیعت ناساز ہے تو اسی اثر کے ساتھ نماز کا وقت پر ادا کرنا ہے۔ اگر خوشی یا غم کا ماحول ہے تو اس کا بھی اثر ہے' اگر موسم کے تغیرات اثر انداز ہیں تو بھی وقت پر نماز پڑھنا ہی

ہے اگر معاملات میں افکار پریشانی اور تر ددات ہیں یا ادائے حقوق کیلئے تدابیر درپیش ہیں یا اپنی دوسروں کی ضروریات پوری کرنا ہے یا کسی مشاغل وہجوم میں شمولیت ہے اور اس کی طرف توجہ ہے تو یہ سب باتیں نماز کی حالت میں ضرور ہم پر اثر انداز رہتی ہیں مگر بہر حال ہم کو نماز پڑھنا ہے، بس اس کے وقت اور ارکان کی ادائیگی کا اہتمام جس قدر ممکن ہے وہ کرنا ہے خواہ دل ودماغ کی کوئی بھی حالت ہو ان شاء اللہ نماز ادا ہو جائے گی۔

ترک فواحش ومنکرات کے لیے ارادہ وہمت شرط ہے

بعض نادان کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور دنیا بھر کے خرافات میں بھی مبتلا ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں تفریحاً ٹیلی ویژن بھی دیکھتے ہیں، فضولیات اور لغویات بھی کرتے جاتے ہیں، جھوٹ بھی بولتے ہیں، غیبت بھی کرتے ہیں، وعدہ شکنی بھی کرتے ہیں، اہل تعلقات سے بدمعاملگی بھی ہوتی جاتی ہے تو پھر ایسی نماز سے کیا فائدہ، سنئے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نماز کا حق جیسا چاہے وہ ادا ہی نہیں کر سکتے، پھر یہ بھی ہے کہ منکرات ولغویات ترک کرنے کا ہم ارادہ نہیں کرتے یا ان منکرات کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے تو پھر توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی مگر میں کہتا ہوں اور آپ خود اس کا اندازہ کر کے دیکھیں کہ ایک مسلمان خواہ وہ کیسی ہی نماز پڑھتا ہو بے نمازی سے اس کی دینی حالت پھر بھی بہتر ہوگی۔ پھر اس پر بھی غور کیجیے کہ کتنے گناہ کبیرہ ہیں کہ لوگ اس میں مبتلا ہیں مگر ہم اور آپ ہیں کہ ان سے بالطبع نفرت کرتے ہیں، پھر بہت سے ایسے گناہ ہیں جن میں ہم اور آپ نفس وشیطان سے مغلوب ہو کر مبتلا ہو جاتے ہیں مگر پھر تنبہ ہوتا ہے تو توبہ واستغفار کی توفیق ہو جاتی ہے۔ یہ بھی نماز ہی کی تو برکت ہے اور یہی برکت فلاح دارین کا باعث ہے۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اتنے دنوں سے دعائیں مانگ رہے ہیں قبول نہیں ہوتیں، اتنے دنوں سے وظیفے پڑھ رہے ہیں ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا، اتنے دنوں سے نماز پڑھ رہے ہیں نماز میں دل نہیں لگتا، جب نفس وشیطان غالب ہو جاتا ہے تو نماز بھی ترک کر دیتے ہیں، اول تو عقیدہ ہی فاسد ہے کہ نماز اور وظائف اس لیے ہیں کہ ان کی برکت

سے ہمارے دنیاوی مقاصد پورے ہوتے رہیں نماز تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تم پر فرض ہے کہ نماز پڑھو تم کو حکم ہے کہ دعا کرو اس لئے ہر حال میں حکم الٰہی کی تعمیل تم کو کرنا پڑے گی خواہ کوئی بھی حالت ہو، جب تم نے ان کے حکم کی تعمیل کر لی خواہ طوعاً یا کسلاً ہی سہی تو پھر اللہ تعالیٰ کی شان رحمانیت تم کو دنیا کی کسی سعادت سے محروم نہ رکھے گی۔

نماز فجر کا اہتمام

اکثر لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ صبح کی نماز نہیں بن پڑتی، تو بھائی اس میں قصور کس کا ہے، جب تم رات کے بارہ بجے تک اپنی تفریحات ولغویات میں مشغول رہو گے تو پھر صبح کیسے آنکھ کھلے گی، یہ سب نفس کی شرارت ہے کیونکہ تمہارے دل میں نماز کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس لیے نفس ترک نماز کے لئے نامعقول عذر اور بہانے کرتا رہتا ہے۔ یاد رکھو نماز کا ترک کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ اللہ جل شانہ کی حکم عدولی ہے۔ دنیا میں بھی اس کا وبال بھگتنا پڑے گا اور آخرت میں بھی اس کی بڑی سنگین سزا ہے، عبرت کی نظر سے دیکھو آج جو گھر گھر پریشانیاں اور بیماریاں زور پکڑ رہی ہیں وہ یہی شامت اعمال ہے جس سے پناہ مانگنے کی بھی توفیق اس لیے نہیں ہوتی کہ نماز نہیں پڑھی جاتی جس کے وبال سے توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی اور اپنے شامت اعمال کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ سے رجوع نہ ہونے کا وبال ہے، اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائیں اور ہدایت فرمائیں اور توفیق دیں کہ ہم ان کی طرف رجوع ہوتے رہیں تا کہ ہر حال میں اس کی رحمت ہمارے شامل حال رہے۔

اپنے وقت کا انضباط کرلو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بڑی برکت ہوتی ہے اور سب ضروری کام آسانی سے ہو جاتے ہیں اور نمازیں وقت کی پابندی کے ساتھ ادا ہوتی رہتی ہیں اور دل میں سکون رہتا ہے اس کی بڑی قدر کرو ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد اگر میں دیکھتا ہوں کہ کوئی دنیا کی باتیں کر رہا ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس کو گولی مار دوں، ایسا ناقدرداں ہے یہ وقت کا کہ عشاء کی نماز کے بعد یہ فضولیات میں مبتلا ہو گیا ہے، ارے عشاء کی نماز تو تم کو سارے دن کی ناپاکی سے اور

آلودگی سب سے پاک کرچکی تھی اور پھر تم اس میں مبتلا ہو گئے' عشاء کے بعد پھر وہی لغو باتیں شروع کر دیں تو جب خود دیدہ و دانستہ اپنی عافیت برباد کر رہے ہو تو ہم اس کا تدارک کیا بتائیں پھر کہتے ہیں کہ صبح آنکھ نہیں کھلتی' صبح کیسے آنکھ کھلے؟

اسی طرح ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ جو لوگ صبح کی نماز کے لیے نہیں اٹھتے ہیں بڑے ناقدرداں ہیں وقت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا اس وقت اللہ تعالیٰ عالم کائنات میں ایک نئی روح پیدا فرماتے ہیں۔ ایک نئی تازگی آتی ہے۔ زمین میں روئیدگی پیدا ہوتی ہے' پھول کھلتے ہیں' کلیاں کھلتی ہیں' خوشگوار ہوائیں چلتی ہیں جن سے جسم و جان میں تازگی آجاتی ہے اور اس وقت تم پڑے سو رہے ہو عالم امکان میں بیداری کا سماں ہے' نباتات میں جان آرہی ہے' حیوانات اور پرندوں سب پر سکون و فرحت طاری ہے اور اپنی اپنی زبان میں سب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہیں' اس وقت تم غافل پڑے سو رہے ہو' تمہارے دل و دماغ سب بے حس ہیں' یہ بڑی ناقدری کی بات ہے' پھر کہتے ہیں کہ صحت خراب ہے' وہ بیماری ہے اور یہ پریشانی ہے۔ فلاں کام میں رکاوٹ ہو رہی ہے' آئے دن طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی جا رہی ہیں کیونکہ تم فطرت کی خلاف ورزی کر رہے ہو' طبی لحاظ سے بھی دیر میں سونا اور دیر میں جاگنا دونوں مضر ہیں۔ تندرستی خراب ہو جاتی ہے۔ دیدہ و دانستہ ہم لوگ اس میں مبتلا ہیں اور پھر شکایت کرتے رہتے ہیں' خیر یہ تو طویل بات تھی۔

نماز میں ظاہری و باطنی صحت کا راز ہے

میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ نماز کی پابندی کرو' نماز بڑی نعمت ہے' نماز ہماری ظاہری اور باطنی صحت کا راز ہے۔ خواہ تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے' نماز پڑھنے کی عادت ڈالو' ایک وقت ایسا آئے گا کہ سمجھ لو گے کہ نماز واقعی ہمارے لیے منجانب اللہ بڑی نعمت ہے پھر اس احساس کے بعد اگر نماز چھوڑنا بھی چاہو تو نہ چھوڑ سکو گے جب تک اس کا احساس غالب نہ ہوگا' یہی سمجھو گے کہ یہ صرف اٹھک بیٹھک ہوتی ہے۔ دل کہیں ہے دماغ کہیں ہے۔ رکوع میں ہیں اور فاسد خیال آرہے ہیں۔ سجدہ میں اللہ میاں کے سامنے سر رکھا ہوا ہے لیکن نفسانی

اور شہوانی حالات چکر لگا رہے ہیں۔ یہ کیا نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ بھی یاد نہیں کہ کتنی رکعت پڑھیں، تین پڑھیں یا چار پڑھیں یا پانچ پڑھیں، بس حواس باختہ نماز پڑھ لی، دیکھئے پھر میں آپ سے یہی کہتا ہوں کہ اللہ کے لئے نماز کی پابندی کیجئے، چاہے اٹھک بیٹھک کرو، چاہے بے حسی سے پڑھو چاہے غفلت سے پڑھو جس طرح بھی پڑھو لیکن نماز کسی حال میں بھی نہ چھوڑو، تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر رہے ہو، یہی تمہاری نماز مقبول ہے، یہی نجات دلانے والی چیز ہے، اسی نماز سے حشر میں تمہارے اعمال کا پلہ وزن میں بھاری ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ یہی نماز تم کو جنت میں لے جائے گی جس کی آج تم ناقدری کر رہے ہو، یہی نماز اور یہی سجدے قیامت کے دن تمہارے پیشانی پر نور بن کر چمکیں گے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ خشوع وخضوع نہ سہی، حضور قلب نہ سہی توجہ الی اللہ نہ سہی لیکن یہ تو دیکھو کہ کس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہو، کس کے آگے جھک رہے ہو، تمہارا سر کس کے آستانہ پر ہے، کس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں بلا تکلف شرف باریابی حاصل فرماتے ہیں، کس کے قرب کی حضوری نصیب ہوگئی، یہ عبدیت کا بہت بڑا مقام ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سجدہ کرو اور ہمارے قریب آ جاؤ تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے قریب بلا لیا تو چاہے بدحواس سجدہ ہو یا ہوش وحواس والا سجدہ ہو، بغیر خشوع وخضوع والا سجدہ ہو یا تفکرات وبدحواسی کا سجدہ ہو بہر حال صورت سجدہ تو ہے، اگر یہ تمہاری نماز قبول نہ ہوتی تو پھر دوبارہ نماز کی توفیق بھی نہ ہوتی، اللہ کے لئے اس کی قدر کرو، نماز کی مستقل توفیق خود علامت ہے مقبولیت کی۔

نماز میں یکسوئی کے حصول کا طریقہ

عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی، یہ ایک خواہ مخواہ کا خیال ہے۔ نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی، دل نہیں لگتا اگر یکسوئی نہیں ہوتی تو پھر کیا ہوتا ہے......؟ ذرا غور تو کرو کہ جب تک نماز کیوقت پر نماز کا ارادہ کیا، وضو کیا، مسجد کی طرف روانہ ہوئے یا اپنے مصلے پر گئے تو اسی طرح دل نہیں لگا تو اور کیا ہوا، یہ یکسوئی نہ ہوئی تو کیا ہوئی؟ تمام تعلقات کو چھوڑ دیا، تھوڑی دیر کے لئے عالم تعلقات سے الگ ہوگئے، تھوڑی دیر کے لئے سب سے تعلقات منقطع

کر لئے، سب مشاغل چھوڑ دیئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، اب دل لگنے نہ لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جس قدر کہ ہم نے وہ کر لیا، اب اگر غیر اختیاری طور پر خیالات آتے ہیں، آئیں مگر ہم کو چاہیے کہ ہم ان کی طرف متوجہ نہ ہوں بلکہ اپنی نماز کے ارکان کی طرف متوجہ رہیں، اسی قدر ہم کو یکسوئی کی ضرورت ہے اور وہ اس طرح حاصل ہے اس کو اس طرح سمجھئے کہ نماز پڑھنے کے لئے جو شرائط ہیں وہ ہم کو پورا کرنا ہیں، زمین پاک ہونا چاہئے، طہارت کاملہ ہونی چاہئے، باوضو ہونا چاہئے، قبلہ رخ ہونا چاہئے، جب یہ شرطیں موجود ہیں تو اب شریعت آپ کو نماز ادا کرنے کی اجازت دیتی ہے، آپ ظاہری آداب کے اسی قدر مکلف ہیں۔

ہمارے حضرت والا کا ارشاد ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق اپنی نماز کی صورت بنالو، کہاں تک ہاتھ اٹھائے جائیں، کہاں تک ہاتھ باندھے جائیں، کس طرح جھکا جائے، کس طرح سجدہ کیا جائے، کس طرح نماز میں تلاوت کی جائے، غرض جو نماز کے آداب ہیں وہ بجالاؤ اور ٹھہر ٹھہر کر اور سنبھال سنبھال کر نماز کے ارکان ادا کرو پھر چاہے دل لگے یا نہ لگے، ان شاء اللہ یہی نماز مقبول ہو جائے گی، جس وقت نیت باندھو یہ سوچ لو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو یہ بھی درجہ ہے احسان کا کیونکہ تم تجلی کعبہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھے کھڑے ہو وہ بھی تمہاری طرف متوجہ ہے یہ کس کی تجلی ہے، غور کرو اللہ جل شانہ کی تجلی ہی تو ہے۔ ایک درجہ میں یہی احسان ہے، نماز کی حالت میں اعضاء کو غیر ضروری حرکت نہ دو، بس ایک درجہ یہ خضوع کا ہے اور قلب کو غیر ضروری باتوں کی طرف از خود متوجہ نہ کرو، یہی خشوع ہے، رفتہ رفتہ ان شاء اللہ یہی کیفیات حقیقت میں تبدیل ہو جائیں گی، اپنے اختیار میں جو باتیں ہیں ہم ان ہی کے مکلف ہیں، غیر اختیاری باتوں کے ہم مکلف نہیں ہیں، اس طرح ہماری نماز ہماری استعداد کے مطابق کامل نماز ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، اس طرح رفتہ رفتہ نماز کا کما حقہ وہ درجہ بھی نصیب ہو جائے گا جو نماز کا خاص مقام ہے۔

وساوس و خطرات کا علاج

ایک بات اور سمجھ لیجئے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کھڑے ہوں گے تو خطرات اور وساوس اور گندے اور ناپاک تصورات نماز میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں ایک بات

سمجھنے کی ہے وہ یہ کہ تمہارا وضو اس وقت تک قائم ہے جب تک کوئی ناپاک چیز جسم سے خارج نہ ہو' اس کے خارج ہونے پر وضو ٹوٹ جائے گا مگر وہ خارج ہونے والی ناپاک چیزیں تمہارے جسم کے اندر بھری ہوئی ہیں' خون ناپاک ہے وہ رگ رگ میں دوڑ رہا ہے' پیٹ میں ریاح بھرے ہوئے ہیں' مثانہ میں پیشاب بھرا ہوا ہے' پیٹ میں فضلہ بھرا ہوا ہے مگر شریعت کا فتویٰ ہے کہ ان تمام گندی چیزوں کے باوجود جو جسم کے اندر ہیں تم پاک ہو اور نماز پڑھ سکتے ہو' اگر ان میں سے کوئی چیز ذرا بھی خارج ہوئی تو وضو ٹوٹ جائے گا' تو ناپاک چیز کے جسم سے خارج ہونے پر وضو ٹوٹتا ہے' اسی طرح سمجھ لو کہ فاسد خیالات اور ناپاک تصورات جو دل و دماغ میں غیر اختیاری طور پر بھرے ہوئے ہیں سب پاک ہیں' جس طرح جسم کے اندر جو دوسری گندی چیزیں بھری ہوئی ہیں پاک ہیں...... اسی طرح نماز کی حالت میں جو گندے اور ناپاک خیالات دل و دماغ میں بھرے ہوئے ہیں وہ سب پاک ہیں' شریعت کا حکم یہی ہے کہ جب گندے اور ناپاک خیالات کا عمل کی صورت میں اظہار ہوگا تو ناپاک ہو جاؤ گے لیکن جب تک اظہار نہیں ہوگا پاک رہو گے' جس طرح ناپاک چیز خارج ہونے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے اور پھر وضو کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں اسی طرح تمہارے ناپاک ارادے اور فاسد خیالات جب عملی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو تم ناپاک ہو جاتے ہو' اس کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ گناہ کا عمل ہو جانے پر ندامت قلب کے ساتھ استغفار کر لو' اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اور ہم پاک ہو جاتے ہیں' اتنا کھلا اور آسان راستہ ہے' اس کو آپ لوگوں نے کیوں اتنا پیچیدہ اور مشکل بنا رکھا ہے' آپ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھیں تو ایسی پڑھیں کہ جیسا کھمبا کھڑا ہو' اس میں نہ کوئی احساسات ہوں نہ کوئی جذبات ہوں اور نہ کوئی خیالات' لیکن یہ تو فطرت انسانی کی خصوصیت ہیں کہ دل و دماغ میں ایسے خیالات و تصورات ہر وقت آتے رہتے ہیں۔ ان سے کوئی بشر خالی نہیں' بس ان کے تقاضوں پر ہم عمل نہ کریں تو ہم پارسا ہیں اور اگر عمل کریں تو گنہگار ہیں' پھر اگر توبہ کر لیں تو پھر پارسا ہیں تو ایسے ناپاک خیالات و تصورات کا نماز میں ہونا ہرگز مضر نہیں کیونکہ ان کے تقاضوں پر نماز کی حالت میں عمل ہو ہی نہیں سکتا اور چونکہ وہ غیر اختیاری ہیں اس لئے مخل نماز نہیں تو پھر ان کی طرف توجہ کرنا ہی بیکار ہے اور ان کی وجہ سے نماز کو ناقص سمجھنا بھی بے معنی ہے' ہاں اگر کوئی قصداً ان

خیالات کو قائم رکھے تو ضرور نماز میں کراہت ہے' نماز تو ان شاء اللہ شرائط نماز ادا کرنے سے قبول ہو ہی جاتی ہے بعض وقت خیالات کے ہجوم سے دماغ ارکان نماز کی طرف سے غیر حاضر ہو جاتا ہے اور ارکان صحیح طریقہ سے ادا نہیں ہوتے۔ یہ بات البتہ قابل اصلاح ہے' ایسا نہ ہونا چاہئے' نماز تو اپنی طرف سے پوری توجہ ہی کے ساتھ پڑھنا واجب ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ شریعت نے ایسی حالت میں ہمارے لیے رعایت رکھی ہے کہ اگر بے خبری اور بے توجہی سے نماز کے اندر کوئی واجب ترک ہو جائے یا یہ یاد نہ رہے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار تو ایسی حالت میں چار رکعت پوری کر لو' نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر لو' نماز درست ہو جائے گی' یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بدحواس بندوں پر مزید احسان ہے کہ ان کے ناقص عمل کو بھی صحیح کر لینے کی ترکیب بھی بتلا دی اور اس عمل کو قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمالیا۔

پھر ایک بات عرض کرتا ہوں جو بڑے اطمینان کی ہے کہ ہم نے خواہ کیسی ہی نماز پڑھی ہو سلام پھیرنے کے بعد تین بار استغفر الله استغفر الله استغفر الله کہو یہ مسنون ہے' پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کرو کہ میں نے ایسی نماز پڑھی ہے جو آپ کی بارگاہ میں قبول ہونے کے قابل نہیں ہے' آپ علیم و خبیر ہیں' ارحم الراحمین ہیں۔ میری یہ ناقص نماز محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرمالیجئے اور مجھے مغفرت سے مایوس نہ فرمایئے اور مجھے ہدایت فرمایئے کہ میں نماز صحیح آداب کے ساتھ پڑھا کروں اور آپ کی معبودیت کی عظمت کا حق ادا کروں۔ نماز کے ان نقائص کا اعتراف نماز کی مقبولیت کا سبب ہو جائے گا۔

نماز کی حقیقت

نماز کی حقیقت اس طرح بھی سمجھ لیجئے کہ نماز ایک نور ہے جس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں دست بستہ کھڑے ہو گئے اور کلام اللہ کی تسبیحات و آیات کی تلاوت کرنے لگے تو آپ اس کے نور سے منور ہو گئے۔ اب آپ کے دل میں جو پوشیدہ رذائل اور جذبات تھے جو زندگی میں غیر محسوس طریقے سے اثر انداز ہوتے رہتے ہیں وہ اس نور میں نظر آنے لگے اور آپ کو مکدر کرنے لگے اور آپ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کی ناپاکیوں سے آپ کا حضور قلب ختم ہو گیا' آپ گھبرانے لگے اب اس وقت یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ان جذبات

وخیالات کا ظہور اختیاری ہے یا غیر اختیاری' یقیناً غیر اختیاری ہے کیونکہ یہ آپ کو پسند نہیں ہیں اور آپ ان کو نماز میں مخل سمجھ رہے ہیں مگر آپ کے اختیاری امور یعنی ارکان نماز کی ادائیگی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور آپ اسی کے مکلّف ہیں' جب آپ نے ارکان نماز کما حقہ ادا کر لئے تو آپ کی نماز تو ادا ہوگئی اور غیر اختیاری خیالات کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا' اس لئے اطمینان رکھئے کہ فریضہ نماز ادا ہوگیا اب کوئی وہم نہ کیجئے' غیر اختیاری طور پر جو کچھ ہوا اس سے بھی نماز کے اختتام پر توبہ کر لیجئے' بس آپ اسی قدر مکلّف ہیں۔

دوسری بات ایک اور سمجھ لیجئے کہ صرف نماز میں وساوس وخطرات کا ہجوم ہوتا ہے' آخر نماز کے علاوہ دوسرے تعلقات ومعاملات زندگی میں کیوں نہیں ہوتا' معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہی ایک ایسا عمل ہے جو مرکز بن جاتا ہے۔ ان غیر اختیاری خطرات وغیرہ کا تو معلوم ہوا کہ اس میں بھی آپ کے لئے کوئی حکمت ہے ممکن ہے کہ منجملہ اور حکمتوں کے ایک یہ بھی ہو کہ اس میں اپنا عجز اور فطری کمزوریاں مشاہد ہوتی ہیں جن کے استحضار سے ندامت اور رقت قلب پیدا ہوتی ہے اور اس کے تدارک کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغفرت اور رحمت کی احتیاج محسوس ہوتی ہے اور ہم استغفار میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اس طرح رجوع الی اللہ ہونا عبد کے لئے عین مقصود اور مطلوب ہے۔

ایک اور حقیقت پر بھی نظر جاتی ہے کہ یہ خیال کیجئے کہ آپ نے نماز کیوں پڑھی۔ اس لئے کہ اللہ جل شانہ کا حکم ہے' کس صورت سے پڑھی اور کس طرح اس کے ارکان ادا کئے' اسی صورت سے جس طرح نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کئے اور پڑھی کس حالت میں نہایت ہی پراگندہ اور آشفتہ خیالی کے ساتھ' نماز کے ساتھ یہ تین نسبتیں وابستہ ہیں۔

اب غور کرنے کی بات ہے کہ جس عمل میں امتثال امر الٰہی ہو اور جس عمل کی ادائیگی میں اتباع سنت کی سعادت حاصل ہو' اس عمل کی حقیقت اور اس کی عظمت اور علویت کا کیا درجہ ہے' کیا یہ کوئی معمولی بات ہے' کوئی معمولی توفیق سعادت ہے' ہماری حیات مستعار میں یہ لمحات کس قدر مغتنم اور گرامی قدر ہیں اس کا کوئی اندازہ بھی ہو سکتا ہے؟ ان کی حقیقت تو آنکھ بند ہونے پر ہی ان شاء اللہ تعالیٰ روشن ہوگی۔

نماز کی حقیقت اور اہمیت ایک مومن کے لئے اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے اول حکم ہے کہ اس کے کانوں میں اذان اور تکبیر کے الفاظ بآواز ادا کیے جائیں تا کہ اس کی فطرت اصلی اس کو قبول کرلے اور اس کی روح میں یہ الفاظ محلول ہوجائیں جو اس کے ایمان کا حاصل ہیں، یعنی ایمان کا القاء الفاظ اذان وتکبیر میں کیا جاتا ہے۔

فریضہ نماز میں نسبتیں اور برکات

اب دیکھئے فریضہ نماز کی ادائیگی میں دو جلیل القدر نسبتیں شامل ہیں۔ امتثال امر رب اور ہیئت مسنونہ، اب رہے دوران نماز اپنے خیالات فاسدہ، ان کا قطعی تدارک ندامت اور استحضار سے ہوجاتا ہے مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے خیالات فاسدہ اور خطرات و وساوس کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اس کو نماز کا نقص سمجھتے ہیں مگر اس پر شکر کیوں ادا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نماز پڑھ لی اور ہیئت مسنونہ سے پڑھ لی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مقبول ہوجائے گی۔ بس اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ ارکان نماز سنت کے مطابق ادا ہوں لہٰذا عمل نماز کی ناقدری یہی ہے کہ اس کے ارکان صحیح ادا نہ کیے جائیں اور اپنے خیالات کی پراگندگی کے خیال سے نماز کی قبولیت سے مایوسی ہو، ہر حال میں نماز کی قبولیت کا یقین واثق ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہماری فطرت کے خالق ہیں اور ان کے علم میں ہماری تمام بشری وفطری کمزوریاں ہیں۔ ہمارا ظاہر و باطن سب ان کے سامنے ہے۔ بایں ہمہ وہ سب معاف فرمادیتے ہیں اور ہم کو ادائے نماز کے برابر توفیق بالائے توفیق عطا فرماتے رہتے ہیں اور یہی علامت ہے قبولیت کی۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے اور اس پر شکر واجب ہے۔

گناہ چھوڑنے کا اہتمام

لیکن یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لی جائے کہ باوجود اس کے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں مگر گناہوں سے بچنے کا اہتمام وفکر نہیں کرتے تو گناہوں کے ارتکاب پر سزا ضرور ملے گی، وعدہ خلافی کروگے، جھوٹ بولوگے اور غیبت کروگے، بدگمانی کروگے، ایذا رسانی کروگے، دھوکہ دوگے، اس کو سزا ضرور ملے گی کیونکہ تم نے اوامر الٰہی کیخلاف کیا ہے۔ ضابطہ فطرت کے خلاف کیا ہے اس کی سزا ضرور ملے گی لیکن ہمارے پاس ایمان ہے اور ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے

گناہوں سے ندامت قلب کے ساتھ توبہ واستغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ سب معاف فرمادیں گے اور نماز ہی ایسی چیز ہے جس سے ایمانی تقاضے پورے ہوتے ہیں اور توبہ واستغفار کی توفیق ہوتی ہے اور بہت سے گناہ اور بہت سی لغزشوں کو اللہ تعالیٰ نماز کی بدولت معاف فرمادیں گے۔ ان شاء اللہ یہ ان کا وعدہ ہے' بھائی نماز کی بڑی قدر کرو اور اس کی پابندی کرو۔

نماز باجماعت کی فضیلت

ہماری روزمرہ زندگی میں نظم اوقات بہت اہم چیز ہے' تمام فرائض وواجبات وقت مقررہ پر آسانی سے سرانجام ہوجاتے ہیں اور اگر بچنا چاہیں تو ہم سب لغو اور فضول کاموں سے بچ سکتے ہیں' دن رات میں ہم پر پنجگانہ نماز وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔ اپنے محلّہ کی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو' اللہ تعالیٰ اس کے طفیل میں سب کی دعا قبول فرمالیتے ہیں۔

اگر نمازیوں میں سے کسی ایک کو بھی ایک لمحہ کیلئے کسی رکن نماز میں حضوری ہوگئی' ایک پرخلوص سجدہ بھی قبول ہوگیا تو سب مقتدیوں کی طرف سے قبول ہوگیا' جب امام سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو آخر میں اس کی آمین پر فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ ان کی آمین کے ساتھ ہماری آمین ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور قبول ہوگی' جب امام سلام پھیرتا ہے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے تو فرشتے بھی کہتے ہیں تو جتنے نمازی داہنی جانب ہوتے ہیں ان سب پر سلام ہوجاتا ہے' اسی طرح پھر بائیں طرف کے سلام سے سب مشرف ہوتے ہیں تو یہ کیسی بڑی سعادت ہے۔ یہ جماعت کی کتنی گراں فضیلت ہے اور جماعت کی پابندی وقت مقررہ پر صرف مسجد ہی میں ممکن ہے اس لیے مسجد میں جماعت کی نماز کی بڑی فضیلت ہے اور ستائیس گنا فضیلت ہے البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو گھر میں پڑھ سکتے ہیں لیکن بلا عذر جماعت کی نماز ترک مت کرو کیونکہ یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔ تجربہ یہی ہے کہ جو لوگ مسجد میں جماعت میں شریک نہیں ہوتے ان کی اکثر نمازیں یا تو قضا ہوجاتی ہیں یا بے وقت ادا ہوتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کی رہبانیت نماز کے انتظار میں مسجدوں میں بیٹھنا ہے۔ یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسجدوں میں داخل ہوجاؤ تو اعتکاف کی نیت کرلو اس میں بھی بڑا ثواب ہے۔

نماز دافع مصائب و آلام ہے

اب ایک بات رہ گئی ہے جو میں کہنا چاہتا تھا کہ آج کل کوئی دل خالی نہیں ہے اور کوئی دل ایسا نہیں ہے جس میں کوئی تشویش نہ ہو' فکر نہ ہو' بیماری نہ ہو' سب کچھ ہے چاروں طرف افکار و پریشانیاں ہیں' بیماریاں ہیں' دشواریاں ہیں' ایسے حالات میں ہمارے ایمان اور عقل کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اپنے مالک حقیقی اور کارساز حقیقی کی بارگاہ میں رجوع کریں اور پناہ مانگیں اس کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہم کو یہ طریقہ بتلایا ہے کہ جب تم پریشان ہو تو صبر کرو اور نماز پڑھو۔

یَآَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ صاف ارشاد فرمارہے ہیں کہ اگر تم مبتلائے غم ہو' کسی پریشانی یا بیماری یا نقصانات جانی و مالی کا تم کو صدمہ ہے تو اس کے ازالہ کے لئے تمہارے لئے واحد طریقہ یہ ہے کہ تم اس کو منجانب اللہ یقین کرتے ہوئے صبر سے کام لو اور اطمینانیت قلب حاصل کرنے کیلئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو جاؤ' اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں اور جس عاجز بندے کو ایسی بے بسی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو اس کیلئے اس سے زیادہ قوی اور یقینی سہارا اور کیا ہو سکتا ہے اور اس قوی یقین کا نام ایمان ہے جس کا ظہور نماز میں ہو رہا ہے۔ گویا ایمان کی مثالی صورت نماز ہے چونکہ فطرت انسانی ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص آخر وقت تک ایسا نہیں ہے کہ وہ کسی نہ کسی جسمانی یا ذہنی فکر اور غم والم میں مبتلا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہر مومن کے لئے مقام عبدیت پر فائز ہونے اور اپنا مقام قرب و رضا عطا فرمانے کے لئے اس کا مکلف کیا ہے کہ آخر وقت تک جب تک ہوش و حواس صحیح ہیں نماز پڑھنا واجب ہے کیونکہ نماز ہی کی تکمیل پر ایمان منحصر ہے یعنی ایمان پر خاتمہ کے یہ معنی ہیں کہ نماز کی حالت میں موت آئے تو جس مومن نے ہوش و حواس کی حالت میں نماز پڑھ لی تو پھر جس وقت بھی موت اس کو آئے گی وہ نماز ہی کی حالت میں ہوگی' ایک وقت کی نماز پڑھنے کے بعد دوسرے وقت کی نماز کے انتظار تک مومن حالت نماز ہی میں رہتا ہے اس لئے اگر غیر وقت نماز میں کسی کی موت واقع ہوگی تو بھی چونکہ وہ انتظار نماز ہی میں تھا اس

لئے عین نماز ہی کی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی اور ایمان کامل کے ساتھ ہوئی۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

مختصر بات یہ ہے کہ اگر ایمان پر خاتمہ چاہتے ہو تو کسی حالت میں بھی نماز ترک نہ کرو کیونکہ نماز ہی ایمان کی محافظ ہے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ادائیگی نماز میں استقامت نصیب فرماویں اور ہمارے ایمان کی تکمیل فرماویں اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرماویں۔ آمین۔

بارگاہ خداوندی میں نماز کے بعد دعا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیازمندانہ اور نہایت شکستگی اور درماندگی کی حالت میں حاضر ہو کر نماز پڑھو اور پھر الحاح وزاری کے ساتھ دعا مانگو یا اللہ میں آپ کا پریشان حال بندہ ہوں' یا اللہ یہ افکار ہیں' یہ پریشانیاں ہیں' یہ بیماریاں ہیں' یہ رکاوٹیں ہیں ان سے کوئی نجات دے سوائے آپ کے "انت ربی انت حسبی انت ولی فی الدنیا والآخرۃ"

آپ ہی ہمارے کارساز ہیں آپ ہی ہمارے مشکل کشا ہیں' آپ کے سوا کون آسان کرسکتا ہے ان دشواریوں کو' ان بیماریوں کو' یا اللہ آپ ہی دور فرماسکتے ہیں' یا اللہ ہم آپ سے رجوع کرتے ہیں: اِیَّاکَ نَعْبُدُوَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

آپ ہم کو اپنی رحمتوں اور مغفرتوں سے محروم نہ فرماویں اور طمانیت قلب نصیب فرماویں۔ (آمین)

ہم آپ کے عاجز بندے ہیں' ہم کو اپنی بارگاہ میں حاضری سے کبھی محروم نہ فرمائیں' یا اللہ ہم سب کو نماز کی توفیق عطا فرماتے رہیں اور آخر وقت تک اس پر قائم رکھیں' یا اللہ ہر حال میں ہماری نصرت فرمایئے اور نفس وشیطان کے مقابلے میں ہم کو ہدایت دیجئے اور صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمایئے اور ہماری بداعمالیوں کے وبال سے ہم کو بچا دیجئے اور معاف فرمادیجئے۔

رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

یا اللہ! ہم کو اپنے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کی توفیق ضرور عطا فرماتے رہیں ہم آپ کی بارگاہ میں سجدے کرتے رہیں اور آپ کے سامنے ہاتھ اٹھا کر التجائیں اور مناجاتیں

کرتے رہیں' یا اللہ ہماری نماز ہر حال میں قبول فرمالیجئے' ہم کو ہدایت فرمایئے اور توفیق عطا فرمایئے کہ ہم نماز کا حق واجب ادا کرتے رہیں' یا اللہ جو نماز کی شرط قبولیت ہے کہ اس میں احسان کا درجہ ہو' خشوع وخضوع اور حضور قلب ہو تو پھر یا اللہ آپ ہمارے ہی خالق ہیں اور ہماری ان قابلیتوں کے بھی خالق ہیں' ہماری برباد شدہ استعداد کو از سر نو درست فرما دیجئے اور اپنی توجہات اور رحم وکرم کا اور نماز کی ان تمام خصوصیات کا مورد بنا دیجئے' یا اللہ یہ آپ کا ارشاد ہے کہ جو بھی نماز پڑھتا ہے' اس کے برکات یہ ہوتے ہیں کہ نماز منکرات وفواحشات سے روکتی ہے' یا اللہ دور حاضر میں ہزاروں تباہ کن فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ کے احکامات کی کھلے بندوں نافرمانی ہو رہی ہے۔ ہر طرف بے حیائی اور بے غیرتی اب عورتوں اور مردوں میں رائج الوقت ہو رہی ہے۔ اب نہ ناموس شریعت کا کسی کو احساس ہے اور نہ شرافت خاندانی کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام خاندان کے خاندان برباد ہو رہے ہیں' تجارت گاہیں ہوں یا تعلیم گاہیں اور دفاتر ہوں یا اسمبلیاں ہر جگہ انسانیت سوز فضائیں چھائی ہوئی ہیں۔ جب ہر طرف سے ہم ایسے پر آشوب اور تباہ کن ماحول میں گھرے ہوئے ہیں تو پھر اس سے فرار کی کیا صورت ہے' یہ ہماری شامت اعمال ہم سے کیسے دفع ہو۔ اللہ تعالیٰ خالق خیر بھی ہیں اور خالق شر بھی ہیں۔ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ شر سے پناہ مانگو اور ہم سے خیر طلب کرو۔ بار بار کلام اللہ میں اس کی تاکید آئی ہے۔

مصائب و آلام سے پناہ ملنے کا واحد طریقہ

اس لئے آشوب روزگار سے پناہ ملنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب کریں اور ان کی طرف کمال عجز وبے بسی کے ساتھ رجوع کریں اور کہیں ایاک نعبدو ایاک نستعین جب ہم ان سے رجوع کریں گے تو ان کا وعدہ ہے کہ وہ ہماری اعانت ونصرت فرمائیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے عاجز بندے کو اپنی حضوری میں طلب رحمت ونصرت کے لئے نماز کی حالت میں یہ کلمات عطا فرمائے ہیں۔ ایاک نعبدوایاک نسعین تو پھر کون ان کی رحمت سے محروم کر سکتا ہے۔

یا اللہ! ہم پر رحم فرمایئے۔ یا اللہ! آپ نے اپنے محبوب نبی رحمت عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو دنیا اور آخرت کی جہنم سے بچنے کے لئے اپنی عبادات میں نماز ہی کو

ایسا وسیلہ بنایا ہے جس کے ذریعہ ہم آپ کی پناہ حاصل کر سکتے ہیں تو یا اللہ ہم سب کو اس پناہ سے محروم نہ فرمائیے۔ ہم سب کو نماز کی دائمی اور مستقل توفیق عطا فرمائیے۔

ہمارے اہل وعیال اور اعزہ واقرباء اور احباب و جمیع مسلمین و مسلمات کے لئے نماز کی برکات سے اس جہنم کو گلزار ابراہیم بنا دیجئے' یا اللہ ہم کو نماز کی برکات سے محروم نہ فرمائیے۔ یا اللہ! ہم آپ کے سامنے وسیلہ لاتے ہیں' اس وسیلہ کے صدقہ اور طفیل میں یا اللہ ہماری دعائیں قبول فرمالیجئے اور وہ وسیلہ ہے آپ کے محبوب نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ہم ان کے امتی ہیں اور ان کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہم آپ کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ ہماری نمازیں قبول فرمالیجئے اور فواحشات ومنکرات سے ہمیں پاک کر دیجئے' ہماری تشویشات' ہماری بیماریاں' ہماری پریشانیاں ہمارے حالات کی خرابیاں سب آپ کے علم میں ہیں۔ آپ ارحم الراحمین ہیں۔ آپ سب کو اپنی رحمت کاملہ سے عافیت سے بدل دیجئے۔

یا اللہ! آپ قادر مطلق ہیں اور ہم آپ کے عاجز بندے ہیں۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ' **اللھم اعنا علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک۔**

یا اللہ! ہم اس پر شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم نماز تو پڑھ لیتے ہیں اگر یہ توفیق بھی ہم سے سلب کر لی جائے تو ہم آپ کی بدترین خلائق میں سے ہو جائیں۔

یا اللہ! آپ ہم پر رحم فرمائیے اور ہماری نمازیں اور دعائیں سب قبول فرمالیجئے اور اپنی بارگاہ میں حاضری سے محروم نہ فرمائیے۔ یا اللہ! محض اپنے فضل لامتناہی سے ہم امتیان نبی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر وقت میں اپنی اس رحمت کاملہ اور رحمت خاصہ کا مورد بنائیے۔ (خطبات عارفی)

نماز اس طرح پڑھئے

از: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ

اصلی نماز اور طریقۂ نماز: حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ایک خلجان ہم سب مسلمانوں کو یہ پیش آرہا ہے کہ حق تعالیٰ نے تو فرمایا کہ **اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ** (بے شک نماز روک دیتی ہے گندی اور بری باتوں سے) لیکن ہم باہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم میں سے بہت سے نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور بہت سے پڑھنے والوں کو دیکھتے رہتے ہیں، اگرچہ نماز میں ہم سب کوتاہ ہیں یا تو بالکل نہیں پڑھتے یا دو ایک پڑھ لیں باقی غائب، اور مردوں سے زیادہ عورتیں ایسا کر رہی ہیں، حالانکہ سب بالغ مسلمان مرد و عورتیں آخر مسلمان ہیں لیکن بہر حال کوئی نہ کوئی نماز پڑھ ہی لیتے ہیں، پھر ہماری نماز ہم کو گناہوں سے، مکروہ باتوں سے، نماز چھوڑنے سے، روزہ نہ رکھنے سے اور طرح طرح کے گناہوں سے کیوں نہیں روکتی؟

یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ارشادِ الٰہی سچا نہ ہو، تو اب اس کے سوا اور کیا صورت ہو سکتی ہے کہ ہماری نماز اصلی نماز نہیں ہو رہی، صرف نقلی نماز ہے کہ جیسے قیام، رکوع، سجدہ کرتے دیکھا، یا سنا، ہم نے بھی ویسی ہی صورت بنالی مگر اندر دل دماغ وغیرہ پر کوئی اثر نہیں ہوتا، اگر اصل نماز پڑھتے تو بحکم الٰہی ہماری نماز ہم کو سب برائیوں سے روک دیتی بلکہ دل و دماغ کی صفائی کے لئے سچی توبہ بھی کرا دیتی اور ہم حقیقت میں مسلمان بن جاتے، حقیقت میں اصلی نماز پڑھنا اور اصلی مسلمان بننا کوئی مشکل نہیں، اس مشکل کو مشکل نہ سمجھئے، اول اول مشق نہ ہونے سے کچھ دیر سے ہوگی پھر رفتہ رفتہ آسانی ہوتی جائے گی۔

سب مسلمانوں کے لئے آسانی کے ساتھ نماز کو اصلی نماز بنا کر پڑھنے کی شکل عرض

کی جاتی ہے، امید ہے کہ اس طرح کی (اصلی) نماز سب کو بدیوں، بد معاملگیوں، بری باتوں اور سب گناہوں سے بہت جلد روک دے گی۔

لیکن اس کے لئے ہم کو نماز کے ہر ہر جزو کو اور اس کے معنی و مفہوم کو حفظ کر لینا ضروری ہے تا کہ اس کے بعد لفظ کو نقل کرنے پر ہی اس کا تصور اور معنی ذہن میں حاضر ہو جائے اور دل و دماغ سے حاضر ہو یعنی دل و دماغ سے ادا ہو اس طرح ہر ہر لفظ کو ادا کریں گے تو وہ نماز زبان کی بھی ہوگی اور دل و دماغ اور عقل کی بھی ہوگی۔

چونکہ سب آیات اور دعائیں پہلے سے سب کے ذہن میں ہیں اور خوب یاد سے پڑھی جاتی ہیں تو پوری پوری آیت یا دعا کے بجائے اس کے ایک ایک لفظ کا پورا مفہوم پیش کرتے ہیں تا کہ جب زبان سے وہ لفظ ادا ہو تو دل و دماغ میں اس کا مفہوم و مطلب بھی آتا رہے، اس طرح نماز پڑھی جائے گی تو وہ اصلی نماز بن جائے گی پھر چند روز میں آپ کو اثرات معلوم ہونے شروع ہو جائیں گے۔

طریقہ نماز: اول قبلہ کی طرف منہ کرتے ہی یہ تصور رکھئے کہ میں حق تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، اگر میں نہیں دیکھ سکتا تو وہ دیکھ رہے ہیں حدیث میں احسان یعنی عمدہ عبادت کا طریقہ یہ آیا ہے کہ تم ایسے عبادت کرو گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہوں کیونکہ اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ دیکھ رہا ہے اس تصور سے کوئی ناشائستہ حرکت یا بات نہ ہوگی؟

پھر "اللہ اکبر" کہو، یعنی اللہ تعالیٰ سب کی مدد کرنے والے اور سب کچھ دینے والے ہیں، اے اللہ آپ سب سے بڑے ہیں۔

ثناء: اس کے بعد **سبحٰنک اللھم** "پاک ہیں آپ اے اللہ"

اس لفظ کے ساتھ دل میں تمام برائیوں سے پاکی کا خیال رکھ کر یہ سوچیں کہ اللہ! میں سب سے پہلے آپ کا پاک ہونا بیان کرتا ہوں۔

وبحمدک: اور آپ کی تعریف کے ساتھ یعنی پھر میں آپ کی تعریف بیان کرتا ہوں۔

وتبارک اسمک: "اور برکت والا ہے آپ کا نام"

وتعالیٰ جدک: "اور بہت بلند ہے آپ کا رتبہ"

ولا الٰہ غیرک: ’’اور کوئی معبود نہیں آپ کے سوا‘‘

ان سب کلمات کو زبان کے ساتھ دل سے بھی سمجھیں۔

تعوذ، تسمیہ: پھر اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ’’میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان سے جو لعنت کیا ہوا ہے‘‘ اس میں یہ تصور کریں کہ میں شیطان سے دور ہو گیا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ’’شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت رحم والے اور سب پر رحم کرنے والے ہیں‘‘ اس میں یہ تصور کریں کہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت میں آ گیا ہوں۔

سورۂ فاتحہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ’’ہر تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کے پیدا کرنے اور پالنے والے ہیں‘‘ زبان یہ ادا ہو اور دل و دماغ میں تمام اٹھارہ ہزار جہانوں کو پیدا کرنے اور ان سب کے پالنے والے پروردگار کا خیال ہو۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ’’بہت ہی رحم کرنے والے اور سب پر رحم کرنے والے‘‘

الْعٰلَمِیْنَ کے نون پر زیر رکھیں تو اس کو الرحمٰن کی ’’ر‘‘ سے ملائیں پھر یہ بھی درست ہے اور سانس توڑ کر ’’الرحمٰن‘‘ پڑھیں تو یہ بھی درست ہے اور دل و دماغ میں یہ بات حاضر ہو کہ پروردگار جو کہ بہت ہی رحم کرنے والے اور سب پر رحم کرنے والے ہیں ان کو سامنے دیکھ رہا ہوں یا اپنے کو ان کے سامنے دیکھ رہا ہوں، اس تصور سے رعب ہوگا۔

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ جو جزاء یعنی نیک کا ثواب اور برے کا حساب کے دن کے مالک ہیں‘‘ یعنی اچھے کاموں کے اچھے اور برے کاموں کے برے بدلہ کے دن، قیامت کے دن، کے مالک ہیں، زبان سے یہ ادا ہو اور دل میں یہ بات گھوم جائے کہ ہم نے جو برائیاں کی ہیں ان کا برا بدلہ اور جو نیک کام کئے ہیں ان کا نیک بدلہ قیامت کے دن ملے گا، پروردگار نے قیامت کے دن دونوں بدلے تیار کر رکھے ہیں، ہمارے پہنچتے ہی اللہ تعالیٰ ادا کریں ایسے حال سے دل لرز جانا چاہئے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ’’ہم صرف آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور صرف آپ سے مدد مانگتے ہیں‘‘ زبان سے یہ الفاظ کہتے ہوئے دل کو ہر بڑی چیز، بڑے کام، بڑی دولت سے الگ کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا بندگی میں کسی کا خیال دل میں نہ آنے دیں نہ کسی کا خوف و خطر، نہ کسی سے امید رکھیں، اگر کبھی ضرورت میں کسی سے کام کہہ بیٹھیں تو خیر مگر دل میں صرف اللہ تعالیٰ

سے مدد مانگیں اور بندگی تو سب سے بڑے یعنی اللہ پاک کے سوا اور کسی کی ہو ہی نہیں سکتی، جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بندگی کرتے ہیں وہ دھوکے میں ہیں، صرف ایک ہی ذات سب سے اعلیٰ سب سے اول اس کی حقدار ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہیں، یہ مضمون دل میں گھوم گھوم جائے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ''آپ ہم کو ہدایت دیجئے سیدھے راستہ کی یعنی ہمیں سیدھا راستہ دکھا دیجئے'' زبان پر یہ الفاظ ہوں اور دل میں یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ داہنے اور بائیں راستوں سے بچا کر سیدھے راستہ پر لگا دیں جو جتنے سیدھے راستے سے ہٹا ہوا ہو، داہنے کو ہٹا ہوا ہو یا بائیں کو وہ اتنا ہی حق سے دور ہے اتنا ہی باطل ہے، ہم کو ان سب سے بچا کر سیدھے راستے پر لگا دیجئے، اے اللہ! یہ آپ سے ہی ہوگا کسی اور کے بس کا نہیں۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ''راستہ ان لوگوں کا (تصور ہو) جن پر آپ نے اپنا انعام وفضل فرمایا ہے''۔

دوسری ایک آیت میں ان سب کا بیان بھی ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (النساء:۶۹)

''یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام فرمایا ہے وہ ہیں سب نبی، سب صدیقین، سب شہداء، سب نیک لوگ لہٰذا ذہن میں یہ رہے کہ یہ دعا ان بزرگوں کے راستہ کی ہے۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ''نہ راستہ ان کا جن پر آپ کا غضب ہوا نہ گمراہوں کا'' حدیث میں ہے کہ غضب کئے جانے والے یہود ہیں اور گمراہی والے عیسائی ہیں یہ لفظ تو زبان سے ادا ہوں اور ان یہودیوں، عیسائیوں کے طریقوں سے خوب بچاؤ ہو، یعنی اپنی زندگی میں یہودیوں اور عیسائیوں کے طور طریق سے بچنے کی پوری کوشش کی نیت کریں۔ آمین! اے اللہ! یہ دعا قبول فرمالے۔

دل سے بھی اس پوری دعا کی قبولیت کی تمنا ہو، اب کوئی سورت پڑھیں اس سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان بڑے رحم والے ہیں'' دل و دماغ میں اللہ تعالیٰ معبود حقیقی کے مفہوم کو ذہن میں رکھیں اور تمام موجودات پر بہت رحم اور سب کے سب پر مہربان ہونے کا تصور کریں اور وقت وفرصت کے موافق بڑی یا چھوٹی سورت شروع کریں۔

سورة العصر: وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

''وقت کی قسم! بے شک انسان نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک کام کئے اور ایک نے دوسرے کو حق بات کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی''۔

یہ الفاظ پڑھ کر سوچیں کہ جس چیز کی اللہ تعالیٰ قسم کھا رہے ہیں وہ کس قدر مہتم بالشان ہے، یعنی وقت جو انسان کی پیدائش سے لے کر وفات تک کی سب سے عظیم الشان چیز ہے اس کا معمولی حصہ ایک سیکنڈ بھی ضائع کرنے کی چیز نہیں، اس کے ایک ایک سیکنڈ سے کام لیا جائے ورنہ موت آنے پر سوائے افسوس و پریشانی کے کچھ نہ ہوگا، اس لئے حق تعالیٰ نے فرمایا، وقت کی قسم! ہر انسان خسارہ ونقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق کے کام کرنے اور صبر کی وصیت کرتے رہے، دل ودماغ میں حق کو جمانے اور تکلیف، تنگی مصیبت پر صبر کرنے کا سوچیں اور دل ودماغ میں اسے جمائیں۔

رکوع: اب اس کے بعد رکوع میں جانا ہے، اللہ اکبر، کہہ کر رکوع میں جائیں۔

اللہ اکبر ''اللہ تعالیٰ ہر شے سے بڑے ہیں اور سب کمتر ہیں خواہ کوئی ہو''

رکوع میں یہ تسبیح پڑھنی ہے ''**سبحان ربی العظیم**'' ''پاکی ہے میرے پروردگار کی جو بڑی عظمت والے ہیں''۔

رکوع میں تسبیح پڑھنی ہے ''**سبحان ربی العظیم**'' ''پاکی ہے میرے پروردگار کی جو بڑی عظمت والے ہیں''۔

تین بار یہ الفاظ کہیں اور دل ودماغ میں یہ تصور رہے کہ ہمارے پیدا کرنے والے اور پرورش کرنے والے پروردگار ہر چیز سے بڑے اور عظمت والے ہیں، ہر چیز کتنی ہی بڑی سے بڑی ہو اور آفت کتنی بری سے بری ہو ان کے آگے کچھ نہیں وہ سب سے بڑی عظمت والے ہیں، کائنات کی چیزیں ہوں یا انسان اور جانور سب اس کی عظمت کے سامنے کچھ نہیں، یہ تصور دل میں جما کر تسبیح کہیں، پھر رکوع سے کھڑے ہوتے وقت ایک بار زبان سے کہے۔

سمع الله لمن حمد ''سن لی اللہ تعالیٰ نے اس کی جس نے ان کی تعریف کی''

اور دل و دماغ میں یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف قبول ہوتی ہے اور ہم نے جو تعریف کی ہے وہ مقبول ہے۔ اور اگر مقتدی ہو یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو صرف یہ کہے:

ربنا لک الحمد ''اے ہمارے رب! آپ ہی کیلئے ہے سب تعریف، اور اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو دونوں جملے کہے اور دل و دماغ سے تصور کر کے کہے''۔

سجدہ: اب اللہ اکبر ''اللہ تعالیٰ سب سے ہی بڑے ہیں'' زبان سے کہیں اور دل اور دماغ میں یہ غور کریں کہ کوئی کتنا ہی بڑا شمار ہو، بڑی طاقت، بڑی دولت، بڑی عزت، بڑی فوج اور کیسی ہی بڑی سے بڑی حالت والا ہو ان کے سامنے کچھ نہیں، وہی سب سے بڑے ہیں اور سب ان کے سامنے حقیر بے توقیر ہیں، پھر سجدہ میں جائے اور پڑھے۔

سبحان ربی الاعلیٰ ''پاک ہے میرا پروردگار جو سب سے بلند ہے، اسے تین بار کہیں اور اس کے مفہوم کو بھی ہر بار دل میں جما لیں'' دوسری رکعت: پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں اور اللہ اکبر ''اللہ سب سے بڑے ہیں'' کہتے ہوئے کھڑے ہوں اور صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم، پڑھ کر اس کے مفہوم کو دل و دماغ میں جما کر پڑھیں۔

سورۂ فاتحہ: اب آگے بڑھیں اور سورۂ فاتحہ پڑھیں اور اس کا ترجمہ اور مفہوم سوچتے رہیں۔

پہلی رکعت کی طرح ہر آیت کے مضمون کو دل و دماغ میں حاضر کرتے رہیں۔ آمین تک۔

سورۃ اخلاص: اب سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھیں، مثلاً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ''وہ معبود اللہ یکتا ہے''۔ دل و دماغ میں ہو کہ کوئی ان کے قریب کا بھی نہیں، وہ تمام عمدہ صفات اور پیدا کرنے، پالنے میں اکیلے ہیں، کوئی ان کے برابر تو کیا قریب کا بھی نہیں۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ''اصل معبود ہیں، سب کی پناہ ہیں'' دل و دماغ میں یہ ہو کہ ان جیسا نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ''نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا''

دل و دماغ میں یہ ہو کہ سب چیزیں، کوئی کسی کی جنی ہوئی اور کوئی کسی کو جن رہی ہے۔
لیکن وہ ذات دونوں سے پاک ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ''اور کوئی ان کے برابر نہ ہو سکا'' دل و دماغ میں یہ رہے کہ جس قدر کمالات، بزرگیاں، بڑائیاں اور عمدہ صفات ان میں ہیں ان میں کوئی انکے برابر نہیں ہو سکا۔

اللہ اکبر کہیں ''اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑے ہیں'' اور دل و دماغ میں اللہ

تعالیٰ کو ہر بڑائی میں سب سے بڑا مانتے رہیں پھر **سبحان ربی العظیم** ''پاک ہے میرا رب جو سب سے عظمت والا ہے'' تین بار کہیں اور دل و دماغ میں ان کو ہر بڑے سے بڑا اور ہر وصف و کمال میں بڑا اقرار دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو دو رکعت نماز ایسی پڑھے گا کہ اپنے نفس سے اس میں بات نہ کرے گا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی''۔

اب خیال کیجئے! کہ جو شخص ساری نمازیں اسی طرح سے پڑھے گا تو وہ کیا بن جائے گا؟ اس جیسا کون ہوگا؟ اس لئے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ خوب جما لیجئے، اور ہر نماز اسی طرح ادا کیجئے تو وہ ہوگی اصلی نماز، یہ نماز جنت کی نماز ہوگی، تو آپ کیا بن جائیں گے؟ جنتی! اور جو مسلمان ویسا کرے گا وہ سب اصلی مسلمان بن جائیں گے، ایک شبہ کا جواب: شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ ایسی نماز پڑھیں تو ہم ساری رات اور سارے دن میں ایک ہی نماز پڑھ سکیں گے تو سب نمازوں سے بے نماز رہ کر بے نمازی کے عذاب میں ہمیشہ کیلئے مبتلا ہو جائیں گے تو سمجھ لیجئے کہ! یہ خیال شیطانی خیال ہے جو اس نے گناہ گار بنانے کیلئے بطور جال پھیلایا ہے تو اس کے جال میں نہ آیئے۔

سنئے! پہلے پہلے ہر کام دیر میں ہوتا ہے اور خراب بھی ہوتا ہے، پھر رفتہ رفتہ روز بروز جلدی جلدی ہونے لگتا ہے اور ہر دن پچھلے دن سے بہتر ہوتا چلا جاتا ہے لکھنے میں پڑھنے میں خود تجربہ کیا ہوگا کہ اول اول تو ایک حرف لکھنا، پڑھنا مشکل ہوتا تھا، پھر صفحے کے صفحے ذرا دیر میں اور پہلے سے اچھی طرح پورے ہونے لگتے ہیں، ایسے ہی لوہار، بڑھائی، دھوبی، معمار اور ہر کام کا کاریگر اول دیر سے اور مشکل سے کام کرتا ہے پھر ایک عرصہ بعد نہایت عمدہ اور درست جلدی جلدی کرنے لگتا ہے، یہی سب کاموں کا طریقہ ہے۔

لہٰذا آج ہی سے آپ یہ طریقہ اختیار کرنا شروع کر دیجئے تو دیکھئے ہر روز پہلے سے زیادہ عمدہ اور کم وقت میں اول سے آخر تک نماز اصلی حاصل ہو جائے گی۔

چند روز کی مشکل ہے پھر بہت آسان، بہت عمدہ نماز اور پھر دین کا ہر کام اسی طرح عمدہ اور جلدی ہو جایا کریں گے (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں

ایک اعلان سب جگہ کے حکام کے پاس بھیجا تھا کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ مہتم بالشان نماز ہے، جو شخص اس کی حفاظت اوراس کا اہتمام کرے گا وہ دین کے اوراجزاء کا بھی اہتمام کرسکتا ہے اور جو اس کو ضائع کردے گا وہ دین کے اوراجزاء کو بھی ضائع کردے گا، پھر آنکھوں سے نظر آجائے گا کہ ہم خود سچے پکے مسلمان ہوگئے ہیں۔

غرض اس کیمیاوی نسخہ کی صرف چندروز کی مشق سے دنیا و دین دونوں سنور جائیں گے، اس سو فیصد کامیاب نسخہ میں نہ وقت زیادہ لگتا ہے نہ کوئی خرچہ پڑتا ہے اور دین، دنیا کا نفع، ملک کا نفع بلکہ سارے عالم کا نفع اس میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ اور نہایت پکا وعدہ کہ اس کے خلاف ہو نہیں سکتا یعنی جنت اگر قوت، عزت، دولت، جان محنت ختم کرکے بھی ملے تو بے حد سستی ہے ایسی چیز میں ہمت ہار جانا بدبختی اور نادانی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں سستی سے محفوظ رکھے۔

اجتماعی کوشش: اگر ہر محلہ میں اس طرح سے کام کرنے والوں کی ایک جماعت ہوگئی جو نماز کا مفہوم دل و دماغ میں بٹھا کر اصلی نماز ادا کریں، اور زندگی میں گناہوں سے بچیں تو آپ صرف پاکستان کو ہی پاک در پاک نہیں بنادیں گے بلکہ ساری دنیا کے انسانوں اور حکومتوں کو حقیقی خدائی بندے اور پاک در پاک بنالیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا مسلمان بننے کی توفیق عطاء فرمائیں، آمین، تب پاکستان، پاکستان بن جائے گا، اس موجودہ حالت میں تو ''برعکس نہند نام زندگی کافور'' کی صورت ہورہی ہے ناپاک کو پاک کہا جارہا ہے۔

آیئے! ہم سب مل کر بہت عاجزی خشوع وخضوع سے اس کی پابندی کریں اور برابر ہر نماز کے بعد سب کے لئے سچے پکے مسلمان ہونے کی دعاء اور کوششیں کریں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں، آمین۔

نمازوں میں بکثرت پڑھی جانے والی آخری دس سورتیں اور ان کا ترجمہ

سورۃ الفیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ

تو نے دیکھا نہیں کیسا برتاؤ کیا تیرے

الْفِيْلِ ۝١ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ

پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ! کیا اس نے ان کا داؤ

تَضْلِيْلٍ ۝٢ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا

غلط نہیں کر دیا؟ اور ان پر بھیجے پرندے

أَبَابِيلَ ۙ ﴿٣﴾ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن

غول غول جو ان پر پھینکتے تھے پتھر کی کنکریاں

سِجِّيلٍ ۙ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ﴿٥﴾

تو ان کو ایسا کر ڈالا جیسے بھوسہ کھایا ہوا۔

سورة القريش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ ﴿١﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ

اس (نعمت کے شکریہ میں کہ اللہ نے) قریش میں الفت ڈالی۔ ان کو الفت دی

الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ ﴿٢﴾ فَلْيَعْبُدُوْا

جاڑے اور گرمی کے سفر میں۔ تو ان کو چاہیئے کہ

رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿٣﴾ الَّذِیْٓ
عبادت کریں اس خانہ (کعبہ) کے مالک کی
اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ
جس نے ان کو کھانا دیا بھوک میں اور ان کو امن دیا
خَوْفٍ ﴿٤﴾
خوف میں

سورۃ ماعون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾
اَرَءَيْتَ الَّذِیْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ﴿١﴾
بھلا تو نے اسے بھی دیکھا جو جھوٹ سمجھتا ہے جزا کو!
فَذٰلِكَ الَّذِیْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ﴿٢﴾ وَلَا يَحُضُّ

وہی تو ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ اور ترغیب نہیں دیتا

عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ؕ ﴿۳﴾ فَوَيْلٌ

مسکین کے کھانا کھلانے کی تو ان

لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ

نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو اپنی

صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ

نماز سے بے خبر ہیں وہ جو ریا کرتے ہیں۔

يُرَآءُوْنَ ۙ ﴿۶﴾ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾ ع

اور ماعون بھی (عاریۃً) نہیں دیتے

سورۃ الکوثر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾
اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾
ہم نے تجھے کوثر عطا فرمائی۔
فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ
تو نماز پڑھ اپنے پروردگار کی اور قربانی کر! جو
شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾ ع
تیرا دشمن ہے وہی بے نسل رہا

سورۃ الکافرون

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ

کہہ دے کہ اے کافرو نہ تو میں اس کی پرستش کرتا ہوں جس کی تم

مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ

پرستش کرتے ہو اور نہ تم ہی اس کی عبادت کرتے ہو

مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا

جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور آئندہ بھی نہ میں اس کو پرستش کروں گا

عَبَدۡتُّمۡ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ

جس کی تم پرستش کرتے ہو اور نہ تم ہی اس کی پرستش

اَعۡبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ﴿۶﴾ ع

کروگے جس کی میں پرستش کرتا ہوں تم کو تمہارا دین اور مجھ کو میرا دین۔

سورۃ النصر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿﴾
﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾
اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ﴿۱﴾ وَ رَاَیۡتَ
جب کہ آ پہنچی اللہ کی مدد اور فتح (مکہ کی) اور تو نے لوگوں کو
النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ﴿۲﴾
دیکھ لیا کہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں جوق جوق۔
فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ
پس تسبیح کر اپنے پروردگار کی حمد کیساتھ اور اس سے گناہوں کی معافی مانگ بیشک
کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾
وہ معاف فرمانے والا ہے

سورۃ اللھب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾
تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّتَبَّ ؕ① مَاۤ
ٹوٹیں دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور ہلاک ہو نہ تو اس کے
اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ؕ② سَیَصۡلٰی
کام اس کا مال آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب داخل ہو گا
نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۚۖ③ وَّامۡرَاَتُہٗ ؕ
شعلہ والی آگ میں اور نیز اس کی
حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ④ فِیۡ جِیۡدِہَا
جورو بھی جو لکڑ ہیں سر پر اٹھاتی ہے۔ اس کی گردن
حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ⑤ ع
میں مونج کی رسی ہے

سورۃ الاخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ ②
کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے
لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ ③ وَلَمْ يَكُنْ
نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا
لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۧ ④
اور نہ کوئی اس کی مثل ہے۔

سورة الفلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ

کہہ میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے مالک کی ہر چیز کے

شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ

شر سے جو اللہ نے پیدا کی اور اندھیری رات کے شر سے

اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

جب کہ اس کی سیاہی سمٹ آوے۔ اور ان (جادو گرنیوں) کے شر سے

فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ

جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور ہونسے والے کے شر سے

اِذَا حَسَدَ ع ﴿۵﴾

جب کہ لگے ہونسے

سورۃ الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے﴾

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ ۝١ مَلِكِ

کہہ میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے پروردگار لوگوں

النَّاسِ ۙ ۝٢ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ ۝٣ مِنْ

کے بادشاہ لوگوں کے معبود کی۔

شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ ۝٤

(شیطان) کے شر سے جو وسوسہ ڈالے (اور) نظر نہ آوے

الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ

کہ وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں۔

النَّاسِ ۙ ۝٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝٦ ع

جنات اور آدمی دونوں ہی کی جنس میں سے ہوتا ہے۔

خواتین کا طریقۂ نماز

مندرجہ ذیل باتیں یاد رکھئے اور ان پر عمل کا اطمینان کر لیجئے۔

۱۔ آپ کا رخ قبلہ کی طرف ہونا ضروری ہے۔

۲۔ آپ کو سیدھا کھڑا ہونا چاہئے، اور آپ کی نظر سجدے کی جگہ پر ہونی چاہئے۔ گردن کو جھکا کر ٹھوڑی سینے سے لگا لینا مکروہ ہے، اور بلا وجہ سینے کو جھکا کر کھڑا ہونا بھی درست نہیں، لہٰذا اس طرح سیدھی کھڑی ہوں کہ نظر سجدے کی جگہ پر رہے۔

۳۔ آپکے پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی جانب رہے اور دونوں پاؤں سیدھے قبلہ رخ رہیں (پاؤں کو دائیں بائیں ترچھا رکھنا خلاف سنت ہے) دونوں پاؤں قبلہ رخ ہونے چاہئیں۔

۴۔ دونوں پاؤں کے درمیان کم از کم چار انگلی کا فاصلہ رکھنا چاہئے۔ (امداد الاحکام)

۵۔ خواتین کسی موٹی اور بڑی چادر سے اپنے سارے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ لیں، جس میں سر، سینہ، بازو، باہیں، پنڈلیاں، مونڈھے، گردن وغیرہ سب ڈھکے رہیں۔ ہاں اگر چہرہ یا قدم یا گٹوں تک ہاتھ کھلے رہیں تو نماز ہو جائے گی کیونکہ یہ تینوں چیزیں ستر سے مستثنیٰ ہیں اور اگر یہ بھی ڈھکی رہیں تب بھی نماز ہو جائے گی۔

۶۔ نماز کے لئے ایسا باریک دوپٹہ استعمال کرنا جس میں سر، گردن، حلق اور حلق کے نیچے کا بہت سا حصہ نظر آتا رہے، اسی طرح بازو، کہنیاں اور کلائیاں نہ چھپیں یا پنڈلیاں کھلی رہیں تو ایسی صورت میں نماز بالکل نہیں ہوگی، لہٰذا نماز کے وقت سارے جسم کو چھپانے کا خاص اہتمام کریں۔ اس مقصد کے لئے موٹا دوپٹہ استعمال کریں۔

۷۔ اگر نماز کے دوران چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے سوا جسم کا کوئی عضو بھی چوتھائی کے برابر اتنی دیر کھلا رہ گیا جس میں تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہا

جا سکے تو نماز ہی نہیں ہوگی اور اس سے کم کھلا رہ گیا تو نماز ہو جائے گی مگر گناہ ہوگا۔

۸۔ ایسے کپڑے پہن کر نماز میں کھڑی ہونا مکروہ ہے جنہیں پہن کر انسان لوگوں کے سامنے نہ جاتا ہو۔

نماز شروع کرتے وقت

۱۔ دل میں نیت کر لیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہی ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔

۲۔ دونوں ہاتھ دوپٹے سے باہر نکالے بغیر کندھوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔ خواتین کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں۔

۳۔ مذکورہ بالا طریقہ پر ہاتھ اٹھاتے وقت ''اللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہیں اور دونوں ہاتھ سینے پر بغیر حلقہ بنائے اس طرح رکھیں کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آ جائے، خواتین کو مردوں کی طرح ناف پر ہاتھ نہ باندھنے چاہئیں۔

کھڑے ہونے کی حالت میں

۱۔ اکیلے نماز پڑھنے کی حالت میں پہلی رکعت میں پہلے سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھیں، اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھیں، اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھیں، اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھیں اور جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہیں تو اس کے بعد فوراً آمین کہیں، اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر کوئی سورت پڑھیں یا کہیں سے بھی تین آیتیں پڑھیں۔

۲۔ اگر اتفاقاً امام کے پیچھے ہوں تو صرف سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ پڑھ کر خاموش ہو جائیں اور امام کی قرأت کو دھیان لگا کر سنیں، اگر امام زور سے نہ پڑھ رہا ہو تو زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں سورۂ فاتحہ کا دھیان کئے رکھیں۔

۳۔ جب خود قرأت کر رہی ہوں تو سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت بہتر یہ ہے کہ ہر آیت پر رک کر سانس توڑیں، پھر دوسری آیت پڑھیں، کئی کئی آیتیں ایک سانس میں نہ پڑھیں،

مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، پر سانس توڑ دیں پھر دوسری آیت پر پھر تیسری آیت پر۔ اسی طرح پوری سورۂ فاتحہ پڑھیں، لیکن اس کے بعد کی قرأت میں ایک سانس میں ایک سے زیادہ آیتیں بھی پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں اور خواتین کو ہر نماز میں الحمد شریف اور سورۃ وغیرہ ساری چیزیں آہستہ پڑھنی چاہئیں۔ (بہشتی زیور)

۴۔ بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصہ کو حرکت نہ دیں، جتنے سکون کے ساتھ کھڑی ہوں اتنا ہی بہتر ہے، اگر کھجلی وغیرہ کی ضرورت ہو تو ایک ہاتھ استعمال کریں اور وہ بھی سخت ضرورت کے وقت اور کم سے کم۔

۵۔ جسم کا سارا زور ایک پاؤں پر دے کر دوسرے پاؤں کو اس طرح چھوڑ دینا کہ اس میں خم آجائے نماز کے ادب کے خلاف ہے، اس سے پرہیز کریں، یا تو دونوں پاؤں پر برابر زور دیں یا ایک پاؤں پر زور دیں تو اس طرح کہ دوسرے پاؤں میں خم پیدا نہ ہو۔

۶۔ جمائی آنے لگے تو اس کو روکنے کی پوری کوشش کریں۔

۷۔ کھڑے ہونے کی حالت میں نظریں سجدہ کی جگہ پر رکھیں، ادھر ادھر یا سامنے دیکھنے سے پرہیز کریں۔

رکوع میں

رکوع میں جاتے وقت ان باتوں کا خیال رکھیں۔

۱۔ جب قیام سے فراغت ہو جائے تو رکوع کرنے کیلئے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہیں، جس وقت رکوع کرنے کیلئے جھکیں اسی وقت تکبیر کہنا بھی شروع کر دیں اور رکوع میں جاتے ہی تکبیر ختم کر دیں۔

۲۔ خواتین رکوع میں معمولی جھکیں کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، مردوں کی طرح خوب اچھی طرح نہ جھکیں۔ (شامی)

۳۔ خواتین گھٹنوں پر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر رکھیں، مردوں کی طرح کشادہ کر کے گھٹنوں کو نہ پکڑیں اور گھٹنوں کو (ذرا آگے) کو جھکا لیں اور اپنی کہنیاں بھی پہلو سے خوب ملا کر رکھیں۔ (درمختار)

۴۔ کم از کم اتنی دیر رکوع میں رکیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہا جا سکے۔

۵۔ رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کی طرف ہونی چاہئیں۔

۶۔ دونوں پاؤں پر زور برابر رہنا چاہیے۔ اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے کے قریب رہنے چاہئیں۔

رکوع سے کھڑے ہوتے وقت

۱۔ رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اس قدر سیدھی ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔

۲۔ اس حالت میں بھی نظر سجدے کی جگہ پر رہنی چاہیے۔

۳۔ بعض خواتین کھڑے ہوتے وقت کھڑی ہونے کے بجائے کھڑے ہونے کا صرف اشارہ کر دیتی ہیں اور جسم کے جھکاؤ کی حالت ہی میں سجدے کے لئے چلی جاتی ہیں، ان کے ذمے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے لہٰذا اس سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں، جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے، سجدے میں نہ جائیں۔

سجدے میں جاتے وقت

سجدے میں جاتے وقت اس طریقہ کا خیال رکھیں کہ:

۱۔ خواتین سینہ آگے کو جھکا کر سجدے میں جائیں، پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھیں، گھٹنوں کے بعد پہلے ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔

۲۔ سجدے میں خواتین خوب سمٹ کر اور دبک کر اس طرح سجدہ کریں کہ پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے، بازو بھی پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں، نیز پاؤں کو کھڑا کرنے کے بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھا دیں، جہاں تک ہو سکے انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں۔

۳۔ خواتین کو کہنیوں سمیت پوری بانہیں بھی زمین پر رکھ دینی چاہئیں۔

۴۔ سجدے کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں، پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھا لینا منع ہے۔

دونوں سجدوں کے درمیان

۱۔ایک سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جائیں، پھر دوسرا سجدہ کریں، ذرا سا سر اٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کرلینا گناہ ہے اور اس طرح کرنے سے نماز کا لوٹانا واجب ہوجاتا ہے۔

۲۔خواتین پہلے سجدہ سے اٹھ کر بائیں کولہے پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دیں اور دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی پر رکھیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لیں اور انگلیاں خوب ملا کر رکھیں۔

۳۔ بیٹھنے کے وقت نظریں اپنی گود کی طرف ہونی چاہئیں۔

۴۔اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں کم از کم ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہا جاسکے اور اگر اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِی وَاسْتُرْنِیْ وَاجْبُرْنِی وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ پڑھا جاسکے تو بہتر ہے لیکن فرض نمازوں میں یہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، نفلوں میں پڑھ لینا بہتر ہے۔

دوسرا سجدہ اور اس سے اٹھنا

۱۔دوسرے سجدے میں بھی اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔

۲۔سجدے کی ہیئت وہی ہونی چاہئے جو پہلے سجدے میں بیان کی گئی۔

۳۔سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اٹھائیں، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔

۴۔ اٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے، لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا بھی جائز ہے۔

۵۔اٹھنے کے بعد ہر رکعت کے شروع میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھیں۔

قعدہ میں

۱۔قعدہ میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہوگا جو دو سجدوں کے بیچ میں بیٹھنے کا طریقہ ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ التحیات پڑھتے وقت جب اَشْھَدُ اَنْ لَّا پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور اِلَّا اللّٰہُ پر گرا دیں۔

۳۔ اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کر لیں، اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی کا رخ قبلہ کی طرف ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہئے۔

۴۔ اِلَّا اللّٰہ کہتے وقت شہادت کی انگلی تو نیچے کر لیں لیکن باقی انگلیوں کی جو ہیئت اشارے کے وقت بنائی تھی، اس کو آخر تک برقرار رکھیں۔

سلام پھیرتے وقت

۱۔ دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے بیٹھنے والی عورت کو آپ کے رخسار نظر آ جائیں۔

۲۔ سلام پھیرتے وقت نظریں کندھے کی طرف ہونی چاہئیں۔

جب دائیں طرف گردن پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہیں تو یہ نیت کریں کہ دائیں طرف جو فرشتے ہیں ان کو سلام کر رہی ہوں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف موجود فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کریں۔

دعا کا طریقہ

دعا کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے جائیں کہ وہ سینے کے سامنے آ جائیں۔ دونوں ہاتھوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہو، نہ ہاتھوں کو بالکل ملائیں اور نہ دونوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھیں۔

دعا کرتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے رکھیں۔

ایک مسئلہ: عورتوں کا جماعت کرنا مکروہ ہے، ان کے لئے اکیلے نماز پڑھنا ہی بہتر ہے البتہ اگر گھر کے محرم افراد گھر میں جماعت کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہونے میں کچھ حرج نہیں لیکن ایسے میں مردوں کے بالکل پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے، برابر ہرگز کھڑی نہ ہوں۔

نماز کی ضروری معلومات

منفرد: اکیلے نماز پڑھنے والے کو منفرد کہتے ہیں۔

جماعت: کسی امام کے پیچھے سب لوگ مل کر اسکی اقتداء میں نماز پڑھیں اسے جماعت کہتے ہیں۔

امام: جس کے پیچھے اس کی اقتداء میں نماز پڑھی جائے، جو جماعت کرائے)

مقتدی: امام کے پیچھے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے کو مقتدی کہتے ہیں۔

مدرک: جس شخص کو پوری نماز امام کی اقتداء میں مل جائے یا جو شروع سے آخر تک جماعت میں امام کی اقتداء میں شریک ہو اسے مدرک کہتے ہیں۔

مسبوق: جس شخص کی جماعت کی کچھ رکعتیں چھوٹ جائیں جسے وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد مکمل کرتا ہے اس شخص کو مسبوق کہتے ہیں۔

لاحق: جو امام کے ساتھ اس کی اقتداء میں جماعت میں شریک تھا لیکن درمیان میں وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے جماعت سے نکل گیا اور نیا وضو کر کے دوبارہ جماعت میں شامل ہو جائے ایسے شخص کو لاحق کہتے ہیں۔

خلیفہ: امام نماز پڑھاتے ہوئے کسی عذر کی وجہ سے خود نماز توڑ کر چلا جائے اور اپنی جگہ کسی کو امام بنا دے اس شخص کو خلیفہ کہتے ہیں۔

فرض: نماز کے وہ اعمال جن کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور نماز کو شروع سے دوبارہ پڑھنا پڑتا ہے، چاہے وہ عمل جان بوجھ کر چھوڑ دیئے ہوں یا بھول کر رہ گئے ہوں۔

واجب: نماز کے وہ اعمال جن کے بغیر نماز نامکمل رہتی اور ناقص ہوتی ہے لیکن اس کی تلافی کے لئے (اس نقصان کو پورا کرنے کیلئے) شریعت نے سجدۂ سہو بتلایا ہے اگر اسے ادا کر لیا جائے تو وہ نماز قبول ہو جاتی ہے۔

سنت: سنت اس کام اور عمل کو کہتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو یا صحابہؓ کو کرنے کا حکم فرمایا ہو، اس کی دو قسمیں ہیں سنت موکدہ اور سنت غیر موکدہ،

سنت موکدہ اس کام کو کہتے ہیں جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو یا ہمیشہ کرنے کے لئے فرمایا ہو اور وہ کام ہمیشہ کیا گیا ہو اور بغیر عذر کبھی نہ چھوڑا ہو، ایسی سنتوں کو بغیر عذر چھوڑ دینا گناہ ہے اور چھوڑنے کی عادت بنالینا سخت گناہ ہے۔

سنت غیر موکدہ اس کام کو کہتے ہیں جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر کیا ہو لیکن کبھی کبھی بغیر عذر چھوڑ بھی دیا ہو ان سنتوں کو ادا کرنے میں ثواب ہے اور چھوڑنے میں گناہ نہیں، انہیں مستحب بھی کہتے ہیں ان سنتوں کو سنن زوائد بھی کہتے ہیں۔

نفل: ان کاموں کو کہتے ہیں جن کی فضیلت شریعت میں ثابت ہو، ان کے کرنے میں ثواب اور چھوڑنے میں عذاب نہ ہو، اسے تطوع بھی کہتے ہیں اور اسی کو مباح بھی کہتے ہیں۔

حرام: اس کام کو کہتے ہیں جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اس کو کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے اس کا منکر کافر ہے۔

مکروہ تحریمی: مکروہ تحریمی اس کام کو کہتے ہیں جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر نہیں اس کام کو کرنے والا گنہگار رہوتا ہے۔

مکروہ تنزیہی: اس کام کو کہتے ہیں جس کے چھوڑنے میں ثواب ہے اور کرنے میں عذاب تو نہیں لیکن اس کا کرنا ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے ایک قسم کی برائی ہے۔

اذان: پنج وقتہ نمازوں کے اوقات کے اعلان کے لئے مخصوص کلمات بلند آواز سے پکارے جاتے ہیں ان کلمات کو اذان کہتے ہیں، یہ کلمات مخصوص ہیں ان کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ ناجائز ہوگا، ان کلمات میں بھی کسی قسم کا اضافہ بدعت کہلائے گا۔

مؤذن: اذان دینے والے کو موذن کہتے ہیں۔

تکبیر: جماعت شروع ہونے سے پہلے ادا کئے جانے والے مخصوص کلمات کو تکبیر کہتے ہیں اس کے علاوہ کے کلمات کا ادا کرنا صحیح نہیں، اس کو اقامت بھی کہتے ہیں۔

مکبر: تکبیر کہنے والے کو مکبر کہتے ہیں۔

نیت: دل کے ارادے کو نیت کہتے ہیں نماز شروع کرنے سے پہلے دل کے اندر یہ

ارادہ ہونا چاہئے کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے، زبان سے کہنا بہتر ہے ضروری نہیں۔

تکبیر تحریمہ: نماز شروع کرنے کی پہلی تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے کو تکبیر کہتے ہیں اس کو اتنی آواز سے کہنا چاہئے کہ خود سن لے۔

قیام: تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد نماز کی حالت میں سیدھا سکون اور وقار سے کھڑے ہونے کو قیام کہتے ہیں۔

قرأت: نماز کی حالت میں قیام کے اندر مطلق قرآن پڑھنے کو قرأت کہتے ہیں۔

رکوع: رکوع کے معنیٰ ہیں جھکنا، نماز کی حالت میں قیام میں قرأت مکمل کرنے کے بعد اتنا جھکیں کے سر اور کمر ایک سیدھ میں آجائیں ہتھیلیوں سے گھٹنے پکڑلیں اور کہنیاں پسلیوں سے جدا رہیں اس شکل کو رکوع کہتے ہیں اور یہ حکم مردوں کے لئے ہے، عورتیں اتنا جھکیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور ان کی کہنیاں پسلیوں سے ملی رہیں۔

قومہ: رکوع سے فارغ ہونے کے بعد سیدھا سکون و وقار سے کھڑے ہونے کا نام قومہ ہے۔

سجدہ: دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھنے سے جو شکل بنتی ہے، اس کو سجدہ کہتے ہیں۔

مسجد میں حاضری کے آداب سیکھیئے

حضرت مولانا علامہ محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ایک شخص اپنے ساتھ کچھ رقم لے کر گھر سے باہر نکلتا ہے، کوئی جیب تراش یا راہزن گھات میں لگا رہتا ہے، جہاں اسے موقعہ ملتا ہے، ہاتھ کی صفائی دکھا کر اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ گھر سے نماز ادا کرنے کے لئے نکلے ہیں تو آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ کا رخ مسجد کی طرف ہے اور یہ مساجد اللہ رب العزت کے دربار ہیں، شاہی دربار میں پہنچ کر بندہ اپنے رب کے حضور میں پیش ہوتا ہے۔ فان المصلی ینا جی ربہ (بخاری شریف)

احکم الحاکمین کی حمد و ثناء کے نغمے زبان پر لاتا ہے اس کی عظمت و کبریائی کے بیان کے ساتھ اس کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے کبھی دست بستہ اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے کبھی جھک کر آداب شاہی بجالاتا ہے اور کبھی جبین نیاز زمین پر ٹیک کر اپنی بندگی کا اعتراف کرتا ہے، بندہ اور کر ہی کیا سکتا ہے؟ بس یہی دو چار مرتبہ کی اٹھک بیٹھک ہے، جس سے وہ اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے اور پھر باادب گھٹنے ٹیک کر بیٹھتا ہے اور یوں عرض گزار ہوتا ہے، مولا! میری کیا بساط ہے کہ بندگی کا حق ادا کرسکوں؟ بس تمام قولی بدنی اور مالی عبادتیں، تیری ہی نذر ہیں، میں تیرا ہی پرستار اور تیرے محبوب کا نام لیوا ہوں۔

ہمینم بس کہ داند ماہر ویم — کہ من نیز از خریداران اویم

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ نماز میں بندہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر گویا اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اے اللہ! میں ہر دو عالم سے دست بردار ہو کر تیری بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں اور جب اخیر میں سلام پھیرتا ہے تو

گویا وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی اور دنیا سے واپس اس دنیا میں آ گیا ہے۔

بہر حال جو بندہ اس طرح کے جذبات کے ساتھ نماز ادا کر کے مسجد سے باہر آتا ہے تو شہنشاہ مطلق کی طرف سے ایک تو اسے خطاؤں کی بخشش کا پروانہ ملتا ہے، دوسرا رب کی خوشنودی اور حسنات و درجات کی ترقی کا۔

کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ آپ مسجد کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو آپ کا ازلی دشمن شیطان آپ کے ہمراہ ہو لیتا ہے اس کی پہلی کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ آپ راستے ہی سے واپس آ جائیں، اگر آپ اندر داخل ہو کر "رکوع کرنے والوں" کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں تو پھر وہ دوسرے حربوں سے کام لیتا ہے، ایک ایک رکن میں رخنہ اندازی کی سعی کرتا ہے جماعت میں کہیں خلل (درمیان میں خالی جگہ) دیکھتا ہے تو وہاں سے گھس کر نمازیوں کے اتحاد اور محبت کو پامال کرتا ہے، کبھی قرأت میں مغالطہ ڈال دیتا ہے، کبھی رکعتوں کی تعداد بھلوا دیتا ہے، کبھی وسوسے ڈال کر دلجمعی اور یکسوئی کو ختم کر دیتا ہے وغیرہ وغیرہ، شیطانی مشینری کا وہ کارندہ جو جو لوگوں کی نمازیں خراب کرنے پر تعینات ہے، حدیث شریف میں اس کا نام خنزب بتایا گیا ہے، بہر حال وہ ظالم جس نے بہشت سے نکلتے یہ کہا تھا: "(اے اللہ!) میں بھی گھات لگا کر تیری سیدھی راہ میں بیٹھ جاؤں گا، پھر (ان کو گمراہ کرنے کے لئے) ان کے آگے سے آؤں گا، پیچھے سے آؤں گا، دائیں طرف سے آؤں گا، بائیں طرف سے آؤں گا"۔

وہ پوری کوشش میں لگا رہتا ہے کہ آدم علیہ السلام کا بیٹا بامراد اور کامیاب واپس نہ جائے نماز کے ثمرات میں سے اسے کچھ حاصل نہ ہو، چنانچہ تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک ہر مرحلے میں اس کی دسیسہ کاریوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اس لئے میں اپنے ملی بھائیوں کی خدمت میں عرض گزار ہوں کہ آپ اپنی نمازیں درست کیجئے، اگر آپ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب جانتے ہیں تو ان پر عمل کیجئے، نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ کر، کتابیں پڑھ کر معلوم کیجئے، اگر آپ نماز کے ساتھ دین کے دوسرے احکام پر بھی عمل پیرا ہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے، ورنہ تو یہ خیال نہ کیجئے کہ اور تو کچھ ہوتا نہیں، اس نماز پڑھنے کا کیا فائدہ؟ یہ انداز فکر بجائے خود ایک شیطانی چکر ہے، آپ اس سے بچ کر رہئے، آپ خدا کے حضور پیش ہو کر تو دیکھئے، آپ کی ادائیں مالک کو پسند

آ گئیں تو وہ بار بار آپ کو شرف باریابی سے سرفراز فرمائیں گے۔

نماز کے مسائل یوں تو بہت زیادہ ہیں اور ان پر بڑی بڑی کتابیں لکھی ہوئی ہیں، آج کی فرصت میں ہم تین مسائل کا ذکر کرتے ہیں، جن سے عوام تو بجائے خود رہے، بہت سے خواص بھی بے خبر یا غافل ہیں۔

پہلا مسئلہ: یہ آغاز نماز سے تعلق رکھتا ہے، جب آدمی نماز شروع کرتا ہے تو تکبیر تحریمہ (یعنی اللہ اکبر) کہتا ہے یہ تکبیر کہنا نماز کا پہلا رکن اور فرض ہے اور بحالت قیام اس کا ادا کرنا ضروری ہے یعنی کھڑے کھڑے کہے یا کم از کم رکوع تک پہنچنے سے پہلے ختم کرلے، یہ جو عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک شخص مسجد میں آتا ہے، آگے جماعت ہو رہی ہے، امام رکوع میں ہے وہ شخص رکوع میں جاتے جاتے تکبیر تحریمہ کہہ لیتا ہے، اگر اس کی تکبیر رکوع میں پہنچ کر ختم ہوئی تو اس کی نماز نہ ہوئی، امداد الفتاویٰ میں ہے:

''تکبیر تحریمہ میں قیام فرض ہے، یہ جو عادت ہے کہ اللہ اکبر کے ساتھ اول ہی سے رکوع میں پہنچ جاتے ہیں، ان لوگوں کی نماز نہیں ہوتی''۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ صف میں کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہے، پھر ہاتھ باندھ لے، دوبارہ تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے، تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ لینا اور رکوع میں جانے کے لئے تکبیر کہنا فرض تو نہیں ہے بلکہ یہ دونوں کام سنت ہیں، صرف تکبیر تحریمہ کھڑے کھڑے کہنا فرض ہے لیکن نماز کی تکمیل یوں ہی ہوتی ہے کہ سنتوں پر بھی عمل کیا جائے، زیادہ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ **وھذا القدر کاف ھھنا.**

دوسرا مسئلہ: نماز میں رکوع سے اٹھ کر کھڑا ہونے کو قومہ کہا جاتا ہے اور پہلے سجدہ سے اٹھ کر بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں، اول تو بہت سے لوگ رکوع سجود ہی صحیح طرح سے ادا نہیں کرتے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ لوگوں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں سے چوری کرلیتا ہے، صحابہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! نماز میں کیسے چوری کرلیتا ہے، فرمایا: وہ رکوع، سجود پورا نہیں کرتا۔ (مشکوۃ شریف)

تعدیل ارکان یعنی رکوع سجود کو اچھی طرح اطمینان سے ادا کرنا واجب ہے اور بعض ائمہ دین نے اسے فرض کہا ہے پھر بہت سے آدمی اگر رکوع سجود صحیح طرح سے ادا بھی کرلیتے

ہیں تو قومہ اور جلسہ میں بڑی غفلت سے کام لیتے ہیں رکوع سے ذرا سا سر اٹھایا، سیدھے نہیں ہوئے کہ سجدے میں چلے گئے اور سجدے سے تھوڑا سر اٹھایا اور پھر سجدے میں چلے گئے، حدیث شریف میں اس طرح کرنے کو نقر الدیک یعنی مرغ کی طرح ٹھونگے مارنے سے تعبیر کیا گیا ہے، ظاہر ہے ایسی نماز کو عبادت تو نہیں کہا جا سکتا، پھر لذت خدا شناسی کہاں سے میسر آئے؟ ایسی ہی نماز کے بارے میں اقبال مرحوم نے کہا ہے ؎

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور ایسے امام سے گزر، ایسی نماز سے گزر

قومہ اور جلسہ کو بہت سے فقہاء نے واجب قرار دیا ہے جیسا کہ فتح القدیر اور شامی میں ہے۔

اکابر دیوبند میں سے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ اور بریلوی علماء میں سے صاحب بہار شریعت نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

الغرض! رکوع سے اٹھ کر اطمینان کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونا اور پہلے سجدے سے اٹھ کر اطمینان کے ساتھ بیٹھنا بہت ضروری ہے ورنہ تو نماز ہو جاتی ہے۔

احادیث میں قومہ اور جلسہ پڑھنے کے لئے مختلف دعائیں منقول ہیں، ہو سکے تو نوافل میں یہ دعائیں بھی پڑھی جائیں۔

تیسرا مسئلہ: نماز سے فارغ ہونے کے لئے آدمی دونوں طرف سلام پھیرتا ہے لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ السلام علیکم میں کس پر سلام کرنے کی نیت ہونی چاہئے، درمختار اور شامی میں لکھا ہے کہ لوگوں کے طرز عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی منسوخ شریعت کا مسئلہ ہے کیونکہ جید علماء کے علاوہ نہ کسی کو یہ مسئلہ معلوم ہے نہ اس پر کوئی عمل کرتا ہے، مسئلہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

ا: اگر آدمی تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو دائیں بائیں فرشتگان کی نیت کرے۔

ب: اگر امام ہو تو پہلے دائیں طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کرے، اسی طرح پھر بائیں طرف کے سلام میں نیت کرے اور جو مقتدی اس کے پیچھے برابر میں ہو، اس کو دونوں مرتبہ شامل کرے۔

ج: اگر مقتدی ہو تو پہلے دائیں طرف کے نمازیوں اور ان کے ساتھ فرشتوں کی نیت

کرے، پھر بائیں طرف کے، امام اس سے جس طرف کھڑا ہو اس میں اسے شامل کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نماز کی پابندی کرے گا، نماز اس کے لئے نور (سچے مسلمان ہونے کا...... قبر حشر میں نجات کا باعث ہوگی اور جو ایسا نہیں کرے گا، نماز اس کے لئے نہ نور ہوگی، نہ برہان، نہ نجات کا سامان، وہ قارون، فرعون، ھامان اور ابی بن خلف (جیسے بدبختوں) کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چار نام جو لئے ہیں تو محدثین نے ان کی تخصیص کی عجیب وجہ بیان فرمائی ہے وہ یہ کہ انسان کیلئے یاد خداوندی سے غفلت کا باعث چار چیزیں ہوسکتی ہیں۔

۱- تخت اور کرسی اقتدار کا گھمنڈ جیسے کہ فرعون اس کا شکار تھا۔

۲- مال و دولت کی فراوانی اور یہ سمجھنا کہ میں نے یہ سب کچھ اپنی عقل مندی اور دانائی سے جمع کیا ہے، جیسا کہ قارون سمجھتا تھا، بے حساب دولت کا مالک تھا اور کہتا تھا:

قال انما اوتیته علی علم عندی۔

۳- دفتری کام کاج اور منصبی فرائض، جیسا کہ ھامان، فرعون کے ایک کارندہ کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔

۴- کاروبار اور کسب معاش کی مصروفیات، جیسے ابی بن خلف مکہ کا ایک مشہور تاجر تھا، اب جو شخص ان حیلوں بہانوں سے یاد خداوندی سے غفلت برتتا ہے اسے سوچ لینا چاہئے کہ اس کا حشر کن لوگوں کے ساتھ ہوگا، آخرت کی زندگی کو سنوارنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان دربار خداوندی میں باقاعدگی سے حاضری دیا کرے اور اس کے طور طریقے اور آداب سیکھ کر بجالایا کرے۔

مسجد کے چند ضروری آداب

(۱) مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں

بسم اللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ

اللھم افتح لی ابواب رحمتک

(۲) مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ نیت کر لیں کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا' اعتکاف میں رہوں گا' اس طرح ان شاء اللہ اعتکاف کا ثواب بھی ملے گا۔

(۳) داخل ہونے کے بعد اگلی صف میں بیٹھنا افضل ہے' لیکن اگر جگہ بھر گئی ہو تو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا جائز نہیں۔

(۴) جو لوگ مسجد میں پہلے سے بیٹھے ذکر یا تلاوت میں مشغول ہوں' ان کو سلام نہیں کرنا چاہیے البتہ اگر ان میں سے کوئی از خود متوجہ ہو اور ذکر وغیرہ میں مشغول نہ ہو' تو ان کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۵) مسجد میں سنتیں یا نفلیں پڑھنی ہوں تو اس کیلئے جگہ کا انتخاب کریں جہاں سامنے سے لوگوں کے گزرنے کا احتمال نہ ہو۔ بعض لوگ پچھلی صفوں میں نماز شروع کر دیتے ہیں' حالانکہ ان کے سامنے اگلی صفوں میں جگہ خالی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کی وجہ سے دور تک لوگوں کیلئے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے' اور انہیں لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑتا ہے' ایسا کرنا گناہ ہے' اور اگر کوئی شخص ایسی حالت میں نمازی کے سامنے سے گزر گیا تو اس گزرنے کا گناہ بھی نماز پڑھنے والے پر ہوگا۔

(۶) مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر نماز میں کچھ دیر ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی نیت کر لیں' اس کا بہت ثواب ہے۔ اگر وقت نہ ہو تو سنتوں ہی میں تحیۃ المسجد کی نیت کر لیں اور اگر سنتیں پڑھنے کا بھی وقت نہیں ہے' اور جماعت کھڑی ہے تو فرض میں بھی یہ نیت کی جا سکتی ہے۔

(۷) جب تک مسجد میں بیٹھیں' ذکر کرتے رہیں' خاص طور پر اس کلمے کا ورد کرتے رہیں سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

(۸) مسجد میں بیٹھنے کے دوران بلاضرورت باتیں نہ کریں' نہ کوئی ایسا کام کریں جس سے نماز پڑھنے والوں یا ذکر کرنے والوں کی عبادت میں خلل آئے۔

(۹) نماز کھڑی ہو تو اگلی صفوں کو پہلے پُر کریں' اگر اگلی صفوں میں جگہ خالی ہو تو پچھلی صف میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔

(۱۰) جمعہ کا خطبہ دینے کیلئے جب امام منبر پر آ جائے تو اس وقت سے نماز ختم ہونے تک بولنا یا نماز پڑھنا یا کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز نہیں ہے۔ اس دوران اگر کوئی شخص بولنے لگے تو اسے چپ رہنے کی تاکید کرنا بھی جائز نہیں۔

(۱۱) خطبہ کے دوران اس طرح بیٹھنا چاہیے جیسے التحیات میں بیٹھتے ہیں۔ بعض لوگ پہلے خطبہ میں ہاتھ باندھ کر بیٹھتے ہیں اور دوسرے خطبہ میں ہاتھ رانوں پر رکھ لیتے ہیں یہ طریقہ بے اصل ہے۔ دونوں خطبوں میں ہاتھ رانوں پر رکھ کر بیٹھنا چاہیے۔

(۱۲) ہر ایسے کام سے پرہیز کریں جس سے مسجد میں گندگی ہو بدبو پھیلے یا کسی کو تکلیف پہنچے۔

(۱۳) کسی دوسرے شخص کو کوئی غلط کام کرتے دیکھیں تو چپکے سے نرمی کے ساتھ سمجھا دیں' اس کو برسرعام رسوا کرنے' ڈانٹ ڈپٹ یا لڑائی جھگڑے سے مکمل پرہیز کریں۔

نماز کے بارہ آداب

صوفیہ فرماتے ہیں نماز میں بارہ چیزیں ہیں، جن کو حق تعالیٰ نے بارہ چیزوں میں منقسم فرمایا ہے، ان بارہ کی رعایت ضروری ہے تا کہ نماز مکمل ہو جائے اور اس کا پورا فائدہ حاصل ہو، یہ بارہ حسب ذیل ہیں اول علم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی جہل کی حالت کے بہت سے عمل سے افضل ہے۔ دوسرے وضو، تیسرے لباس، چوتھے وقت، پانچویں قبلہ کی طرف رخ کرنا، چھٹے نیت، ساتویں تکبیر تحریمہ، آٹھویں نماز میں کھڑا ہونا، نویں قرآن شریف پڑھنا، دسویں رکوع، گیارہویں سجدہ، بارہویں التحیات میں بیٹھنا اور ان سب کی تکمیل اخلاص کے ساتھ ہے، پھر ان بارہ کے تین تین جزو ہیں۔

(۱) علم کے تین جزو یہ ہیں کہ فرضوں اور سنتوں کو علیحدہ علیحدہ معلوم کرے، دوسرے یہ معلوم کرے کے وضو اور نماز میں کتنی چیزیں فرض ہیں اور کتنی سنت ہیں، تیسرے یہ معلوم کرے کہ شیطان کس کس فکر سے نماز میں رخنہ ڈالتا ہے۔

(۲) اس کے بعد وضو کے تین جزو ہیں، اول یہ کہ دل کو کینہ اور حسد سے پاک کرے، جیسا کہ ظاہری اعضاء کو پاک کر رہا ہے، دوسرے ظاہری اعضاء کو گناہوں سے پاک رکھے،

تیسرے وضو کرنے میں نہ اسراف کرے نہ کوتاہی کرے۔

(۳) پھر لباس کے بھی تین جزو ہیں، اول یہ کہ حلال کمائی سے ہو، دوسرے یہ کہ پاک ہو، تیسرے سنت کے موافق ہو کہ ٹخنے وغیرہ ڈھکے ہوئے نہ ہوں، تکبر اور برائی کے طور پر نہ پہنا ہو۔

(۴) وقت کے بھی تین جزو ہیں، اول یہ کہ دھوپ ستاروں وغیرہ کی خبر گیری رکھے تاکہ اوقات صحیح معلوم ہو سکیں (اور ہمارے زمانہ میں اس کے قائم مقام گھڑی گھنٹے ہو گئے ہیں) دوسرے اذان کی خبر رکھے، تیسرے دل سے ہر وقت نماز کے وقت کا خیال رکھے، کبھی ایسا نہ ہو وقت گذر جائے اور پتہ نہ چلے۔

(۵) پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت رکھے، اول یہ کہ ظاہری بدن سے ادھر متوجہ ہو، دوسرے یہ کہ دل سے اللہ کی طرف توجہ رکھے کہ دل کا کعبہ وہی ہے، تیسرے مالک کے سامنے جس طرح ہمہ تن متوجہ ہو جانا چاہئے اس طرح متوجہ ہو۔

(۶) نیت بھی تین چیزوں کی محتاج ہے، اول یہ کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے، دوسرے یہ کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے، اور وہ دیکھتا ہے، تیسرے یہ کہ وہ دل کی حالت کو بھی دیکھتا ہے۔

(۷) تکبیر تحریمہ کے وقت بھی تین چیزوں کی رعایت ضروری ہے، اول یہ کہ لفظ صحیح ہو، دوسرے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے (گویا اشارہ ہے کہ اللہ کے ماسوا سب چیزوں کو پھینک دیا) تیسرے یہ کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کی بڑائی اور عظمت دل میں بھی ہو۔

(۸) قیام یعنی کھڑے ہونے میں بھی تین چیزوں کی رعایت ضروری ہے، اول یہ کہ نگاہ سجدہ کی جگہ رہے، دوسرے دل سے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خیال کرے، تیسرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو، کہتے ہیں جو شخص نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہو، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بڑی مشکل سے دربانوں کی منت سماجت کر کے بادشاہ کے حضور میں پہنچے اور جب رسائی ہو اور بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے، ایسی صورت میں بادشاہ اس کی طرف کیا توجہ کرے گا۔

(۹) قرأت میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے، اول صحیح ترتیل سے پڑھے، دوسرے اس کے معنی پر غور کرے، تیسرے جو پڑھے اس پر عمل کرے۔

(۱۰) رکوع میں بھی تین چیزیں ہیں، اول یہ کہ کمر کو رکوع میں بالکل سیدھا رکھے، نہ نیچا کرے، نہ اونچا (علماء نے لکھا ہے کہ سر کمر اور سرین تینوں چیزیں برابر رہیں) دوسرے ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر چوڑی کر کے گھٹنے پر رکھے، تیسرے تسبیحات کو عظمت اور وقار کے ساتھ پڑھے، سجدہ میں بھی تین چیزیں ضروری ہیں اول یہ کہ دونوں ہاتھ سجدے میں کانوں کے برابر رہیں، دوسرے ہاتھوں کی کہنیاں کھڑی رہیں، تیسرے تسبیحات کو عظمت سے پڑھے، بیٹھنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے، اول یہ کہ دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے۔

دوسرے یہ کہ عظمت کے ساتھ معنی کی رعایت کر کے تشہد پڑھے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہے، مؤمنین کے لئے دعاء ہے، تیسرے پھر فرشتوں پر اور دائیں بائیں جانب جو لوگ ہیں ان پر سلام کی نیت کرے، پھر اخلاص کے بھی تین جزو ہیں، اول یہ کہ اس نماز سے صرف اللہ کی خوشنودی مقصود ہو، دوسرے یہ سمجھے کہ اللہ کی توفیق سے یہ نماز ادا ہوتی ہے، تیسرے اس پر ثواب کی امید ہے۔ (فضائل اعمال)

نماز قائم کیجئے

اقامت صلوٰۃ: اقامت صلوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ نماز کے پورے آداب و شرائط اس طرح بجالائے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قول و عمل سے بتلائے ہیں، مطلق نماز پڑھ لینے کا نام اقامت صلوٰۃ نہیں ہے نماز کے جتنے فضائل اور آثار و برکات قرآن و حدیث میں آئے ہیں وہ سب اقامت صلوٰۃ کے ساتھ مقید ہیں۔ (معارف القرآن ص ۲۱۴ ج ۱)

امتی کی معراج: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر بلا کر سیر کرائی اور وہاں اپنی قدرت کی اعلیٰ سے اعلیٰ نشانیاں دکھائیں اور اپنا انتہائی قرب عطا فرمایا جنت کی نعمتوں کا مشاہدہ کرایا اور جہنم دکھائی، یہ آپ کی معراج ہے لیکن جب آپ کا امتی نماز میں ہوتا ہے یہ اس امتی کی معراج ہے جیسا کہ معروف ہے، الصلوٰۃ معراج المؤمن۔

نماز سے بے توجہی: آج کتنے مسلمان ایسے ہیں جو نماز بھی نہیں پڑھتے، کتنے دکھ کی بات ہے کہ انسان اپنے خالق و مالک کے سامنے جھکنے سے بھی اعتراض کرتا ہے، غالباً حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو سر خدا کے سامنے نہیں جھکتا وہ

کاٹ دینے کے قابل ہے اور بقول۔

ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزاروں سجدوں سے آدمی کو دیتا ہے نجات

نماز صحیح صحیح پڑھنا: نمازیوں میں اکثر اوقات نماز کے مسائل سے واقف نہیں حالانکہ نماز کے فضائل جو قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں وہ صحیح مسائل کے مطابق پڑھی ہوئی نماز پر ملیں گے لہٰذا بہشتی زیور حصہ دوم اور تعلیم الاسلام مکمل کا بار بار مطالعہ کر کے اپنی نمازوں کو مرنے سے پہلے درست کر لینا چاہئے۔

مسائل سے لاعلمی کا نقصان: حضرت اقدس حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک مجلس وعظ میں نماز سے متعلق ایک مسئلہ بتایا کہ سنتوں کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ دوسری کوئی سورت بھی پڑھنی ہوتی ہے بعد وعظ ایک سفید ریش بڑے میاں نے پوچھا کہ کیا واقعی یہی مسئلہ ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں! فرمایا کہ میں پچاس برسوں سے سنتوں کی صرف پہلی دو رکعتوں میں سورت ملاتا ہوں آخری دو رکعتوں میں سورت نہیں ملاتا، میں نے کہا کہ بڑے میاں یہ ہے علم نہ جاننے کا نقصان کہ آپ پچاس برس سے خلاف سنت نماز پڑھ رہے ہیں۔

جماعت کی پابندی: بعض نمازی نماز تو پڑھ لیتے ہیں لیکن مسجد میں با جماعت نہیں پڑھتے، حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ ''شیطان انسان کیلئے بھیڑیا ہے جس طرح بھیڑیا ان بھیڑوں اور بکریوں کو اچک لیتا ہے جو ریوڑ سے الگ تھلگ رہتی ہیں اسی طرح شیطان (جماعت سے) الگ تھلگ رہنے والوں کو اچک لیتا ہے، لہٰذا تھوڑی سی تکلیف گوارا کر کے مسجد میں با جماعت نماز کی عادت ڈالنی چاہئے۔

عام کوتاہیاں: اب بعض ان کوتاہیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جسکی وجہ سے نماز کی برکت سے محرومی ہو جاتی ہے۔

(۱) معمولی عذر میں نماز چھوڑ دینا: ایک عالم کا ارشاد پڑھا کہ بعض نمازی معمولی تکلیف، پریشانی اور کام کی مشغولی کی وجہ سے نماز چھوڑ دیتے ہیں تو ایسے نمازی سے مرض الموت میں جبکہ انسان زیادہ بے بسی کا شکار ہوتا ہے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ اس وقت نماز کا اہتمام کرے نتیجتاً آخری بیماری کے ایام میں اچھے اچھے نمازی بھی نماز کی پابندی چھوڑ دیتے ہیں جس سے وہ نمازی بے نمازی ہو کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے یہ کتنی بڑی محرومی کی بات

ہے لہذا آج ہی سے اس بات کا تہیہ وعزم کرلیں کہ ہر عذر پریشانی اور مشغولی میں نماز کو کسی حال میں نہیں چھوڑنا ہے تو پھر انشاء اللہ آخری وقت بھی نماز کا تقاضا پیدا ہوگا اور خدا کے حضور نمازی بن کر حاضر ہوگا، یہی وہ عمل ہے جس کے ذریعے انسان کا اپنے خالق سے تعلق قائم رہتا ہے، اگر نماز چھوٹ گئی تو گویا تعلق ٹوٹ گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تو ملے تو کوئی مرض نہیں نہ ملے تو کوئی دوا نہیں

(۲) نماز میں چوری: حدیث شریف میں ہے کہ بدترین چور وہ ہے جو نماز میں سے چوری کرے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سے کیسے چوری کرے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اس کا رکوع وسجدہ صحیح نہ کرے" آج اکثر نمازی محض جلدی کی وجہ سے رکوع وسجدہ میں تسلی سے تسبیحات نہیں پڑھتے جس سے رکوع وسجدہ عجلت میں ادا ہوتا ہے جس کو حدیث میں چوری فرمایا گیا ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(۳) قومہ اور جلسہ چھوڑنا: رکوع کے بعد کھڑے ہونے کو قومہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں رکوع کے بعد اور سجدے کے بعد پیٹھ کا بالکل سیدھا کرنا فرض ہے اگر پیٹھ سیدھی کئے بغیر کوئی جھک جائے تو اس نے گویا فرض چھوڑ دیا تو پھر نماز کہاں ہوئی؟ قومہ اور جلسہ کا واجب درجہ یہ ہے کہ ایک تسبیح یعنی سبحان اللہ کے بقدر ٹھہرنا، مگر آج ہماری نمازوں میں یہ ٹھہراؤ ختم ہوگیا ہے جس سے تمام نمازیوں کا واجب چھوٹ رہا ہے جبکہ جان بوجھ کر واجب چھوڑنے سے نماز ہی نہیں ہوتی بلکہ قومہ اور جلسہ کا سنت درجہ تین بار سبحان اللہ کے بقدر ٹھہرنا ہے۔

کم از کم قومے اور جلسے کے واجب درجہ پر تو عمل کرلیں ورنہ تو نماز ہی نہ ہوگی، یہی وجہ ہے کہ آج ہم نمازوں کی برکات سے محروم ہیں یہ مسئلہ اپنے جاننے والوں اور گھر میں خواتین کو بھی بتادینا چاہئے تاکہ ان کی نماز بھی فاسد ہونے سے بچ جائے، رب تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعوت نماز: ہر شخص اپنے گھر والوں، دوستوں اور ماتحتوں کو نماز پڑھنے کی دعوت دیا کرے، ہماری دعوت سے جتنے لوگ نمازی بنیں گے ہمیں بھی ان شاء اللہ پورا پورا اجر ملے گا، حدیث شریف میں ایسے شخص کیلئے قیامت کے خوف سے امن اور حساب وکتاب سے خلاصی کی بشارت آئی ہے جو محض اللہ کی رضا کیلئے لوگوں کو نماز کی طرف بلائے۔ (فضائل قرآن ص ۵۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمر بھر صحیح نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اسلامی معاشرہ میں مساجد کا کردار

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا کہ موجودہ دور میں ہم مسلمانوں پر شدید قسم کی غفلت اور بے عملی مسلط ہوگئی ہے اور اس بے عملی کا تعلق کسی خاص شعبہ حیات سے نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں ہم اپنے فرائض سے مجرمانہ غفلت برت رہے ہیں، ہم میں دین و دیانت کا داعیہ کمزور ہو چکا ہے، اسلام کا پرچم سربلند کرنے کے لئے ہماری ہمتیں پست ہوگئی ہیں ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کے انوار مدھم ہوگئے ہیں اور ہر تبلیغ اسلام کا وہ جذبہ بے تاب کھو چکے ہیں جس نے روئے زمین کے ہر گوشے پر اسلام کا جھنڈا لہرا کر چھوڑا تھا۔

اسی عمومی دینی انحطاط کا ایک چھوٹا سا شعبہ یہ بھی ہے کہ ہم نے مساجد کا حق ادا کرنے اور اس کے پیغام کی نشر و اشاعت میں اس حد تک غفلت سے کام لیا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد صادق نہ آ رہا ہو کہ:

مساجد هم عامرة وهی خراب. ''ان کی مسجدیں (ظاہری طور پر) آباد ہوں گی لیکن (درحقیقت) ویران''

یہ بات کسی بھی مسلمان سے مخفی نہیں ہوسکتی کہ مساجد درحقیقت روئے زمین پر اللہ کے گھر ہیں اور ان میں نمازیں ادا کی جاتی ہیں لیکن جب ہم قرآن کریم، سنت نبویہ، خیر القرون کے تعامل اور سلف صالحین کے طرز پر غور کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اس دور کی مسجدیں درحقیقت مسلمانوں کے روحانی مراکز کی حیثیت رکھتی تھیں، انہی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا تھا انہیں میں نمازیں پڑھی جاتی تھیں، انہی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا ہوتا تھا۔ انہی میں قرآن وسنت کی تعلیم دی جاتی تھی انہی میں اسلام کی

طرف دعوت کا اہتمام ہوتا تھا انہی میں نوخیز نسل کو صحیح اسلامی تربیت دی جاتی تھی یہیں سے جان ومال سے بے پرواہ ہوکر کلمہ حق کہا جاتا تھا، یہیں پر مسلمانوں کے باطنی تزکیہ کا انتظام ہوتا تھا، یہیں ان کے اخلاق سنوارے جاتے تھے، یہیں پر ذہنوں کو دینی خطوط پر استوار کیا جاتا تھا اور یہیں سے دعوت اسلامی کے وہ سپاہی نمودار ہوتے تھے جو صرف زبان اور باتوں سے نہیں بلکہ اپنی ایک ایک نقل وحرکت اور ایک ایک ادا سے اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔

یہ سارے کام مسجد میں اس سرگرمی سے انجام دیئے جاتے تھے کہ ہر مسجد اپنے محلّہ کے لئے ہر بھلائی کا منبع اور ہر ہدایت کا سرچشمہ بن گئی تھی جو مسلمانوں میں خالص دینی روح پھونکتی تھی اور ان میں ایسی دینی غیرت وحمیت پیدا کردیتی تھی کہ وہ نہ کبھی کسی بیرونی ترغیب وترہیب کے آگے سر جھکانے کے لئے تیار تھے اور نہ کسی باطل نظریہ وعمل کو اپنانے کا خیال ان کے دل میں آسکتا تھا خواہ اس باطل نظریہ وعمل کا ظاہری روکار کتنا دلکش ہو اور خواہ ساری دنیا اس کی شہرت اور رواج سے کتنی گونج رہی ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم مختصر لفظوں میں ''مسجد کے پیغام'' کو تعبیر کرنا چاہیں تو وہ ہے دعوت الی اللہ، کلمہ حق کی نشر واشاعت، خالص اسلامی ذہنیت کی تعمیر، اور ایک ایسی عام دینی اور روحانی فضاء کا قیام جس میں نیکیوں کو خود بخود فروغ ہو اور برائیاں اپنی موت آپ مرجائیں۔

ہوسکتا ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ سارے کام تو آج بھی مسجدوں میں ہورہے ہیں، یہاں نمازیں بھی پابندی سے ہوتی ہیں ہر جمعہ کو ان کے منبروں سے وعظ و نصیحت بھی کی جاتی ہے اور یہاں عموماً بچوں کی تعلیم کے مراکز بھی موجود ہیں اور یہ سارے کام ماضی کی طرح اب بھی مسلسل انجام پارہے ہیں، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آج کل مساجد کے اصحاب حل وعقد اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوگئے ہیں؟

اس سوال کا جواب کلی طور پر نفی میں ہے اول تو اس لئے کہ جن مساجد میں یہ سارے کام قابل ذکر اہتمام کے ساتھ ہوتے ہوں ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے دوسرے اس لئے کہ جو حضرات اپنی مسجدوں میں ان دینی خدمات کا اہتمام کرتے ہیں عام طور سے وہ یہ سارے کام رسمی طور پر انجام دیتے ہیں جو عموماً اپنی حقیقت اور روح سے خالی ہوتے ہیں، یہاں سے عموماً

چند بے اثر کلمات سنائی دیتے ہیں جو صرف کانوں تک پہنچتے ہیں دل میں داخل نہیں ہوتے۔

اور اس صورتحال کے دو اسباب ہیں۔

پہلا سبب یہ ہے کہ جو حضرات آج کل کی مساجد سے دعوت وتبلیغ وتعلیم وتدریس کا کام کرتے ہیں ان کی بھاری تعداد، الا ماشاء اللہ یہ کام سچے دینی جذبے سے انجام نہیں دیتی بلکہ بسا اوقات ان حضرات میں دین کے صحیح علم اور ٹھیٹھ اسلامی تربیت کا بھی فقدان ہوتا ہے۔

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ مسجدوں کی دعوت اس وقت ٹھیک اثر انداز ہوسکتی ہے کہ جب مسجدوں اور عوام کے درمیان ایک مضبوط رشتہ اور متواتر رابطہ قائم ہو، خیر القرون میں ائمہ کے وعظ ونصیحت کے مؤثر ہونے کا ایک بہت بڑا راز یہ بھی تھا جو آج کلیتًا مفقود ہے، آج ہمارے آئمہ مساجد اور محلے کے عوام کے درمیان کوئی ایسا رابطہ باقی نہیں رہا جو اسلامی دعوت کی راہ ہموار کرسکے، جو کچھ رابطہ ہے وہ انتہائی کمزور ہے، جو دن بھر میں چند منٹ سے زیادہ قائم نہیں رہتا اور یہ چند منٹ کا رابطہ بھی محلے کی اقلیت کے ساتھ قائم ہوتا ہے رہی محلے کی اکثر آبادی سو وہ اپنے امام کی صورت بھی نہیں پہچانتی چہ جائیکہ اس کے ساتھ کوئی تعلق قائم کرے اور جب تک یہ صورت حال تبدیل نہ ہو اس وقت تک مساجد کی دعوت کے مؤثر ہونے کی کوئی امید نہیں کی جاسکتی اور نہ مساجد کے وہ فوائد حاصل ہوسکتے ہیں جو ماضی میں حاصل ہوتے رہے ہیں۔

''مسجد کے کردار'' کو زندہ کرنے کیلئے اہم تجاویز

1۔ ائمہ مساجد ایسے علمائے کرام میں سے منتخب کئے جائیں جنہوں نے اسلامی علوم کو ماہر اساتذہ سے حاصل کیا ہو یا وہ ایسی دینی درسگاہوں سے فارغ التحصیل ہوں جن کے معیار تعلیم وتربیت پر عام طور سے اعتماد کیا جاتا ہے۔

2۔ ہر مسجد میں ایک ایسی انجمن ہونی چاہئے جو امام مسجد اور محلے کے عوام پر مشتمل ہو، یہ انجمن دعوت تبلیغ کے لئے ایک عملی نظام بنائے اس نظام کے تحت یہ سب لوگ ہر روز یا ہر ہفتے محلے کی عوام کے پاس جاکر ان سے شخصی ملاقاتیں کرکے انہیں نمازوں کی پابندی اور مسجدوں کو حاضری کی دعوت دیں نیکیوں کی ترغیب دیں اور برائیوں سے باز رہنے کی تلقین کریں لیکن یہ سارا کام نرمی، محبت وشفقت اور حکمت وموعظہ حسنہ کے اصول پر ہونا چاہئے۔

نیز اس انجمن کے افراد کو چاہئے کہ وہ محلے کے عوام کی مشکلات و مسائل سے باخبر ہوں اور ان کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اپنا کام کریں اور سب سے بڑھ کر اس کام کے لئے سچی دینی لگن اور حقیقی تڑپ کی ضرورت ہے جو کسی بھی مرحلہ پر اکتاہٹ، تھکن اور سستی سے آشنا نہ ہو، انبیاء علیہم السلام کی سنت یہی ہے کہ انہوں نے اس کام میں اپنی پوری پوری عمریں خرچ کر دیں نہ کبھی اس سے اکتائے اور نہ مایوس ہوئے نہ انہوں نے مذاق اڑانے والوں کی پرواہ کی، نہ برا بھلا کہنے والوں کو خاطر میں لائے، بلکہ مسلسل اپنے کام میں لگے رہے، دراصل یہی وہ دعوت ہے۔

جس کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے: وذکر فان الذکریٰ تنفع المؤمنین (اور نصیحت کرو کیونکہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے)

3۔ ہر مسجد میں روزانہ مختصر درس قرآن ہونا چاہئے جس میں عام مسلمان شریک ہوں اس درس میں قرآن کریم کی تعلیمات سادہ اور عام فہم انداز میں بیان کی جائیں اور اس میں طویل فنی بحثیں یا علمی اختلافات نہ چھیڑے جائیں۔

4۔ امام مسجد کو چاہئے کہ وہ ایک دن عورتوں کی تعلیم کے لئے مقرر کرے خواتین محلے کے کسی گھر میں جمع ہوں اور امام ان کو نصیحت کرے، انہیں دین کے ضروری احکام سکھائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہراتؓ کے حالات اور تاریخ اسلام کے چیدہ چیدہ واقعات سنائے۔

5۔ ائمہ مساجد کو تمام مسلمان حکومتوں کی طرف سے مکمل آزادی ہونی چاہئے کہ وہ اپنے مواعظ خطبوں اور درس قرآن وغیرہ میں کسی خوف و خطر کے بغیر دین کی صحیح تعلیمات بیان کریں خواہ وہ کسی فرد یا جماعت کے خلاف پڑتی ہوں۔

6۔ ہر مسجد میں ایک مختصر دار المطالعہ ہونا چاہئے جس میں مقامی زبان میں لکھی ہوئی دینی کتابوں کا مستند ذخیرہ موجود ہو اور عام مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں، اگر ہم ان تجاویز پر ٹھیک ٹھیک عمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو امید ہے کہ ان شاء اللہ مساجد میں وہ فوائد دوبارہ حاصل ہو سکیں گے جو ماضی میں حاصل ہوئے ہیں، لیکن ہم ان سے اب تک محروم ہیں۔

ایک اور اہم بات قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کے بعض حلقے بسا اوقات پورے اخلاص سے یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ مسجدوں کو مختلف اجتماعی اور معاشرتی سرگرمیوں کا مرکز بنا دینا چاہئے مثلاً تجویز یہ ہے کہ مسجدوں میں ہسپتال ہو، شادی گھر ہو، ان میں بعض کھیلوں کا

انتظام ہو، یا ان میں کچھ میونسپل ادارے قائم کیے جائیں۔

لیکن مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ یہ تجویز خواہ کتنے اخلاص اور خیر طلبی کے جذبے سے پیش کی گئی ہو، اسلام کے مزاج و مذاق اور مساجد کی حرمت سے کسی طرح میل کھانے والی نہیں ہے بلکہ مساجد کے اصل مقصد تعمیر کو مجروح کرنے کا باعث ہوگی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مسلمان کی دنیا بھی دین ہوتی ہے اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اسلام رہبانیت کا دین نہیں یہ بھی سچ ہے کہ اسلام صرف عبادات ہی نہیں سکھاتا بلکہ اس میں معاملات کی بھی تعلیم و تلقین ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ایک موضوع کو دوسرے موضوع میں خلط ملط کر دیا جائے یا ہم تقسیم کار کے اصول کا انکار کر بیٹھیں یا ہم ایک چیز کے وظائف و فرائض کو کسی دوسری چیز کے سر ڈال دیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مساجد کا موضوع اور ان کا مقصد تعمیر وہی ہے جو ہم نے شروع میں ذکر کیا اور مسجدیں کسی دوسرے کام کے لئے وضع نہیں ہوئیں خواہ وہ عمل فی نفسہ مباح (یعنی جس کا کرنا یا نہ کرنا برابر ہو) یا مستحسن (پسندیدہ) ہو مشہور و معروف حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں کسی گمشدہ چیز کی تلاش کا اعلان کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ایسے شخص سے کہہ دو: **لا ردھا علیک فان المساجد لم تبن لھذا۔** ''اللہ یہ چیز تمہیں واپس نہ کرے، اس لئے کہ مسجدیں اس کام کے لئے تعمیر نہیں ہوئیں''۔

ظاہر ہے کہ اپنی کسی گمشدہ چیز کو تلاش کرنا کوئی حرام یا مکروہ نہیں مباح کام ہے، بلکہ بسا اوقات مستحب ہے لیکن ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں۔

بعض حضرات ان واقعات سے استدلال کرتے ہیں کہ بعض اوقات مسجدوں میں مریضوں کا علاج بھی کیا گیا ہے، وہاں سے لشکر بھی تیار کر کے بھیجے گئے ہیں وہاں مقدمات کے فیصلے بھی ہوئے ہیں لیکن درحقیقت یہ سارے کام مسجدوں میں جب بھی کئے گئے وقتی اور ہنگامی ضرورت کیلئے کئے گئے ان کو عام معمول بنانے کے لئے نہیں جو مسجد کو مستقل طور سے ہسپتال یا عدالت بنانے کی گنجائش پیدا کر سکیں، اس کی واضح مثال یہ ہے کہ وقتی ضرورت کے تحت حضرت ثمامہ بن اثال کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھ کر گرفتار بھی رکھا گیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب کون نکال سکتا

ہے کہ آئندہ مسجدوں کو مستقل جیل یا قید خانہ بنا دینا چاہئے دراصل یہ سارے کام وقتی اور ہنگامی ضروریات کے تحت انجام دیئے گئے ہیں اور آج بھی ایسی ہنگامی صورتحال میں مسجدوں سے یہ کام لیا جاسکتا ہے، لیکن ان کاموں کو مساجد کے مستقل وظائف ومقاصد میں شامل کرلینا مغالطہ انگیز غلط مبحث ہے اور دین وشریعت کے لحاظ سے کسی طرح درست نہیں۔ (خطبات مفتی اعظم)

''مسجد کی صفائی بیرسٹری سے بہتر ہے''

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: مدارس اسلامیہ میں بے کار پڑے رہنا بھی انگریزی میں مشغول ہونے سے لاکھوں کروڑوں درجہ بہتر ہے، اس لئے گو لیاقت اور کمال حاصل نہ ہو، لیکن کم از کم عقائد تو خراب نہ ہونگے اور مسجد کی جاروب کشی اس وکالت اور بیرسٹی سے بہتر ہے جس میں ایمان میں تزلزل ہو اور خدا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہؓ اور بزرگان دین کی شان میں بے ادبی ہو جو انگریزی کا اس زمانہ میں اکثر بلکہ لازمی نتیجہ ہے، ہاں جس کو دین ہی کے جانے کا غم نہیں وہ جو چاہے اور کرے۔ (تعلیم وتبلیغ)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مذکورہ ملفوظ کی تشریح میں حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ والوں کی بعض باتیں عوام کی سمجھ سے بالا ہوتی ہیں لیکن حق اور سچ وہی ہوتا ہے جو کچھ یہ حضرات فرماتے ہیں دینی مدرسوں میں پڑے رہنا انگریزی اسکولوں کی ڈگریوں سے واقعی لاکھوں کروڑوں درجہ بہتر ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ انسان کے لئے سب سے بڑی دولت اور سب سے بڑا اعزاز ایمان اور اعمال صالحہ ہے، دینی مدرسہ میں اہل خیر کی صحبت میں رہتے ہوئے گو کہ ڈگری حاصل نہ ہو لیکن ایمان اور اعمال صالحہ کی دولت یقیناً حاصل ہوگی اور یہ تمام ڈگریوں سے بہتر ہے، قارون فن زرسازی میں بہت بڑا اسپیشلسٹ تھا جس کی وجہ سے اس نے سونے کے ڈھیر جمع کر لئے تھے، لیکن ایمان کی دولت سے خالی تھا، اسے خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا، کوئی ڈگری، کوئی یار دوست، کوئی لشکر اس کے کام نہ آیا، نہ کوئی انتقامی کارروائی کرسکا اور اب وہ لوگ بھی جو قارون کے مال ودولت وڈگریوں پر رشک کرتے تھے

اوراس جیسا ہونے کے متمنی تھے کہنے لگے کہ مال و دولت کے خزانے کامیاب زندگی کی دلیل نہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کا احسان نہ ہوتا کہ ہمیں مسلمان بنایا تو قارون کی طرح ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیا جاتا۔

پس حکیم الامت حضرت تھانویؒ بالکل درست فرما رہے ہیں کہ مدرسہ اسلامیہ میں بے کار پڑے رہنا اور ''مسجد کی جاروب کشی اس وکالت اور بیرسٹری سے بہتر ہے جس میں ایمان متزلزل ہو جائے اور خدا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہؓ اور بزرگان دین کی شان میں بے ادبی ہو'' کیونکہ انگریزی تعلیم میں عموماً یہ بے دینی پیدا ہو جاتی ہے، الا ماشاء اللہ کیونکہ لارڈ میکالے کی اس تعلیم کا مقصد ہی یہی ہے کہ یہ تعلیم حاصل کرنے والے رنگ کے لحاظ سے گو ہندوستانی ہوں لیکن ذہنیت کے لحاظ سے فرنگی ہوں، لباس فرنگی کا، وضع قطع فرنگی کی، عادات و افکار اس کے، حضرتؒ کی تنقید اکثر ان فنون پر نہیں جو کالجوں میں پڑھائے جاتے ہیں، اعتراض اس تہذیب، ان خیالات، عادات و کردار و اخلاق پر ہے جو کالج سے ہمیں ملتے ہیں اور دین کی بیخ کنی پر منتج ہوتے ہیں، علامہ اقبال صاحب کہہ گئے ہیں، کسی کے کان ہو تو سنے، فرماتے ہیں۔

فرنگی کا یہ نظام تعلیم اک سازش ہے فقط دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف

فکر مستقبل انسان کا خاصہ ہے، ہم بھی اگر اپنے حقیقی مستقبل (قبر حشر) کو روشن اور شاندار بنانا چاہتے ہیں تو آسمانوں، زمینوں اور تمام کائنات کو پیدا کرنے والے مالک حقیقی کے ارشاد فرمودہ طریقہ زندگی کو اپنائیں جو قرآن وسنت اور شریعت مقدسہ کی شکل میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اور دینی مدارس جس کی تعلیم و تعلم، تعلیم و تبلیغ اور اشاعت و حفاظت میں شب و روز لگے ہوئے ہیں، اللہ پاک تا قیامت ان کی حفاظت فرمادیں اور ہمیں ان سے مکمل استفادہ کی توفیق بخشیں۔ (آمین)

مساجد اور ان کی آبادی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لئے مسجد کی طرف نکلا، اس کا ثواب اس شخص جیسا ہے جو احرام باندھ کر گھر سے حج کیلئے نکلا ہو اور جو

شخص نماز اشراق کیلئے اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف چلا تو اس کا ثواب عمرہ کرنے والے جیسا ہے، فرمایا کہ جب کوئی شخص وضو کرے اور اچھی طرح (سنت کے مطابق) وضو کرے پھر مسجد کو صرف نماز کی نیت سے چلے اور کوئی غرض نہ ہو تو ہر قدم پر اس کا ایک مرتبہ ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں پہنچ جائے پھر جب تک نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے گا اس کو نماز ہی کا ثواب ملتا رہے گا اور فرشتے اس کے لئے یہ دعا کرتے رہیں گے کہ اے اللہ! اس پر رحمت نازل فرما اور اس کی مغفرت فرما، حضرت ابوالدرداءؓ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ تمہارا گھر مسجد ہونا چاہئے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مساجد متقی لوگوں کے گھر ہیں، جس شخص نے مساجد کو (کثرت کے ذریعہ) اپنا گھر بنالیا، اللہ تعالیٰ اس کیلئے راحت وسکون اور پل صراط پر آسانی سے گذرنے کا ضامن ہو گیا، اور ابوصادق اروی نے شعیب بن الحجاب کو خط لکھا کہ مسجدوں کو لازم پکڑو کیونکہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ مساجد ہی انبیاء کی مجالس تھیں ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ ہونگے جو مسجدوں میں آکر جگہ جگہ حلقہ بنا کر بیٹھ جاویں گے اور وہاں دنیا ہی کی اور اس کی محبت کی باتیں کریں گے، تم ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو، اللہ تعالیٰ کو ایسے مسجد میں آنے والوں کی ضرورت نہیں اور حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں بیٹھا گویا وہ اپنے رب کی مجلس میں بیٹھا ہے، اس لئے اس کے ذمہ ہے کہ زبان سے سوائے کلمہ خیر کے اور کوئی کلمہ نہ نکالے۔ (معارف القرآن ص ۳۲۷ ج ۶)

حضرت سہلؓ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے رہتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے پورے نور کی خوشخبری سنادے ایک حدیث میں ہے کہ وہ قیامت کے دن نور کے ممبروں پر ہونگے اور بے فکر اور لوگ گھبراہٹ میں ہونگے، ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کے پڑوسی کون ہیں، ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند بازار ہیں، ایک

حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں اور ایک صحیح حدیث میں وارد ہے حضرت ابو سعید خدریؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو، اس کے بعد **انما یعمر مساجد اللہ** یہ آیت تلاوت فرمائی، یعنی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان حال ہوگا اور آفتاب نہایت تیزی پر ہوگا، سات آدمی ایسے ہونگے جو اللہ کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے ان میں ایک شخص وہ بھی ہوگا جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے کہ جب کسی ضرورت سے باہر آئے تو پھر مسجد ہی میں واپس جانے کی خواہش ہو، ایک حدیث میں وارد ہے جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے، اللہ جل شانہٗ اس سے الفت فرماتے ہیں۔ (فضائل نماز ص ۵۱، ۵۲)

حضرت انسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں کسی جگہ عذاب بھیجنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر وہاں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں، اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اخیر راتوں میں استغفار کرتے ہیں تو عذاب کو موقوف کر دیتا ہوں، حضرت ابو درداءؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ کو ایک خط لکھا جس میں یہ لکھا کہ مسجد میں اکثر اوقات گذارا کرو، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مسجد متقی کا گھر ہے اور اللہ جل شانہٗ نے اس بات کا عہد فرمالیا ہے کہ جو شخص مسجد میں اکثر رہتا ہے اس پر رحمت کرونگا اس کو راحت دوں گا اور قیامت میں پل صراط کا راستہ آسان کر دوں گا اور اپنی رضا نصیب کروں گا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہیں اور گھر آنے والوں کا اکرام ہوتا ہی ہے، اس لئے اللہ پر ان کا اکرام ضروری ہے جو مسجدوں میں حاضر ہونے والے ہیں۔ (حوالا بالا ص ۳۵)

اللہ اکبر! مسجد کو آباد کرنے کے اتنے فضائل پڑھ کر کیا اب بھی کوئی مسلمان مسجد آنے میں سستی کرے گا؟ بھائیو! پانچوں نمازیں باجماعت مسجد میں آکر پڑھنے کا اہتمام کریں۔ اب ذیل میں ان آداب کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا اہتمام کرنے سے مذکورہ فضائل نصیب ہونگے۔

مسجد کے پندرہ آداب

علماء نے آداب مسجد میں پندرہ چیزوں کا ذکر کیا ہے، اول یہ کہ مسجد میں پہنچنے پر اگر کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھے تو سلام کرے اور کوئی نہ ہو تو السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصّٰلحین کہے (لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ مسجد کے حاضرین نفلی نماز یا تلاوت وتسبیح وغیرہ میں مشغول نہ ہوں ورنہ ان کو سلام کرنا درست نہیں) دوسرے یہ کہ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھے (مکروہ وقت نہ ہو) تیسرے یہ کہ مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے، چوتھے یہ کہ وہاں تیر وتلوار نہ نکالے، پانچویں یہ کہ مسجد میں اپنی گمشدہ چیز تلاش کرنے کا اعلان نہ کرے، چھٹے یہ کہ مسجد میں آواز بلند نہ کرے، ساتویں یہ کہ وہاں دنیا کی باتیں نہ کرے، آٹھویں یہ کہ مسجد میں بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑا نہ کرے، نویں یہ کہ جہاں صف میں پوری جگہ نہ ہو وہاں گھس کر لوگوں میں تنگی پیدا نہ کرے، دسویں یہ کہ کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گذرے، گیارہویں یہ کہ مسجد میں تھوکنے یا ناک صاف کرنے سے پرہیز کرے، بارہویں اپنی انگلیاں نہ چٹخائے، تیرہویں یہ کہ اپنے بدن کے کسی حصہ سے کھیل نہ کرے، تیرھویں نجاسات سے پاک صاف رہے اور چھوٹے بچے یا مجنون کو ساتھ نہ لے جائے، پندرھویں یہ کہ کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہے۔

قرطبیؒ نے یہ پندرہ آداب لکھنے کے بعد فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کر لئے، اس نے مسجد کا حق ادا کر دیا اور مسجد اس کے لئے حرز وامان کی جگہ بن گئی۔ (معارف القرآن)

لمحہ فکریہ

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ مسجد کی آبادی کا تعلق ساز وسامان اور اشیاء سے نہیں بلکہ اعمال سے ہے، لہٰذا ماہ مبارک سے اس بات کو معمول بنالیں کہ کچھ وقت مسجد کیلئے بھی نکالیں گے، جس میں صرف ذکر وتلاوت، نوافل وتسبیحات کا اہتمام ہو ان شاء اللہ پھر مسجد کی برکات نصیب ہوں گی اللہ تعالیٰ ہمیں مسجد کا صحیح صحیح ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آداب مسجد

(۱) مسجد میں اگر کچھ فارغ بیٹھے ہوں تو ان کو سلام کرنا۔

(۲) مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا۔

(۳) مسجد میں خرید و فروخت نہ کرنا۔

(۴) مسجد میں تیر یا تلوار نہ نکالنا۔

(۵) مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان نہ کرنا۔

(۶) مسجد میں آواز بلند نہ کرنا۔

(۷) دنیا کی باتیں نہ کرنا۔

(۸) بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑا نہ کرنا۔

(۹) جس صف میں پوری جگہ نہ ہو اس صف میں گھس کر تنگی پیدا نہ کرنا۔

(۱۰) کسی نمازی کے آگے سے نہ گزرنا۔

(۱۱) تھوکنے اور ناک صاف کرنے سے پرہیز کرنا۔

(۱۲) انگلیاں نہ چٹخانا۔

(۱۳) اپنے بدن کے کسی حصے سے نہ کھیلنا۔

(۱۴) مسجد میں نجاست اور گندگی سے پاک صاف رہنا اور کسی چھوٹے بچے یا مجنون کو ساتھ نہ لے جانا۔

(۱۵) کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہنا۔ (بحوالہ (معارف القرآن)

(۱۶) مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعاء پڑھنا، بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ اللھم افتح لی ابواب رحمتک .

(۱۷) مسجد میں داخل ہونے کے بعد پہلی صف میں بیٹھنا افضل ہے مگر جگہ بھر جانے پر گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا ناجائز ہے۔

(۱۸) مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ نیت کرنا کہ جب تک مسجد میں رہونگا اعتکاف میں رہونگا۔

(۱۹) مسجد میں سنت یا نفل نماز کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کرنا جہاں سامنے سے لوگوں کے گزرنے کا احتمال نہ ہو۔

(۲۰) مسجد میں کسی کو غلط کام کرتے دیکھے تو چپکے سے نرمی سے سمجھا دیں برسر عام رسوا کرنا اور جھگڑا کرنا منع ہے۔

(۲۱) مسجد میں لہسن، پیاز اور مولی لانا یا کھا کر آنا ناجائز ہے (درمختار)

(۲۲) مسجد میں مٹی کا تیل جلانا جائز نہیں۔

(۲۳) مسجد میں جاتے ہوئے سکون کے ساتھ چلنا چاہئے دوڑنا نہ چاہئے۔

(۲۴) مسجد میں غسل کی حاجت والے شخص کو داخل ہونا حرام ہے (درمختار)

(۲۵) مسجد میں جوں مار کر ڈالنا مکروہ ہے، یہاں حکم کھٹمل کا ہے۔

(۲۶) مسجد میں بچوں کو قرآن شریف اجرت لے کر پڑھانا بالاتفاق ناجائز ہے۔

(۲۷) مسجد میں نماز کے لئے اپنے لئے کوئی جگہ مقرر کر لینا منع ہے۔

(۲۸) مسجد میں جمعہ کا خطبہ دینے کے لئے امام جب منبر پر آجائے تو اس وقت سے لیکر نماز ختم ہونے تک بولنا یا نماز پڑھنا، کسی کو سلام کرنا، سلام کا جواب دینا جائز نہیں، اس دوران اگر کوئی شخص یا بچہ بولنے لگے تو اسے چپ رہنے کی تاکید کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

(۲۹) (مسجد میں) خطبے کے دوران اس طرح بیٹھنا چاہئے کہ جس طرح التحیات میں بیٹھتے ہیں، بعضے پہلے خطبے میں ہاتھ باندھ کر بیٹھتے ہیں اور دوسرے خطبے میں ہاتھ زانوں پر رکھ لیتے ہیں، یہ طریقہ بے اصل ہے دونوں خطبوں کے دوران ہاتھ زانوں پر رکھ کر بیٹھنا چاہئے۔

مسجد میں جانے کی مختلف نیتیں

مسجد میں جاتے وقت یہ نیتیں کی جاسکتی ہیں؟

(۱) جب بندہ کسی مسجد میں جائے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی زیارت کی نیت بھی کر لے۔

(۲) اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی نیت بھی کی جاسکتی ہے۔

(۳) حق تعالیٰ جل شانہ سے ہم کلامی کی نیت بھی کر لینی چاہئے۔

(۴) جماعت کے لئے مسجد میں ذرا جلدی چلے جائیں تو نماز کے انتظار کی نیت بھی ہوسکتی ہے۔

(۵) اعتکاف کی نیت بھی کر لینی چاہئے۔

(۶) اللہ تعالیٰ کے ذکر کی نیت بھی ہوسکتی ہے۔

(۷) آخرت کی فکر کی نیت بھی کرنی چاہئے۔

(۸) تنبیہ الغافلین کی نیت بھی باعث ثواب ہے۔

(۹) نیکی کا حکم اور تلقین کرنا بھی دین کا کام ہے۔

(۱۰) برائی اور گناہ کو ختم کرنا ہر مومن اور مومنہ کے لئے ضروری ہے۔

(۱۱) علماء کی زیارت کی نیت بھی کی جاسکتی ہے۔

(۱۲) خدمت مسجد کی بھی نیت ہوسکتی ہے۔

(۱۳) خدمت خلق یا اس کا ذریعہ بننے کی نیت بھی درست ہے۔

(۱۴) تلاوت قرآن پاک کی نیت بھی مطلوب ہے۔

(۱۵) علماء اور صالحین سے دعا کروانے کی نیت بھی کر لینی عاہئے۔

(۱۶) نمازیوں کو سلام کرنے یا اس کا جواب دینے کا ثواب بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(۱۷) حدیث کے حکم کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھو پر عمل کرنے کی نیت کرنا۔

(۱۸) آخری نماز سمجھ کر پڑھنے جانے کی نیت (جیسا کہ حدیث میں آتا ہے)

(۱۹) علم اور دین کی طلب و تلاش۔

(۲۰) علم اور دین کو آگے پہچانا۔

(۲۱) سنت پر عمل پیرا ہونا۔

(۲۲) مسجد میں داخل ہونے کے وقت دعائیں پڑھنا۔

(۲۳) اپنی انا یعنی تکبر کو ختم کرنے کی نیت کرنی چاہئے۔

(۲۴) دعا کی صورت میں مقصودی چیز یعنی تواضع کو حاصل کرنے کی نیت کرنا۔

(۲۵) نمازیوں اور نیک لوگوں کی صحبت۔

(۲۶) گناہوں سے بچے رہنے کی نیت۔

(۲۷) اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی توجہ حاصل کرنے کی نیت کرنا۔

(۲۸) جنت میں جانے کی نیت۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ مسجد میں باقاعدگی سے جانے والا شخص جنت سے محروم نہ ہوگا۔

مساجد کے بعض منکرات

مسجد کے منکرات یعنی ناپسندیدہ امور میں سے یہ بات بھی ہے کہ لوگ نماز پڑھنے میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں نہ تو تعدیل ارکان کرتے ہیں اور نہ رکوع اور سجدہ کو ہی اطمینان سے ادا کرتے ہیں اور یہ چیزیں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک مفسد نماز ہیں لہٰذا ان پر روک ٹوک کرنا ان کے مذہب میں تو واجب ہوا اور ہمارے مذہب پر مستحب ہے۔

فائدہ...... تعدیل ارکان اور طمانینت سے مراد یہ ہے کہ رکوع اور سجود میں بقدر تسبیح کے ٹھہرنا ایسا کہ بدن کا ہر ہر جزو اپنی جگہ پر آ جائے یہ چیز رکوع اور سجدہ میں تو واجب ہے ہی قومہ اور جلسہ میں بھی واجب ہے لہٰذا اس کا ترک علماء محققین کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور اس کا لحاظ نہ کرنے کی وجہ سے نماز بالکل ناقص ہو جاتی ہے یعنی واجب الاعادہ ہو جاتی ہے۔

جو شخص کسی نماز پڑھنے والے کے اندر کوئی عیب دیکھے مثلاً یہ کہ اس کے کپڑے میں نجاست لگی ہوئی ہے یا قبلہ کی جانب سے وہ کچھ پھر گیا ہے وغیرہ وغیرہ اور اس پر سکوت کرے تو خود بھی اس میں شریک سمجھا جائے گا۔ حدیث میں اسی طرح آیا ہے بلکہ یہ حکم ہر اس گناہ کا ہے جس پر قادر ہونے کے باوجود منع نہ کرے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ غیبت کا سننے والا جو اپنے کسی بھائی مسلمان کی غیبت سنے اور خاموش رہے غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔

اسی طرح سے منجملہ منکرات مسجد کے اس میں زور زور سے غلط قرآن شریف کا پڑھنا ہے اس سے منع کرنا اور اس کو صحیح قرآن سکھلانا واجب ہے چنانچہ اگر کوئی شخص مسجد میں معتکف ہو اور اس کا اکثر و بیشتر وقت اسی طرح سے لوگوں کے قرآن کی صحت کرانے اور انہیں منکرات مسجد سے منع کرنے میں ہوتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ نوافل ادا کرنے اور ذکر و فکر میں مشغول

ہونے سے رہ جاتا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اس کا پہلا شغل ہی بہتر ہے اور اسی میں ثواب زیادہ ہے اس لئے کہ اس کا نفع دوسروں کو بھی پہنچتا ہے اور نوافل کا نفع تو محض اپنی ذات کے لئے خاص رہتا ہے اور اس عبادت کی فضیلت جو متعدی ہو لازمی عبادت سے زیادہ ہوتی ہے۔

جو شخص قرآن شریف بہت زیادہ غلط پڑھتا ہو اگر اس کے اندر اس کو صحیح کرنے کی قدرت و قابلیت ہو تو چاہئے کہ بدون تصحیح کئے پڑھنے سے اس کو منع کرے کیونکہ قرآن شریف کا غلط پڑھنا گناہ ہے اور اگر اس کے اندر سیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے یعنی حروف کو اس کے مخارج سے نکالنے پر وہ قادر نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ بہت مقدار نہ پڑھے بلکہ بقدر ضرورت پر یعنی اس قدر پر کہ جس سے نماز اس کی صحیح ہو جائے اختصار کرے لیکن اگر غلطی کم کرتا ہے اور زیادہ تر صحیح ہی پڑھتا ہے تو اگر قدر ضرورت سے زیادہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن ایسے شخص کو چاہئے کہ بلند آواز سے نہ پڑھے بلکہ آہستہ آہستہ پڑھے تا کہ اور لوگ اس کی قرأت نہ سنیں (یعنی چونکہ وہ کہیں کہیں غلط پڑھ جاتا ہے تو وہ تو عنداللہ معذور ہوسکتا ہے دوسرے لوگ اس کی غلط قرأت کو کیوں سنیں) اور اگر اس کو زیادہ پڑھنے سے منع کر دیا جائے تو یہ بھی ایک درجہ میں درست ہے باقی اگر اس کو تلاوت کا شوق ہی ہے اور قرآن شریف کے ساتھ انس ہے اس لئے وہ زیادہ پڑھنا چاہتا ہے تو اگر اس کے شوق و انس کو دیکھتے ہوئے اسے منع نہ کیا جائے تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور منجملہ منکرات مسجد کے مؤذنوں کا جلدی جلدی اذان کہنا ہے اور اس کے کلمات کو بہت زیادہ کھینچنا ہے (مطلب یہ کہ اذان ٹھہر ٹھہر کر کہنا چاہئے اور اس کے کلمات کو اس قدر نہ کھینچے کہ لفظ ہی بدل جائے۔ مثلاً اکبر کو ایسا کہا کہ اکبار ہو گیا یہ منع ہے) اور ایک غلط طریقہ ان لوگوں کا یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت سارے بدن کو قبلہ سے پھیر لیتے ہیں حالانکہ مستحب صرف چہرہ کا پھیرنا ہے۔ سینہ کا نہیں۔ اسی طرح سے ایک غلط طریقہ یہ ہے کہ فجر کی اذان صبح صادق سے پہلے کہہ دی جائے۔ اذان دینے والے اس کا بھی اہتمام نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ وقت کی پہچان نہیں رکھتے محض اذان پر رہتے ہیں ان کا نماز روزہ سب خراب ہو جاتا ہے اس لئے یہ سب چیزیں مکروہ ہیں۔

منجملہ منکرات مسجد کے ایسے واعظوں کا وہاں وعظ بیان کرنا ہے جو کہ بے اصل قصے اور موضوع حدیثیں بیان کریں اور جو شخص جھوٹے قصے بیان کرے وہ فاسق ہے اور اس سے اس کو روکنا واجب ہے۔ اسی طرح جو واعظ مبتدع یا دینی امور میں تہاون یعنی سستی کرنے والا ہو اور اکثر کلام اس کا اشعار اور بدعت کی باتیں ہوں تو اس کے وعظ میں بھی جانا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی شخص اس لئے جائے کہ اس کو منع کریگا تو خیر وہ جا سکتا ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ بہت زیادہ نقصان دہ چیز عالم فاسق (یعنی بے عمل عالم) اور صوفی جاہل یعنی زاہد بے علم اور عمل میں سستی کرنے والے واعظ ہیں۔ پس چاہیے کہ وعظ کہنے والا صرف اور جاہی کے مضامین نہ بیان کرے کہ سبب بنے گا لوگوں کے طاعت میں سست اور عصبت پر دلیر ہو جانے کا (یعنی عمل میں سستی کریں گے اور نفس کی خواہشات بجالائیں گے اور ٹوکنے پر اس واعظ کے وعظ کا حوالہ دیدیں گے کہ خدا بڑا غفور رحیم ہے) اس لئے واعظ کو چاہیے کہ رجا اور خوف دونوں ہی کے مضامین بیان کرے جیسا کہ قرآن شریف کا طریقہ ہے۔

چنانچہ خوف اور تہدید بہت ہی نافع ہے اور خوف ورجا کا اعلیٰ درجہ یہ ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن (جب کہ تمام اولین وآخرین جمع ہوں گے) حق تعالیٰ کی جانب سے یہ اعلان کا جائے کہ تمام لوگ دوزخ میں ہوں گے بجز ایک شخص کے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے میں یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا اور اگر یہ اعلان کیا جائے کہ سب لوگ جنت میں جائیں گے سوائے ایک شخص کے تو مجھے اندیشہ اور خوف ہوگا کہ شاید وہ میں ہی ہوں۔

منجملہ منکرات مسجد کے ایک یہ ہے کہ پاگلوں اور دیوانوں اور چھوٹے بچوں کو مسجد میں لایا جائے۔ ان لوگوں کا مسجد میں داخل ہونا اس لئے ٹھیک نہیں ہے کہ یہ خود تو کچھ کریں گے نہیں اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی خلل انداز ہی ثابت ہوں گے نیز ان کی وجہ سے مسجد کا نجاست سے آلودہ ہو جانا بھی کچھ بعید نہیں پس طہارت والے مقام کو نجاسب سے ملوث کرنا اور عبادت گاہ کو تفریح گاہ بنانا کب زیبا ہے۔

فائدہ۔ جو مٹی کہ مسجد میں پڑی ہوئی یا ٹاٹ اور چٹائی جو مسجد میں بچھی ہوئی ہو اس سے اپنے پاؤں کا پوچھنا درست نہیں اس لئے کہ مسجد میں ہونے کی وجہ سے وہ قابل احترام

ہے اوراس سے پاؤں پو چھنا ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح سے مسجد میں بیٹھ کر اجرت پر کچھ لکھنا یا اجرت پر لڑکوں کو اس میں پڑھانا اور کوئی پیشہ اور کسب کمائی مسجد میں کرنا مکروہ ہے۔ نیز اگر کوئی عید گاہ میں نفل پڑھے یا مسجد میں نماز جناہ پڑھے تو اس سے منع کیا جائیگا کیونکہ یہ امور مکروہ ہیں۔ اسی طرح سے مسجد میں سائلین کا (لوگوں سے) سوال کرنا بھی جائز نہیں ہے بڑے گناہ کی بات ہے (کہ مسجد خالق سے مانگنے کی جگہ ہے نہ کہ مخلوق سے)

چنانچہ سوال کرنے والے کو مسجد میں دینا بھی مکروہ ہے لیکن بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر سائل نمازیوں کے آگے سے نہ گذرے اوران کی گردنوں کو نہ پھلانگے تو اس کو دینا مکروہ نہیں ہے۔ مسجد میں ریح خارج کرنا یا مسجد کے فرش اور دیوار پر تھوکنا اور مسجد کے اندر وضو کرنا اور بلند آواز سے بولنا یہ سب چیزیں منع ہیں اور بری ہیں۔ اسی طرح سے مسجد کو بلا ضرورت راستہ اور گزرگاہ بنانا بھی مکروہ ہے۔ نیز بلا ضرورت مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا بھی مکروہ ہے۔

کتاب الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے کہ مسجد میں مباح کلام کرنا بھی نیکیوں کو اس طرح سے کھا جاتا ہے (یعنی ختم کر دیتا ہے) جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا دیتی ہے اس لئے چاہئے کہ مسجد میں خاموش بیٹھے اور بس اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہے (جب مباح کلام کا یعنی جن باتوں کا ذکر کرنا جائز ہے اور وہ غیبت شکایت وغیرہ پر بھی مشتمل نہیں ہے یہ اثر اور ضرر ہے تو ظاہر ہے کہ وہ باتیں جو فی نفسہ بری اور گناہ کی ہیں مسجد میں کس درجہ بری ہوں گی)۔

اسی طرح سے مسجد کی چھت پر چڑھنا بلا کسی ضرورت کے مکروہ ہے ہاں کوئی ضرورت وداعی ہو مثلاً مرمت وغیرہ کرنا ہے تو جائز ہے اسی لئے گرمی کی شدت کی وجہ سے مسجد کے نیچے کا حصہ چھوڑ کر چھت کے اوپر جماعت کرنا مکروہ ہے ہاں اگر نمازی زیادہ ہوں اور نیچے کا حصہ تنگ ہو جائے تو اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر کوئی شخص مسجد میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہو تو اس کو اس سے منع کیا جائے گا (جیسا کہ لوگوں کا طریقہ ہے کہ بعد میں آتے ہیں اور صفوں میں بیٹھنے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے چلے جاتے ہیں لیکن جس طرح ان کا یہ فعل برا ہے اسی طرح پہلے آنے والوں کو بھی اس کا لحاظ ضروری ہے کہ وہ پہلے اگلی صفیں پوری کریں ورنہ اگر سردی، گرمی، دھوپ اور پنکھے کے خیال سے پچھلی صفیں بھر لیں ہیں اور آگے جگہ خالی چھوڑ دی ہے تو اس وقت وہاں جانے والے سے اگر انکو کوئی تکلیف پہنچ جائے

تو وہ خود اس کے ذمہ دار ہیں دوسروں کو ملامت کرنے کے بجائے اپنے کو ملامت کریں کہ دنیاوی معمولی سی راحت کی خاطر صف اول کی فضیلت سے خود کو محروم رکھا۔

اسی طرح کسی مصیبت یا غم کی وجہ سے (لوگوں کی تعزیتی ملاقات کے لئے) مسجد میں تین دن تک یا اس سے کم بیٹھنا مکروہ ہے پس یہ جو (ہمارے) یہاں رسم ہے کہ جس کا کوئی عزیز مر گیا تو وہ مسجد میں دوڑا گیا۔ پھول (یعنی تیجا وغیرہ) کے کرنے کے لئے یہ بات خلاف شرع ہے اس لئے کہ مسجد میں جب مطلق تعزیت کے لئے بیٹھنا مکروہ ہے تو کیا حال ہوگا اس کا کہ مسجد میں بیٹھا ہو قرآن کے پارے ہاتھ میں ہوں اور فاسق فاجر بلکہ غیر مسلموں تک کی تعظیم کے لئے بیچ بیچ میں کھڑا ہوتا ہو۔ نیز پڑھنے کے درمیان دنیاوی باتیں بھی کرتا جاتا ہو۔ تلاوت قرآن کرنے کے بغیر بھی مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے چہ جائیکہ مسجد میں بھی ہو اور ہاتھ میں پارہ بھی لئے ہو اور تلاوت کے بیچ بیچ میں دنیا کی باتیں بھی ہوتی رہیں۔ اس کی برائی ظاہر ہے نیز اس کے علاوہ اس کی وجہ سے اور بہت سی خرابیاں ہوتی ہیں۔

چنانچہ کتاب نصاب احتساب میں تقریباً تیئیس وجہیں ایسی مجلس تعزیت کی کراہت کے متعلق لکھی ہیں جس کا نام لوگوں نے ثواب کی مجلس رکھا ہے۔ سبحان اللہ مجلس کریں اپنے نام ونمود کے لئے اور اس میں بیٹھ کر طرح طرح کے گناہوں کے مرتکب ہوں اور پھر امید رکھیں ثواب عظیم کی۔ ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا ہیں۔

انہی مفاسد کی وجہ سے تیجا اور چالیسواں کی مجلسیں علمائے ربانی کے نزدیک بدعت اور منع ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب ان میں ثواب ہی نہ ملے گا تو پھر ایصال ثواب کیسا؟

بہر حال ہر چیز اتباع سنت کی برکت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

لہٰذا اے بھائیو! اور عزیزو! اس سعادت عظمیٰ کے حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اپنے جی سے نکالی ہوئی باتوں پر عمل کرنا چھوڑ دو۔ اللهم ارزقنا وایاکم اتباع حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم. اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور تمہیں بھی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ (اسوۃ الصالحین)

جماعت کی نمازوں میں ملنے کا طریقہ

دوسری رکعت میں ملنے کا طریقہ
نقشے کے اوپر کے خانے ظاہر کرر ہے ہیں
کہ امام دوفرض پڑھارہا ہے نیچے کے خانے یہ ظاہر
کرر ہے ہیں کہ مقتدی دوسری رکعت میں مل رہے ہیں
اور ترتیب کے لحاظ سے مقتدی کی پہلی رکعت رہ گئی
اور دوسری رکعت امام کے پیچھے ہوگئی
اب وہ اکیلا پہلی رکعت پڑھ کر اپنی پہلی اور
چھوٹی ہوئی رکعت کو پورا کرلے گا۔
(الدر المختار، جلد نمبر ا صفحہ ۸۶)
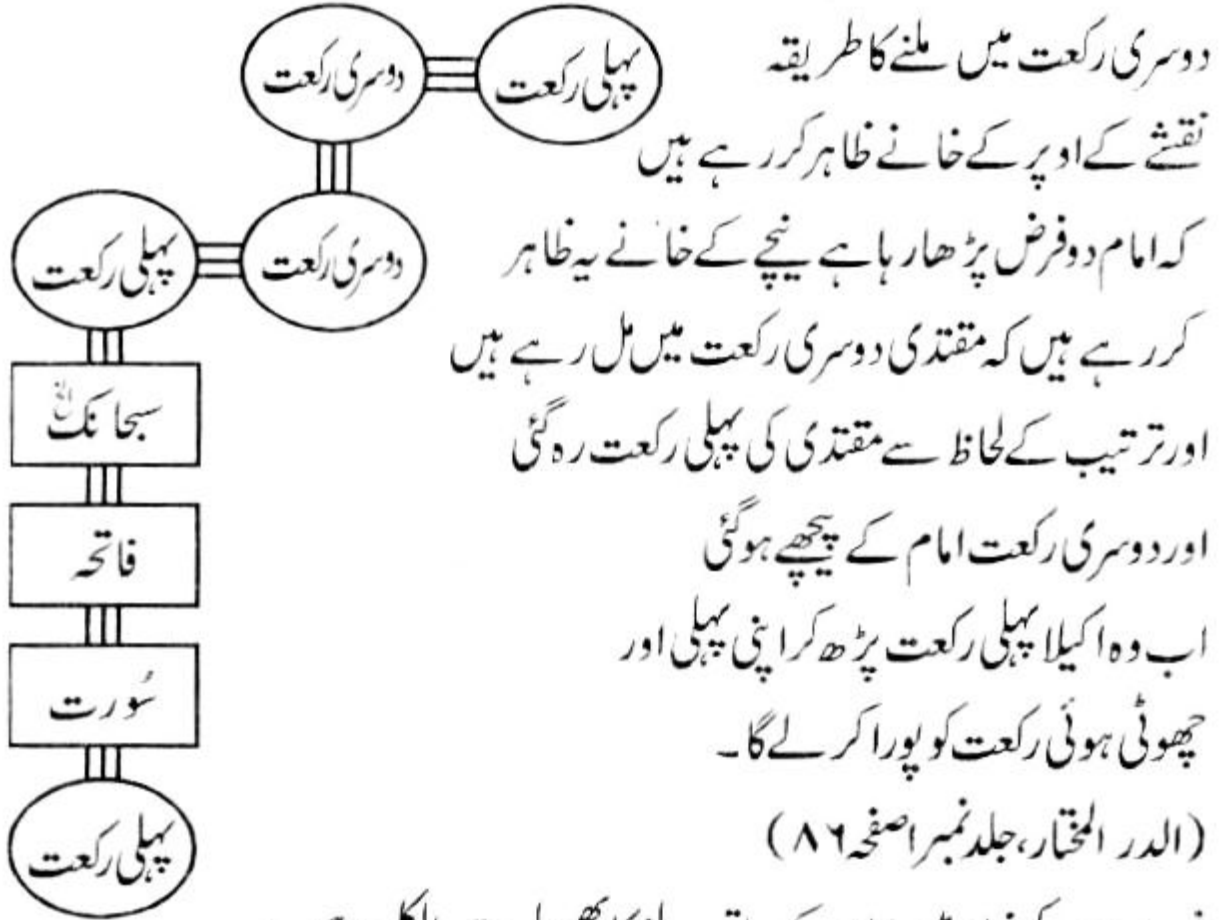
نوٹ: جمعہ کی نماز میں امام کے ساتھ ملنے کا بھی طریقہ بالکل وہی ہے

مغرب کی دوسری رکعت میں ملنے کا طریقہ

اوپر کے خانے ظاہر کر رہے ہیں کہ امام تین رکعت کی جماعت کرا رہا ہے نیچے کے خانے ظاہر کر رہے ہیں کہ مقتدی دوسری رکعت میں مل رہا ہے۔ اب مقتدی نے امام کے پیچھے دوسری اور تیسری رکعت تو پڑھ لی۔ باقی اس کی پہلی رکعت رہ گئی وہ کھڑا ہو کر اسے اس طرح پڑھے گا کہ پہلے اس میں سبحانک پھر فاتحہ اور پھر سورت پڑھے گا۔

نوٹ: ماہ رمضان میں وتر کی جماعت ہوتی ہے اس میں ملنے کا طریقہ بھی بالکل مغرب کی نماز کی طرح ہے۔
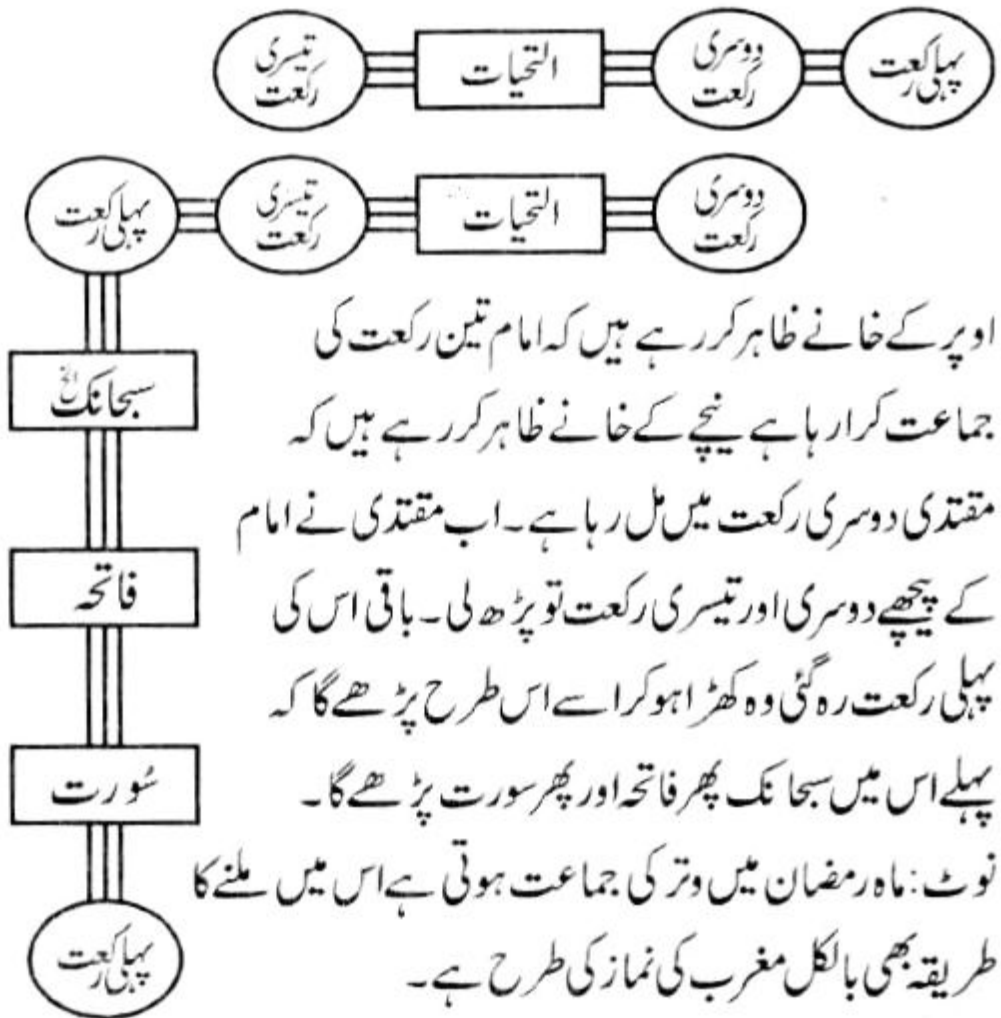
عصر اور عشاء سے قبل چار رکعت غیر مؤکدہ سنتیں پڑھنے کی ترتیب یہ ہے۔ پہلی رکعت میں سبحانک اللھم الخ، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد رکوع سجود کر کے دوسری رکعت میں تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد رکوع سجود کریں اور تشہد میں التحیات، درود شریف اور دعا پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کو سبحانک اللھم الخ سے شروع کریں اور پہلی دو رکعتوں کی طرح نماز مکمل کریں۔

مغرب کی تیسری رکعت میں ملنے کا طریقہ

اوپر کے خانے ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ امام تین رکعت کی نماز پڑھا رہا ہے۔ نیچے کے خانے ظاہر کر رہے ہیں کہ مقتدی تیسری رکعت میں مل رہا ہے۔ اب مقتدی کی تیسری رکعت تو امام کے پیچھے ادا ہوگئی۔ پہلی اور دوسری رکعت باقی رہ گئیں۔ اب وہ پہلی رکعت کھڑا ہو کر اس طرح پڑھے کہ پہلے سبحانک، پھر فاتحہ پھر صورت پڑھ کر رکوع اور سجدہ کرے گا اب چونکہ اس کی دو رکعت پوری ہوگئی ہیں اس لئے بیٹھ کر التحیات پڑھے گا پھر کھڑا ہو کر دوسری رکعت اس طرح ادا کرے گا کہ پہلی اس میں فاتحہ پھر سورت پڑھ کر رکوع وسجود کر کے رکعت پوری کرے گا اور التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے گا۔ اس طرح اسے تین التحیات پڑھنے پڑتے ہیں۔ ایک امام کے پیچھے اور دو اکیلے۔ اچھی طرح سمجھ لیں۔ (الدر المختار جلد نمبر ا صفحہ ۸۶)

ظہر، عصر اور عشاء کی دوسری رکعت میں ملنے کا طریقہ

نقشے کے اوپر کے خانے ظاہر کرر ہے ہیں کہ امام چار رکعت نماز پڑھا رہا ہے۔ نیچے کے خانے یہ ظاہر کرر ہے ہیں کہ مقتدی دوسری رکعت میں مل رہا ہے اب اس نے امام کے پیچھے دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت ترتیب سے پڑھ لی اس کی پہلی رکعت باقی رہ گئی جسے اب وہ اکیلا کھڑا ہو کر اس طرح ادا کریگا کہ پہلے اس میں سبحانک اللھم پھر فاتحہ پھر سورت پڑھے گا۔ (الد رالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۸)
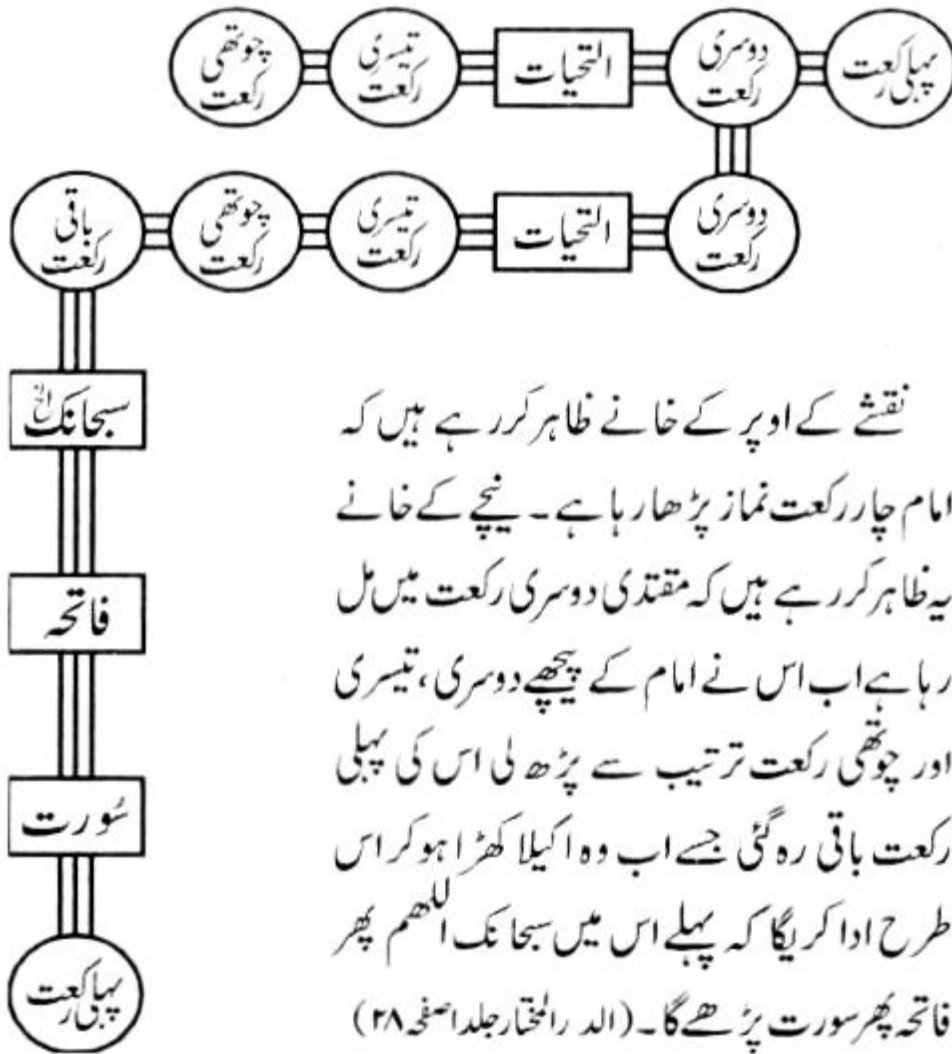
ظہر، عصر اور عشاء کی تیسری رکعت میں ملنے کا طریقہ

نقشے میں اوپر کے خانے ظاہر کرتے ہیں کہ امام چار رکعت کی نماز پڑھا رہا ہے۔ نیچے کے خانے ظاہر کرتے ہیں کہ مقتدی تیسری رکعت میں مل رہا ہے۔ اب اس نے امام کے پیچھے تیسری چوتھی رکعت تو ترتیب کے ساتھ ادا کر لی اب قاعدہ کے مطابق مقتدی کی پہلی اور دوسری رکعت بچ گئی اب وہ کھڑا ہو کر پہلے پہلی رکعت اس طرح ادا کرے گا کہ پہلے اس میں سبحانک پھر فاتحہ پھر سورت پڑھے گا پھر رکوع سجدہ کرنے کے بعد کھڑا ہو کر دوسری رکعت اس طرح ادا کرے گا کہ پہلے اس میں فاتحہ پھر سورت پڑھے گا۔ اس طرح اس کی باقی ماندہ پہلی اور دوسری رکعتیں پوری ہو جائیں گی۔

(الدر المختار جلد نمبر ا صفحہ ٨٦)

ظہر عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت میں ملنے کا طریقہ

اوپر کے خانے ظاہر کر رہے ہیں کہ امام چار رکعت کی نماز پڑھا رہا ہے نیچے کے خانے ظاہر کر رہے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے چوتھی رکعت میں مل رہا ہے۔ اب مقتدی نے امام کے پیچھے صرف اپنی چوتھی رکعت ادا کی ۔ ترتیب کے لحاظ سے اب اس کی پہلی ، دوسری رکعت کو اس طرح پڑھے گا کہ پہلے اس میں سبحانک پھر فاتحہ پھر سورت پڑھ کر رکوع وسجدہ کریگا اور قعدہ میں بیٹھ کر التحیات پڑھے گا کیونکہ اس کی دو رکعت پوری ہوگئیں۔ ایک امام کیساتھ اور ایک اب علیحدہ پھر دوسری رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے گا۔

باقی رہ گئی تیسری رکعت تو چونکہ فرض کی آخری رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھا جاتا ہے۔ اس میں صرف فاتحہ پڑھ کر تیسری رکعت پوری کرے گا۔ اس ترتیب سے اس کی ساری رکعتیں پوری ہوجائیں گی۔ اب بیٹھ کر التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے گا۔

(الدر المختار جلد نمبر ١ صفحہ ٨٦)

عیدالفطر اور عید قربان کی دوسری رکعت میں ملنے کا طریقہ
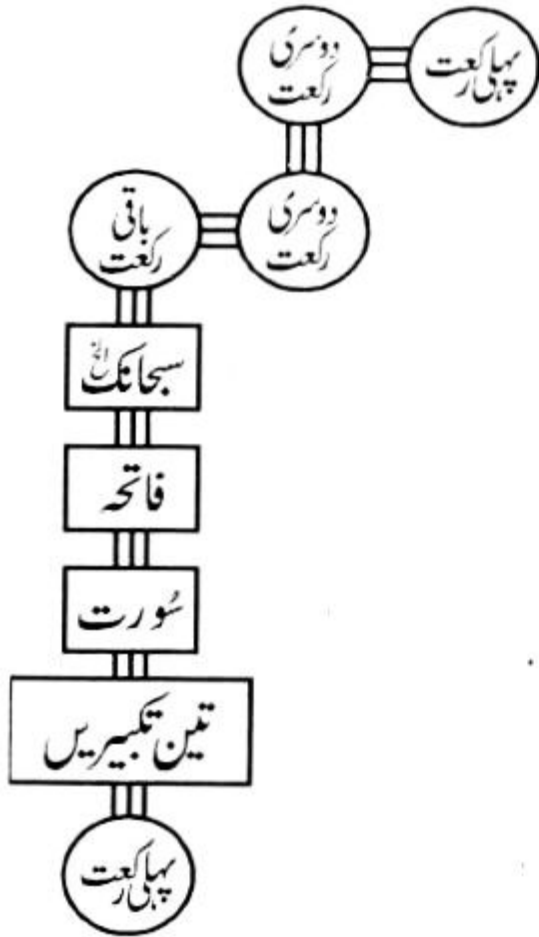
نقشہ میں اوپر کے دو خانے ظاہر کررہے ہیں کہ امام عید کی دو رکعت پڑھا رہا ہے۔ نیچے کے خانے یہ ظاہر کررہے ہیں کہ مقتدی دوسری رکعت میں مل رہا ہے۔ اب ترتیب کے لحاظ سے مقتدی کی پہلی رکعت بچ گئی اب وہ اکیلا پہلی رکعت کو اس طرح ادا کرے گا کہ پہلے سبحانک پھر فاتحہ، پھر سورۃ پڑھ کر تین تکبیرں پڑھے گا اور ہر تکبیر کے وقت اوپر ہاتھ اٹھائے گا پھر چوتھی تکبیر پڑھ کر رکوع کرے گا اس طرح عید کی پہلی چھوٹی ہوئی رکعت پوری ہو جائیگی۔

فرائض وسنن کی تعداد

سنت غیر موکدہ ونفل	سنت موکدہ	فرض	نام نماز
....	۲ رکعت قبل از فرض	۲ رکعت	فجر
۲ رکعت نفل	۴ رکعت قبل از فرض ۲ رکعت بعد از فرض	۴ رکعت	ظہر
۴ رکعت سنت قبل از فرض	....	۴ رکعت	عصر
۲ رکعت نفل ۴ یا ۶ رکعت اوابین	۲ رکعت بعد از فرض	۳ رکعت	مغرب
۴ رکعت قبل از فرض ۲ نفل بعد از سنت، ۲ نفل بعد از وتر	۲ رکعت بعد از فرض	۴ رکعت فرض ۳ رکعت وتر	عشاء
....	۴ سنت قبل از فرض ۴ اور ۲ سنت بعد فرض	۲ رکعت فرض	جمعہ

منصب امامت اور صبر

امام پیشوا اور قائد کو کہتے ہیں جو لوگوں کی قیادت کرے اور لوگ اس کی پیروی کریں، امامت کا منصب ایک اونچا بلکہ بہت اونچا منصب ہے، ایک لحاظ سے منصب نبوت کی نیابت ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم امام المسلمین بھی تھے اور امام الانبیاء علیہم السلام بھی، اس عظیم منصب کے باوجود حق تعالیٰ جل شانہٗ نے قرآن مجید میں خطاب کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا

تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ۔ ترجمہ: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ویسا ہی صبر کیجئے جیسا اور تہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان لوگوں کے لئے انتقام الٰہی کی جلدی نہ کیجئے۔ (بیان القرآن)

اسی لئے حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی عیش وعشرت اور تنعم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اولوالعزم سے بجز صبر کے اور کسی چیز پر راضی نہیں اور مجھے یہی حکم دیا ہے کہ میں اس طرح صبر کروں جیسے اور اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے۔

لہٰذا امام کے لئے صبر کے سوا چارہ نہیں، اگر امام، امامت وقیادت کے منصب پر فائز رہنا چاہتا ہے اور دنیا وآخرت میں بلند مقام حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رحمت عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے صبر سے کام لیں، خواہ مصائب اور تکالیف پر صبر کرنا پڑے یا مقتدیوں کی فضول لایعنی اور دلخراش باتوں پر صبر سے کام لینا پڑے۔

قرآن مجید کی آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پرانی امتوں میں انہی لوگوں کو امامت وقیادت کے منصب پر فائز کیا گیا جو صبر اور یقین کی دولت سے مالا مال تھے، سورۃ السجدہ میں ارشاد باری ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ.

ترجمہ: ہم نے ان میں بہت سے ائمہ بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے جبکہ وہ صبر کرتے رہے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

علامہ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں بعض علماء کا قول نقل کیا ہے، یعنی صبر اور یقین ہی کے ذریعہ دین میں کسی کو امامت کا درجہ مل سکتا ہے۔ (معارف القرآن)

امامت سیکھئے

امامت چونکہ ایک انتہائی نازک اور عالی منصب ہے لہٰذا اس کے آداب کی رعایت رکھنا بھی بہت ضروری ہے، ذرا سی غفلت اس منصب کو آلودہ کرنے کیلئے کافی ہے چنانچہ امام کو درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

۱- امام نماز سنت کے عین مطابق پڑھائے تمام تر مستحبات وآداب کا لحاظ رکھے اور بہتر یہ ہے کہ بزرگوں کے سامنے اس کی عملی مشق سیکھے اور اس کو عار نہ سمجھے۔

۲-مقتدیوں سے مطالبات وفرمائشیں کرنے سے احتراز کرے اوراستغناء کی صفت سے خودکوآراستہ کرےاورسنجیدہ طبیعت رکھے، پروقار رہے۔

۳- بیانات میں سیاسی باتوں سے احتراز کرے اور اسی طرح وعظ اور تعلیم و تعلم میں بھی سیاسی جماعتوں پر تبصرے کرنے سے گریز کرے اپنا زیادہ وقت درس و تدریس اور خدمات دینیہ میں صرف کرے۔

۴- خاص جماعت سے تعلق نہ رکھے اگر چہ اہل حق کی جماعت ہو بلکہ اہل حق کی تمام جماعتوں سے یکساں وابستگی رکھےاورایک خاص جماعت سے تعلق ظاہر نہ کرے کسی ایک جماعت کی طرف میلان رکھنے سے باقی جماعتوں سے وابستہ افراد سے دوری پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے۔

۵- دین کی بات سمجھانے میں حکمت اور نرمی سے کام لے اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہ شرعاً واجب ہے، حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو جب فرعون کی طرف تبلیغ کے لئے روانہ فرمایا گیا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ تم دونوں اس (فرعون) سے نرمی سے بات کرنا، ایک اور جگہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت اور نصیحت سے بلاؤ، موجودہ دور میں جو حق بات لوگوں پر اثر نہیں کرتی اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حق بات حق طریقے سے نہیں کی جاتی حق بات کیلئے موقع دیکھ کر کہے حق طریقے سے کہے۔

۶- کسی انتظامی معاملہ میں دخل نہ دے، اپنے کام سے مطلب رکھے اگر کوئی مشورہ طلب کرے تو مضائقہ نہیں، جائز امور میں اپنی مرضی ٹھونسنے کی کوشش نہ کرے، البتہ اپنی طرف سے کوئی رائے دینا چاہے تو ایک دفعہ انتظامیہ کو تو اپنا مؤقف پہنچادے اور پھر خاموش رہے۔

۷- کسی سے الجھنا نہ چاہئے اس سے وقار جاتا رہتا ہے، بس احسن طریقے سے اپنی بات پیش کرے۔

۸- امامت ایک نعمت ہے، بہت سے فروعی اختلافات سے اس کی نماز محفوظ رہتی ہے، باجماعت نماز کی پابندی رہتی ہے اس پر خوب شکر کرنا چاہئے اور نماز کے وقت سے پہلے مسجد میں آجائے اور نماز کے بعد زیادہ دیر تک مسجد میں رہے۔

۹- اگر کوئی غلطی ہوجائے دوسرا احساس دلائے تو اس پر معذرت کرے، اسی طرح سے نماز میں کوئی ایسی بات ہوجائے جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے تو معلوم

ہونے پر اس کا اعلان کرادے اور اس کو معیوب نہ سمجھے۔

۱۰- اپنے آپ کو امامت کا اہل نہ سمجھے انکساری و تواضع طبیعت میں رکھے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے ایک امام صاحب نے دریافت کیا کہ میں خود کو امامت کا اہل نہیں سمجھتا، حضرتؒ نے فرمایا کہ جب تک خود کو امامت کا اہل نہ سمجھو امامت کراتے رہو اور جب اہل سمجھنے لگو تو چھوڑ دو۔

۱۱- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی مقام مقبولیت کی طرف نہیں اٹھائی جاتی۔

ان میں ایک شخص وہ ہے جو امام بنا اس حال میں کہ لوگ اس کے امام بننے کو برا سمجھتے ہیں، غور کرنے کی بات ہے کہ منصب امامت میں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔

تجویز: نسائی شریف میں ہے کہ حضرت معاذؓ نے نماز پڑھائی ایک شخص آیا اور جماعت میں شامل ہوگیا، حضرت معاذؓ نے نماز میں قرأت لمبی کی اس نے مسجد کے ایک گوشے میں اپنی نماز پڑھ لی پھر فارغ ہوکر چلا گیا، حضرت معاذؓ کو بھی یہ واقعہ معلوم ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر بطور شکایت یہ واقعہ بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو بلوا کر پوچھا تو اس نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں کیا کرتا میں اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا انہوں نے لمبی قرأت شروع کی تو میں نے گھوم کر مسجد کے کونے میں اپنی نماز پڑھ لی، پھر اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذؓ کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے، تو ان سورتوں کا کہا ہے؟ یعنی امامت میں ایسی سورتوں کو پڑھا کرو۔ سبح اسم ربک الاعلیٰ الخ. والشمس وضحٰها الخ. والفجر الخ . والیل اذا یغشیٰ الخ.

جمعۃ المبارک کی فضیلت واہمیت

جس طرح روزانہ اخیر شب کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت بندوں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے اور جس طرح سال کی راتوں میں سے ایک رات (شب قدر) خاص الخاص درجہ میں برکتوں اور رحمتوں والی ہے۔ اسی طرح ہفتہ کے سات دنوں میں سے جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے خاص الطاف وعنایات کا دن ہے۔ اور اسی لئے اس میں بڑے بڑے اہم واقعات اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوئے ہیں۔ سیدالانام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنوں سے پاکیزہ اور سب دنوں سے بڑا دن ہے۔ جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑی عظمت والا ہے۔

جمعہ کا دن تھا آخری ساعت تھی کہ جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ اسی واسطے فرمایا گیا کہ جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے' ایک ساعت ہے کہ اگر کسی مسلمان بندے کو حسن اتفاق سے خاص اس گھڑی میں خیر اور بھلائی کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی توفیق مل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما ہی دیتا ہے۔ اس ساعت میں علماء کا ایک معتبر قول یہ ہے کہ یہ وہی ساعت ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش عمل میں آئی۔ یعنی عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقفہ ہے۔ مگر جمعہ کے دن ولادت اور موت' حیات و جمعیت کو خاص مناسبت وفضیلت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں گئے تو عجیب نزول ہوا۔ دنیا میں آئے تو صورتاً نزول ہوا۔ اور حقیقتاً عروج ہوا۔ کیونکہ اگر آدم دنیا میں نہ آتے تو خلافت نہ پاتے۔ ظاہر میں تو نیچے اتارے گئے مگر حقیقت میں اسی عمل گاہ کے ذریعہ سے جب عمل کرنے شروع کئے تو انسان کے بڑے بڑے مراتب اور درجات بلند ہوئے حاصل یہ کہ معنوی طور پر انسان بلند ہوا۔ اور ظاہری طور پر اسے نیچے اتارا گیا۔ معنوی

خلافت کا تاج رکھا گیا۔ انبیاء علیہم السلام پیدا ہوئے۔ اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ علمائے ربانی‘ علمائے ظاہر و باطن پیدا ہوئے اور ہر ایک کا جوہر ظاہر ہوا۔ کسی کے دل میں علم و حکمت تھا وہ نمایاں ہوا۔ کسی کے دل میں کمالات باطن تھے وہ نمایاں ہوئے۔ دنیا مظہر ہے کمالات کے ظہور کا۔ اگر دنیا نہ ہوتی تو کمالات کا ظہور ہی نہ ہوتا۔ جنت میں اگر آدم علیہ السلام کی اولاد پیدا ہوتی تو بادشاہوں کی طرح زندگی بسر کرتی۔ رات دن کھانے اور عیش اڑانے میں لگے رہتے لیکن دنیا میں لا کر مصائب میں مبتلا کیا گیا تا کہ ان مصائب کے توڑ اور دفعیہ کے لئے اندر سے جوہر نمایاں ہوں۔ مصیبت رکھی گئی تا کہ دفاع کی قوتیں اور طاقتیں کام میں آئیں اقوام کو اقوام کے مقابلہ پر ڈالا گیا تا کہ شجاعتوں کا ظہور ہو اور صبر و تحمل کا ظہور ہو کیونکہ جنت میں نہ جنگ و جدال ہوتا نہ دفعیہ کی تدبیریں سوجھتیں نہ صبر و تحمل کام آتا۔ اس طرح بہت سے جوہر انسان کے اندر چھپے رہ جاتے۔ دنیا کو ان کے لئے ظہور گاہ بنایا گیا۔ سو آدم علیہ السلام ظاہراً تو جنت سے نیچے اتارے گئے۔ یعنی نزول ہوا مگر حقیقتاً عروج ہوا۔ کیونکہ جب تک دنیا میں نہ آئیں انسانی کمالات کا ظہور نہیں ہوسکتا۔

قیامت جمعہ کے دن...... قیامت بھی قائم ہوگی تو جمعہ کے دن ہوگی۔ جس میں اولین و آخرین سب جمع کئے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن میں جامعیت کا ایک مادہ موجود ہے۔ مٹی بکھری ہوئی تھی آدم کی وہ جمع ہوگئی یوم جمعہ میں کمالات چھپے ہوئے تھے وہ جمع ہو کر نمایاں ہو گئے جمعہ کے دن جبکہ حضرت آدم کا نزول ہوا دنیا میں۔ قیامت قائم ہوگی تو کروڑوں اربوں انسان چھپے پڑے ہوں گے۔ زمین میں تو جمعہ کا دن انہیں اپنی اپنی قبروں سے اٹھا کر میدان محشر میں جمع کردے گا معلوم ہوا کہ اس میں جامعیت کی شان ہے اسی لئے جمعہ دنیا میں لایا گیا تا کہ انسان تکمیل طور پر اپنے ارادے سے جمعیت کی شان پیدا کرے۔ جیسے اس کی چیزیں جمع ہوئی ہیں جمعہ کے دن انسان جمع ہونا سیکھیں۔ قلوب کا میل ملاپ اور اتحاد سیکھیں۔ اور اختلاف سے بچیں۔ گروہ بندیوں سے بچیں اس کے لئے نمونہ بنا دیا جمعہ کو۔ شکلیں مختلف عقلیں مختلف رنگ مختلف مگر آ کر جمع ہو جاتے ہیں جمعہ کے دن۔ دیہات کے بھی‘ قصبات کے بھی اور محلوں کے لوگ بھی ایک جگہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔

پھر باوجود اختلاف مذاق کے ان میں وحدت پیدا ہے اور یہ جمعہ ہی کی برکت ہے۔ جب ہفتہ میں ایک دن جمع ہونا سیکھ لیا تو باقی ایام میں بھی ان کیلئے جمع ہونا آسان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں خو پیدا ہو جاتی ہے اجتماع کی۔ جمعہ کا دن اجتماعیت کی دعوت دیتا ہے کہ باہمی میل ملاپ اور محبت پیدا ہو۔ جمعہ کے دن قرآن پڑھا جاتا ہے پورے شہر کے آگے تاکہ وہ پیغام خداوندی سن کر اس سے وابستہ ہوں اور اپنے اندر اجتماعی شان پیدا کریں جمعہ کا دن گویا عبرت اور موعظت کا دن ہے اور جمعہ کا دن ایک امتحان بھی ہے۔ اور یہ امت مرحومہ کامیاب ہوئی ہے جمعہ کی وجہ سے۔ امتحان میں کامیابی کی فضیلت اسی کو ملی ہے جمعہ کی وجہ سے جبکہ یہودیوں نے ہفتہ کا دن اور عیسائیوں نے اتوار کا دن خصوصی عبادت کے لئے انتخاب کیا تھا۔

خطبہ جمعہ سے آگاہی قیامت...... آدمی خیر و برکت سے اگر اپنی جھولیاں بھرنا چاہتا ہے تو اسے جمعہ کا اہتمام کرنا چاہئے جمعہ صرف انسان کے آغاز ہی کو یاد نہیں دلاتا بلکہ انسان اور کائنات کے انجام کی طرف بھی توجہ کو موڑ دیتا ہے۔ یہی وہ دن ہے جس میں لیل و نہار کی آمد و رفت بند ہو جائے گی۔ شمس و قمر ماند پڑ جائیں گے۔ اور ان کی گردش رک جائے گی۔ سیاروں اور ستاروں کی گردش جواب دے دیگی آسمان پھٹ جائے گا زمین کا جگر چاک ہو جائیگا اور کائنات کی مشین خاموش ہو جائے گی۔ جمعہ کہتا ہے کہ اس دن کے لئے تیاری کرو اور امام تم کو خطبہ کے ذریعہ زندگی کا پروگرام دیگا۔ تم اس کے ساتھ مل کر اپنے مالک کی بندگی کی راہ پر لگ جاؤ۔ مگر آہ! اے امت مسلمہ کے افراد تمہاری بدنصیبی کہ پتھر ہل جاتے ہیں زمین شق ہو جاتی ہے چٹانیں ٹوٹ جاتی ہیں مگر تم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے کون آیا پھر جب امام خطبہ کے لئے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں۔

سیاہ نقطہ اور آئینہ؟ حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اس شان سے کہ ایک آئینہ ان کے ہاتھ میں تھا اور اس آئینہ

کے وسط میں ایک سیاہ نقطہ تھا جو بالکل ممتاز تھا۔ آپؐ نے پوچھا اے جبرائیل! یہ سیاہ نقطہ کیسا ہے اور یہ آئینہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ سیاہ نقطہ مزید ہے۔ جس کے معنیٰ زیادتی کے آتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مزید کیا ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ! یہ ایک میدان ہے جنت میں اور جنت کے بھی بالائی حصہ میں جنتیں ایک سو ہیں اوپر نیچے اور ہر جنت آسمانوں اور زمینوں سے بڑی ہے۔ سب سے اوپر کا حصہ جو عرش کے نیچے ہے۔ اس میں ایک میدان ہے جو بالکل سفید ہے۔ اس کی گھاس بھی سفید اور درخت بھی سفید۔ غرض اس کی ہر چیز سفید وشفاف ہے اور فرمایا کہ یہ اتنا بڑا میدان ہے کہ ہزار ہا برس ہوگئے ہیں مجھے گھومتے ہوئے مگر میں اب تک اس کی کنہ کو نہیں پاسکا ہوں۔ اندازہ کیجئے کہ وہ میدان کتنا بڑا ہوگا۔ جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہزار ہا سال سے گھوم رہے ہیں لیکن ابھی تک پورا معلوم نہیں کر سکے۔ اور وادی مزید کے طول وعرض کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا اس میں بڑے بڑے اونچے مشک کے ٹیلے ہیں اور وہ مشک اتنا خوشبودار ہے کہ اگر دنیا کی کوئی عورت وہ مشک لگالے تو ساری زمین خوشبو سے بھر جائے۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میدان کی غرض وغایت کیا ہوگی؟ عرض کیا کہ یہ موقع ہوگا دربار خداوندی کے منعقد ہونے کا۔ اس میدان میں انبیاء علیہم السلام کے منبر بچھائے جائیں گے۔ گول دائرے کی شکل میں نور کے منبر ہوں گے۔ اور ہر نبی کے منبر کے پیچھے امت کی کرسیاں ہوں گی اور وہ پورا میدان بھر جائے گا۔ ان بیٹھنے والوں کی کرسیوں سے۔ دنیا میں جتنا جس کو تعلق تھا نبی سے اور دین سے اتنا ہی وہ قریب ہو گا۔ منبر نبی کے اور وہ کرسیاں اس شان سے ہوں گی کہ ایک کے دیکھنے میں دوسرا حائل نہ ہو گا۔ جیسے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بڑی بڑی مجالس میں کرسیاں اس ترتیب سے بچھاتے ہیں کہ اگلی صف ذرا نیچی پچھلی اونچی تاکہ ہر شخص بے تکلف سامنے کی سٹیج کو دیکھ سکے۔ اس طرح سے یہ میدان بھر جائے گا۔ گویا کہ وہ دربار ہے کہ ہر چہار طرف منبر ہیں انبیاء علیہم السلام کے اور ان کی پشت پر کرسیاں ہیں۔ بیچ میں آئے گی کرسی حق تعالیٰ شانہ کی کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ اس کی کرسی کی عظمت وبڑائی حدیث میں فرمائی گئی ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین اس کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک

بڑے میدان میں ایک چھوٹا سا چھلہ پڑا ہوا ہوتا ہے۔ یہ کرسی اتنی عظیم ہے۔ آخر جس شہنشاہ کی یہ کرسی ہے اس کی بڑائی اور عظمت کے مناسب اس کرسی کی شان ہے۔

عرش و کرسی...... یاد رکھئے حق تعالیٰ شانہٗ اس کرسی و تخت پر بیٹھتے نہیں کیونکہ وہ تو جسم سے بری اور صورت سے منزہ ہیں۔ لیکن چونکہ ان کی صفت ہے ملک (بادشاہ) اس لئے بادشاہت کے جتنے لوازم ہیں وہ سب جمع کئے گئے ہیں۔ تخت سلطنت بھی ہے جس کا نام عرش عظیم ہے۔ عرش مثل قبہ کے ہے کہ ساری کائنات پر چھایا ہوا ہے اور ساری کائنات کو ڈھانپے ہوئے ہے اور عرش کے اوپر اللہ پاک کی رحمت کی تجلی مستوی ہے۔ فرمایا گیا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى تو عرش کے اوپر رحمت چھائی ہوئی ہے اور عرش کائنات پر چھایا ہوا ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رحمت چھائی ہوئی ہے کائنات کے اوپر۔ یعنی جو تعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ساتھ قائم کیا ہے وہ رحمت کے ساتھ کیا ہے۔ غضب کے ساتھ نہیں۔ غضب اگر سامنے آجائے تو مخلوق کا پتہ بھی نہ چلے۔ رحمت ہی نے سنبھال رکھا ہے۔

وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ حضرت سلمان رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ہم نے تورات میں لکھا دیکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین اور اس کی ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا تو صفت رحمت کے سو حصے کر کے اس میں سے ایک حصہ ساری مخلوق کو تقسیم کر دیا۔ چنانچہ آدمی اور جانور اور دوسری مخلوقات میں جہاں بھی کوئی اثر رحمت کا پایا جاتا ہے وہ اسی تقسیم شدہ حصہ کا اثر ہے۔ ماں باپ اور اولاد میں۔ بھائی بہنوں میں۔ شوہر بیوی میں عام رشتہ داروں میں۔ پڑوسیوں اور دوسرے دوستوں میں جو باہمی ہمدردی اور محبت و رحمت کے تعلقات مشاہدہ کئے جاتے ہیں وہ سب اسی ایک حصہ رحمت کے نتائج ہیں۔ باقی ننانوے حصے رحمت کے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے رکھے ہیں۔ بعض روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی حیثیت سے بھی روایت کیا گیا ہے اس سے انسان کچھ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنی مخلوق پر کیسی اور کس درجہ ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کوئی انسان بلکہ فرشتہ بھی اللہ جل شانہٗ کے شایان شان عبادات و طاعت ادا نہیں کر سکتا اور ہماری طاعت و عبادت اور حسنات کا حال تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ عالی کی نسبت سے دیکھا جائے

تو سیئات سے کم نہیں اور اس پر مزید یہ کہ سیئات اور معاصی سے بھی کوئی بشر خالی نہیں۔ **الامن عصمه الله** ان حالات میں تقاضائے انصاف تو یہ تھا کہ کوئی بھی عذاب سے نہ بچتا۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ ہر انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہر وقت برس رہی ہیں۔ یہ سب اسی رحمت کا نتیجہ ہے جو پروردگار نے اپنے ذمہ لکھ لی ہے۔

سو رحمت کی تجلی مستوی ہے عرش پر۔ اور اس رحمت سے احکام پھوٹتے ہیں ہدایت اور رہنمائی اور کتب سماوی اور قوانین خداوندی اور قضا وقدر سب وہیں سے چلتے ہیں جیسے ملک کی تمام کی تمام تجاویز واحکامات تخت وسلطنت سے جاری ہوتے ہیں اور اس طرح سے تخت سلطنت قائم کیا گیا اور اسی کا نام عرش عظیم ہے۔

عرش کے نیچے عظیم سمندر...... اب سنئے عرش کے نیچے ہے عظیم سمندر۔ **وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ** یہ سمندر جس پر یہ عرش قائم ہے اس سمندر کے نیچے سو جنتیں ہیں اور ہر جنت آسمانوں اور زمینوں سے زیادہ بڑی ہے۔ سو جنتوں کے نیچے ہیں ہفت آسمان تہ بہ تہ' اور اس کے نیچے ہے ہفت زمین تہ بہ تہ۔ یہ ایک سلسلہ ہے کائنات کا کہ نیچے زمین اوپر فضا اور اس کے اوپر آسمان اور اس کے اوپر جنتیں اور اس کے اوپر سمندر اور اس پر عرش عظیم ہے۔ عرش پر پہنچ کر مخلوق کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ پس عرش اور جنتوں کے درمیان ہے یہ میدان جس کی عظمت و بڑائی اوپر بیان ہوئی' اس میں دربار خداوندی منعقد ہوگا۔ اور اس کے بیچ میں کرسی حق بچھائی جائے گی۔

دربار اہل جنت...... تمام اہل جنت اس دربار میں شرکت کرنے کے لئے پہنچیں گے اپنی اپنی سواریوں پر۔ ان سواریوں کی یہ شان ہوگی کہ بعض تخت ہوا پر سوار ہوں گے اور تخت ہوا میں اڑتے ہوں گے بعض براق پر سوار ہوں گے۔ اس طرح مختلف قسم کی سواریاں ہوں گی جن کے ذریعے پہنچیں گے۔ اہل جنت اور ایسا وقت آئے گا کہ کل دربار مکمل منعقد ہو جائے گا۔ تمام اہل جنت جمع ہوں گے اور حضرات انبیاء کرام اپنے اپنے منبروں پر ہوں گے اور درمیان میں حق تعالیٰ شانہ' کی کرسی ہوگی۔ جب سارا دربار جم جائے گا تو بندے محسوس کریں گے کہ اب تجلیات حق کا ظہور ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ وہ کرسی باوجود اس عظمت کے اس طرح چڑ چڑائے گی کہ جیسے بوجھ سے دب کر کوئی چیز ٹوٹنے کے قریب ہوتی ہے اور وہ ہیبت حق کا بوجھ ہوگا کوئی جسمانی بوجھ نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے منزہ ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی...... حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو معجزہ دیا گیا تھا خوش آوازی کا۔ اتنی پاکیزہ آواز تھی کہ جب وہ مناجات پڑھتے تو چرند پرندان کے اردگرد جمع ہوجاتے اور محو ہوجاتے تھے۔ انسان تو بجائے خود جانوروں پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ سواس دن فرمایا جائے گا حضرت داؤد علیہ السلام کو کہ ان تمام درباریوں کو اپنے مضمونوں سے مستفید کریں۔

حضرت داؤد علیہ السلام اس اعجازی خوش آوازی سے مناجات و مضامین پڑھیں گے کہ اہل جنت پر خاص کیفیت طاری ہوگی۔ ملائکہ کو فرمایا جائے گا کہ ان میں شراب طہور تقسیم کرو۔ یہ شراب طہور دنیا کی شراب جیسی نہیں ہوگی۔ دنیا کی شراب میں تلخی ہوتی ہے اور آخرت کی شراب میں شیرینی ہوگی۔ دنیا کی شراب سے عقلیں جاتی رہتی ہیں مگر اس شراب طہور سے عقلوں میں تیزی اور معرفت و بصیرت پیدا ہوگی۔ وہ سکر مشابہ ہوگا اس سکر کے جو حضرات صوفیاء پر کثرت ذکر سے ایک نشہ معرفت کا طاری ہوجاتا ہے۔

سب جنتیوں سے سوال...... سب پھر سب کو خطاب عام فرمایا جائے گا۔ سلونی ماشئتم اے وہ لوگو! جنہوں نے غائبانہ میری اطاعت کی اور مجھے دیکھا نہیں اور میرے رسولوں کی تصدیق کی اور میرے احکام کی اتباع کی، مجھ سے مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔ یہی یوم مزید ہے۔ سب مل کر عرض کریں گے کہ خدایا کونسی نعمت ہے جو آپ نے ہمیں عطا نہیں فرمادی۔ ہمیں ساری نعمتیں مل چکی ہیں بس ہماری درخواست ہے کہ اپنی رضا ہمیں عطا فرمادیجئے۔ حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کہ یہ نعمت مل چکی ہے میں اگر راضی نہ ہوتا تو تمہیں اس مقام پر گھسنے نہ دیتا۔ میں راضی ہوں اور ایسا راضی ہوں کہ ابدالآباد تک کبھی بھی ناراض نہ ہوں گا۔ یہ مقام تمہیں مل چکا اور کچھ مانگو۔ یہ سن کر سب حیرانگی میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں گے کہ کیا چیز مانگیں۔ کونسی چیز ہے جو ہمیں نہیں مل گئی۔ اس وقت سب مل کر علماء کی طرف رجوع کریں گے اور ان سے استفسار کریں گے کہ کیا چیز رہ گئی ہے جو ہم مانگیں کیونکہ ہمارے علم کے اعتبار سے تو ہر نعمت مل چکی ہے گویا علم اور اہل علم کی احتیاج وہاں بھی باقی رہے گی۔ لوگ تو دنیا میں حضرات علماء سے مستغنی ہونا چاہتے ہیں حالانکہ حاجتمندی وہاں بھی قائم رہے گی۔ وہ کسی کی ذات کی احتیاج نہیں ہوگی بلکہ وہ علم کی احتیاج ہوگی۔

ہمیشہ ہمیشہ انسان علم کا محتاج رہے گا...... انسان ابدالآباد تک علم کا محتاج ہے اس لئے کہ علم اللہ کی صفت ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے اس کی صفات بھی لامحدود ہیں۔ انسان علم کے کتنے ہی بڑے سے بڑے مقامات طے کرلے پھر بھی لامتناہی مقامات رہتے ہیں کہ انسان کو جن کی طلب رہے گی۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قطعہ ہے جو وہ پڑھا کرتے تھے کہ جوں جوں زمانہ مجھے ادب سکھاتا ہے مجھ پر میری عقل کا نقصان ظاہر ہوتا ہے جب بھی ادب کا کوئی مقام طے کیا تو سمجھ میں آیا کہ میری عقل نے اب تک یہ پایا ہی نہیں تھا۔ اس مقام تک میری عقل ناقص ہے۔ پھر جب اگلا مقام طے ہوا تو معلوم ہوا کہ اس کو بھی میری عقل اب تک نہیں پاسکی۔ اسی طرح جو جو مقامات ادب کے آتے رہے میری عقل کا نقصان مجھ پر واضح ہوتا رہا۔ جیسے میرے علم کے مراتب بڑھتے رہے میری جہالت مجھ پر واضح ہوتی رہی جب بھی کسی علم کے مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ اب تک اس سے جاہل تھا۔ چونکہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس لئے میں نے عرض کیا کہ علم کی محتاجگی صرف دنیا میں ہی نہیں بلکہ جنت میں بھی رہے گی کیونکہ صفت خداوندی وہاں پہنچ کر محدود نہیں بن جائے گی۔ علم و معرفت کے مقام وہاں بھی لامحدود ہی رہیں گے۔

جنت میں بھی علماء کی ضرورت رہے گی

غرضیکہ لوگ علماء کی طرف رجوع کریں گے کہ ساری نعمتیں مل گئیں اب کونسی چیز باقی ہے جو ہم مانگیں۔ علماء مل کر ایک مشورہ دیں گے کہ ایک چیز رہ گئی ہے جو نہیں ملی اور اس کو طلب کرنا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے مانگو کہ اپنا جمال مبارک دکھائے۔ دیدار خداوندی ابھی تک باقی ہے۔ یہ نعمت نہیں ملی۔ پھر سب مل کر یک زبان ہو کر عرض کریں گے کہ ہمیں یہ نعمت عطا فرما دیجئے۔ اپنا جمال مبارک دکھلا دیجئے۔ اسی کی تمنا میں ہم نے عبادتیں کی ہیں۔ عمریں گزاری ہیں۔ مشاہدۂ حق اصل مقصود تھا جس کا وعدہ قرآن مجید میں فرمایا گیا۔ اب اگر اس مقام پر مشاہدہ نہ ہوا تو اور کونسا مقام ہوگا کہ جہاں حق کا مشاہدہ ہو۔ چنانچہ درخواست قبول کرلی جائے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ حجابات اٹھنے شروع ہو جائیں گے صرف ایک

حجاب کبریائی اور عظمت باقی رہ جائے گا باقی سب حجابات اٹھ جائیں گے اور بندے اپنے خدا کو دیکھیں گے اس شان سے کہ نہ سمت ہے نہ جہت ہے نہ رنگ ہے اور پھر مشاہدہ ہو رہا ہے اور دیکھ رہے ہیں۔ بہر حال یہ ایک حدیث ہے جس کا میں نے ترجمہ اور تفسیر بیان کی ہے۔

جنت کا میدان مزید...... جنت میں یہ ایک میدان مزید ہے اور ہفتے میں ایک بار اجتماع ہوگا۔ جب دربار ختم ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اہل جنت کو فرمائیں گے کہ اپنے اپنے مقامات پر جاؤ اہل جنت واپس ہوں گے اور اپنے اپنے محلوں میں پہنچ جائیں گے۔ اس دربار کی مثال دنیا میں جمعہ رکھا گیا ہے۔ ہفتے میں ایک مرتبہ دربار خداوندی منعقد ہوتا ہے۔ خطیب اور امام نائب حق ہوتا ہے جیسا کہ تجلیات ربانی کرسی پر ہوتی ہیں۔ یہاں خطیب منبر پر بیٹھتا ہے گویا کہ وہ نمائندہ ہے اور تجلی حق ہے کہ اس میں ظہور کر رہی ہے۔

خطابت کی تجلی: اس لئے کہ اصل خطیب حق تعالیٰ شانہ ہیں' ان کے بعد خطباء انبیاء علیہم السلام ہیں۔ چونکہ اصل خطیب حق تعالیٰ شانہٗ ہیں تو اس دنیا میں ان کا نمائندہ خطیب اور امام ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عام واعظوں اور خطبوں کے جو آداب ہیں' خطبۂ جمعہ کے آداب اس سے کچھ زیادہ ممتاز ہیں۔ فرمایا گیا ہے کہ جب خطبے کے لئے امام اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو تو اب نہ سلام و کلام جائز ہے نہ نفلیں پڑھنی جائز ہیں۔ صرف کام یہ ہے کہ امام کو دیکھو اور خطبہ سنو خطبہ کی حالت میں فرمایا گیا ہے کہ جو کنکریوں سے کھیلنے لگا اس نے لغو حرکت کی یعنی اس کے لئے مکروہ ہے۔ عام وعظوں میں اگر کوئی کنکر اٹھالے تو کراہت نہیں لیکن خطبہ جمعہ میں اگر کوئی کنکریوں سے یا چٹائی صف وغیرہ کی تیلیوں سے کھیلنے لگے تو اس پر نکیر کی گئی ہے۔ فرمایا گیا کہ اس نے لغو حرکت کی۔ خطبہ شروع ہونے کے بعد نماز بھی جائز نہیں ہے۔ درود شریف جیسی طاعت بھی خطبہ کے دوران جائز نہیں۔ تلاوت قرآن بھی جائز نہیں۔ سب سے بڑا کام اس وقت یہ ہے کہ خطیب کو دیکھا جائے اور خطبے کے اوپر کان لگائے جائیں۔ جو جمعہ کے اندر زیادہ سے زیادہ خطیب کو دیکھنے کی عادت ڈالے گا میدان مزید میں اسی کو زیادہ سے زیادہ حق تعالیٰ کا دیدار میسر ہوگا۔ وہاں تجلیات حق عین سامنے ہوں گی۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ جمعہ میں جو اذان سے پہلے اول وقت میں آ گیا اور صف اولیٰ میں جگہ ملی وہ ایسا

ہے جیسے ایک اونٹ قربانی کا ذبح کر دیا۔ جو اس کے بعد آیا وہ اس سے کم درجے کا ہے اور اس دوم نمبر پر آنے والی کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی ہے۔ اس کے بعد مرغی پیش کرنے والے کی۔ اس کے بعد انڈا پیش کرنے والے کی اللہ کی راہ میں۔ حدیث بالا میں آگے پیچھے آنے والوں کے ثواب اور درجات کے فرق کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف درجہ کی قربانیوں کی مثال دے کر سمجھانا چاہا ہے۔

رجسٹر بند...... پھر جب خطبہ کے لئے امام کھڑا ہو گیا تو ملائکہ اپنے صحیفے لپیٹ کر خطبہ سننے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں پھر کوئی درجات عالی مقام نہیں رہتے کہ اسکا نام لکھا جائے بس اس کا فرض ادا ہو جائے گا جو جمعہ میں صف اولیٰ میں ہوگا وہ میدان مزید میں بھی انبیاء علیہم السلام کے پیچھے صف اولیٰ میں ہوگا جو یہاں جتنا پیچھے ہوگا اتنا ہی وہاں بھی پیچھے ہوگا۔

جمعہ کی نماز بے شک فرض ہے مگر عام فرائض سے کچھ زیادہ اس میں خصوصیت ہے۔ اور جمعہ کا خطبہ عام خطبوں سے بڑھ کر نئی شان رکھتا ہے جو امتیازی شان ہے۔ علماء لکھتے ہیں کہ ظہر کے چار فرض ہیں اور جمعہ کے دو فرض ہو جاتے ہیں اور دو فرضوں کے قائم مقام یہ دو خطبے ہوتے ہیں جو امام منبر پر بیٹھ کر دیتا ہے۔ اسی لئے ان خطبوں کے آداب عام خطبوں سے زائد ہیں حکم ہے کہ امام کو دیکھو تلاوت قرآن وغیرہ مت کرو۔ کوئی عبادت بھی نہ کرو۔ بڑی عبادت اس وقت کی یہی ہے کہ خطبہ سنو اور امام کو دیکھو گویا یہ دو خطبے بمنزلہ دو رکعت نماز کے ہیں۔ اس طرح چار رکعتیں ہو جاتی ہیں اس شان سے کہ دو رکعتیں جمعہ کی اور دو رکعتیں قائم مقام ان دو خطبوں کے ہیں۔ اسی لئے ان دو خطبوں کے آداب زیادہ رکھے گئے ہیں۔

بہر حال حق تعالیٰ شانہٗ نے دنیا میں جمعہ کو میدان مزید کا نمونہ اتارا ہے۔ اسی لئے شریعت کی اصطلاح میں جمعہ کا نام بھی یوم المزید ہے۔ یوم المزید اس کو اس لئے کہا گیا ہے کہ جنت کا میدان مزید جو دنیا میں ہے جنت میں جا کر یہ وہاں کی شان کے مطابق ہوگا۔ ساری دنیا کے جمعے اور ساری دنیا کی جامع مسجدیں مل کر میدان مزید کا ایک نقشہ ہیں دنیا کے اندر۔ اور ان کے مجموعوں کو اٹھا کر آخرت میں لے جائیں گے۔ یہ خطبے بھی اٹھائے

جائیں گے۔ جنتوں کی طرف۔ سو وہاں کے دربار خداوندی کا ایک نمونہ یہاں دنیا میں ہے۔ اسی واسطے جمعہ کو سید الایام کہا گیا ہے کہ تمام دنوں کا سردار ہے۔

حق تعالیٰ کا فرمان ہے وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ تیرا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں جس چیز کو چاہتا ہے چھانٹ لیتا ہے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے جو جبرائیل علیہ السلام کا مقام ہے اور قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک ہی جنت الماویٰ ہے۔

غرضیکہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے اور سدرہ کے پاس مقام جنت ہے تو جنتیوں کا علاقہ ساتویں آسمان سے شروع ہوتا ہے۔ سرکاری مہمان خانہ اسی میں بنایا گیا ہے۔ زمینوں میں سات زمینیں پیدا کیں۔ اور اوپر کی زمین کو منتخب کیا۔ کیونکہ وہ مقام ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ساتوں زمینوں کی تہہ میں جہنم ہے جیسے جنت ساتوں آسمانوں سے بالاتر ہے جہنم بھی ساتوں زمینوں سے نیچے ہے۔ قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا۔ آسمان توڑ دیئے جائیں گے تو جنتیں نمایاں ہو جائیں گی تو جہنم نیچے سے نمایاں ہو جائے گی درمیان میں جو پردے حائل ہیں زمینوں کے اور آسمانوں کے یہ سب توڑ پھوڑ کر برابر کر دیئے جائیں گے۔ اللہ پاک نے زمینوں میں سے اوپر کی زمین کو پسند کیا۔ پیدا کیا سات کو اور منتخب کر لیا ایک کو۔ ایک سو جنتیں پیدا کیں اور پسند کر لیا جنت الفردوس کو جو مقام ہے انبیاء علیہم السلام کا اور سب سے اوپر کی جنت ہے۔ پہاڑ ہزاروں بنائے اللہ نے مگر پسند کیا طور سینا کو کہ اسے اپنی تجلی گاہ بنایا۔ اس مالک الکل کے شہر ہزاروں لاکھوں ہیں مگر پسند کر لیا بلد الامین (مکہ مکرمہ) کو جس میں حرم کعبہ واقع ہے۔ زمین کے ٹکڑے ہزاروں کروڑوں بنائے مگر سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ٹکڑا ہے جس میں افضل رسل، سید کل، آقائے نامدار، روحانیت کے آخری تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔ ہمارے علماء (دیوبند) لکھتے ہیں کہ وہ ٹکڑا قبر شریف کا عرش سے بھی افضل ہے اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عرش معلیٰ کی نسبت ہے حق تعالیٰ کی طرف۔ مگر حق تعالیٰ اس

کے اوپر بیٹھے ہوئے نہیں ہیں۔ حق تعالیٰ تو جسم سے پاک ہیں لیکن وہ ٹکڑا جو آپؐ کی قبر مبارک کا ہے وہ آپؐ کے جسد اطہر (بدن مبارک) کو لگا ہوا ہے اور جس کو چھو جائے بدن مبارک نبی کا' اس کی شان اور افضلیت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت

الغرض یہ بات بھی ذہن نشین رکھیں کہ جمعہ کے مبارک اور محترم دن میں درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ گویا جس طرح رمضان المبارک کا خاص وظیفہ تلاوت قرآن پاک ہے اور اس کو رمضان المبارک سے خاص مناسبت ہے اور جس طرح سفر حج کا خاص وظیفہ تلبیہ لبیک اللھم لبیک..... الخ ہے اسی طرح جمعہ کے مبارک دن کا خاص وظیفہ حدیث کی رو سے درود شریف ہے۔ جمعہ کے دن خصوصیت سے اس کی کثرت کرنی چاہئے۔

بروز جمعہ غسل کی تاکید

پس شاندار ہفتہ وار اجتماعی نماز کے لئے جمعۃ المبارک کا دن مقرر کیا گیا اور اس میں شرکت و حاضری کی سخت تاکید کی گئی۔ اور نماز سے پہلے غسل کرنے' اچھے صاف ستھرے کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے کی ترغیب بلکہ ایک درجہ میں تاکید کی گئی تاکہ مسلمانوں کا یہ مقدس ہفتہ واری اجتماع توجہ الی اللہ اور ذکر و دعا کی باطنی و روحانی برکات کے علاوہ ظاہری حیثیت سے بھی پاکیزہ خوش منظر با رونق اور پر بہار ہو اور مجمع کو ملائکہ کے پاک وصاف مجمع کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مناسبت اور مشابہت ہو۔

نافع بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر جمعہ کو غسل کرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ اب نئے سرے سے عمل کرو۔ یعنی پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے اہل کو غسل کراتا ہے اس سے بھی یہی ثواب ملتا ہے اہل کے غسل سے جماع کا غسل مراد ہے۔ اس لئے کہ جمعہ کے دن اپنی اہلیہ سے ہم بستر ہونا مستحب ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ تم ہر جمعہ کو غسل کر لیا کرو خواہ ایک دن کی قیمت دے کر پانی خریدنا پڑے۔

فقہاء نے جمعہ کے غسل کو مستحب قرار دیا ہے لیکن داؤد فرماتے ہیں کہ اس دن کا غسل واجب ہے جو شخص نماز جمعہ پڑھنا چاہے وہ اس دن کا غسل ہرگز نہ چھوڑے۔ غسل کا وقت طلوع آفتاب کے بعد بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے غسل کی نیت کرے اور غسل کرنے کے بعد جلد مسجد میں چلا جانا چاہئے۔ تاکہ لغویات سے بچے۔ اپنے ناخن اور بال بھی کٹوانے چاہئیں۔ بدبو کو دور کر کے صاف لباس پہنے۔ سفید لباس بہتر ہے۔ سر پر پگڑی باندھے۔ پگڑی باندھنے والوں کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں۔ لباس میں اچھی خوشبو لگائے۔ نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد عصر تک علمی مجلسوں میں شرکت کرنا زیادہ بہتر ہے۔ عصر سے نماز مغرب تک عبادت کرے۔ توبہ کرے دن رات کا سارا وقت یا زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں بسر کرے تو بہت بہتر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نمازیوں کے سروں اور گردنوں کو روندتا پھرے تو قیامت کے دن اس کی پیٹھ دوزخ کا پل بنے گی۔ اور لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے اور لوگ اسے اپنے پاؤں تلے روندیں گے۔ نمازی کے آگے سے گزرنا بڑا جرم ہے۔ نیز نمازی کے آگے سے گزرنے کی نسبت فرمایا کہ یہ زیادہ بہتر ہے کہ چالیس برس بھی کھڑا رہنا پڑے تو کھڑے رہو۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص ریت کے ذروں کی مانند ہوا میں اڑ جائے تو یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی نمازی کے سامنے سے گزرے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۴)

بغیر مجبوری ترک جمعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بغیر کسی مجبوری کے جمعہ کی نماز چھوڑے گا وہ اللہ کے اس دفتر میں جس میں کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا منافق لکھا جائے گا۔ (مسند شافعی) بعض روایات میں تین دفعہ چھوڑنے کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ برسر منبر فرما رہے تھے کہ جمعہ

چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی اس حرکت سے باز آ جائیں یا یہ ہوگا کہ ان کے اس گناہ کی سزا میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائیں گے۔ (اور اصلاح کی توفیق سے محروم کر دیئے جائیں گے) (صحیح مسلم)

ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی لگا تار تین جمعے چھوڑ دے قضا کر دے بلا کسی شرعی عذر کے، تو ظن غالب یہ ہے کہ پھر اسے عمر بھر جمعہ پڑھنے کی توفیق نہیں ہوگی، جب تک وہ سچی توبہ نہ کرے اور رجوع نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ان سب معصیات و منکرات سے بچنے کی توفیق دے جن کے نتیجہ میں بندہ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے گر جاتا ہے۔ اور اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ **اللھم احفظنا**

باقی کتب حدیث میں نماز جمعہ کے بعد سنتوں کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں دو رکعت کا بھی ذکر ہے چار کا بھی اور چھ کا بھی۔ آئمہ مجتہدین کے رجحانات بھی اس بارے میں مختلف ہیں۔ بعض حضرات دو کو ترجیح دیتے ہیں۔ بعض چار کو اور بعض چھ کو۔

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم و واجب ہے۔ اس وجوب سے چار قسم کے آدمی مستثنیٰ ہیں۔ ایک غلام بے چارہ جو کسی کا مملوک ہو۔ دوسرے عورت، تیسرے لڑکا جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو اور چوتھے بیمار (سنن ابی داؤد)

نماز جمعہ کا اہتمام

نماز جمعہ کا اہتمام: حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ہو سکے صفائی و پاکیزگی کا اہتمام کرے اور جو تیل خوشبو اس کے گھر میں ہو وہ لگائے (ایک حدیث میں ہے کہ مسواک ضروری کرنا چاہئے) (ابن ماجہ) پھر وہ گھر سے نماز کے لئے جائے اور مسجد میں پہنچ کر اس کی احتیاط کرے کہ جو دو آدمی پہلے سے بیٹھے ہوں ان کے بیچ میں نہ بیٹھے (یعنی جگہ تنگ نہ کرے) پھر جو نماز یعنی سنن و نوافل کی جتنی رکعتیں اس کے لئے مقدر ہیں وہ پڑھے، پھر جب امام خطبہ دے تو

توجہ اور خاموشی کے ساتھ اس کو سنے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی اس کی ساری خطائیں ضرور معاف کردی جائیں گی۔ (معارف الحدیث،صحیح بخاری)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا تو اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان ایک نور چمکتا رہے گا۔ (نسائی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے، ایک روایت میں ہے کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے، ایک اور روایت میں ہے کہ وہ ساعت اخیر دن ہے، عصر سے لیکر مغرب تک۔ (از بہشتی گوہر، بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، اس روز درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود میرے حضور میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

موت بروز جمعہ: روز جمعہ اور جمعہ کی شب میں موت آنے کی فضیلت میں احادیث و آثار مروی ہیں کہ مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **ما من مسلم یموت یوم الجمعة اولیلة الجمعة الا وقاہ اللہ فتنة القبر۔** (کوئی ایک مسلمان بھی) ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے دن یا اس کی رات میں مرے مگر اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ (مدارج النبوۃ)

اچھے کپڑوں کا اہتمام: حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کیلئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت دے تو وہ روزمرہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کیلئے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کر رکھ لے۔ (سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

ناخن ترشوانا: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز کیلئے جانے سے پہلے اپنے ناخن اور اپنی لبیں تراشا کرتے تھے۔ (مسند بزار و معجم اوسط الطبرانی، معارف الحدیث)

صاحب سفر السعادۃ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس عادۃً چادر، رومال اور سیاہ کپڑا تھا لیکن مشکوۃ میں مسلم سے بروایت حضرت عمر بن حارثؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اس حال میں خطبہ فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان کئے ہوئے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

اول وقت مسجد جانے کی فضیلت: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں اور اول وقت دو پہر میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے پھر اس کے بعد دوئم نمبر پر آنے والی کی مثال اس شخص کی ہے جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے، پھر اس کے بعد آنے والی کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی ہے، پھر جب امام خطبہ کے لئے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ (معارف الحدیث)

نماز جمعہ کا زبردست ثواب: ۱- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے جمعہ کی نماز پالی اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس سو شہیدوں کا اجر و ثواب ہے۔ (ابوداؤد)

۲- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کو غسل کرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ اب نئے سرے سے عمل کر یعنی پچھلے سب (چھوٹے) گناہ معاف ہو گئے۔

۳- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اے ابو ہریرہ تم ہر جمعہ کو غسل کرو خواہ ایک دن کی قیمت دے کر پانی خریدنا پڑے۔

۴- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص بغیر مجبوری کے جمعہ کی نماز چھوڑے گا وہ اللہ تعالیٰ کے اس دفتر میں جس میں کوئی ردوبدل نہیں ہو سکتا منافق لکھا جائیگا۔ (مسند شافعی)

۵- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا غلام، عورت، نابالغ اور بیمار کے علاوہ ہر مسلمان پر لازم ہے۔ (ابوداؤد)

۶- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جمعہ چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی حرکت سے باز آئیں یا یہ ہوگا کہ انکے گناہ کی سزا میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیگا پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائینگے (صحیح مسلم) یعنی اصلاح کی توفیق سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد کاروبار وغیرہ کا حکم

مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ اپنے ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

جمعہ کے دن ہر ایسے مسلمان عاقل بالغ تندرست مرد پر جو کسی شہر میں ہو جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی نماز جمعہ ادا کرنے کا اہتمام واجب ہے، اسکے سوا کسی اور کام میں مشغول ہونا جائز نہیں، جس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

۱- جمعہ کی پہلی اذان کے بعد کسی بھی قسم کے کاروبار، تجارت اور خرید و فروخت جائز نہیں لہٰذا جمعہ کی پہلی اذان پر دوکان کو مکمل بند کریں، مالک دوکان اور ملازم سب جمعہ ادا کریں۔

۲- جمعہ کے دن بعض دوکاندار ایسا کرتے ہیں کہ ان کی دوکان کا ایک فرد ایسی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتا ہے جہاں جمعہ کی نماز جلدی ہوتی ہے اور وہ آکر دوکان پر بیٹھ جاتا ہے، پھر دوسرا شخص دوسری مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتا ہے، جہاں نماز جمعہ دیر سے ہوتی ہے اور دوکان برابر کھلی رہتی ہے اور کاروبار جاری رہتا ہے یہ جائز نہیں، ہاں اگر دوکان کے تمام افراد کسی ایسی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کریں جہاں نماز جمعہ جلد ہوتی ہے اور پھر آکر دوکان کھول لیں تو یہ جائز ہے۔

۳- ملازمت سرکاری ہو یا غیر سرکاری جمعہ کی پہلی اذان کے بعد ملازمت کرنا جائز نہیں اس کو چھوڑ کر نماز جمعہ ادا کرنے کا اہتمام ضروری ہے، البتہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد ملازمت کرنا جائز ہے۔

۴- جمعہ کی پہلی اذان کے بعد اگر کارخانہ یا دوکان یا فیکٹری باہر سے بند کر دیں اور اندر مسلمان کام کرتے رہیں یہ بھی جائز نہیں، سب کو کام چھوڑ کر نماز جمعہ ادا کرنا فرض ہے ورنہ سخت گناہ ہوگا۔

۵- اگر کسی مسلمان ملازم کو جمعہ کی پہلی اذان کے بعد مالک کام کرنے پر مجبور کرے تو مجبور کرنے والا گناہگار ہے اور ملازم پر اس کا کہنا ماننا جائز نہیں اگر وہ مجبور کرنے سے باز نہ آئے تو ملازم کو چاہیئے کہ اس کی یہ ناجائز بات نہ مانے بلکہ

جمعہ کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے۔

۶- جمعہ کی پہلی اذان کے بعد گلی کوچوں اور بازاروں میں محنت مزدوری کرنے والوں اور چل پھر کر مال بیچنے والوں ریڑھی اور ٹھیلہ لگانے والوں پر بھی واجب ہے کہ کام بند کر کے نماز جمعہ ادا کریں۔

۷- اذان جمعہ کے بعد کھانا پینا، سونا یا کسی سے باتوں میں مشغول رہنا یہاں تک کہ کسی اخبار یا کتاب کا مطالعہ کرنا وغیرہ، غرضیکہ ہر وہ کام جو جمعہ کی تیاری کیلئے مانع بنے جائز نہیں، صرف جمعہ کی تیاری کے لئے جو کام ہوں وہ کئے جا سکتے ہیں۔

۸- اذان جمعہ کے بعد مرد حضرات کو جن پر جمعہ کی نماز فرض ہے گھر میں نوافل یا ذکر و تلاوت یا کسی اور عبادت میں مشغول رہنا جائز نہیں، انہیں چاہئے کہ نماز جمعہ کے لئے مسجد میں حاضر ہو، مسجد میں اگر چاہیں اور موقعہ ہو تو ان عبادات کو انجام دے سکتے ہیں۔ مسائل بالا کو غور سے پڑھیں اور عمل کریں۔

مساجد کی زیب و زینت کیلئے ضروری امور

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں آج کل مساجد کے اندر سامنے کی دیواروں پر نصائح کے کتبے آویزاں ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہاں تک نمازیوں کی شعاع بصری پہنچنے سے تشویش و انتشار پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے یا تو بہت بلندی پر لگائیں۔ ورنہ داہنی جانب یا بائیں جانب لگائیں۔

اسی طرح آج کل مساجد میں پینٹ کا رواج ہو رہا ہے۔ حالانکہ اس میں کس قدر بدبو ہوتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خشک ہو جانے پر یہ بو زائل ہو جاتی ہے۔ مگر افسوس کہ منکرات اور معصیت کے اس ارتکاب کو کہ اس سے اذیت ملائکہ اور مسلمین ہے کیا تھوڑی دیر کیلئے بھی روا رکھنا جائز ہوگا۔ پھر مساجد میں پیاز لہسن جیسی بدبودار چیزوں کو کھا کر آنا کیوں منع فرمایا گیا۔ میں نے بمبئی کی ایک مسجد میں یہ بیان کیا کہ یہ پینٹ بدبودار ناجائز ہے اور اس کیلئے چندہ دینے والے بھی گنہگار ہوں گے۔ بس ایک صاحب نے مہتمم سے اپنے سو روپے اسی وقت واپس لئے ایک اہل علم نے اسی مجلس میں دریافت کیا کہ پھر دروازوں اور کھڑکیوں پر کیسے رنگ ہو۔ اس میں بھی تو بدبو ہوتی ہے۔ فرمایا کہ دروازوں اور کھڑکیوں کو لگانے سے پہلے ہی مسجد کے باہر رنگ کر لیا جائے۔ (یادگار باتیں)

مسنون جمعہ گزارنے کی ترتیب

۱۔شب جمعہ میں درود پاک کا کثرت سے اہتمام کرے۔

۲۔ہر دن تہجد نہ پڑھ سکتا ہو تو شب جمعہ میں یعنی کم ازکم اس مبارک شب میں تہجد پڑھ لیا کرے اگر نماز کا موقع نہ مل سکے تو بیٹھ کر ذکرو استغفار میں اور مراقبہ میں وقت گزارے کہ یہ وقت بہت قیمتی ہے خصوصاً شب جمعہ میں اس کی نورانیت اور بڑھ جاتی ہے جس کا مشاہدہ یا احساس اہل ذوق کو ہوتا ہے۔

۳۔صبح کی نماز سے قبل تین مرتبہ استغفار پڑھے۔''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ''۔(مجمع الزوائد صفحہ ۱۶۸' الاذکار صفحہ ۱۹)

۴۔جمعہ کی صبح کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ اور دوسری رکعت میں پوری سورہ دہر پڑھے۔اگر امام مسجد نہ پڑھتا ہو تو اس سنت کی ترغیب دے کہ سنت ایسی چھوٹی کہ لوگوں کو معلوم بھی نہیں کہ یہ سنت ہے' خصوصاً مدارس کی مساجد میں اس کا خیال رہے کہ اس سے اس کی ترویج ہوگی۔

۵۔فجر کے وقت ''صبح کے اذکار مسنونہ کا ورد کرے''

۶۔تلاوت کرے' سورہ کہف پڑھے' کہ یہ جمعہ کے دن سنت ہے' شامی میں ہے کہ دن کے شروع میں پڑھ لے۔ ۷۔اشراق کی دو یا چار رکعت پڑھ لے۔

۸۔حسب موقعہ چاشت دو یا چار رکعت پڑھ لے' کہ ان اعمال مذکورہ کی ہر دن فضیلت ہے۔جمعہ کے دن جمعہ کی وجہ سے اس کا ثواب،فضیلت' نورانیت بڑھ جاتی ہے۔

۹۔زوال سے قبل ہی غسل سے فارغ ہو جائے اور اسی غسل کی طہارت سے جمعہ کی نماز پڑھے۔

۱۰۔غسل کے وضو میں مسواک کرے' اگر غسل کسی عذر سے نہ کر سکے تو وضو میں مسواک کا اہتمام کرے۔ ۱۱۔موجودہ کپڑوں میں اچھا عمدہ کپڑے پہنے' بہتر ہے کہ ایسا ایک جوڑا رکھ لے جو عمدہ ہو اور جمعہ اور عیدین میں اسے پہن کر جائے۔

۱۲۔ عطر لگائے، عطر رکھنے کا اہتمام کرے، صرف عید بقر عید ہی میں سنت نہیں بلکہ جمعہ وغیرہ میں بھی ہے۔ ۱۳۔ عمامہ باندھے، جمعہ کے دن سنت ہے، کسی رومال وغیرہ کا عمامہ کی طرح لپیٹ لینا بھی کافی ہے۔ (حدیث)

۱۴۔ اذان سے قبل بلکہ زوال سے پہلے مسجد میں جانیکا اہتمام کرے۔ (حدیث)

۱۵۔ جب مسجد کے دروازے پر جائے تو دروازے پر چوکھٹ پکڑ کر (اگر موقعہ ہو اور گنجائش ہو تو) یہ دعا پڑھے۔ ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَوْجَهَ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَیْکَ وَاَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْکَ وَاَفْضَلَ مَنْ سَالَکَ وَرَغِبَ اِلَیْکَ۔'' (اذکار نووی صفحہ ۳۷، ابن سنی)

۱۶۔ مسجد میں داخل ہونے کی مسنون دعائیں پڑھے۔

۱۷۔ زوال کا وقت نہ ہو تو تحیۃ المسجد کی دو رکعت بیٹھنے اور دیگر اذکار سے پہلے پڑھے۔

۱۸۔ جمعہ کی اذان کے بعد جمعہ کی چار رکعت سنن قبلہ پڑھے۔

۱۹۔ صف اول میں امام محراب کے بالکل قریب بیٹھے۔

۲۰۔ صلوۃ التسبیح پڑھنے کا اہتمام کرے، نماز سے پہلے جائے کہ اس سے بسہولت فارغ ہو جائے، اگر اس وقت نہ پڑھ سکے تو جمعہ کے دن صبح یا جمعہ کے بعد پڑھ لے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (روزانہ نہ ہو سکے تو) جمعہ کے جمعہ پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی، اکابرین کا طریق یہ رہا ہے کہ زوال کے بعد ظہر سے قبل پڑھ لیا کرتے تھے، اسی لئے جمعہ کے دن جلد جانے کی فضیلت اور تاکید ہے تاکہ ان جیسی عبادتوں کے ثواب کی سہولت حاصل کرے۔

۲۱۔ سنت کے بعد اور خطبہ سے قبل وقت ملے تو نوافل نماز میں مشغول رہے، یا استغفار درود ذکر تلاوت میں مشغول رہے کہ مبارک و مستجاب وقت ہے، خاموش بیٹھنا بھی گناہ کا سبب ہے۔

۲۲۔ خطبہ کی جب اذان شروع ہو جائے تو اذان کا جواب زبان کی آواز سے نہ دے دل دل میں دے، اوراذکار و نماز کو بند کردے۔ ۲۳۔ خطبہ غور سے اور دھیان سے سنے۔

۲۴۔ ایسی شکل اور ہیئت سے نہ بیٹھے کہ نیند آئے۔

۲۵۔ دھیان توجہ انابت الی اللہ کے ساتھ اور خشوع الٰہی اختیار کرتے ہوئے امام کے ساتھ نماز پڑھے۔ ۲۶۔ جمعہ کی نماز میں بہتر اور مسنون ہے کہ امام پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون پڑھے یا پہلی رکعت میں سبح

الاسم ربک الاعلی اور دوسری میں سورہ غاشیہ پڑھے۔ (مسلم تلخیص)

۲۷۔ سلام کے بعد یہ دعا اور ورد کرے، سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس، سات سات مرتبہ اسی جگہ بیٹھے بیٹھے پڑھے۔ اگر فرصت اور موقع ہو تو سلام کے بعد یہ سو مرتبہ پڑھ لے۔ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ (اتحاف صفحہ ۲۷۲)

۲۸۔ جمعہ کی نماز کے بعد اولاً چار رکعت پھر دو رکعت سنت پڑھے۔

۲۹۔ جمعہ کے دن نماز سے فارغ ہونے پر دوپہر کا کھانا کھائے۔

۳۰۔ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا کھا کر حسب ضرورت و فرصت قیلولہ کرے۔

۳۱۔ جمعہ کے بعد تجارت دوکانداری و ملازمت وصنعت و حرف کے امور میں حسب معمول لگ جائے۔

۳۲۔ اگر بازار جانا ہو کچھ خرید و فروخت کرنا ہو تو جمعہ سے فارغ ہونے پر کرے، کہ جمعہ کے بعد ان امور میں برکت ہے۔

۳۳۔ عصر کی نماز حسب معمول جماعت سے پڑھ کر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے یہ درود اسّی بار پڑھے۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً" (زادالابرار)

۳۴۔ اگر ہو سکے تو عصر سے لے کر مغرب تک مسجد میں معتکف رہ کر درود پاک میں مشغول رہے اور دعا کرے کہ یہ وقت مستجاب ہے۔

۳۵۔ غروب سے چند ساعت پہلے ذکر و دعا میں مشغول رہے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔

جمعہ کے اوراد، وظائف، اذکار، دعائیں

(۱)۔ استغفار: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کی صبح کو صبح کی نماز سے پہلے یہ استغفار تین مرتبہ پڑھے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے، خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہو۔ (ابن سنی طبرانی اوسط، شرح احیاء ۲۹۱، مجمع جلد ۲ صفحہ ۱۶۸)

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ"

(۲)۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو یہ استغفار سات مرتبہ جمعہ کے دن پڑھے گا، اسی دن انتقال ہو جائے گا تو جنت میں جائے گا، اگر شب جمعہ

میں پڑھا اور شب ہی میں مر گیا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ اَمَتِکَ وَفِیْ قَبْضَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ اَصْبَحْتُ أَوْ اَمْسَیْتُ عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِکَ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ (شرح احیاء جلد ۳ صفحہ ۲۹۱' کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۷۸)

(۳)۔عون نے حضرت اسماء سے نقل کیا ہے کہ جو "قل هو الله احد' قل اعوذ برب الفلق' قل اعوذ برب الناس" سات سات مرتبہ نماز جمعہ کے بعد اسی جگہ بیٹھے بیٹھے پڑھے گا' ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کی حفاظت ہوگی۔ (ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۵۹' اذکار صفحہ ۱۷۳)

علامہ سیوطی نے سورہ فاتحہ کا بھی اسی کے ساتھ پڑھنا ذکر کیا ہے' چنانچہ احیاء العلوم میں امام غزالی نے سورہ فاتحہ' سورہ احد' معوذتین کا سات سات مرتبہ پڑھنا ذکر کیا ہے' اور اس کی خاصیت یہ بیان کی کہ وہ ایک ہفتہ تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔

شرح احیاء میں ہے کہ جو شخص اس عمل پر ہمیشگی اور مداومت اختیار کرے گا' اللہ پاک اسے مردوں میں اور عورتوں میں مقبولیت اور ہیبت سے نوازے گا' بعضوں نے بیان کی کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تمام برائیوں سے محفوظ رہے گا۔

(۴)۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھا ہوا اٹھنے سے قبل (فرض کے فوراً) یہ سو مرتبہ پڑھے گا اس کے ایک لاکھ گناہ اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف ہوں گے۔ (کنز صفحہ ۶۷' ۷' اتحاف جلد ۳ صفحہ ۲۷۲)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے جمعہ کے مبارک و اہم دن کے مسنون و ماثور اعمال ترتیب کے ساتھ بیان کئے ہیں جس سے جمعہ کے آداب و اعمال مستحسنہ کا علم ہوتا ہے اور ہر مؤمن کو اس دن اسی ترتیب سے گزارنی چاہیے۔

(۱)۔اس کی تیاری جمعرات ہی کے دن سے شروع کرے' مثلاً کپڑے صاف کرے' بال ناخن بنالے' جمعہ کے دن صبح کی تیاری سے جو چیز مانع ہو اسے ختم کرے ہو سکے تو جمعرات کو ملا کر روزہ رکھے۔شب جمعہ میں نماز' تلاوت قرآن میں وقت گزارے' اس

رات قرآن پاک ختم کرے' اس کی بڑی فضیلت ہے' بعض اسلاف اس رات کو جامع مسجد میں گزارتے' مستحب ہے کہ اس رات اہل سے ملے یا دن میں ملے۔

(۲)۔ صبح ہو جائے تو اولاً غسل کرے۔

(۳)۔ تزئین نظافت اس دن اختیار کرنا مستحب ہے یعنی اچھا کپڑا' مسواک' خوشبو' بال ناخن کی صفائی وغیرہ عمامہ' خوشنما لباس۔

(۴)۔ صبح جلد از جلد جامع مسجد جانا' جانے میں خشوع' تواضع سکنت کا اظہار کرنا' اعتکاف کی نیت کرنا۔ (۵)۔ مسجد میں نہ لوگوں کی گردنوں کو پھاندنا۔

(۶)۔ مسجد میں لوگوں کے آگے گزر کر نہ بیٹھنا۔

(۷)۔ صف اول میں جگہ حاصل کرنا۔

(۸)۔ امام کے آتے ہی نماز کا سلسلہ بند کر دے' بلکہ کلام و گفتگو بند کر دے' اذان کا جواب دے اور خطبہ دھیان سے سنے۔

(۹)۔ ان امور مذکورہ کی رعایت کرنے کے بعد جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جائے تو سورہ فاتحہ سات اور معوذتین اور قل **هو الله احد** سات سات مرتبہ پڑھے۔ اسلاف سے منقول ہے جو ایسا کرے گا وہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اس کے بعد جمعہ کے بعد کی سنتیں چھ رکعت پڑھے' چار رکعت پھر دو رکعت۔ (اتحاف السادۃ جلد ۳ صفحہ ۲۷۶)

مزید نماز کے علاوہ دیگر امور مستحب جمعہ کے دن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱)۔ جمعہ کے بعد' جنازہ' مریض کی عیادت اپنے احباب کی ملاقات

(۲)۔ عصر کے بعد سے مغرب تک دعا درود' استغفار وغیرہ میں لگا رہے

(۳)۔ درود شریف کا خوب کثرت سے ورد رکھے۔

(۴)۔ قرآن کی تلاوت بکثرت کرے' سورہ کہف پڑھے۔

(۵)۔ صلاۃ التسبیح کا معمول رکھے۔

(۶)۔ صدقہ خیرات کرنا اس دن خاص کر کے مستحب ہے کہ اس کا ثواب دیگر ایام سے زائد ملتا ہے۔ (اتحاف السادۃ شرح احیاء جلد ۳ صفحہ ۳۰۱)

جمعہ کے دن درود کی فضیلت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود جمعہ کے دن خوب کثرت سے پڑھا کرو۔ ہماری امت کا درود ہر جمعہ کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جس کا درود تم میں سے زائد ہوگا میرے نزدیک اس کا مرتبہ سب سے زائد ہوگا۔ (جلاء الافہام صفحہ ۱۲۲۷ 'الترغیب صفحہ ۵۰۳)

جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنے کا حکم

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ یہ یوم مشہود ہے۔ اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں' اور تم میں سے جو مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ کو پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جائے۔ حضرت ابودرداء نے پوچھا موت کے بعد بھی۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔ (الترغیب جلد۲ صفحہ ۵۰۳)

جمعرات کی شام سے ہی اہتمام

حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے کہ جب جمعرات کے دن عصر کا وقت ہوتا ہے تو اللہ پاک آسمان سے ملائکہ کو نازل فرماتے ہیں، جن کے پاس چاندی کے صحیفے' سونے کا قلم ہوتا ہے جو شخص جمعہ کی شب سے لے کر جمعہ کے غروب شمس تک درود پڑھتا ہے اسے وہ لکھ لیتے ہیں۔ (بیہقی فی الشعب صفحہ ۲ ۱۱' القول صفحہ ۱۸۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جمعرات کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو نازل فرماتے ہیں جن کے پاس چاندی کے رجسٹر سونے کا قلم ہوتا ہے' جمعرات اور جمعہ کی شب کو جو بکثرت درود پڑھتا ہے اسے لکھ لیتے ہیں۔ (القول صفحہ ۱۸۶)

جمعہ کے دن عصر کے بعد درود کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث میں نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسّی مرتبہ درود پڑھے تو اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسّی سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا۔ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیٰ مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً۔ (القول البدیع صفحہ ۱۸۸)

حضرت سہیل بن عبداللہ کی روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کے بعد یہ درود شریف اسّی مرتبہ پڑھے گا اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہوں گے۔ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیٰ مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً'' (القول البدیع صفحہ ۱۸۹)

فائدہ: اس دوسری حدیث میں اسی جگہ بیٹھ کر جس جگہ نماز پڑھی ہے قید نہیں ہے۔ اس حدیث کے اطلاق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر کسی وجہ سے متصلاً اسی وقت اسی جگہ نہ پڑھ سکے تو مغرب سے قبل جب بھی جہاں بھی موقعہ ملے اسّی مرتبہ یہ درود شریف پڑھ لے گا تو اس فضیلت کا حامل اور حاصل کرنے والا ہو جائے گا۔

جمعہ کے دن سورہ کہف کی فضیلت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کیلئے دونوں جمعہ کے درمیان نور روشن کر دیا جائیگا۔ (ترغیب صفحہ ۵۱۲)

ایک نور اس کے پیر سے لیکر آسمان تک

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے پیر سے آسمان تک ایک نور روشن ہو گا جو قیامت کے دن اسے روشنی دے گا اور اس کے دونوں جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ترغیب صفحہ ۵۱۳، اتحاف صفحہ ۲۹۲)

جمعہ کے بعد تجارت میں برکت

حضرت عراک بن مالک جب جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے اے اللہ! میں نے تیری بلاہٹ کو قبول کیا' تیرے فریضہ کو ادا کر دیا' تیرے حکم کے مطابق زمین پر پھسل گیا' پس اپنے فضل سے ہمیں رزق عطا فرما' آپ بہترین رزق عطا فرمانے والے ہیں۔ (تفسیر احکام القرآن' قرطبی جلد ۹ صفحہ ۱۰۵)

بعض سلف سے منقول ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کے بعد تجارتی کاروبار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر مرتبہ برکات نازل فرماتے ہیں۔ (معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۴۴۳)

صبح سویرے کیسے اٹھیں؟

اکثر لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ صبح کی نماز نہیں بن پڑتی تو بھائی اس میں قصور کس کا ہے جب تم رات کے بارہ بجے تک اپنی تفریحات ولغویات میں مشغول رہو گے تو پھر صبح کیسے آنکھ کھلے گی، یہ سب نفس کی شرارت ہے کیونکہ تمہارے دل میں نماز کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس لئے نفس ترک نماز کے لئے نامعقول عذر اور بہانے کرتا رہتا ہے، یاد رکھو! نماز کا ترک کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ اللہ جل شانہٗ کی حکم عدولی ہے دنیا میں بھی اس کا وبال بھگتنا پڑتا ہے اور آخرت میں بھی اس کی بڑی سنگین سزا ہے، عبرت کی نظر سے دیکھو آج جو گھر گھر پریشانیاں اور بیماریاں زور پکڑ رہی ہیں وہ یہی شامت اعمال ہے جس سے پناہ مانگنے کی بھی توفیق اس لئے نہیں ہوتی کہ نماز نہیں پڑھی جاتی جس کے وبال سے توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی اور اپنے شامت اعمال کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ سے رجوع نہ ہونے کا وبال ہے، اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائیں۔

اپنے وقت کا انضباط کر لو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بڑی برکت ہوتی ہے اور سب ضروری کام آسانی سے ہو جاتے ہیں، اور نمازیں وقت کی پابندی کے ساتھ ادا ہوتی رہتی ہیں، اور دل میں سکون رہتا ہے اس کی بڑی قدر کرو، ہمارے حضرت والا

تھانویؒ فرماتے ہیں کہ عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد اگر میں دیکھتا ہوں کہ کوئی دنیا کی باتیں کررہا ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس کو گولی ماردوں، ایسا ناقدردان ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد یہ فضولیات میں مبتلا ہوگیا، ارے عشاء کی نماز تو تم کو سارے دن کی ناپاکی سے اور آلودگی سب سے پاک کرچکی تھی اور پھر تم اس میں مبتلا ہوگئے عشاء کے بعد پھر وہی لغو باتیں شروع کردیں تو جب خود دیدہ و دانستہ اپنی عافیت برباد کررہے ہو تو ہم اس کا تدارک کیا بتائیں، پھر کہتے ہیں صبح آنکھ نہیں کھلتی، صبح کیسے آنکھ کھلے؟

اسی طرح ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ جو لوگ صبح کی نماز کے لئے نہیں اٹھتے بڑے ناقدرداں ہیں، یہ وقت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا اس وقت اللہ تعالیٰ عالم کائنات میں ایک نئی روح پیدا فرماتے ہیں، ایک نئی تازگی آتی ہے، زمین میں روئیدگی پیدا ہوتی ہے، پھول کھلتے ہیں کلیاں کھلتی ہیں، خوشگوار ہوائیں چلتی ہیں جن سے جسم و جان میں تازگی آجاتی ہے اور اس وقت تم پڑے سورہے ہو عالم امکان میں بیداری کا سماں ہے، نباتات میں نئی جان آرہی ہے حیوانات اور پرندوں سب پر سکون و فرحت طاری ہے اور اپنی اپنی زبان میں سب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہیں اس وقت تم غافل پڑے سورہے ہو، تمہارے دل و دماغ سب بے حس ہیں یہ بڑی ناقدری کی بات ہے، پھر کہتے ہیں کہ صحت خراب ہے، وہ بیماری ہے اور یہ پریشانی ہے، فلاں کام میں رکاوٹ ہورہی ہے، آئے دن طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی جارہی ہیں، کیونکہ تم فطرت کی خلاف ورزی کررہے ہو، طبی لحاظ سے بھی دیر سے سونا اور دیر سے جاگنا دونوں مضر ہیں، تندرستی خراب ہوجاتی ہے۔

نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت

خشوع کی تعریف

لفظ خشوع خاکساری وفروتنی کا مظاہرہ کرنے اور پستی وسکون کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بارش نہ ہونے کے باعث زمین کے خشک ہو جانے کو خشوع کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور اس (اللہ) کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین سوکھی پڑی ہوئی ہے پھر جونہی ہم نے پانی برسایا' یکا یک وہ پھبک اٹھتی ہے اور پھول جاتی ہے' یقیناً جو اللہ اس مری ہوئی زمین کو جلا اٹھاتا ہے وہ مردوں کو زندگی بخشنے والا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

اسی طرح قیامت کے دن لوگوں کی ''پست آواز'' کے لئے خشوع کا لفظ مستعمل ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ الخ

''اور آوازیں رحمٰن کے آگے دب جائیں گی' ایک سرسراہٹ کے سوا تم کچھ نہ سنو گے''۔

اسی لفظ کے ذریعے قیامت کے دن مجرمین وکفار کے جھکے ہوئے چہروں اور خوف کے سبب جھکی ہوئی نگاہوں کی حالت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هل اتک حدیث الغاشیہ ''کیا تمہیں اس چھا جانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے؟ کچھ چہرے اس روز خوفزدہ ہوں گے سخت مشقت کر رہے ہوں گے''۔ سورہ معارج میں ارشاد فرمایا خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ الخ ''ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی' ذلت ان پر چھا رہی ہوگی''۔

جبکہ خشوع کی اصطلاحی تعریف علماء نے مختلف انداز سے کی ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک خشوع' اللہ رب العالمین کے حضور انتہائی عاجزی وانکساری کے

ساتھ دل کے ٹک جانے اور پھر اس پر جم جانے کا نام ہے۔ بعض کے نزدیک خشوع حق کی ماتحتی اختیار کرنے سے عبارت ہے اور کچھ دوسرے علماء کی رائے میں شہوت کی آگ بجھانے، سینوں میں پیدا ہو جانے والے فتنوں کو ختم کرنے اور دل کو نور تعظیم سے جلا بخشنے کو خشوع کہتے ہیں جبکہ علامہ جنید بغدادی کہتے ہیں کہ دلوں کا اپنی کم مائیگی کے احساس کے ساتھ علام الغیوب کے تابع ہو جانے کا نام خشوع ہے۔

خشوع کی اہمیت اور نماز میں اس کا مقام

نماز درحقیقت بندے اور اس کے رب کے مابین تعلق کا نام ہے، خشوع و خضوع تدبر اور حضور قلب کو نماز کی روح قرار دیا گیا ہے اس لئے اس نماز کی مثال جو خشوع سے خالی ہو، ایسے جسم کی مانند ہے جس کی روح نکال لی گئی ہو اور روح کے نکال لئے جانے کے بعد وہ جسم کیوں کر زندہ رہ سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کل لوگ اپنی نمازوں میں لذت مناجات محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہ نماز کی روح کھو چکے ہیں اور خشوع کے حوالے سے بے پروائی برتتے ہیں جس کے باعث وہ نماز کے ثمرات و برکات سے محروم ہیں۔ نماز کے چند اہم فوائد ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

ا۔ دنیا اور آخرت کی فلاح

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قد افلح المومنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون** ''یقیناً فلاح ہے ایمان والوں کیلئے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں''۔

۲۔ گناہوں اور لغزشوں کی معافی

اس ضمن میں بہت سی احادیث مروی ہیں، مثلاً حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہر مسلمان جس پر فرض نماز کا وقت گزرے پس اگر وہ نماز کیلئے اچھی طرح وضو کر کے خشوع وخضوع اختیار کرے اور ٹھیک طریقے سے رکوع کرے تو وہ نماز اس شخص کے سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے سوائے اس

کے کہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ٹھہرے اور یہ زمانہ دراز تک کیلئے ہے"۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص دو رکعت نماز ادا کرے اور اس دوران وہ اپنے نفس سے کلام نہ کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

امام لقدوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خوب جان لو کہ نماز کے ارکان، واجب اور کچھ سنتیں ہیں اور اس کی روح نیت کرنا، اخلاص، خشوع اور حضور قلب ہے۔

نماز دراصل چند افعال، مناجات اور اذکار کا نام ہے اور حضور قلب کے بغیر محض اذکار و مناجات سے یہ مقصود حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ گفتگو جو مافی الضمیر بیان نہ کرے نامعقولیت کے زمرے میں آتی ہے اور یہی حال افعال کا ہے کہ نماز کے افعال میں سے اگر قیام سے فرض کی بجا آوری اور اسی طرح رکوع و سجود سے عاجزی و انکساری اور تعظیم مقصود ہو لیکن دل حاضر نہ ہو تو مطلوب پورا نہیں ہوتا اور یہ اس لئے کہ کوئی بھی فعل جو اپنے ہدف سے ہٹ جائے بے فائدہ تصور کیا جاتا ہے اور اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اللہ کو اس (قربانی و ذبیحہ) کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا، لیکن اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے"۔

خشوع کا مرکز دل ہے جبکہ اس کا ثمرہ اعضا کے افعال ہیں

خشوع کا اطلاق مختلف معانی پر ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضور قلب۔ یہ مضبوط ارادے، انتہائی یکسوئی اور پختہ تعلق کے سبب حاصل ہوتا ہے۔

۲۔ قرآنی و مسنون دعاؤں کے ہر لفظ کو خوب سمجھ کر پڑھنا۔

۳۔ تعظیم: پختہ ارادے اور صحیح فہم کے نتیجے میں اللہ کی عظمت کا احساس پیدا ہوتا ہے جیسے تکبیر سے ہر عظیم سے بالا ایک ہستی کی عظمت مترشح ہوتی ہے اور اسی احساس کا نام خشوع ہے۔

۴۔ ہیبت الٰہی۔ یہ تعظیم کے بعد پیدا ہوتی ہے اور خشوع کا باعث ہے۔

۵۔ رجا امید۔ دنیا و آخرت کی بھلائی کے حصول کی رغبت رجا کہلاتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کی دنیا و آخرت کی بہتری ایک مالک و مختار ہستی کے ہاتھ میں ہے اور اس ذات بابرکت کے سوا کوئی دوسرا اسے یہ نہیں نواز سکتا تو اسے چاہئے کہ وہ اسی

کے حضور گڑگڑائے اور اپنی عاجزی اور کمتری کا اظہار کرے۔ اس لئے کہ وہ کبھی بھی مستغنی نہیں ہوسکتا اور جو کچھ بھی اللہ کے پاس ہے کسی اور ذات سے حاصل کرنا ممکن نہیں۔

۶۔حیا۔ یہ مذکورہ بالا تمام اوصاف کا ثمرہ ہے اور یہ ایسی نفسیاتی حالت کا نام ہے کہ جس میں انسان اللہ کے احکامات کی عدم اطاعت اور اس کی منع کردہ چیزوں کی مخالفت سے باز رہتا ہے۔ امام ابن قیم جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں ''تمام عارفین باللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خشوع کا مرکز و سرچشمہ دل ہے اور اس کے اثرات انسانی اعضا پر مرتب ہوتے ہیں'' اور یہی وجہ ہے کہ سعید بن مسیب نے جب ایک شخص کو نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ''اگر اس شخص کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضا پر بھی خشوع طاری ہو جاتا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نفاق کے خشوع سے بچو' ان سے پوچھا گیا کہ نفاق کا خشوع کیا ہوتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ''تم جسم کو تو خاشع دیکھو لیکن دل میں خشوع نہ ہو''۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا وہ شخص جسے نماز کے دوران یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے دائیں اور بائیں کون کھڑا ہے اور ایسا وہ جان بوجھ کر کرے تو اس کی نماز درست نہیں ہے''۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز میں گردن جھکائے دیکھا تو کہا ''اے گردن والے! اپنی گردن اوپر کرو' خشوع گردن نیچی کرنے میں نہیں' بلکہ دل میں ہوتا ہے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کچھ نوجوانوں کو مریل چال چلتے دیکھا تو اپنے ساتھ والوں سے دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہیں بتایا گیا کہ یہ عابد و زاہد لوگ ہیں۔ اس پر آپؓ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب چلتے' تو تیز چلتے جب بات کرتے تو اتنی بلند کہ دوسرے سن لیں' جب پیٹتے تو تکلیف دہ ضرب لگاتے اور جب کبھی کسی کو کھانا کھلایا کرتے تو اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلاتے اور وہی حقیقی طور پر عابد و زاہد تھے۔

فضیل بن عیاضؒ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص ظاہری حالت میں خشوع کا مظاہرہ کرے لیکن اس کا دل اس سے خالی ہو۔ کسی عارف باللہ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے شانوں اور بدن پر خشوع طاری کرنے کا مظاہرہ کر رہا تھا اس پر انہوں نے کہا اے فلاں! خشوع یہاں ہوتا ہے

اور اس کے سینے کی طرف اشارہ کیا اور کندھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہاں نہیں ہوتا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم اپنے دین میں سب سے پہلی چیز جو ضائع کردو گے وہ خشوع ہوگا اور سب سے آخر میں جو کھودو گے وہ نماز ہوگی اور بہت سے نمازی ایسے ہیں جو خیر سے خالی ہیں اور قریب ہے کہ مسجد میں لوگوں کی بڑی جماعت ہوگی لیکن تم ان میں کوئی خاشع نہ پاؤ گے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں ''جس شخص نے خشوع اختیار نہ کیا اس کی نماز فاسد ہوگئی حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں ہر وہ نماز جس میں دل حاضر نہ ہو سزا آور ہوتی ہے۔

خشوع پیدا کرنے کا طریقہ

نماز کے دوران آنے والے خیالات ہی خشوع کو زائل کرتے ہیں، لہٰذا اس کا علاج ضروری ہے اور کسی بھی چیز کو ختم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس کے اسباب کو ختم کیا جائے۔ ان خیالات کے پیدا کرنے کے اسباب یا تو ظاہری ہوں گے یا باطنی۔ ظاہری سبب یہ ہے کہ انسان کانوں سے کوئی اور چیز سنے یا آنکھوں سے کچھ اور دیکھ رہا ہو جس کی وجہ سے اسکا خشوع جاتا رہتا ہے اور اس کا پہلا علاج یہ ہے کہ اس سبب کو ختم کرنے کیلئے نظریں جھکالی جائیں اور ایسی جگہ پر نماز پڑھنے سے گریز کیا جائے جو نماز سے غافل کر دینے والی جیسے سڑک وغیرہ۔

حدیث شریف میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہم کی دی ہوئی وہ قمیض پہنی جس پر نقوش بنے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنے کے بعد اسے اتار دیا اور فرمایا یہ ابوجہم کی دی ہوئی قمیض اس کے پاس لے جاؤ اور اس سے موٹا کھردرا کرتا لے آؤ اور اس دھاری دار کرتے نے ابھی مجھے نماز سے غافل کر دیا تھا۔

اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارک کا تسمہ تبدیل کیا گیا تو نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پر نظر پڑ گئی۔ امام مالک بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کبوتر اڑا اور باہر جانے کا راستہ تلاش کرنے لگا لیکن وہ باغ سے نہ نکل سکا۔ یہ منظر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اچھا لگا اور آپ رضی اللہ عنہ کی نظر کچھ وقت

اس کا پیچھا کرتی رہی۔ پھر اچانک انہیں نماز کا خیال آیا تو انہیں پتہ نہ چلا کہ کتنی رکعتیں ادا کر چکے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ میرے مال کی وجہ سے ہوا ہے جو میرے فتنے کا باعث ہے لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ ذکر کیا پھر عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اس باغ کو اللہ کے راستے میں صدقہ کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں چاہیں استعمال میں لائیں''۔

البتہ باطنی اسباب ظاہری اسباب سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ وہ شخص جسے دنیا کے بکھیڑوں نے گھیر رکھا ہو اس کی سوچ کسی ایک معاملے تک محدود نہیں رہتی بلکہ وہ مختلف سوچوں میں غرق رہتا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ انسان اس وقت تک نماز شروع نہ کرے جب تک کہ اپنے تمام کام نمٹا نہ لے۔

ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''میں تمہیں یہ حکم دینا بھول گیا ہوں کہ تم دونوں سینگوں کو ڈھانپ دو کیونکہ یہ مناسب نہیں کہ بیت اللہ میں ایسی چیز موجود ہو جو نمازی کو غافل کر دے۔

دوسرا علاج، اللہ پر پختہ ایمان و یقین ہے اور یہ یقین نماز اور اللہ کے ذکر میں منہمک کر دینے میں بڑی مدد دیتا ہے۔ امام ابن قیم جوزی خشوع کی بڑھوتری کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خشوع میں اضافہ دو طریقوں سے ہوتا ہے۔ اول، عمل اور نفس کی آفات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا۔ دوم، اپنے سے بہتر عمل صاحب فضل آدمی کا مشاہدہ کرنا۔

انسان کو اپنے نفس اور اعمال کے اندر موجود خرابیوں اور کمزوریوں سے مکمل آگاہی کے بعد دل لامحالہ خشوع اختیار کرتا ہے اور بغور جائزہ لینے سے یہ نقائص مثلاً غرور و تکبر، خود پسندی، ریا، ضعف صدق اور کمزور ایمان کھل کر سامنے آجاتے ہیں اور یہ عمل خشوع کا سبب بنتا ہے جبکہ صاحب فضل آدمی کے مشاہدے سے مراد یہ ہے کہ انسان لوگوں کے حقوق کا پاس رکھے اور انہیں صحیح طریقے سے ادا کرے۔ یہ نہ سوچے کہ لوگوں نے اس کے ذاتی حقوق کے بارے میں کیا رویہ اختیار کر رکھا ہے اور یہ کہ وہ بھی اس وقت لوگوں کے حقوق پورے کرے گا جب کہ دوسرے لوگ اس کے حقوق کے سلسلے میں بہتر رویے کا اظہار

کریں گے۔ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو فرماتے سنائے ہے کہ صاحب عرفان یہ سمجھتا ہے کہ لوگوں پر اس سے متعلق کوئی حق نہیں ہے اور وہ اپنے آپ کو دوسروں سے افضل نہیں سمجھتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ کسی کو سرزنش کرتا ہے نہ کسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے اور نہ ہی کسی سے لڑتا جھگڑتا ہے۔

خشوع کی تکمیل

پہلی بات اس ضمن میں یہ ہے کہ انسان لوگوں کے سامنے اصلاح وتقویٰ کے اظہار سے گریز کرتے ہوئے اصلاح ذات کی کوشش کرتا رہے بلکہ اسے اپنے خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کی کیفیت کو لوگوں سے حتی المقدور مخفی رکھنا چاہئے۔ مبادا کہ ان کے ظاہر ہونے سے اس میں ریا پیدا ہو جائے اور اللہ کے ساتھ جڑے ہوئے تعلق اور قلبی کیفیات جو اس نے اصلاح حال کی کوشش کے ذریعے بنائی تھیں اس میں خلل واقع ہو جائے۔ کیونکہ انسان کیلئے محض کمتری کے احساس، کم مائیگی وعاجزی پیدا کرنے کے علاوہ دیگر تمام چیزیں اور ذرائع بے معنی وبے فائدہ ہیں اور یہ کہ وہ خود کچھ حیثیت نہیں رکھتا بلکہ یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرنے لگے کہ جو تمام چیزوں سے دست کش ہو جاتے ہیں اور اللہ سے لو لگانے کیلئے دنیاوی مناصب اور بلند مراتب کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔

ابن قیم کہتے ہیں کہ میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی شخصیت میں اس حوالے سے ایسی چیز کا مشاہدہ کیا ہے جو کسی اور کی شخصیت میں مجھے نظر نہیں آتی اور نہ ہی میرے اندر کوئی ذاتی کمال وصلاحیت ہے۔ اس طرح کی باتیں اس شعر سے بہت مماثل ہیں۔

انا المكدی وابن المكدی　　وهكذا كان ابی وجدی

میں حاجت مند ہوں، حاجت مند کا بیٹا ہوں اور اسی طرح میرے آباء واجداد تھے۔

اور اگر ان کے چہرے پر کوئی ان کی تعریف کر دیتا تو کہتے بخدا میں تو اب تک اپنے اسلام کی تجدید کر رہا ہوں اور میں ابھی تک صحیح طور پر حقیقی مسلمان نہیں بن سکا۔ ان کی زندگی کے آخری دنوں میں میرے پاس ایک ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا تفسیری مخطوطہ لایا گیا تو اس کی

پشت پر یہ اشعار انہوں نے خود منظوم کر کے درج کئے تھے۔

میں اپنے رب کا محتاج ہوں میں ہر حال میں انتہائی مسکین ہوں میں اپنے نفس پر بے انتہا ظالم ہوں اور وہ (نفس) مجھ پر ظلم کرتا ہے اگر مجھے بھلائی ملتی ہے تو اسی کی طرف سے ملتی ہے۔ اپنے لئے منفعت کا حصول میرے لئے ممکن نہیں ہے اور نہ ہی نفس کو پہنچنے والے نقصان کو دور کر سکتا ہوں۔ فقر میرا ایسا لازمی ذاتی وصف ہے جو ہمیشہ رہتا ہے جیسا کہ غنی ہونا اللہ تعالیٰ کی لازمی ذاتی صفت ہے۔

تکمیل خشوع کیلئے دوسرا امر یہ ہے کہ انسان احساس برتری کو دل سے نکال دے لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ یہ جان لے کہ فضل واحسان اللہ ہی کی طرف سے ہے اور بندے پر اس کا یہ احسان بلا سبب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کو جو بھی خیر و بھلائی میسر ہے وہ اس کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہے کہ اس بنا پر وہ مستحق ٹھہرا ہے بلکہ یہ سب کچھ تو اللہ کے محض احسان کے نتیجے میں اسے حاصل ہوا ہے۔

سب سے پہلے خشوع اٹھایا جائے گا

حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس وقت علم دنیا سے اُٹھ جانے کا وقت (منکشف) ہے... حضرت زیاد صحابی نے عرض کیا... یارسولؐ اللہ علم ہم سے کس طرح اُٹھ جائے گا ہم لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں... اور اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں (اور وہ اسی طرح اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور سلسلہ چلتا رہے گا) حضورؐ نے فرمایا میں تو تجھ کو بڑا سمجھدار خیال کرتا تھا یہ یہود و نصاریٰ بھی تو توراۃ انجیل پڑھتے پڑھاتے ہیں پھر کیا کارآمد ہُوا... ابوالدرداءؓ کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے دوسرے صحابی حضرت عبادہؓ سے جا کر یہ قصہ سنایا... انہوں نے فرمایا کہ ابوالدرداءؓ سچ کہتے ہیں... اور میں بتاؤں کہ سب سے پہلے کیا چیز دنیا سے اُٹھے گی... سب سے پہلے نماز کا خشوع اُٹھ جائے گا تو دیکھے گا کہ بھری مسجد میں ایک شخص بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہ ہوگا... حضرت حذیفہؓ جو حضورؐ کے راز دار کہلاتے ہیں... وہ بھی فرماتے ہیں کہ سب سے

پہلے نماز کا خشوع اٹھایا جائے گا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالےٰ شانہ...اس نماز کی طرف توجہ ہی نہیں فرماتے جس میں رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کیا جائے...ایک حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے مگر ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ کبھی رکوع اچھی طرح کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا...سجدہ کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا...

حضرت مجدد الف ثانی نوراللہ مرقدہ نے اپنے مکاتیب (خطوط) میں نماز کے اہتمام پر بہت زور دیا ہے اور بہت سے گرامی ناموں میں مختلف مضامین پر بحث فرمائی ہے..ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملانے کا اور رکوع میں انگلیوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا اہتمام بھی ضروری ہے شریعت نے انگلیوں کو ملانے کا کھولنے کا حکم بے فائدہ نہیں فرمایا ہے یعنی ایسے معمولی آداب کی رعایت بھی ضروری ہے اسی سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ کا جمائے رکھنا اور رکوع کی حالت میں پاؤں پر نگاہ رکھنا اور سجدہ میں جا کر ناک پر رکھنا اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں پر نگاہ رکھنا نماز میں خشوع کو پیدا کرتا ہے اور اس سے نماز میں دلجمعی نصیب ہوتی ہے جب ایسے معمولی آداب بھی اتنے اہم فائدے رکھتے ہیں تو بڑے آداب اور سنتوں کی رعایت تم سمجھ لو کہ کس قدر فائدہ بخشے گی...

خشوع کی حقیقت

خشوع کی حقیقت لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سوائے حق کے کسی قسم کا خطرہ یعنی وسوسہ نہ آئے یہ غلط ہے۔ خشوع کی حقیقت یہ ہے کہ وسوسہ خود نہ لاوے گو از خود آ جائے۔ اور خطرہ یعنی وسوسہ کا نہ آنا تو غیر اختیاری ہے لیکن نہ لانا اختیار میں ہے۔ آورد خطرات منافی خشوع ہے۔ اور آمد خطرات منافی نہیں۔ آمد و آورد میں فرق ظاہر ہے۔ ہاں البتہ یہ بھی نہ کرنا چاہئے کہ جب وسوسہ بلا قصد آئے تو اس میں بقصد مشغول ہو جائے۔ بعض ایسا کرتے ہیں کہ وسوسہ خود لاتے تو نہیں لیکن جب آتا ہے تو اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی غلطی ہے۔ نہ قصد سے لانا ہو اور نہ قصد سے ابقا ہو۔ کیونکہ بقصد باقی رکھنا بھی منافی خشوع ہے۔ بس جب وسوسہ آئے تو اس کو رکھے نہیں دفع کر دے۔

یہ ہے حقیقت خشوع کی جو حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے بیان فرمائی ہے۔
مگر یہ بات بھی ذہن نشین رکھئے کہ ہر عمل میں جتنی تاثیر نیت کی ہوتی ہے اتنی ظاہری عمل کی نہیں ہوتی۔ مثلاً نماز کا اصل مقصد اپنے رب کے سامنے تواضع اور اظہار عجز و نیاز ہے۔ ظاہری ارکان اس کے لئے صرف ایک وسیلہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قلب و جوارح میں ایسا محکم علاقہ رکھا ہے کہ جب قلب پر کوئی خوف وصدمہ آپڑتا ہے تو ظاہری اعضاء بھی فوراً لرزنے لگتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی یتیم وبیکس کے سر پر ہاتھ پھیرا جاتا ہے تو فوراً قلب میں رقت ونرمی کا اثر پیدا ہونے لگتا ہے۔ رکوع وسجود کا مقصد بھی صرف ان اعضاء کو جھکانا یا زمین پر رکھنا نہیں بلکہ قلب میں خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا کرنا ہے۔ پس اگر کوئی شخص دنیوی تفکرات میں گرفتار ہو کر سجدہ میں جا پڑتا ہے اور اپنا مقصد پیش نظر نہیں رکھتا تو ظاہر ہے کہ اس عمل سے اس کے قلب میں تواضع ونیاز کا کوئی اثر پیدا نہیں ہوسکتا۔ پھر جب اس کا کوئی نفع نہ ہوا تو کیا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ یہ عبادت ہی باطل ہے کیونکہ اس کا کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہو گئے اور اگر کہیں اس نے کسی نمائش اور ریا کی نیت کرلی تو اب معاملہ اور سخت ہو جاتا ہے اور بجائے بطلان کے وہ عمل خیر معصیت کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مومن کے عمل سے اس کی نیت کا مرتبہ بلند ہے کیونکہ عمل خیر کی خیریت بھی نیت کی خیریت پر موقوف ہے۔ (احیاء العلوم)

تنبیہ: بہرحال اگر کسی نمازی کو قلب کا سکون اور روح کی توجہ نماز میں میسر نہ ہو تو نماز کو چھوڑا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ نماز تو ہر حالت میں پڑھنا ہی ہوگی خواہ دل لگے یا نہ لگے۔ البتہ توجہ اور دل لگانے کے ذریعے بھی استعمال کرتے رہیئے تاکہ رفتہ رفتہ آپ کی نماز نماز کامل بن جائے اور اللہ والوں کی طرح آپ بھی حضور قلب اور کامل توجہ سے نماز ادا کرنے کے قابل بن جائیں۔

دفع وساوس کا آسان طریقہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے نماز میں دفع وساوس کا ایک آسان طریقہ یہ بتایا ہے کہ نماز کے جس جزو میں مشغول ہو کر اسی کی طرف توجہ رکھے مثلاً **سبحانک اللّٰھم** پڑھتے ہو تو اس کو اس طرح مت پڑھو کہ رٹا ہوا ہونے کی وجہ سے زبان سے خود بخود نکلتا چلا جائے بلکہ ہر ہر جزو کو سوچ کر پڑھو کہ اب **سبحانک اللّٰھم** کہہ رہا

ہوں۔اب تبارک اسمک پڑھتا ہوں۔اب و لا الٰہ غیرک نکالتا ہوں۔اوراب بسم اللہ ۔اب الحمدللہ ۔علیٰ ہذا ہر ہر لفظ کو ارادہ سے ادا کرو جب قلب افکار کی طرف متوجہ رہے گا تو وساوس کی طرف توجہ نہ رہے گی۔ کیونکہ قاعدہ مسلم ہے۔النفس لا تتوجہ الیٰ شیئین فی آن واحد سو اس طریقہ سے اول ہی دن خشوع حاصل ہو جائے گا۔مگر یہ ضرور ہے کہ اول اول نماز میں تنگی ہوگی۔ کیونکہ قلب کو خیالات سے توجہ ہٹا کر ذکر کی طرف توجہ کرنی پڑے گی۔ اس وجہ سے طبیعت کو گرانی ہوگی مگر چند دنوں کے بعد پھر یہی قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کی لذت و راحت میسر ہوگی۔اور پھر نماز میں کچھ بھی گرانی نہ رہے گی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں داڑھی پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع وسکون اور توجہ الی اللہ ہوتی تو بدن کے سارے اعضاء میں سکون ہوتا۔یعنی اس طرح داڑھی پر ہاتھ نہ پھیرتا۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی اور نماز میں ادھر ادھر جھکنے لگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں ڈر کی وجہ سے نماز توڑنے کے قریب ہوگئی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہو تو اپنے تمام بدن کو بالکل سکون سے رکھے۔یہود کی طرح ہلے نہیں۔ بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں بالکل سکون سے رہنا نماز کے پورا ہونے کا جزو ہے۔

ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ نماز میں اوپر دیکھتے ہیں وہ اپنی حرکت سے باز آ جائیں ورنہ نگاہیں اوپر کی اوپر رہ جائیں گی۔

خشوع کیسے پیدا ہو۔حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ نے اپنے خطوط میں نماز کے اہتمام پر بہت زور دیا ہے۔ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیاں ملانے اور رکوع میں انگلیوں کو علیحدہ علیحدہ کا اہتمام بھی ضروری ہے اور رکوع کی حالت میں پاؤں پر نگاہ رکھنا اور سجدہ میں جا کر ناک پر رکھنا اور بیٹھنے کی الت میں گود اور ہاتھوں پر نگاہ رکھنا نماز میں خشوع کو پیدا کرتا ہے اور اس سے نماز .ں دلجمعی نصیب ہوتی ہے۔ جب ایسے معمولی آداب بھی اتنے اہم فائدے رکھتے ہیں تو بڑے آداب اور سنتوں کی رعایت تم سمجھ لو کہ کس قدر فائدہ بخشے گی۔

نماز میں دل کیوں نہیں لگتا؟

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ اپنی مجالس میں فرماتے ہیں ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہا ''حضرت نماز میں دل نہیں لگتا اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں'' یہ بات انہوں نے بڑی حسرت وتاسف کے ساتھ کہی اور یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا ''آپ سچ کہتے ہیں' یہ بالکل قدرتی بات ہے' ایسا ہی ہونا چاہیے' اس لئے کہ دل تو کہیں اور لگا ہوا ہے۔ وہاں سے فرصت پائے تو ادھر آئے۔ دل تو خرافات وتفریحات میں لگا ہوا ہے اور کہتے ہو کہ نماز میں دل نہیں لگتا۔ دل بدعات میں' منکرات میں' مکروہات میں اور فواحشات میں لگا ہوا ہے اور کہتے ہو کہ نماز میں دل نہیں لگتا۔ اچھا تم ہی بتاؤ کہ دل آخر کہاں کہاں جائے تم جدھر چاہو گے ادھر ہی وہ جائے گا...... بھائی سچ پوچھو تو نقشہ ہماری زندگی کا یہ ہو گیا ہے کہ

ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

اب دیکھئے نا کہ نماز کی کون پروا کرتا ہے۔ ہر روز پانچ وقت مسجد کے میناروں سے حی علی الصلوٰۃ کی ندا بلند ہوتی ہے لیکن مسلمانوں کا دل کھیل تماشے میں' سیر وتفریح میں لگا رہتا ہے۔ وہ دنیا کمانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کی دنیا دراصل دین میں پوشیدہ ہوتی ہے' دنیا کی دلکشی اور رعنائی نے مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے' پھر جب دل سارا ان ہی باتوں میں لگا رہتا ہے تو پھر نماز میں کیسے لگے گا؟ یہی وجہ ہے کہ نمازیں پھیکی اور بے مزہ ہوتی ہیں پھر بھی یہ گلہ ہے کہ نماز میں دل نہیں لگتا۔ یہ عجیب بات ہے۔ ہمارے معاشرے کا یہ نقشہ بڑا عجیب اور بڑا بھیانک ہے اور بڑا مایوس کن ہے۔

آپ دیکھئے شادی بیاہ میں روپیہ پیسہ بے دریغ صرف کیا جاتا ہے' خوبصورت شامیانے لگائے جاتے ہیں اور روشنیوں کا ایک سیلاب امڈ آتا ہے' جہیز کے سامان کا انبار دکھایا جاتا ہے۔ لذت کام ودہن کے لئے بڑا شاندار اہتمام کیا جاتا ہے۔ لڑکی کے باپ کو کسی اور بات کا ہوش ہی نہیں رہتا۔ وہ اپنے مہمانوں کی پذیرائی اور تواضع میں غرق رہتا ہے' اس میں اس کا دل بہت لگتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ دل آخر نماز میں کیوں نہیں لگتا۔؟

اور سنو! موت، زندگی کا بڑا عبرتناک واقعہ ہے۔ جو انسان ابھی زندہ تھا، چلتا پھرتا تھا وہ اب بے حس و حرکت پڑا ہے۔ روح پرواز کر گئی ہے۔ جسم مٹی کا ڈھیر بن گیا ہے۔ ورثاء اسے قبر میں دفن کرتے ہیں، قبر پر چادر چڑھاتے ہیں، تیجہ اور چالیسواں کرتے ہیں اور بڑے اہتمام سے، زر کثیر خرچ کر کے یہ تقریبات انجام دیتے ہیں اور قبر پر اگر بتی جلائی جاتی ہے ان تمام کاموں میں بڑا دل لگتا ہے۔

شکایت بے جا

لیکن ایک نماز ہی بے چاری ایسی ہے کہ جس کے بارے میں لوگوں کو شکایت رہی ہے کہ اس میں دل نہیں لگتا، بھائی دل لگاؤ تو لگے، یہ تو تمہارے اختیار کی بات ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ ہر جگہ تو دل خوب لگتا ہے لیکن یہیں نہیں لگتا، بھائی یہ بات بھی عجیب ہے کہ لوگ یہودیوں اور نصرانیوں کی وضع قطع اختیار کرتے ہیں، ان کی تہذیب اور اس پر فخر کرتے ہیں۔

ایک تو یہ عمل قومی خودداری کے خلاف ہے بلکہ یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے کہ اپنی معاشرت اپنی تہذیب چھوڑ کر ان کی تہذیب اور معاشرت اختیار کی جائے، جو اسلام کے دشمن ہیں، مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں، دوسرے یہ کہ کافر اور مسلم کا کیا جوڑ ہے۔ یہود و نصاریٰ پر تو اللہ نے لعنت بھیجی ہے۔ ایک کو "مغضوب" اور دوسرے کو "ضالین" قرار دیا ہے۔ پھر یہ عجیب بات ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے تعلق پیدا کرنا اور ان کی وضع قطع اختیار کرنا مسلمان گوارہ کر لیتا ہے بلکہ اسے اپنا شرف سمجھتا ہے۔ سوچو کہ کیا یہ بات اللہ کے غضب کو بھڑکانے والی نہیں ہے......؟ پھر کیا ایسی باتوں سے دل لگانے والے کا دل نماز میں لگا رہ سکتا ہے۔؟

معاشرہ کی بھیانک تصویر

بھائیو آج ہمارے معاشرے کی صورت یہ ہوگئی ہے کہ کوئی گھر ذہنی اذیت اور کلفت اور رنج و غم سے خالی نہیں، ہر جگہ بے اطمینانی ہے، پریشانی ہے اور ہراسانی ہے، ہر گھر میں غم و اندوہ کا دھواں اٹھ رہا ہے، ہر دل میں آگ سلگ رہی ہے، باپ بیٹے

میں، ماں بیٹی میں، ساس بہو میں، میاں بیوی میں، بھائی بھائی میں جنگ جاری ہے۔ بڑی کربناک صورت ہے۔ بڑی اذیت بخش فضا ہے، اس کا واحد سبب وہ غلط کاری ہے جو ابتداء میں اختیار کی گئی تھی، غلط کام کا غلط انجام ہوتا ہے۔

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

اب ذرا زندگی کا یہ پہلو بھی دیکھو، ہمارے معاشرے میں سود، رشوت، بد دیانتی، حرام کاری بڑے شدومد سے جاری ہے، لوگ پیسے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں، حلال وحرام سے لاپروائی جائز و ناجائز سے بے نیازی ان کے نزدیک گویا کوئی آسمانی قانون ہی نہیں ہے۔ انہیں اس کا یقین نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور وہ حاضر و ناظر ہے، علیم وخبیر ہے، اب دیکھو کہ ان تمام کاموں میں دل بہت لگتا ہے، لگاؤ لیکن یہ نہ بھولو کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے اور وہ ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا، اس طرح زندگی کے تمام شعبوں کو بھی قیاس کرلو، یہ اشارات بہت واضح ہیں اور یہ ہمارے معاشرے کے عکاس ہیں۔

آستانہ الوہیت کی جبہ سائی

بھائی اب سوال یہ ہے کہ ان برائیوں کا علاج کیا ہے؟ علاج بھی بتائے دیتا ہوں، تم مسلمان ہو، تمہارا خدا تم پر بے حد مہربان ہے تم اس سے مایوس نہ ہو، اس کی رحمت اور بخشش کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوتا ہے۔ تم اس کی بارگاہ میں جاؤ، مگر اس طرح تمہارے دل میں خدا کا خوف وخشیت ہو، آنکھوں میں ندامت کے آنسو ہوں اور آستانہ الوہیت میں جبہ سائی کا شوق بھی ہو، تم اپنی پیشانی اس کی چوکھٹ پر رکھ دو اور یہ التجا کرو اور یہ دعا کرو۔

اے اللہ میں گنہگار ہوں اور امید ورحمت کردگار ہوں، خطا کار ہوں لیکن تیری رحمت کا امیدوار ہوں، میں نے ظلم کیا ہے، میں نے تیری نافرمانی کی ہے، میں صراط مستقیم سے بھٹک گیا تھا، اب نادم وشرمسار ہوں اور امید ورحمت کردگار ہوں، اے اللہ تو مجھے معاف کردے، بخش دے اور اپنے کرم کے دامن میں مجھے سمیٹ لے اور مجھے گناہوں سے بچنے کی توفیق دے۔

تم جب اس طرح بارگاہ ایزدی میں التجا کرو گے، گڑگڑاؤ گے، آنسو بہاؤ گے تو ان شاء اللہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی، بامراد ہو گے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ دعا بھی سکھائی ہے۔ اسے پڑھو:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَانَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَاتُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہماری پکڑ نہ کر، اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ، جیسا کہ تو نے ہم سے پہلے کے لوگوں پر رکھا تھا، اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ چیز نہ اٹھوا جسے ہم آسانی سے نہ اٹھا سکتے ہوں اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا مالک ہے تو ہم کو کافر لوگوں پر غالب کر دے۔ (خطبات عارفی)

نماز میں وساوس کا علاج

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا، ایک شخص پتہ نہیں دین کی کیسی کیسی باتیں کرتا ہے جو کبھی سنی بھی نہیں، انہوں نے کہا بلا کے لاؤ، کون ہے؟ کیا نام ہے اسکا؟ کہا ابن مسعود۔ انہوں نے کہا ارے ان کو کچھ نہ کہنا۔

یہ تو مرتبے تھے صحابہ کے، صحابہ بھی تو ایک درجے کے نہیں تھے، سب اللہ تعالیٰ کا قانون فطرت جو جس کی فطرت بنادی ہے...... حیثیت بنادی ہے اسی تڑپ سے نماز پڑھے گا، اس کا خشوع وخضوع وہی ہے۔ ایک شخص فارغ ہے۔ عالم ہیں، مصنف ہیں، مؤلف ہیں، صاحب طریقت ہیں، محلے میں رہتے ہیں، مسجد کے قریب، اب ان کے اوپر مسجد کے آداب، محلے کی مسجد کے آداب بہت ہوتے ہیں۔ اذان سننے کے بعد کوئی کام نہیں، مسنون طریقے سے مسجد میں آتے ہیں، صف اول میں بیٹھے ہوئے ہیں، یاد الٰہی میں مشغول ہیں، تکبیر اولیٰ میں بھی شریک ہیں، طہارت کاملہ کے ساتھ جاؤ اور مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کرو۔ جب تک بیٹھو تسبیحات پڑھو، مکلّف ہیں چونکہ یہ شرائط آداب مسجد میں داخل ہیں جو باتیں میں نے عرض کیں۔

ایک شخص ہے ظہر کی نماز ڈیڑھ بجے ہوتی ہے۔ وہ جلدی جلدی گھبرایا ہوا آیا۔ تھیلا اس نے مسجد کے دروازے پر چھوڑا اور دوڑتا ہوا آیا، استنجا کیا، جلدی جلدی وضو کیا اور جب تک نماز کھڑی ہوگئی اور یہ بھی شریک ہوگیا۔

بتاؤ کس شخص کی نماز کامل ہے؟ وہ جو گھبرایا ہوا آیا' دل کہیں اور دماغ کہیں' ہانپ رہا ہے یا وہ صاحب جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ صاحب اقتداء دونوں ہیں' کامل نماز تو اس کی' اس کی نماز میں شک ہو سکتا ہے' اس کے حضور قلب میں کوئی شک نہیں کہ اس کی نماز کی عظمت اور مسجد کا احترام کھینچ لایا' اس کو ایمان کا یہ درجہ حاصل ہے۔ خشوع و خضوع بھی حاصل ہے' خشیت الٰہی بھی حاصل ہے اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو آتا کیوں' کیوں چھوڑ کر آتا اپنا کاروبار اور دروازے پر اپنا سرمایہ چھوڑ آیا۔

تو ہر شخص کی حیثیت کے مطابق قانون فطرت ہے' اس سے استنباط کر لو۔ اس کی نماز کامل ہے نہ اس میں وسوسہ' نہ اس میں خطرہ' تو جیسا کسی کا ظرف ہے ویسا ہی وہ مکلّف ہے۔

اگر وزیر اعظم سے ذرا سی غلطی ہو گئی' لغزش ہو گئی' پکڑ ہو جائے گی' اکثر دیکھا مساجد میں جاہل لوگ مزدور پیشہ آجاتے ہیں' پوچھو تو خشوع و خضوع کیا چیز ہے؟ ایمان کا درجہ کیا ہے؟

جواب ملے گا آپ ہی کو مبارک ہو ہمیں نہیں معلوم۔ ہم تو اللہ میاں کی حاضری دینے آجاتے ہیں۔ تو یہ کہ ایمان کا درجہ کیا ہے؟ ہر مومن کو حاصل ہے کوئی مومن اس سے خالی نہیں' اور سچ پوچھئے تو یہ جاہل لوگ' جن کو ہم جاہل کہتے ہیں ان کا ایمان بھی ہم سے کہیں زیادہ قوی ہوتا ہے۔

بے چوں چرا اں ابھی کسی مسجد پر حملہ ہو گیا۔ ہم لوگ جلدی سے گھروں میں چھپ جائیں گے' سب سے پہلے وہی لوگ جان دیں گے یعنی وہ اللہ کے گھر کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ ہم سوچیں گے' بیوی بچے کہاں جائیں گے؟ کیا ہو گا کیا نہ ہو گا اور ہزاروں واقعات آپ کے سامنے آنے لگتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ تو جو جاہل حب شدید کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ یہاں میں نے تشریح نہیں کی کسی کی' کہ صاحب ایمان میں عارفین کو' علماء کو لے لیا ہو۔ کیا رحمت ہے حضرت سے تعلق ہونے کے بعد الحمدللہ...... عجیب عجیب باتیں سمجھ میں آئی ہیں۔

''ایک شخص نے ہم سے کہا کہ نماز پڑھتے ہیں' اتنے عرصے میں نہ احسان کا معنی سمجھ میں آیا نہ خضوع ہوا' نہ خشوع ہوا' نہ حضور قلب ہوا' نہ رقت آئی۔

ہم نے کہا نماز پڑھنے کے بعد اللہ میاں سے کہا کرو۔ اے اللہ! اگر نماز میں احسان کا درجہ

خشوع وخضوع ہے‘ حضور قلب ہے تو مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا اور سنتے ہیں اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ تو کیا میری سب نمازیں رائیگاں گئیں اور اگر وہ ضروری ہیں تو اب تک میں ایسے ہی پڑھتا رہا ہوں۔...... عمر بھر ایسے ہی پڑھوں گا۔ کوئی تغیر بھی کرنے کا ارادہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تغیر پیدا کرنے کی قابلیت ہے۔ اس کے تو معنی بھی سمجھ میں نہیں آتے۔ تو کیا نماز کی تمام معلومات سے میں محروم ہی رہوں گا۔ اللہ میاں سے کہو۔ میں نے کہا میرے کہنے سے چالیس دن پڑھو۔ وہاں سے جواب ملے گا جو کچھ تیرا دعا مانگنا ہے یہ حضور قلب ہی تو ہے‘ جو چیز تیرے اختیار میں نہیں وہ تو مجھ سے مانگ رہا ہے۔ میں نے سُن لیا۔ سب حاصل تجھے حاصل ہے اگر حاصل نہ ہو تو میں منگتا ہی نہیں‘ کیونکہ تجھے ان چیزوں کی قدرت ہے اور ہم سے مانگ رہا ہے۔ یہ ہم جانیں اور ہمارا کام جانے۔ تجھے سب حاصل ہے۔ بھئی بڑی تسکین کی بات ہے اور ہمارے حضرت طبیب ہیں‘ معالج ہیں اور وہ شفقت فرماتے ہیں‘ حضرت سے لوگ سوال کرتے ہیں‘ حضور جواب دیتے ہیں‘ اس کی تدبیر ہے تاکہ وہ راستے پر لگ جائیں‘ جب لگ جائیں گے‘ چھوڑ دیں گے۔ جاؤ اپنے آپ نمٹو‘ ہم نہیں جانتے‘ وہ راستے پر لگانا چاہتے ہیں‘ کیسی اچھی بات سمجھ میں آئی ’وسوسے اور خطرات‘ ان کا بھی علاج ہے۔ طبیعت کو اس طرف لگالو۔ اس طرح یہ کرلو اس طرح وہ کرلو۔ معنی کی طرف نظر کرلو۔ ارکان کی طرف نظر کرلو‘ بعض وقت جواب خوب خوب بن پڑتا ہے اور طبیعت خود ہی خوش ہو جاتی ہے‘ مجھے مطب میں کسی نے پوچھا کہ نماز میں بڑی شہوانی اور نفسانی تصورات وخیالات آتے ہیں تو ہم نے کہا کیا نقصان ہے؟ نماز کیا ہوئی۔ تمام گندے خیالات رکوع کررہے ہیں‘ سجدے کررہے ہیں کیا کریں؟ بس تصورات وخیالات ہی گندے ہیں‘ پیٹ میں فضلہ بھرا ہوا ہے‘ مثانے میں پیشاب‘ اس کا کوئی ذکر نہیں۔ پیٹ سے قراقر ہو رہا ہے۔ ارے اس کا بھی تو ذکر کیا کرو‘ نماز ایسی حالت میں پڑھ رہے ہو۔ ناپاکی کی حالت میں۔ یہ تمام ناپاک چیزیں بھری ہوئی ہیں‘ مادی طور پر یہ وزنی ہیں اور خیالات...... یہ تو آتے جاتے رہتے ہیں‘ وہ بھی ہیں‘ میں نے کہا ان کی شان کریمی دیکھو۔ اللہ کی شان رحمت دیکھو‘ کہتے ہیں یہ سب گندگی جو تمہارے پیٹ میں بھری ہوئی ہے‘ ہمارے حکم سے پاک ہے۔ نماز پڑھو تو اس ناپاکی کے ساتھ‘ غلاظت کے ساتھ تمہارے پیٹ میں ہو‘ آنتوں میں ہو‘ مثانے میں ہو‘ ہم نے اپنا قرب عطا کردیا‘ سر سجدے میں جارہا ہے‘ خیالات گندے ہیں‘ جب انہوں نے اجازت

دیدی ہے تو سب پاک ہیں' ان کے نزدیک پاک ہے۔ اگر ناپاک ہوتے تو قرب کیوں نصیب ہوتا' گویا کبھی نصیب نہ ہوسکتا' ناپاکی میں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب نہ ہوتا' ناپاکی کی حالت میں مسجد میں' اللہ کے گھر میں نہیں جاسکتے' سجدہ کیسے کرسکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو پاک کردیا' جتنی غلاظتیں ہمارے اندر مادی ہوں یا جذباتی ہوں سب پاک ہیں' تمہیں اجازت ہے رکوع کرو' سجدہ کرو یا دعا مانگو سب اجازت ہے' تو ان کا کرم ہے شکر ادا کرو کہ اللہ میاں نے اس گندگی کے باوجود جو تمہارے پیٹ میں ہے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی ہے' اب سجدے کرو' رکوع کرو' ہاتھ اٹھالو' دعا کرلو' ان کا شکر ادا کرو تم گندگی اور گندے خیالات کو لئے پھرتے ہو' اگر یہ خیالات گندے ہوتے' شہوانی ناپاکی میں نماز ادا نہ ہوتی' سجدے کی توفیق کبھی نہ ہوتی اور وہ (اللہ تعالیٰ) اپنا قرب کبھی عطا نہ فرماتے۔ ان کا قرب ہی اس کی علامت ہے کہ سب پاک ہے۔

آج ایک شخص کا خط آیا' اس نے لکھا ہے کہ تین تین قسم کی نماز پڑھتا ہوں۔ میں واقف نہیں۔ جاوید اقبال اس کا نام ہے۔ پہلی نوعیت جو نماز کی ہوتی ہے احسان کا درجہ ہے۔ دوسری وہ نماز جس میں قرآن شریف کے معنی پر نظر جاتی ہے۔ تیسری نماز یہ ہوتی ہے جس میں ارکان کی طرف نظر جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور کیمیائی نسخہ ہو تو بتائیں۔

اگر کوئی اور کیمیا کا نسخہ ہے تو آپ لوگ بتلائیں (حضرت علماء سے مخاطب ہوئے) ان سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

حضرت فرماتے ہیں' بچپن میں پڑھا تھا۔ پہلے زمانے میں اچھی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں' اب تو نہیں' ایک ملمعہ کی ہوئی انگوٹھی تھی۔ ایک سونے کی انگوٹھی تھی۔ دونوں میں مقابلہ ہوا' ملمعہ والی کہتی تھی مجھ میں زیادہ جلا ہے' زیادہ دلکشی ہے اور تم کیا ہو۔ میلی معلوم ہوتی ہو۔ جب تک رگڑو نہیں تمہاری چمک ظاہر نہیں ہوتی' اصلی نے کہا (جب تاؤ دیا جائے گا منہ فق)

بھائی تین طرح کی نماز پڑھنے والے کو جواب دو' کوئی اور کیمیا کا نسخہ ہو تو بتلائیں میں نے کہا کیمیا کا نسخہ پوچھتے ہو تو یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور ارکان نماز کو مسنونہ بناؤ' خضوع و خشوع کا اہتمام کرو اور جس قدر رہ جائے اس کا شکر ادا کرو۔ یہ تین طرح کی جو نمازیں پڑھتے ہو ''جب تاؤ دیا جائے گا منہ ہوجائے گا فق'' یہ زیادہ دیرپا نہیں ہے۔ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ ابھی کچھ لمحات بے فکری کے حاصل ہوں گے' مشق کرلی ہے' ذرا سی خلش ہوجائے'

افکار کی ہو جائے' گھر والوں کی بیماری کی ہو جائے' ساری تینوں نمازیں ہو جائیں گی۔

ایک بہت بڑے عارف ہیں' مفسر ہیں' صاحب طریق ہیں اور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں' صف اول میں بیٹھے ہیں' تکبیر اولیٰ کا اہتمام ہے اوراد ووظائف میں مشغول ہیں' ابھی نماز میں کچھ دیر باقی ہے' اگر ان بزرگ سے ذراسی غلطی ہوئی تو پکڑے جائیں گے' اگر انہوں نے کوتاہی کی ہاتھ اٹھانے کی تکبیر اولیٰ میں نہ اٹھائے ہاتھ جہاں تک اٹھانے مسنون ہیں تو پکڑ ہوگی' انہوں نے ایسے مسنون طریقے سے نہ باندھے تو مؤاخذہ ہوگا۔ ان سے تو تھیلہ والے کی نماز کی عظمت ہے' کیونکہ عظمت الٰہی اس پر غالب ہے' اس غلبے کے اندر اس نے نماز پڑھی' اس جاہل آدمی نے جلدی سے نماز کی عظمت کے لئے جلدی کی تاکہ رکعت نہ جاتی رہے چنانچہ اس کی نماز کامل ترین ہے۔ اس کے دل میں عظمت الٰہی ہے' احسان کا درجہ خشوع وخضوع سب اس کو حاصل ہے' اس لیے کہ اس کی نیت بالکل خالص ہے۔ آخر میں کہتا ہے بڑا اللہ کا شکر ہے۔ میں وقت پر پہنچ گیا۔ مجھے نماز مل گئی۔

''لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا'' پڑھا تو اس کی مطابقت بھی کیا کرو اور وہ بزرگ جو پہلے سے نماز کے لئے صف اول میں تشریف فرما ہیں ان کو یہ خیال بھی آسکتا ہے کہ میں بڑا متقی ہوں اور یہ وسوسہ شیطان ہوسکتا ہے۔

آ! سُن ...... کہ بہت ہی زیادہ اہتمام کرتا ہوں میں نماز کا...... عجز ونیاز کی کیفیت نہ ہو نماز میں ناز کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ نیاز کی کیفیت کے بجائے ایسے آدمی کو جو بہت ہی اہتمام کرنے والا ہے' ناز کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ فطرت انسانی ہے اس میں کسی کو اختیار نہیں...... یا تو ناز کی کیفیت پیدا ہو جائے گی یا پھر نیاز کی۔

ارے یہ سب تجربہ کی بناء پر کہہ رہا ہوں۔ میں ایک جگہ گیا' نماز کا وقت تنگ تھا' بڑے میاں کی چوکی بچھی ہوئی تھی' عصر کی نماز پڑھی' سلام پھیرا تو ایک کتاب رکھی ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ کیمیا سعادت ہے۔ میں نے کہا ماشاء اللہ آپ کا شغل بہت اچھا ہے۔ اس کتاب نے تو نماز ...... میں کیا کمال کر دیا۔

کہنے لگے' انہوں نے دو تشریحات لکھی ہیں' حضور قلب میں' احسان کا درجہ

اگر نہ کریں گے تو ایسی نماز منہ پر ماردی جائے گی۔

میں نے کہا نماز بھی پڑھیں اور مار بھی کھائیں تو بھئی میں نے نماز چھوڑ دی' اللہ سے پناہ مانگ کر' ایسی نماز نہیں پڑھتے' میں تو مارے ڈر کے نماز نہیں پڑھتا ہوں' کیسے سمجھائے گا انہیں۔

میں نے کہا' حضرت ادبا کہہ رہا ہوں' آپ نماز پڑھئے' نماز کی مار کھایئے' بجائے اس کے کہ نماز پڑھیں اور جوتوں کی مار کھائیں۔

میں نے کہا نماز پڑھو اور ہر وقت نماز کی مار کھاؤ۔ یہ مار بڑی مبارک ہے ' اگر نہیں پڑھو گے تو جوتے کی مار ہے۔ بڑی ذلت کی مار ہے۔ ناقدری نہ کرو' تو بناتے ہیں مگر نہیں بنتا' احسان کا درجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر نہیں ہوتا' خشوع وخضوع نہیں ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے ہم اس چیز سے محروم ہیں۔ یہ سعادت ہماری قسمت میں نہیں ہے۔

نماز فرض ہے' کس پر فرض ہے؟ صاحب ایمان پر' حضرت صدیق اکبرؓ پر' ان سے محاسبہ میں کون زیادہ افضل ہے؟ جس قدر وہ مکلّف ہیں ہر امتی مکلّف ہے' کون امتی مکلّف ہے' دور حاضر کا نہیں دور اصحاب کا نہیں۔ دور قیامت تک جب نماز کا فقدان ہو۔

ایک شخص پابندی سے نماز پڑھتا ہے۔ جاہل مطلق ہے' وہ بھی مکلّف ہے نماز پڑھنے کا صدیق اکبر بھی۔ بھئی ان کے مراتب حضوری الگ الگ ہیں۔ وہ اپنی حضوری کا حق ادا کر رہے ہیں۔ انہی فرائض وواجبات کے اندر انہی لوازمات نماز کے اندر اور جاہل مطلق بھی۔ لیکن اس کی نماز بھی کامل ہے۔

جب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گیا۔ معلوم ہوا سعادت کی توفیق دے دی گئی ہے۔

مقبولیت کی توفیق ملی اس لئے حاضر ہوا ورنہ حاضر ہی نہ ہوتا اسکی حضوری مقبولیت کی علامت ہے۔

بھئی آپ نے ہماری لکھی ہوئی' حقیقت نماز پڑھی ہے۔ اس میں بڑی اچھی تفصیل آ گئی ہے۔ الحمدللہ ہر شخص کے سمجھ آ گئی ہے۔ بھئی جیسا آدمی ہوتا ہے ویسا سمجھا بھی جاتا ہے۔ عارف اپنے عرفان سے ہم تو اپنے مرتبے سے سمجھاتے ہیں جو کہ ہم سمجھے ہوئے ہیں وہ عوام بھی سمجھ سکیں۔

ایک صاحب کہنے لگے' جب نماز کی نیت باندھتے ہیں' ہزاروں قسم کے گندے شہوانی اور ناپاک خیالات آتے ہیں۔ رکوع میں سجدے میں کیا نماز ہے؟ ہم نے کہا' ایسے نماز نہیں

ہوتی' چھوڑ دو نماز کو' نماز ہی مت پڑھو' چھٹی ہوگئی' بلا وجہ ایسی نماز پڑھ کر مجرم ہوتے ہو۔

کہنے لگے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

میں نے کہا جب خیالات پاکیزہ ہوں تب پڑھنا۔ جن کے خیالات پاکیزہ ہیں وہ بہت مقدس ہیں' بڑے عارف ہیں' خیالات تو ان کو بھی آتے ہیں' اللہ میاں کہتے ہیں مجھے شرم نہیں آتی۔ ہمارے سامنے تمام گندگی لئے ہوئے' تیری آنتوں میں فضلہ بھرا ہوا ہے۔ تیرے مثانہ میں گندگی ہے اور تو ہمارے سامنے آ گیا۔ نماز پڑھنے کے لئے صاف کر کے آتا۔

ہم نے کہا' پہلے تمام مادی غلاظتیں تو خارج کرو۔ خیالات کی پاکیزگی کی ترکیب بعد میں بتادیں گے۔ پہلے یہ گندگی بھرے ہوئے نماز پڑھ رہے ہو۔ یہ نماز کیسے ہوجائے گی۔ بھئی جیسا آدمی ویسی بات کیا کرو۔ قدر کرو اللہ جل شانہ کی جو...... علیم بذات الصدور ہیں جو ہمارے خالق ہیں اور اندر کے وساوس اور خطرات کے خالق ہیں' ہمارے تقویٰ' ہماری طہارت' ہمارے تمام درجات جانتے ہیں' احسان کا درجہ' خشوع وخضوع' سب کے خالق ہیں' ان کی سب سے بڑی عطا یہ ہے کہ انسان مکلّف ہے۔ نماز کا' طہارت کا' بس اتنا مکلّف کہا ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اس کے مکلّف ہیں اور ایک جاہل...... وہ بھی اس کا مکلّف ہے۔ ظاہری پاکی ہو' جسمانی طہارت ہو اور باقی نماز اور کسی حالت میں سب پاک ہیں' جو غلاظت ہمارے اندر بھری ہوئی ہے اس کو اللہ نے اپنے قرب کا مقام دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے مادی ناپاکیوں کو حکمی طہارت عطا فرمائی ہے تو اس کا اطلاق گندے خیالات پر بھی ہوگا' وہ بھی ہوتے ہیں' ان کے حکم پر غور تو کرو' اللہ تعالیٰ کا قرب ناپاکی میں نہیں ہوسکتا یہ تو پاکی پر منحصر ہے لیکن جب انہوں نے اپنے حکم سے' اپنی رحمت سے اس کا اطلاق کر دیا تو پھر کیا وسوسہ رہ جاتا ہے۔ تمہاری تجویز سے نہیں ہمارے حکم سے ہوگا۔

ہم کہتے ہیں' آجاؤ نماز پڑھو' ناپاک خیالات فاسدہ کے باوجود اجازت دے دی ہے۔ وضو کے آداب کیسے ہیں۔ کتنی شرطیں ہیں' کوئی حصہ خشک ہوجائے تو وضو فاسد ہوجاتا ہے۔

انہوں نے کہا اگر بیمار ہو' تین دفعہ پاک مٹی پر ہاتھ مارو اور تیمم کرلو۔ نماز پڑھ لو اور پڑھا بھی سکتے ہو۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ وہاں تو اتنی شرطیں ہیں پانی پاک ہو۔ ایسا ہو' یہاں تک

دھوڈالو' وہاں تک دھوؤ' یہ شرطیں کہاں چلی گئیں۔

بندہ نواز طہارت نام ہے حکم کا نجاست نام ہے حکم کا جس کو ہم نے پاک کہہ دیا وہ پاک ہے' جس کو ہم نے نجس کہہ دیا وہ نجس ہے' فلسفہ ایک ناپاک چیز کا جو جسم کے اندر ہے۔ خون کا قطرہ باہر آ جائے گا تو وضو ٹوٹ جائے گا' ریح خارج ہو جائے گی تو وضو ٹوٹ جائے گا' اسی طرح تمہارے ذہن کے شہوانی خیالات بھرے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' نماز میں کسی زخم سے خون بھی بہہ سکتا ہے لیکن خیالات خارج نہیں ہو سکتے۔

نماز سے فارغ ہو کر اگر فاسد خیالات کا ارتکاب کرلو گے تو گنہگار ہو جاؤ گے' توبہ کرلو گئے تو پاک ہو جاؤ گے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ جس طرح باوضو رہنا ہمارے اختیار میں ہے اسی طرح متقی رہنا بھی ہمارے اختیار میں ہے۔ آنکھ بہک گئی' زبان بہک گئی تو استغفار پڑھ لو۔

ہائے ہائے کیوں کرتے ہو' شخص شناس نہ ای دلبرا خطا اینجا است۔

اللہ میاں کی ادائیں یہ بزرگان دین' یہ صاحب طریق ہمیں اللہ تعالیٰ کا ادا شناس بنا دیتے ہیں۔ ایک شخص نے ہم سے سوال کیا' نہ خضوع ہوتا ہے نہ خشوع؟

ہم نے اسے یہ ترکیب بتائی تھی' آپ کو بھی بتا رہے ہیں' اللہ کی عنایت سب پر ہے' ہمارے مخاطب سب ہیں ہم اپنے تجربہ کی بناء پر کہہ رہے ہیں اور فیصدی کا بھی سوال نہیں ہے سب مبرہ ہیں' اب ترکیب بتاؤ۔

ارے ہم کوئی چیز نہیں ہیں' ہماری کوئی حقیقت نہیں ہے' خدانخواستہ...... لافخری ناز نہیں' عجب نہیں' دعویٰ نہیں' الحمد للہ' ایک طالب علم' سوکھا ساکھا' ان سب چیزوں کو بھی پڑھا ہی نہیں۔

ایک صاحب نے ان سے کہا جب ایسی نماز نہیں ہوتی کہ حضور قلب نہیں احسان کا درجہ نہیں تو کیا نماز ہوئی' کب تک پڑھیں۔

انہوں نے کہا اب آئندہ سے پڑھو' ابھی تک جو کچھ ہوا وہ ہوا' اب احسان کا درجہ اختیار کرو (کہنے لگے کیسے اختیار کریں) ہم نے کہا اختیار کرو'' کہنے لگے بنائے نہیں بنتا''۔

تو ہم نے کہا۔ خبردار نماز ہے اللہ میاں کی' معاملہ ہے اللہ میاں کا ہم سے مت پوچھو اللہ میاں

سے ہی پوچھو۔ ہم نے کہا سرکاری و درباری آدمی ہم مشورہ نہیں دیں گے، ہم ایک ترکیب بتاتے ہیں۔
جو نماز پڑھو' سلام پھیرو' کہو اے اللہ! احسان کا درجہ' حضور قلب' خضوع و خشوع رقت قلب نیاز مندی یہ نماز کے اجزاء ہیں' مجھے تو حاصل نہیں' کیا میری نماز نہیں؟ اللہ میاں سے کہو' شیخ کیا بتائیگا؟
ہم سے بھی زیادہ کشتہ تیغ ستم نکلے' بڑے بڑے علمائے کرام نے ہتھیار ڈالا ہے۔ اب تمام ٹریننگ حاصل کرنے کی ترکیب بتائیں۔

اے اللہ! نماز کی یہ شرائط ہیں' احسان کا بدلہ احسان' خضوع و خشوع تو مجھے حاصل نہیں' ساری عمر ایسی ہی نماز پڑھی' پچاس برس ہو گئے' ساٹھ برس ہو گئے' باقی ماندہ نمازیں تو ایسی پڑھوا دیں' مجھے کاہے کو محروم فرما رہے ہیں' یہ تو آپ کی عطا ہے۔ مجھے بھی عطا فرما دیں' میں آپ کا بندہ ہوں' آپ کے نبی رحمت کا امتی ہوں' آپ کے آگے رکوع و سجدے کر رہا ہوں' مجھے اس دولت سے کیوں محروم رکھا ہے۔

میں نے کہا' چالیس دن تک میرے کہنے سے یہ کہو۔ اکتالیسویں دن اللہ میاں کا جواب آئے گا' ارے نادان یہی نماز قبول ہے۔ جس چیز کا تو فقدان کہہ رہا ہے۔ میں نے سب عطا کئے ہیں' اگر عطا نہ ہوتا تو یہ حسرت پیدا نہ ہوتی کیونکہ فقدان کا احساس ہی عطا ہے۔
بھئی بہت بڑی بات کہہ گیا ہوں۔ یاد رکھنا' احساس فقدان کا نام ندامت ہے۔ عجز و نیاز کی کیفیت میرے اختیار سے باہر ہے اور اس میں نماز پڑھ رہا ہوں' ان چیزوں سے بالکل بے بہرہ ہو۔
انہوں نے کہا' ہرگز نہیں تجھے سب کچھ حاصل ہے' جب ایک چیز کی قدر تیرے دل میں ہے اور جو چیز تیرے اختیار سے باہر ہے وہی میری عطا ہے۔ تو میری عطا کے عنوانات......تک بھئی یاد رکھنا' کسی کو میں احساسات کے ساتھ یہ چیزیں عطا فرما دیتا ہوں اور کسی کو بغیر احساس کے۔

کوئی ادا شناس نہ ہو جب تو کیا علاج ان کی نوازشوں میں تو کوئی کمی نہیں

ایک فاسق فاجر نماز پڑھنے آیا' نماز میں حاضر ہے اس کا وہی مرتبہ ہے جو بڑے سے بڑے عالم اور عارف کا درجہ ہے۔ نماز کی حالت میں ان کے مراتب الگ الگ ہیں' جس طرح وزیر اعظم بادشاہ کا زیادہ مقرب ہے اور ابھی میں نے مثال دی تھی کہ دربار میں وزیر اعظم بھی ہے اور دوسرے وزراء بھی ہیں اور بہت سے حکام ہیں' بہت سے منتظمین

ہیں، بہت سے درباری ہیں اوران میں درجہ بدرجہ ہوتے ہوتے چوکیدار بھی ہیں، نگہبان اور جمعدار بھی ہیں لیکن سب پر آداب شاہی لازمی ہیں لیکن جو وزیراعظم ہے اگر اس سے ایک لغزش ہوجائے تو گرفت ہوجائے گی، اگر جمعدار سے ہوجائے تو معاف کردیا جائے گا۔ بادشاہ کا حکم دربار میں سب پر واجب ہے اور سب دربار میں حاضر ہیں تو صاحبان سب کے درجے الگ الگ ہیں۔ عرفان کے، مراتب صاحب علم کے مراتب ذوق کے۔

لیکن فرائض وواجبات سب پر ایک ہیں، جو جس حیثیت کا ہے وہ اسی فرق سے فرض ادا کررہا ہے۔ اس کی نماز کامل ہے، کیا اس میں کوئی اشکال ہے؟ مولانا محمد تقی عثمانی۔

سوال: حضرت اگر کسی مسلمان کو اللہ میاں نے مرتبہ دے دیا ہے تو وہ بہت خطرے میں ہے؟

جواب: جو زیادہ مقرب ہے وہ زیادہ خطرے میں ہے لیکن وزیراعظم کو ایسا ظرف بھی دیا ہے۔ آداب بھی دیئے ہیں، وزیراعظم کوئی معمولی چیز تو نہیں ہے، ایک گڈریا اور لنگڑا ہے بکریاں چرارہا ہے۔ بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ انہوں نے کہا چلو بشارت ہوئی ہے جو پہلا شخص نظر آئے اسی کو بادشاہ بنایا جائے گا۔ تو پہلی نظر گڈریا پر پڑی۔ اے چلو تمہیں بادشاہ بنائیں۔

یہ صدا آتی ہے ہر دم تربت تیمور سے جو شکستہ پا ہے کرتا ہے جہاں میں سلطنت

تو تیمور صاحب لنگڑے تھے۔ لے جاکر بادشاہ بنادیئے گئے۔ نہلا دھلا کر، خلعت شاہی پہنا کر، ان کا دستور ہی یہ تھا۔ جب تخت سے اترنے لگے وزیراعظم کو اشارہ کیا۔ وزیراعظم نے سہارا دے کر نہایت ادب سے اتارا۔

انہوں نے کہا حضور یہ آداب آپ کو کس نے سکھائے۔ انہوں نے جواب دیا جس نے بادشاہ بنایا جس نے مجھے تخت پہ بٹھایا۔

تو بھئی جس سے اللہ میاں کام لیتے ہیں اسے سکھا بھی دیتے ہیں۔ نماز کس کی پڑھتے ہو؟ ارے اپنی طرف کیوں منسوب کرتے ہو، جس نے توفیق دی وہ پڑھوا بھی رہا ہے۔ وہ سب جانتا ہے۔ وہ سب قبول کرے گا۔ ہماری باتیں سن لو، پھر کوئی ایسا بے باک آدمی نہیں ملے گا۔

اسے اے عارفی سمجھا ہے کوئی اور نہ سمجھے گا میں بے خودی میں کہہ گیا جو رازِ مے خانہ

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ تکلیف بالائے طاقت نہیں ہے۔ وہ اس کا مکلف ہے اور وہ

اس کا مکلّف جتنا ظرف ہو۔ ہائے ہائے نہ کرو۔

ایک دن میں مسجد میں گیا۔ ماہ رمضان تھا۔ عصر کی نماز ہو چکی تھی۔ دیکھا کہ ایک پٹھان نماز پڑھ رہا ہے۔ بڑی خوش الحانی سے قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہے۔ والہانہ انداز میں نہایت نزاکتیں ہوں گی۔ میں نے تصور میں کہا چل کر اس کو دیکھیں رہتا کہاں ہے۔ معلوم نہیں جھگی میں رہتا ہے۔ میلا سا ایک کمبل ہے۔ میلی سی ایک چادر ہے۔ کچھ موسم کے برتن۔ میلی سی صراحی رکھی ہوئی ہے۔ کھانا نہایت سادہ' جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے کھائے اور نماز پڑھ کر سو گیا۔

اب جنت میں کیسے جائے گا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا۔ تفصیل نہیں بتاؤں گا۔ نواب صاحب میں رام پور کے پرائیویٹ محل میں داخل ہوا۔ ایک خزانچی صاحب رام پور میں ہمارے دوست رہتے تھے' اس روز شملہ گئے ہوئے تھے تو انہوں نے ہم کو ان کے کمرے وغیرہ دکھائے۔ ایک کمرہ بلور ہی بلور۔ دوسرے کمرے میں زمرد ہی زمرد۔ تیسرے میں گئے تو جامنی رنگ کے نہایت معلق آئینے' ہم نے سوچا اگر ہم سے یہاں سونے کے لئے کہا جائے۔ ہم کہیں گے ہم تو نہیں سو سکتے۔ ہم نے پھر یہ سوچا کہ وہ پٹھان پھر جنت میں کیسے جائے گا۔ جنت میں اس کی تو روح کانپ جائے گی' جھونپڑی کا رہنے والا' مقام اس کا یہی ہے۔

چونکہ خضوع وخشوع سے نمازیں پڑھ رہا ہے۔ تہجد پڑھ رہا ہے۔ مقام اس کا جنت ہے۔ جائے گا کیسے نہیں۔

الحمدللہ اس وقت ذہن میں آیا کہ عبادات کا روح سے تعلق ہے نہ کہ جسم سے۔ اس کی روح مصفا ہے' مجلّا ہے' مقرب اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں باریاب ہے۔ جب اللہ میاں چاہتے ہیں صلاحیتیں بدل دیتے ہیں تو اس کی روح میں جو لطافت' انوار و تجلیات اور ذکر اللہ سے پیدا ہو رہے ہیں' وہ بہت ہی لطیف تجلیات کا جنت کے اندر بھی جلوہ ہے۔؟

قلب مومن اللہ میاں کی جلوہ گاہ ہے۔ تجلیات الٰہی کیا ہوتی ہیں؟ یہ ایمان کے ساتھ بہت زیادہ لطیف ہیں' جنت کے آگے' جنت بھی مخلوق ہے۔ انسان بھی مخلوق ہے۔ جنت مظہر ہے۔ ان کی......انسان ان کی صفات کا مظہر ہے۔ اس کا مرتبہ زیادہ ہے تو پٹھان جو تھا مظہر تھا اللہ تعالیٰ

کی صفات روحانی کے۔ اس کو سب چیزیں حاصل تھیں۔ وہ جنت میں بے تکلف جائے گا۔

بھئی مجھے بڑا اطمینان ہوا۔ مادی طور پر ہم جن مادی صلاحیتوں کا احساس کرتے ہیں' یہ ناممکن ہے۔ روحانی کیفیات اور لطافت کا اندازہ ہم جسمانی صلاحیت سے نہیں لگا سکتے۔ میں نے کتاب میں لکھا ہے کہ یہ ناممکن اور محال ہے۔ روحانی کیفیات کا ادراک جسمانی مادی دل و دماغ ہرگز نہیں کر سکتے۔ ان کے ادراکات مادی ہیں اور روح لطیف ہے۔

اب آگے نازک مسئلہ ہے۔ بزرگان دین کا القبہ غیر شعوری طور پر روحانی کیفیات کا وجدانی طور پر قلب میں ظہور نہیں ہوا اور ان کا ترتب اعمال پر ہوتا ہے۔ اب اس میں کوئی اشکال پیدا نہیں ہوا۔ غیر شعوری طور پر وجدانی کیفیت قلب کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ روحانی وہ موجل ہو جاتی ہے۔ اعمال پر مرتب ہو جاتی ہے۔

ہمارے حضرت والا نے بہت اچھا کہا ہے مادی اور نفسانی میں فرق ہے۔ جیسے نفسانی کیفیات ہیں اور وہ ظاہر ہوتی ہیں مادے کی صورت میں۔ انکے اپنے اظہار کیلئے مادے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تصوف ہے' کرامت ہے' کشف ہے' یہ سب مادی سے تعلق رکھتے ہیں لیکن روحانی سے بے نیاز ہیں' مادے سے مادہ اس کا ادراک نہیں کر سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز کی ٹھنڈک مادی ہے۔ اس کی مثال ہی نہیں مل سکتی۔ تم کو مادے سے کشف ہوگا' مادے میں تصوف ہوگا' کرامت ہوگی' مادے ہیں' وہ جو بھی پاکیزہ نفس ہیں' اعلیٰ مقام ہے نفس کا' تقویٰ کا' لیکن ہے یہ نفسانی روحانی جس کا ادراک مادے کے ساتھ نہ ہو۔

بھئی یاد رکھنا لطیف بات ہے۔ کیا کیا یاد رکھو گے۔ تکرار کرتے رہو۔ خود بخود دروازے کھلیں گے۔ خود بخود ادراک ہوگا۔ احساس ہوگا' روز اول میں کہاں سے آؤ گے۔ ایک چھوٹے سے بچے کو کہو کہ ہم شادی کر رہے ہیں مچل گیا' ایک بچے کے بڑے بھائی کی شادی ہو رہی تھی' وہ پانچ چھ برس کا بچہ کہہ رہا ہے' میرا بھی نکاح پڑھواؤ۔ ضد کر رہا ہے' تو بھئی ہم لوگوں کی ایسی حالت ہے۔ بھئی اللہ تعالیٰ سب کو فہم سلیم عطا فرمائے اور ہمیں اچھے اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ اللھم لک الحمد و لک الشکر. (خطبات عارفی)

سنتیں اور نوافل

جن کی قدر روز محشر ہوگی

صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان ہر دن اللہ کے لئے بارہ رکعت نفل پڑھے جو فرض کے سوا ہیں تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ بہشت میں گھر بنا دیتا ہے۔ ترمذی کی روایت میں ان بارہ رکعتوں کی تفصیل اس طرح آئی ہے کہ چار رکعت فرض ظہر سے پہلے اور دو رکعت بعد فرض ظہر کے اور دو رکعت فرض مغرب کے بعد اور دو رکعت فرض عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان بارہ رکعتوں کو گھر میں پڑھا کرتے تھے۔ اور جو عمل ایسا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی فضیلت بتائیں اور خود بھی ہمیشہ کریں وہ سنت موکدہ ہوتا ہے جو شخص بلا عذر اس کو ترک کرے اور اس کے ترک پر اصرار کرے وہ گمراہ ہے اس کو سخت ملامت کی جائے۔ (رد المختار)

ان سنتوں کی مشروعیت کی حکمت یہ ہے کہ فرض میں جو نقصان رہے وہ کمی ان سے پوری کی جائے۔ انسان خواہ کتنا ہی عالم، صالح، ولی اور بلند مرتبہ ہو کچھ نہ کچھ تقصیر اور کوتاہی اس کے عمل میں رہ جاتی ہے پس فرائض میں جو کمی ہوگی وہ سنتوں اور نوافل سے پوری کی جائے گی۔

قیامت کے دن نوافل کے قدر ہوگی

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن اول اول بندہ کا حساب نماز سے شروع ہو گا۔ پس جس کی نماز صحیح اور کامل نکلی تو اس کا چھٹکارا ہو جائے گا اور باقی سب معاملات سدھر

جاویں گے۔ جس کی نماز فاسد نکلی وہ ناکام ہوگا اور سخت ٹوٹے میں رہے گا۔ اگر نماز فاسد تو نہیں مگر اس میں کچھ کمی اور نقصان ہے تو اب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرشتوں سے فرماوے گا دیکھو اس میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ پس اگر نوافل ہوں گے تو فرضوں کی کمی ان سے پوری کی جائے گی۔ پھر باقی اعمال کے حساب کتاب میں یہی طریقہ استعمال ہوگا۔ باقی رہی یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام بھی نوافل ادا کرتے ہیں اور ان کی نماز فرض میں خلل نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ انبیاء کے نوافل ادا کرنے سے امت کے لئے ایک دستور ٹھہر جاتا ہے اس لئے وہ تشریع کے لئے سب لوگوں کی طرح التزاماً پڑھتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں نوافل رفع درجات کا فائدہ دیتے ہیں۔

فرض سے پہلے سنت پڑھنے میں حکمت

قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ فرض سے پہلے جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں وہ اس لئے مشروع ہوئیں کہ شیطان ناامید ہو جائے۔ وہ سنت پڑھتے دیکھ کر کہتا ہے کہ جو عمل اس پر فرض نہ تھا اس کے ترک کرنے کے لئے اس نے میرا کہنا نہ مانا تو جو عمل اس پر ضروری اور فرض کر دیا گیا ہے اس کے ترک کرنے میں یہ میری بات کب مانے گا (مراقی الفلاح)

نیز اس کے علاوہ یہ حکمت بھی ہے کہ چونکہ اشغال دنیاوی خدا کی یاد سے انسان کو غافل کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ایسی بات کی ضرورت ہوئی کہ اس کدورت کو صاف کرنے کی غرض سے سنتوں کو قبل از فرائض کا استعمال کریں تا کہ فرائض کا شروع کرنا ایسے وقت میں پایا جائے کہ تمام مشغلوں سے دل خالی ہو۔ یہ تو قبل کی سنتوں کی حکمت ہوئی اور بسا اوقات آدمی اس طرح نماز پڑھ لیتا ہے کہ بوجہ عدم رعایت آداب نماز کا فائدہ اس کو پوری طرح حاصل نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہوا کہ فرائض کے بعد بھی اس مقصود کے پورا کرنے کیلئے کچھ نماز مقرر کی جائے تا کہ جو کمی وقصور فرائض میں ہو سنتوں کے ذریعہ سے اس کی تکمیل ہو جائے۔

مادے سے روحانیت تک قابل بنانے والی چیز

نوافل کے اصل معنیٰ زوائد کے ہیں۔ اور حدیثوں میں فرض نمازوں کے علاوہ باقی سب نمازوں کو نوافل کہا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کی ایک اہم ترین عبادت ہے۔ یہاں تک کہ یہ مومنوں کے لئے معراج ہے۔ نماز میں اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات مومن کے دل پر نازل ہوتے ہیں اور بندے کو خدا تعالیٰ کا انتہائی قرب نصیب ہوتا ہے۔

چونکہ ہمیں دنیاوی کاموں سے نکل کر یک دم نماز میں مشغول ہونا پڑتا ہے اور نفس چونکہ امور دنیا کی انجام دہی کی وجہ سے مادیت کے ساتھ مکمل طور پر وابستہ ہوتا ہے اور ایک ہی جست میں مادیت سے کٹ کر مکمل طور پر روحانیت کے ساتھ تعلق ہو جانا بہت مشکل امر ہے اس لئے پہلے بندہ کو پانی کے ساتھ ہاتھ پاؤں اور چہرہ کے دھونے یعنی وضو کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ گویا کہ یہ مادیت سے پاک ہونے کی پہلی علامت یا ایک نفسیاتی تاثر ہے اس کے بعد وہ تحیۃ الوضو کے نوافل یا موکدہ وغیر موکدہ سنتیں پڑھتا ہے۔ یہ گویا نماز میں مکمل طور پر مادیت سے منہ موڑ کر خدا تعالیٰ کے ساتھ متعلق ہو جانے کی مشق ہے۔ جب وضوٗ نوافل اور سنتوں سے بندہ فارغ ہو چکتا ہے تو اس عرصہ میں اس کے دل کی توجہ پستیوں سے ہٹ کر بلندیوں کی طرف مرکوز ہو چکی ہوتی ہے یا یوں سمجھئے کہ مادیت سے کٹ کر روحانیت سے وابستہ ہو چکی ہوتی ہے۔ اب اس کا دل تجلیات الٰہی کے مشاہدے کے لئے آمادہ اور مہبط انوار بننے کے لائق ہو چکا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس وقت وہ فرض نماز میں مشغول ہوتا ہے اب وہ مکمل طور پر روحانیت سے متعلق ہو جاتا ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ انوار الٰہیہ کے گہرے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔ جب بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اپنی بشریت کی کوتاہیوں اور کمزوریوں کے پیش نظر یہ محسوس کرتا ہے کہ اگرچہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نماز تو پڑھ لی ہے لیکن حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ چنانچہ وہ فرض نماز میں بشری کمزوریوں کی بے جا مداخلت کے کفارے کے طور پر اور اپنی انسانی کمزوریوں کے سبب ادائے حق بندگی میں اپنی کوتاہیوں کی تلافی کی خاطر پھر سنتوں اور نفلوں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ تو گویا فرض

سے پہلے پڑھی جانے والی نماز فرض نماز کو صحیح طور پر پڑھنے کی استعداد پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس کے بعد پڑھی جانے والی نماز فرض نماز میں اپنی کوتاہیوں اور کمیوں کی غرض سے ہوتی ہے ورنہ اصل نماز جو مقصود بالذات ہے وہ تو فرض نماز ہی ہے۔ باقی ہر قسم کی نمازیں فرض نماز کی خاطر اور اس کے تابع ہیں۔

حدیث شریف میں ہے جس نے نماز نفل پڑھی عصر سے پہلے چار رکعت' حرام کر دے گا اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ پر (رواہ طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنے سے نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی توفیق ہو گی۔ جس کی برکت سے جہنم سے نجات ملے گی۔ مگر یہ ضرور ہے کہ عبادت اس قدر کرے جس کا نباہ ہمیشہ ہو سکے۔ اگرچہ تھوڑی ہی ہو۔ یوں کبھی کسی مجبوری سے ناغہ ہو جائے وہ دوسری بات ہے۔ سو جب نوافل پڑھنا شروع کرے تو ہمیشہ اس کو نباہنا ضرور ہے۔ شروع کر کے چھوڑ دینا بہت بری بات ہے۔ اور شروع نہ کرنے سے یہ فعل بہت زیادہ برا ہے۔

تہجد کی فضیلت اور اہمیت

عشاء اور فجر کے درمیان کوئی نماز فرض نہیں کی گئی ہے۔ اگر عشاء اول وقت ہی میں پڑھ لی جائے یا کچھ دیر کر کے بھی پڑھی جائے تو فجر تک بہت بڑا وقت خالی رہ جاتا ہے یہ وقت اس لحاظ سے نہایت قیمتی ہوتا ہے کہ فضاء میں جیسا سکون رات کے سناٹے میں ہوتا ہے ایسا دوسرے کسی وقت میں نہیں ہوتا اور اگر عشاء کے بعد آدمی کچھ دیر کے لئے سو جائے اور آدھی رات گزرنے کے بعد کسی وقت اٹھ جائے جو تہجد کا اصلی وقت ہے تو پھر اس وقت جیسی یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ نماز نصیب ہو جاتی ہے وہ دوسرے وقت نصیب نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اس وقت بستر چھوڑ کر نماز پڑھنا نفس کی ریاضت اور تربیت کا بھی خاص وسیلہ ہے۔ قرآن مجید میں یہ بھی فرمایا گیا ہے۔ **اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا** یعنی رات میں نماز کے لئے کھڑا ہونا نفس کو بہت دبانے والا عمل ہے اور اس وقت دعا یا قرأت میں جو زبان سے نکلتا ہے وہ بالکل ٹھیک اور دل کے مطابق یعنی دل سے نکلتا ہے۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں ایسے بندوں کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا

یعنی ان کے پہلو اس وقت میں جو لوگوں کے سونے کا خاص وقت ہے خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں وہ اس وقت اپنے پروردگار سے امید وبیم کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں۔ آگے فرمایا گیا ہے کہ ان بندوں کے اس عمل کا جو انعام اور صلہ جنت میں ملنے والا ہے جس میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا پورا سامان ہے۔ اس کو اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ (سورۃ السجدہ)

قرآن مجید میں ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کا حکم دینے کیساتھ آپ کو مقام محمود کی امید دلائی گئی ہے کہ اے نبی آپ اس قرآن کے ساتھ تہجد پڑھئے۔ یعنی تہجد میں خوب قرآن پڑھا کیجئے۔ یہ حکم آپ کیلئے زائد اور مخصوص ہے۔ امید رکھنا چاہئے کہ آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر فائز کرے گا۔

مقام محمود اور تہجد میں خاص مناسبت

''مقام محمود'' عالم آخرت میں اور جنت میں بلند ترین مقام ہوگا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مقام محمود اور نماز تہجد میں کوئی خاص نسبت اور تعلق ہے اس لئے جو امتی نماز تہجد سے شغف رکھیں گے۔ ان شاء اللہ مقام محمود میں کسی درجہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ان کو بھی نصیب ہوگی۔ نیز احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ اپنے پورے لطف وکرم اور اپنی خاص شان رحمت کے ساتھ اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور جن بندوں کو ان باتوں کا کچھ احساس وشعور بخشا گیا ہے وہ اس مبارک وقت کی خاص برکات کو محسوس بھی کرتے ہیں۔

خاص وقت کی خاص برکات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا مالک اور رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے سماء دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں۔ کون

ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے میں اس کو بخشش دوں۔ (صحیح بخاری و مسلم)

تشریح: سماءِ دنیا کی طرف اللہ تعالیٰ کا نزول فرمانا جس کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت اور اس کا ایک فعل ہے جس کی حقیقت ہم نہیں جانتے۔ جس طرح یداللہ، وجہ اللہ، اور استویٰ علی العرش اور اس کے عام صفات و افعال کی حقیقت اور کیفیت بھی ہم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات و افعال کی حقیقت اور کیفیت کے علم سے اپنی عاجزی اور جہالت کا اقرار و اعتراف ہی علم ہے۔ ائمہ سلف کا طریقہ اور مسلک یہی رہا ہے کہ ان کے بارے میں اپنی نارسائی اور بے علمی کا اقرار کیا جائے اور ان کی کیفیت اور حقیقت کا علم دوسرے متشابہات کی طرح خدا کے سپرد کیا جائے اور مانا جائے کہ جو بھی حقیقت ہے وہ حق ہے۔ لیکن اس حدیث کا یہ پیغام بالکل واضح ہے کہ رات کے آخری تہائی حصے میں اللہ تعالیٰ اپنی خاص شان رحمت کے ساتھ بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور خود ان کو دعا اور سوال اور استغفار کے لئے پکارتا ہے۔

رات کے پچھلے حصے میں کچھ دولت بانٹی جاتی ہے
جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سووت ہے سو کھووت ہے

جو بندے اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں ان کے لئے اس وقت بستر پر سوتے رہنا اس سے زیادہ مشکل ہوتا ہے جتنا دوسروں کے لئے اس وقت بستر چھوڑ کر کھڑا ہونا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس حقیقت کا ایسا یقین نصیب فرمائے جو اس وقت بے چین کر کے اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری اور دعا و سوال و استغفار کے لئے کھڑا کر دیا کرے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرض نماز کے بعد سب سے افضل درمیانی رات کی نماز ہے۔ (یعنی تہجد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ضرور پڑھا کرو تہجد کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ اور شعار رہا ہے اور قرب الٰہی کا خاص وسیلہ ہے اور وہ گناہوں کے برے اثرات کو مٹانے والی اور معاصی سے روکنے والی چیز ہے۔ (جامع ترمذی)

نماز تہجد عظیم ترین دولت ہے

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے وصال کے بعد بعض حضرات نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا گزری اور آپ کے پروردگار نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جواب میں فرمایا۔ کہ حقائق و معارف کی جو اونچی اونچی باتیں ہم عبارات و اشارات میں کیا کرتے تھے وہ سب وہاں ہوا ہو گئیں اور بس وہ رکعتیں کام آئیں جو رات میں ہم پڑھا کرتے تھے۔ ذرا غور کرو کہ کس قدر نفع ہے اس نماز کے پڑھنے میں کہ ثواب بھی گناہوں کی معافی اور گناہوں سے روک دینا بھی اور جسمانی مرض کی شفا بھی اور باطنی بیماریوں کی تو شفا ہے ہی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مغفرت کا باعث بھی ہے۔

تہجد کے وقت خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے' ضرور پڑھنا چاہئے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ رات بھر خدا کی عبادت کرتے تھے۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ میں تیری عبادت کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے بہتر وقت کونسا ہے۔ ارشاد ہوا۔ کہ بہتر یہ ہے کہ تو نصف رات کو اٹھ تاکہ مجھ سے خلوت میں ملے۔ اس وقت تو مجھ سے اپنی حاجتیں بیان کر۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رات کی ایک رکعت نماز دن کی دس رکعت سے بہتر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ رات کے کس وقت میں دعا قبول ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سحری کے وقت۔ اس وقت عرش عظیم بھی کانپتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہترین وقت ہے۔ تہجد کی نماز کا اخیر رات میں پڑھنا افضل ہے۔ نصف شب کو اٹھ کر تہائی رات کی مقدار نماز پڑھے۔ اور چھٹا حصہ رات کا پھر سو رہے۔ (ردالمختار)

تعداد رکعات تہجد...... نماز تہجد ادنیٰ درجہ کی دو رکعت ہیں۔ اور درمیانہ درجہ چار رکعت' اور اکثر آٹھ رکعت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں چار سے کم اور بارہ سے زیادہ ثابت نہیں۔

جو شخص تہجد پڑھنے کا عادی ہو اس کو تہجد کا چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ فلاں شخص کی طرح نہ ہو جو تہجد پڑھا کرتا تھا پھر چھوڑ بیٹھا اس لئے ہر شخص کو مناسب ہے کہ اتنے ہی عمل کا بیڑا اٹھائے جس کو نباہ سکے۔ یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص تہجد پڑھا کرتا تھا پھر چھوڑ دے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے اس کی کچھ اصل نہیں۔ بہر حال حق سبحانہ وتعالیٰ جل جلالہ رات کی نماز پڑھنے والوں پر خصوصی نظر رحمت فرماتے ہیں جبرائیل علیہ السلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ میرے کلام سے لذت حاصل کرنے والے ہیں وہ میرے سامنے ہیں۔ پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں کیا تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے جو اپنے احباب کو عذاب دیتا ہو۔ پھر مجھے یہ کیونکر مناسب ہے کہ میں عذاب دوں ان لوگوں کو کہ جب رات ہوتی ہے تو وہ میری خوشامد کرنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قسم ہے اپنی ذات کی، جب وہ قیامت میں میرے پاس حاضر ہوں گے تو میں اپنا دیدار انہیں دکھاؤں گا تا کہ وہ مجھے دیکھیں اور میں انہیں دیکھوں۔ **رضی اللہ تعالیٰ عنہم و نفعنابھم۔**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی رحمت اس بندے پر ہے جو رات کو اٹھا اور اس نے نماز تہجد پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی اور اگر وہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے نہیں اٹھی تو اس کے منہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے کر اس کو بیدار کر دیا۔ اسی طرح اللہ کی رحمت اس بندی پر ہے جو رات کو نماز تہجد کے لئے اٹھی اور اس نے نماز ادا کی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا۔ پھر اس نے بھی اٹھ کر نماز پڑھی۔ اگر وہ نہ اٹھا تو اس کے منہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے کر اٹھا دیا۔ (سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب انہی خوش نصیب شوہروں اور بیویوں کے لئے ہے جو اس کے اہل ہوں اور وہ بذات خود بھی اس عظیم نعمت نماز تہجد کے قدر شناس اور شائق ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو سوتا رہ گیا اپنے مقررہ ورد یا اس کے کسی جز سے۔ پھر اس نے اس کو پڑھ لیا نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان تو لکھا جائے گا اس کے حق میں جیسے اس نے پڑھا ہے رات ہی میں۔ (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے رات کے لئے اپنا کوئی ورد مقرر کر لیا ہو مثلاً یہ کہ میں اتنی رکعتیں پڑھا کروں گا اور اس میں اتنا قرآن مجید پڑھوں گا اور وہ کسی رات سوتا رہ گیا اور

اس کا پورا ورد یا کوئی جز فوت ہو جائے تو اگر وہ اسی دن ظہر سے پہلے پہلے اس کو پڑھ لے تو حق تعالیٰ اس کے لئے رات کے پڑھنے کے برابر ثواب عطا فرمائیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب بیماری وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد فوت ہو جاتی تو آپ دن کو پڑھ لیتے تھے۔ اس لئے ہم کو بھی چاہئے کہ نماز تہجد کا ناغہ نہ ہو۔ رات کو جاگ نہ آئے یا کسی اور عذر کی وجہ سے نہ پڑھ سکیں تو اشراق کے وقت پڑھ لیا کریں۔

فضائل تہجد

رات کے گھپ اندھیروں میں جب کہ پورا عالم محو استراحت ہوتا ہے اور ہر طرف ہو کا عالم ہوتا ہے، انسان، چرند، پرند، درند غرض ہر مخلوق اپنے آشیانے میں دبکی پڑی ہوتی ہے کہ کچھ دیوانے نرم و گرم بستر چھوڑ کر محبوب حقیقی کی محبت سے سرشار یکلخت اٹھتے ہیں یہ وہ برگزیدہ مخلوق ہے جسکے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے معمور ہیں یہ لوگ زمین کی کور باطن مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل مگر آسمانی مخلوق کے سامنے روشن اور تابناک یوں جگمگاتے ہیں جیسے زمین والوں کی نظر میں تارے، ان کے دلوں میں ایک سوز ہوتا ہے، ایک درد ہوتا ہے جو ہر دم انہیں بے کل اور بے چین رکھتا ہے، ان کو اگر کوئی دھن ہے تو ایک ہی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

رات کا ایک بڑا حصہ گزر چکا ہے، تمام دنیا خواب غفلت میں مدہوش ہے اور یہ عاشق اپنے محبوب کے سامنے جھولی پھیلائے اس سے محبت کی بھیک مانگ رہے ہیں، آنسو بہا رہے ہیں گڑگڑا رہے ہیں اور آہیں بھر رہے ہیں ادھر آسمانوں پر رحمت کے دروازے کھل رہے ہیں حوران بہشت اپنی نغمگین آواز میں ان کو اپنی طرف متوجہ کر رہی ہیں ''کوئی ہے جو ہمیں حاصل کرے''، لیکن ان کی نگاہ ''یک بین'' حوروں پر بھی نہیں پڑتی ان کا منتہائے مقصود تو محبوب حقیقی کا وصال اور اس کی رضا جوئی ہے۔

اب رات کا آخری پہر ہے، رحمتوں کی موسلا دھار بارش شروع ہو چکی ہے، اللہ سوال کرنے والوں کو عطا فرما رہا ہے، اعلان ہو رہا ہے مانگو! کیا مانگتے ہو؟ جو مانگو گے عطا ہو گا، پھر رضاء الٰہی

کے پروانہ جاری ہونے لگتے ہیں، یہی ان کا مقصد حیات اور یہی ان کی معراج ہے جس کی خاطر یہ روزانہ اپنے نرم نرم بستر اور میٹھی میٹھی نیند قربان کر کے اٹھ بیٹھتے ہیں اور دربار الٰہی میں پروانہ وار حاضر ہو جاتے ہیں ان کے اسی حال کو شاعر مشرق نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

واقف ہو اگر لذت بیداریٔ شب سے اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاک پراسرار

ان سعید روحوں کی سعادت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ قرآن مجید میں فرما رہے ہیں: **تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا** (سورۃ سجدہ ۱۶) ترجمہ: ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اس طور پر کہ وہ اپنے رب کو (ثواب کی) امید اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں۔

علامہ فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ "یدعون" سے مراد "یصلون" ہے یعنی رات کو نماز پڑھنا مراد ہے" اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال کھپانے والے جوان جوان ہمت لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں انعام واکرام ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ تمہارے ناقص تصور اور تخیل سے بالا ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (سورۃ السجدۃ ۱۷) ترجمہ: نہیں جانتا کوئی جی جو چھپا کے رکھی گئی ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک، یہاں ان لوگوں کا انعام واضح طور پر بیان نہیں فرمایا ان کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے اس کو کوئی نفس نہیں جانتا انعام کے اس اخفاء میں اس کی عظمت کی طرف اشارہ ہے نیز اس کے اخفاء سے ان لوگوں کو شوق دلانا مقصود ہے جو اس عظیم عمل سے محروم ہیں۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے امت کو تہجد کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ. عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (الاسراء ۷۹) ترجمہ: اور کسی قدر رات کے حصہ میں تہجد پڑھا کریں جو کہ آپ کیلئے ایک زائد چیز ہے امید ہے کہ آپ کو آپ کا رب مقام محمود میں جگہ دے گا۔

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اول نماز تہجد کا حکم دیا گیا پھر مقام محمود یعنی شفاعت کبریٰ کا وعدہ کیا گیا اس سے معلوم ہوتا

ہے کہ نماز تہجد کو مقام شفاعت حاصل ہونے میں خاص دخل ہے'' (معارف القرآن ص ۲۰ ج ۵) اسی طرح متعدد احادیث میں بھی نماز تہجد کی فضیلت وارد ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اے لوگو! سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نماز پڑھو (اگر ایسا کرو گے) تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے (ترمذی)

عام طور پر لوگ ان اعمال کو بالکل معمولی سمجھتے ہیں لیکن قدر شناسوں سے پوچھئے کہ یہ کیسی واردات بے بہا اور انمول خزانے ہیں اور پھر ان پر کوئی زیادہ محنت بھی خرچ نہیں ہوتی، بس ذرا سی ہمت چاہئے، خود حضور علیہ السلام کی شان یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ تہجد میں قیام کرتے کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں پھٹن آجاتی تھی آگے چل کر فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے تو بخشش لکھ دی گئی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اتنی مشقت برداشت فرماتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَفَلاَ اَکُوْنَ عَبْداً شُکُوراً'' کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

یہ اس ذات اقدس کا حال ہے جس کیلئے سب سے پہلے جنت میں داخلہ کا وعدہ ہے ایک ہم ہیں کہ گناہوں کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں پھر بھی آخرت کی فکر نہیں، اعمال کا شوق نہیں، ہم میں سے کون ہے جو جنت کا طلبگار نہ ہوگا لیکن کبھی ہم نے اپنے اندر جھانک کر دیکھا؟ کبھی ہم نے اپنے اعمال کا موازنہ کیا کہ کیا وہ اس قابل ہیں کہ ہمیں جنت کا حقدار ثابت کر سکیں؟ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی راتیں نورانی ہیں اور کیا سعادت مند ہیں وہ نوجوان کہ جو اس جوانی میں لذت بیداری شب سے آشنا ہوتے ہیں یہی نوجوان روز قیامت رب ذوالجلال کے عرش تلے ہونگے کہ جس دن اس کے عرش کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

اے جوانان سعادت مند! یہ نعمت اتنی سستی نہیں اس کیلئے آہ سحر گاہی کو اپنانا ہوگا، راتوں کو اٹھ اٹھ کر مالک کو منانا ہوگا، اس کے سامنے جھولی پھیلا کر گڑگڑانا ہوگا تب جا کر رضاء الٰہی کا گوہر مقصود حاصل ہوگا۔

''حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان سے ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔

''عبارات اڑ گئیں، اشارات سب فنا ہو گئے اور ہمیں نفع نہیں دیا مگران چند رکعات نے جو ہم نے آدھی رات میں ادا کی تھیں''۔ (تفسیر عزیزی)

میں نے ایک صاحب دل سے بارہا سنا فرماتے تھے کہ ''جس کو جو کچھ ملا ہے تنہائی میں ملا ہے اسی بات کو اقبال مرحوم نے یوں سمجھانے کی کوشش کی ہے ۔

عطا رہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو　　　کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

صد ہزار آفرین ان لوگوں پر جو راتوں کو اٹھتے ہیں اور اپنے رب کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول ہوتے ہیں، یہی لوگ ہوتے ہیں جو اوج ثریا پر پہنچتے ہیں ستاروں پر کمند ڈالتے ہیں اور زمانے میں علم وحکمت کا آفتاب بن کر چمکتے ہیں کہ جس کی ضیا پاشیوں سے ایک عالم منور ہوتا ہے، افسوس صد افسوس ہم پر کہ دن رات ہم جن مقدس ہستیوں کا نام لیتے ہیں اور ان کے مراتب تک پہنچنے کیلئے آہیں بھرتے ہیں ان کی زندگی کے عملی گوشے کو نظر انداز کر دیتے ہیں آج بھی اگر ہم ان جیسا اخلاص وعمل اپنے اندر پیدا کرلیں تو ہم میں بھی رومی، رازی وغزالی پیدا ہو سکتے ہیں آج بھی عقل کو ذخیرہ کرنیوالی علمی و اصلاحی خدمات دوبارہ وجود میں آسکتی ہیں لیکن اس کیلئے اسلاف کی طرح ہمیں بھی بیداری شب سے آشنا ہونا پڑے گا راتوں کی نیند قربان کرنا پڑے گی سوز دروں بیدار کرنا پڑے گا، بقول شاعر:

تو اے مسافر شب! خود چراغ بن اپنا　　　کر اپنی رات کو داغ جگر سے نورانی

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کے اعمال کو اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

اشراق اور چاشت کے نوافل

جس طرح عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک کے طویل وقفہ میں کوئی نماز فرض نہیں کی گئی لیکن اس درمیان میں تہجد کی نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اسی طرح فجر سے لے کر ظہر تک کے طویل وقفہ میں بھی کوئی نماز فرض نہیں کی گئی ہے مگر اس درمیان میں ''صلوٰۃ الضحیٰ'' کے عنوان سے کم از کم دو اور زیادہ جتنی ہو سکیں نفلی رکعتیں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

اگر یہ رکعتیں طلوع آفتاب کے تھوڑی ہی دیر کے بعد پڑھی جائیں تو ان کو اشراق کہا جاتا ہے ۔اگر دن اچھی طرح چڑھنے کے بعد پڑھی جائیں تو ان کو چاشت کہا جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی حکمت بیان کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ''اہل عرب کے نزدیک دن جو صبح سے یعنی فجر کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور جو چار چوتھائیوں میں تقسیم ہے جن کو چار پہر کہتے ہیں۔ حکمت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ دن کے ان چار پہروں میں سے کوئی پہر بھی نماز سے خالی نہ رہے۔ اس لئے پہلے پہر کے شروع میں نماز فجر فرض کی گئی۔ اور تیسرے اور چوتھے پہر میں ظہر وعصر اور دوسرا پہر جو عوام الناس کی معاشی مشغولیوں کی رعایت سے فرض نماز سے خالی رکھا گیا تھا اس میں نفل اور مستحب کے طور پر یہ ''صلوٰۃ الضحیٰ'' یعنی نماز چاشت مقرر کر دی گئی اور اس کے فضائل و برکات بیان کر کے اس کی ترغیب دی گئی۔ کہ جو بندگان خدا اپنے مشاغل سے وقت نکال کر اس وقت میں چند رکعتیں پڑھ سکیں وہ یہ سعادت حاصل کریں۔ پھر یہ ''صلوٰۃ الضحیٰ'' کم سے کم دو رکعت ہے اور اس سے زیادہ نفع بخش چار رکعت اور اس سے بھی افضل آٹھ رکعت۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

جسمانی ہر جوڑ پر صدقہ ہے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے ہر شخص کے جوڑ جوڑ پر صبح کو صدقہ ہے یعنی صبح کو جب آدمی اس حالت میں اٹھتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضاء اور بدن کا ہر جوڑ صحیح سلامت ہے تو اللہ کی اس نعمت کے شکریہ میں ہر جوڑ کی طرف سے اس کو صدقہ یعنی کوئی نیکی اور ثواب کا کام کرنا چاہئے۔ اور ایسے کاموں کی فہرست بہت وسیع ہے۔ پس ایک دفعہ **سبحان اللہ** کہنا بھی صدقہ ہے اور **الحمد للہ** کہنا بھی صدقہ ہے اور **لآ الٰہ الا اللہ** کہنا بھی صدقہ ہے اور **اللہ اکبر** کہنا بھی صدقہ ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے اور اس شکر کی ادائیگی کے لئے دو رکعتیں کافی ہیں جو آدمی چاشت کے وقت پڑھے (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اپنے ہر جوڑ کی طرف سے شکرانہ کا جو صدقہ ہر روز صبح کو ادا

کرنا چاہیئے چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے سے وہ پوری طرح ادا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس مختصر شکرانے کو اس کے ہر جوڑ کی طرف سے قبول فرما لیتا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ نماز ایسی عبادت ہے جس میں انسان کے سارے اعضاء اور اس کے تمام جوڑ اور اس کا ظاہر و باطن سب ہی شریک رہتے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے فرزند آدم! تو دن کے ابتدائی حصے میں چار رکعتیں میرے لئے پڑھا کر۔ میں دن کے آخری حصے تک تجھے کفایت کروں گا۔ (جامع ترمذی)

تشریح: اللہ کا جو بندہ رب کریم کے اس وعدہ پر یقین رکھتے ہوئے صبح یعنی اشراق یا چاشت کے وقت پورے اخلاص کے ساتھ چار رکعتیں اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھے گا ان شاء اللہ اس حدیث قدسی کے مطابق وہ ضرور دیکھے گا کہ مالک الملک دن بھر کے اس کے مسائل کو کس طرح حل فرماتا ہے۔

معاذہ عدویہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کی کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ چار رکعتیں۔ اور اس سے زیادہ جتنی اللہ چاہتا (صحیح مسلم)

تشریح: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو اکثر چار رکعت پڑھتے تھے اور کبھی کبھی اس سے زیادہ بھی پڑھتے تھے لیکن خود حضرت عائشہ صدیقہؓ کا معمول آٹھ رکعت پڑھنے کا تھا اور ان کو یہ رکعتیں اتنی محبوب تھیں کہ فرماتی تھیں "لو نشرلی ابوای ماترکتھا" اگر میرے والدین ماجدین پھر سے دنیا میں بھیج دیئے جائیں تو ان کی زیارت و ملاقات کی پر مسرت مشغولیت میں بھی میں ان رکعتوں کو نہیں چھوڑوں گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دوگانہ چاشت کا اہتمام کیا اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگر چہ وہ کثرت میں سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔ (مسند احمد جامع ترمذی سنن ابن ماجہ)

یاد رکھیں کہ عبادات یا دوسرے اعمال صالحہ کی برکت سے گناہوں کی بخشش کے بارے میں جو وضاحت پہلے کئی بار کی جا چکی ہے وہ یہاں بھی ملحوظ رکھنی چاہئے کہ ان گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں اور کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی خاص وصیت فرمائی ہے۔ایک مہینے میں تین دن کے روزے۔دوسرے چاشت کی دو رکعتیں اور تیسرے یہ کہ میں سونے سے پہلے ہی وتر پڑھ لیا کروں (صحیح مسلم)

فائدہ:۔ یہ بات پہلے بھی ذکر کی جا چکی ہے کہ عرف عام میں جو نماز آفتاب بلند ہونے کے بعد متصل پڑھی جائے اس کو اشراق اور جو اس کے بعد دھوپ پوری طرح پھیل جانے کے بعد پڑھی جائے اس کو چاشت یا ضحیٰ کہا جاتا ہے اور احادیث معتبرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں وقتوں میں نماز پڑھنا ثابت ہے۔پس معلوم ہوا کہ جو فضیلت نماز ضحیٰ کی احادیث میں مذکور ہے وہ نماز اشراق اور نماز چاشت دونوں کو شامل ہے ان میں سے جو بھی ادا کر لی جائے اس فضیلت کا مستحق ہوگا اور اگر دونوں کو جمع کرے تو سبحان اللہ۔

جامع صغیر میں یہ حدیث بھی ہے کہ جو شخص چاشت کی بارہ رکعت پڑھے تو اللہ اس کیلئے ایک محل سونے کا جنت میں تیار فرمائیگا۔ذرا خیال فرمائیے کہ تھوڑی سی محنت میں کس قدر درجہ ملتا ہے۔

نماز اوابین

مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے اس کو اوابین کہتے ہیں۔حدیث شریف میں ہے جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان چھ رکعت پڑھیں اسطرح کہ انکے درمیان کوئی بری بات نہ کی تو وہ بارہ برس کی (نفل) عبادت کے برابر (ثواب) میں شمار کی جائیگی۔ (رواہ فی الجامع الصغیر)

مطلب یہ ہے کہ ان چھ رکعات پڑھنے کا ثواب بارہ سال کی نفل عبادت کے برابر ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعت (نفل) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک مکان جنت میں بنائیں گے (رواہ الامام السیوطی)

مگر پڑھتا رہے جب یہ انعام اور برکت حاصل ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز مغرب کے بعد چار رکعت ادا کرے اور اس دوران میں بے ہودہ گفتگو نہ کرے تو فرشتے اس کے اس عمل کو علیین میں لے جاتے ہیں۔ اسے بڑا مرتبہ ملتا ہے گویا اس نے شب قدر کو مسجد اقصیٰ میں پالیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ نماز مغرب کے بعد چار رکعت ادا کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے دوبارہ حج کیا اور اس کے پچاس برس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا۔ اے عباس، اے میرے محترم چچا! کیا میں آپ کی خدمت میں ایک گرانقدر عطیہ اور ایک قیمتی تحفہ پیش کروں؟ کیا میں آپ کو ایک خاص بات بتاؤں؟ کیا میں آپ کے دس کام اور آپ کی دس خدمتیں کروں (یعنی آپ کو ایک ایسا عمل بتاؤں جس سے آپ کو دس عظیم الشان منفعتیں حاصل ہوں) وہ ایسا عمل ہے کہ جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ اگلے بھی اور پچھلے بھی، پرانے بھی اور نئے بھی، بھول چوک سے ہونے والے بھی اور دانستہ ہونے والے بھی۔ صغیرہ بھی اور کبیرہ بھی، ڈھکے چھپے بھی اور علانیہ ہونیوالے بھی (وہ عمل صلوٰۃ التسبیح ہے) (سنن ابی داؤد و ابن ماجہ)

عام معروف طریقہ...... صلوٰۃ التسبیح کا یہ ہے کہ آپ چار رکعت نماز کی نیت باندھیں اور جب آپ پہلی رکعت میں ثناء الحمد شریف اور سورۃ سے فارغ ہوجائیں تو قیام ہی کی حالت میں پندرہ دفعہ کہیں **سبحان اللہ والحمد للہ ولآالٰہ الا اللہ واللہ اکبر** پھر اس کے بعد رکوع کریں۔ اور رکوع میں بھی یہی کلمہ **سبحان ربی العظیم** کے بعد دس دفعہ کہیں۔

پھر رکوع سے اٹھ کر قومہ میں بھی سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد یہی کلمہ دس دفعہ کہیں۔ پھر سجدہ میں چلے جائیں اوراس میں بھی سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد یہ کلمہ دس دفعہ کہیں۔ پھر سجدے سے اٹھ کر جلسہ میں یہی کلمہ دس دفعہ کہیں۔ پھر دوسرے سجدے میں بھی یہی کلمہ دس دفعہ کہیں پہلے کی طرح۔ پھر دوسرے سجدے کے بعد بھی (کھڑے ہونے سے پہلے) یہ کلمہ دس دفعہ کہیں ۔ چاروں رکعتیں اسی طرح پڑھیں مگر یاد رکھیں کہ دوسری رکعت میں جب التحیات کے لئے بیٹھیں تو پہلے وہی کلمہ سبحان اللہ .... دس دفعہ پڑھ لیں تب التحیات پڑھیں۔ اسی طرح چاروں رکعتیں پوری کریں اور ترتیب سے ہر رکعت میں یہ کلمہ پچھتر دفعہ کہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے چچا اگر آپ سے ہو سکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو ہر جمعہ کے دن پڑھ لیا کریں اور اگر آپ یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم زندگی میں ایک دفعہ پڑھ لیں۔

صلوٰۃ التسبیح کا جو طریقہ اور اس کی جو ترتیب امام ترمذی وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث سے لی ہے اس میں دوسری عام نمازوں کی طرح قراءت سے پہلے ثناء یعنی **سبحانک اللھم و بحمدک** اور رکوع میں **سبحان ربی العظیم** اور سجدہ میں **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔

اس نماز کا دوسرا طریقہ۔ یہ ہے کہ ہر رکعت کے قیام میں پہلے کلمہ **سبحان اللہ والحمد للہ ولآالٰہ الا اللہ واللہ اکبر** پندرہ دفعہ اور قراءت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے یہی کلمہ دس دفعہ پڑھے۔ اس طرح ہر رکعت کے قیام میں یہ کلمہ پچیس دفعہ ہو جائے گا اور اس طریقے میں دوسرے سجدے کے بعد یہ کلمہ کسی رکعت میں بھی نہیں پڑھا جائے گا۔ اس طرح اس طریقے کی ہر رکعت میں بھی اس کلمہ کی مجموعی تعداد پچھتر اور چاروں رکعتوں کی مجموعی تعداد تین سو ہی ہوگی۔ بہر حال صلوٰۃ التسبیح کے یہ دونوں ہی طریقے منقول اور معمول ہیں۔ پڑھنے والے کے لئے گنجائش ہے جس طرح چاہے پڑھے۔ صلوٰۃ التسبیح کا یہ دوسرا طریقہ امام ترمذی وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

سنن ابی داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک

صحابی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو صلوٰۃ التسبیح کی تلقین کرنے کے بعد ان سے فرمایا فانک لو کنت اعظم اھل الارض ذنباً غفرلک بذالک یعنی تم اگر بالفرض دنیا کے سب سے بڑے گنہگار ہوگے تو بھی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمادے گا۔

اللہ تعالیٰ محرومی سے حفاظت فرمائے اور اپنے ان خوش نصیب بندوں میں سے کردے جو رحمت و مغفرت کے ایسے اعلانات کو سن کر ان سے فائدہ اٹھاتے اور ان کا حق ادا کرتے ہیں۔

خاص نکتہ...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں ایک خاص نکتہ لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں میں خاص کر نفلی نمازوں میں بہت سے اذکار اور دعائیں ثابت ہیں۔ اللہ کے جو بندے ان اذکار اور دعاؤں پر ایسے قابو یافتہ نہیں ہیں کہ اپنی نمازوں میں ان کو پوری طرح شامل کرسکیں اور اس وجہ سے ان اذکار و دعوات والی کامل ترین نماز سے وہ بے نصیب رہتے ہیں ان کے لئے یہی صلوٰۃ التسبیح اس کامل ترین نماز کے قائم مقام ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں اللہ کے ذکر اور تسبیح و تحمید کی بہت بڑی مقدار شامل کردی گئی ہے نیز چونکہ ایک ہی کلمہ بار بار پڑھا جاتا ہے اس لئے عوام کے لئے بھی اس نماز کا پڑھنا مشکل نہیں ہے۔

مسائل صلوٰۃ التسبیح

مسئلہ نمبر ۱: صلوٰۃ التسبیح ایک نفل نماز ہے اس لئے جو احکام شرعیہ عام نوافل کے متعلق وارد ہوئے ہیں وہ یہاں بھی ملحوظ رکھے جائیں۔ مثلاً رات کو پڑھیں تو قراءت میں جہر و اخفاء دونوں کا اختیار ہے اور اگر دن میں پڑھیں تو اخفاء کرنا لازم ہے اور تسبیحات مذکورہ بہرحال آہستہ پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ نمبر ۲: یہ نماز اوقات مکروہہ یعنی آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت اور نصف النہار کے وقت نہ پڑھے۔ اسی طرح جن اوقات میں نفل پڑھنا مکروہ ہے مثلاً نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اور عصر کے بعد غروب سے پہلے۔ ان میں بھی صلوٰۃ التسبیح نہ پڑھیں۔ افضل وقت اس نماز کا زوال آفتاب کے بعد نماز ظہر سے پہلے

ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بہت سے علماء سلف جمعہ کے روز زوال کے بعد خطبہ جمعہ سے پہلے صلوٰۃ التسبیح پڑھا کرتے تھے۔

مسئلہ نمبر۳: صلوٰۃ التسبیح میں قراءت فاتحہ کے بعد اختیار ہے جو سورت بھی چاہے پڑھے۔ اور بعض روایات میں سورۃ زلزال اور عادیات اور سورۃ نصر اور سورۃ اخلاص منقول ہے۔ بعض روایات میں سورۃ تکاثر اور سورۃ عصر اور کافرون اور اخلاص وارد ہوئی ہیں۔

مسئلہ نمبر۴: رکوع سجدہ میں پہلے رکوع سجدہ کی تسبیحات معروضہ یعنی **سبحان ربی العظیم** رکوع میں تین مرتبہ اور **سبحان ربی الاعلیٰ** سجدہ میں تین مرتبہ پڑھے۔ اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کے کلمات تسبیح دس دس مرتبہ پڑھیں۔ ترمذی کی روایت میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے اسی طرح منقول ہے۔

مسئلہ نمبر۵: اگر تسبیحات کو انگلیوں پر شمار کرنے کی ضرورت محسوس کرے تو جائز ہے۔ مگر اس طرح کہ رکوع میں ہاتھ گھٹنے پر اور سجدے میں زمین پر اور قعدہ میں ران پر رہے۔

مسئلہ نمبر۶: دوسری رکعت کے بعد جب قعدہ اولیٰ میں بیٹھے تو پہلے تسبیحات مذکورہ پڑھے۔ پھر تشہد پڑھے۔

مسئلہ نمبر۷: اگر صلوٰۃ التسبیح میں کوئی سہو ہو جائے جس کے سبب سجدہ سہو کرنا پڑے تو سہو کے دونوں سجدوں میں تسبیحات مذکورہ نہ پڑھے کیونکہ اس نماز کی کل تسبیحات تین سو ہیں وہ چاروں رکعات میں پوری ہو چکیں۔

مسئلہ نمبر۸: صلوٰۃ التسبیح میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے اگر کوئی شخص کسی موقع پر یہ تسبیح پڑھنا بھول جائے یا تعداد میں کمی رہ جائے تو اس کا تدارک کس طرح کیا جائے۔ اس کے متعلق شیخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ "اگر ایک جگہ میں یہ تسبیح رہ جائے یا سہواً کم پڑھی جائے تو جب یاد آئے اسی رکن میں رہتے ہوئے عدد کی بھی قضا کر لی جائے۔ مثلاً رکوع میں دس مرتبہ تسبیح پڑھنا بھول گیا سجدہ میں یاد آیا تو سجدہ میں یہ دس بھی پڑھے اور سجدہ کی بھی۔ اس طرح بیس تسبیح سجدہ میں پڑھ لے۔ اسی طرح اگر یاد آیا کہ رکوع میں تین مرتبہ تسبیح کم پڑھی گئی تو سجدہ میں تیرہ مرتبہ پڑھ کر پورا کرے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے یہ حکم حضرت عبداللہ

بن مبارک رحمہ اللہ کی روایت سے اخذ کیا ہے۔ جس میں تسبیحات کی مقررہ تعداد تین سو بتلائی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین سو کی مقدار پوری کرنا صلوٰۃ التسبیح کے لئے ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر ۹: اگر نماز پوری کرنے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا کہ کچھ تسبیحات کم پڑھی گئیں تو اس کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو نہیں آتا کیونکہ سجدہ سہو ترک واجب پر مرتب ہوتا ہے اور یہ تسبیحات واجب نہیں۔ اس صورت میں یہ نماز مطلق نفل ہوگئی۔ اور صلوٰۃ التسبیح کا ثواب حاصل نہ ہوا۔

مسئلہ نمبر ۱۰: اگر تسبیحات مذکورہ تعداد معینہ سے زیادہ پڑھی گئی اور اگر سہواً ایسا ہوگیا تو کوئی مضائقہ نہیں اور ثواب میں بھی کمی نہیں اور اگر قصداً ایسا کیا ہے تو بہت سے علماء کے نزدیک صلوٰۃ التسبیح کا خاص ثواب فوت ہوگیا کیونکہ جن اذکار میں سنت سے کوئی خاص عدد منقول ہے تو جس طرح اس عدد سے کمی اس کے اثر کو ضائع کردیتی ہے اسی طرح زیادتی سے بھی وہ اثر ضائع ہو جاتا ہے۔ مگر حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے شیخ ابوالفضل کی شرح ترمذی سے نقل کیا ہے کہ اس زیادتی سے صلوٰۃ التسبیح کا ثواب اور اثر تو فوت نہیں ہوتا مگر اس کے ثواب میں اس زیادتی سے کوئی زیادتی بھی نہیں ہوتی۔ (نجات المسلمین)

مختصر صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح مشہور تو وہی ہے جس کی صورت پہلے لکھی جا چکی ہے اور فضائل مذکورہ بھی اسی کے لئے منقول ہیں مگر بعض روایات حدیث میں ایک اور مختصر صورت بھی منقول ہے جو مقاصد دینیہ اور دنیویہ پورے ہونے کے لئے مجرب ہے۔ اس کو بھی مشائخ نے صلوٰۃ التسبیح صغریٰ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چند کلمات سکھائے جن کو وہ نماز کے اندر پڑھ لیں تو جو دعا مانگیں وہ قبول ہو وہ کلمات یہ ہیں۔ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمد للہ دس مرتبہ اللہ اکبر دس مرتبہ

فائدہ:۔ مناوی نے اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا کہ یہ فوائد و آثار جب مرتب ہوں گے کہ ان کلمات کے معنیٰ کا بھی دل میں استحضار ہو محض زبان کی حرکت نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

یاد رکھئے اس مختصر صلوٰۃ التسبیح میں جو دس دس مرتبہ کلمات مذکورہ پڑھنا منقول ہے وہ مصلی یعنی نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ جس رکن میں چاہے پڑھ لے۔ یا آخر میں تشہد کے بعد پڑھ لے۔ واللہ اعلم۔

تحیۃ الوضو کی فضیلت

بلال رضی اللہ عنہ' کا وہ بہترین جس عمل کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پاپوش کی آواز جنت میں معراج کی رات سنی تھی وہ وضو کی حفاظت اور ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت کی برکت تھی۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال مجھے بتلا وہ عمل جو تو نے اسلام میں کیا ہے۔ جس پر تجھے ثواب اور بلند درجات کی بہت امید ہے کیونکہ میں نے تیری جوتیوں کی آواز جنت میں اپنے آگے سنی ہے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ میرے نزدیک جس عمل پر مجھے بہت امید ہے وہ یہ ہے کہ رات دن میں جب بھی میں نے وضو کیا ہے تو اس کے ساتھ جس قدر نماز میرے لئے مقدر تھی ضرور پڑھی ہے یعنی کوئی وضو نماز سے خالی نہیں جانے دیا۔ اس حدیث شریف میں تحیۃ الوضو کی فضیلت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے اس واسطے پوچھا تھا کہ بلالؓ اس عمل کو ہمیشہ کیا کریں نیز دوسروں کو اس کے پڑھنے کا شوق ہو۔

مغفرت کیلئے نماز توبہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ مجھ سے ابو بکرؓ نے بیان فرمایا (جو بلاشبہ صادق و صدیق ہیں) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اٹھ کر وضو کرے' پھر نماز پڑھے' پھر اللہ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا (جامع ترمذی)

اس حدیث میں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور معافی حاصل کرنے کا بہترین اور پیٹنٹ طریقہ یہ ہے کہ بندہ وضو کر کے پہلے دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی طلب کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی بخشش کا فیصلہ فرما ہی دے گا۔ اس لئے انسان سے جب بھی گناہ سرزد ہو جائے تو جلدی وضو کرے اور دوگانہ نماز پڑھ کر توبہ واستغفار کرے اور گذشتہ پر سخت نادم ہو اور آئندہ عزم مصمم کرے کہ پھر کبھی اس گناہ کے پاس نہ جاؤں گا۔

صلوۃ الحاجۃ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو اللہ تعالیٰ سے متعلق یا کسی اور آدمی سے متعلق (یعنی خواہ وہ حاجت ایسی ہو جس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ ہی سے ہو اور کسی بندے سے اس کا واسطہ ہی نہ ہو، یا ایسا معاملہ ہو کہ بظاہر اس کا تعلق کسی بندے سے ہو، بہر صورت) اس کو چاہئے کہ وہ وضو کرے اور خوب اچھا وضو کرے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی کچھ حمد وثناء کرے اور اس کے نبی (علیہ السلام) پر درود پڑھے پھر اللہ کے حضور میں اس طرح عرض کرے **لآاله الا الله الحليم الكريم**..........الخ (ترجمہ) ”اللہ کے سوا کوئی مالک ومعبود نہیں وہ بڑے حلم والا اور بڑا کریم ہے پاک اور مقدس ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا بھی رب اور مالک ہے۔ ساری حمد و ستائش اس اللہ کے لئے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان اعمال اور ان اخلاق واحوال کا جو تیری رحمت کا موجب اور وسیلہ اور تیری مغفرت اور بخشش کا پکا ذریعہ بنیں اور تجھ سے طالب ہوں ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور حصہ دینے کا اور ہر گناہ اور مصیبت سے سلامتی اور حفاظت کا۔ خداوندا! میرے سارے ہی گناہ بخش دے اور میری ہر فکر اور پریشانی کو دور کر دے اور میری ہر حاجت جس سے تو راضی ہو اس کو پورا فرما دے اے ارحم الراحمین سب مہربانوں سے بڑے مہربان“۔ (جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ)

تشریح: یہ ایک حقیقت ہے کہ جس میں کسی مومن کے لئے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ مخلوقات کی ساری حاجتیں اور ضرورتیں اللہ کے اور صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ بظاہر جو کام بندوں کے ہاتھوں سے ہوتے دکھائی دیتے ہیں دراصل وہ بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور اسی کے حکم سے انجام پاتے ہیں۔ صلوٰۃ حاجت کا جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں تعلیم فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں پوری کرانے کا بہترین اور معتمد ترین طریقہ ہے جن بندوں کو ان ایمانی حقیقتوں پر یقین نصیب ہے ان کا یہی تجربہ ہے اور انہوں نے صلوٰۃ حاجت کو خزائن الٰہیہ کی کنجی پایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ان حاجتوں کے لئے بھی صلوٰۃ حاجت تعلیم فرمائی ہے جن کا تعلق بظاہر بندے سے ہو۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جب بندہ اپنی ایسی حاجات کے لئے بھی صلوٰۃ حاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرے گا تو اس کا یہ عقیدہ اور یقین اور زیادہ مستحکم ہو جائے گا کہ کام کرنے اور بنانے والا دراصل وہ بندہ نہیں ہے اور نہ اس کے کچھ اختیار میں ہے بلکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا صرف آلۂ کار ہے۔ اس کے بعد جب وہ کسی بندے کے ہاتھ سے کام ہوتا ہوا بھی دیکھے گا تو اس کے توحیدی عقیدے میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ ہر مشکل اور مہم میں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کے لئے آپ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور امت کو اس کا تفصیلی طریقہ آپؐ نے وہ تعلیم فرمایا جو اوپر والی حدیث میں مذکور ہوا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ہر مشکل وقت اور حاجت کیلئے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔

ایک لاکھ نوافل

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ (مسترشد خاص: حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ) کے متعلق حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ایک دفعہ آپ کو بہت اہم حاجت پیش آئی تو حق تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ میری یہ حاجت

پوری فرمادیں میں ایک لاکھ نفل پڑھوں گا غالباً یہ مقصد ہوگا کہ جب سنت پوری ہونے سے نفل واجب ہو جائیں گے تو ادا کرنا بھی ضروری ہوگا چنانچہ آپ کی حاجت پوری ہو گئی اور آپ نے ایک لاکھ نوافل ادا کئے۔ (اصلاحی مضامین)

مستحبات کی اہمیت

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی باللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ ''مستحب'' لفظ ''حب'' سے بنا ہے جس کے معنی محبت کے ہیں لہذا مستحب وہ عمل ہوگا جس پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے سے بندہ اللہ کا محبوب ہو جائے گا اور محبت کی خاصیت ہے کہ وہ دونوں جانب سے ہوتی ہے اس لئے بندہ محب بھی ہو جائے گا، گویا مستحبات پر عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور محبوبیت دونوں حاصل ہو جائیں گے اور جس کو اللہ کی محبت حاصل ہو جائے اور وہ خود بھی اللہ کا محبوب بندہ بن جائے تو اس سے بڑا اعزاز عالم امکان میں کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا۔

فرمایا: کہ کسی بھی مستحب کو چھوڑنا نہ چاہئے کہ اس سے محرومی کا اندیشہ ہے۔

خصوصاً مستحب کو ادنیٰ اور معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دینا تو بڑی خطرناک بات ہے اگر مستحب پر عمل کرنے سے کوئی عذر معقول پیش آجائے تو جس قدر بھی آسانی سے ممکن ہو اتنا ہی عمل کرلیا جائے، چھوڑا نہ جائے۔

فرمایا: کہ بزرگوں کا قول ہے کہ مستحبات ترک کرنے والا رفتہ رفتہ سنتوں کو ترک کر بیٹھتا ہے اور سنتوں کو چھوڑ دینا واجب کے چھوڑ دینے کا پیش خیمہ ہے اور واجبات کو چھوڑنے والا کسی نہ کسی وقت فرائض کو چھوڑ بیٹھے گا جو اسکے لئے دنیا و آخرت میں ہلاکت کا سبب ہے۔

فرمایا: کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی تو ہر مسلمان کے ذمے لازم ہی ہے اور وہ حق عبدیت ہے لیکن نوافل و مستحبات حق محبت ہیں اور ان کی کبھی ناقدری نہیں کرنی چاہئے بلکہ حتی الوسع ان کی انجام دہی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

فرمایا: کہ بعض لوگ مستحبات کو اس لئے چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ فرض و واجب نہیں، میں کہتا ہوں فرض و واجب نہیں مستحب تو ہیں مستحبات کرنے کیلئے ہوتے ہیں یا چھوڑنے کیلئے؟

یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ مستحبات چھوڑنے کیلئے ہوتے ہیں؟ یہ مستحبات تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہیں، دیکھیے یہ لفظ ''مستحب'' ''حب'' سے بنا ہے جس چیز کا مادہ اشتقاق ہی ''حب'' ہو وہ معمولی چیز کیسے ہوسکتی ہے؟

فرمایا: کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے اور مستحبات پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے، مستحبات کو معمولی چیز سمجھ کر ان میں سستی نہ کرنی چاہئے، مثلاً تحیۃ المسجد اور ماثور دعائیں وغیرہ، جب تک ان امور کا اہتمام نہ ہوگا، آپ نہ سالک ہوسکتے ہیں نہ صوفی۔

ایک واقعہ: شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مکان سے دارالعلوم کے ایک اجلاس میں شرکت کیلئے تشریف لائے، اجلاس مغرب کے متصل بعد ہونا تھا، مغرب کا وقت راستے ہی میں ہوگیا اور ہم نے راستے کی ایک مسجد میں مغرب کی نماز پڑھ لی چونکہ اجلاس میں شرکت کی جلدی تھی، اس لئے صرف سنت مؤکدہ پر اکتفاء کرلیا اور صلوٰۃ الاوابین پڑھے بغیر روانہ ہوگئے (اوابین ان چھ رکعات پر مشتمل نوافل کو کہتے ہیں جو مغرب کے بعد پڑھے جاتے ہیں اور ان کی بڑی فضیلت آئی ہے) اجلاس کے اختتام پر وہیں عشاء کی نماز پڑھی نماز کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے پوچھا کہ تقی میاں آج اوابین کا کیا ہوا؟ احقر نے عرض کیا کہ حضرت آج جلدی کی وجہ سے رہ گئیں، فرمایا کہ کیوں رہ گئیں اس وقت نہ پڑھ سکتے تھے تو عشاء کے بعد پڑھ لیتے، آج مجھ سے بھی اپنے وقت پر اوابین ادا نہ ہوسکی تھیں لیکن الحمد للہ میں نے عشاء کے بعد چھ رکعات مزید بطور تلافی ادا کیں اور معمولاً ایسا ہی کرتا ہوں۔ (آثر عارفی)

چالیس مسنون دعائیں

1۔ جب صبح صادق طلوع ہوتو یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ.

اے اللہ! ہمیں آپ ہی کی توفیق سے صبح نصیب ہوئی اور آپ ہی کی توفیق سے شام ملی۔ آپ ہی کی قدرت سے ہم جیتے ہیں اور آپ ہی کی قدرت سے مریں گے، اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (ترمذی)

2۔ جب سورج طلوع ہوتو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَقَالَنَا يَوْمَنَا هٰذَا وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا.

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں معاف فرما کر یہ دن عطا کیا اور ہمیں ہمارے گناہوں کے سبب ہلاک نہیں کیا۔ (الحصن الحصین)

3۔شام کے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ.

اے اللہ! ہمیں آپ ہی کی توفیق سے شام نصیب ہوئی اور آپ ہی کی توفیق سے صبح ملی۔ آپ ہی کی قدرت سے ہم جیتے ہیں اور آپ ہی کی قدرت سے مریں گے اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (ترمذی)

4۔صبح اور شام کی ایک خاص دعا

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ ہر صبح وشام تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ لیا کرے تو اسے کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اسے کوئی ناگہانی بلا نہ پہنچے گی۔ کلمات یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

اس اللہ کے نام سے (صبح یا شام کرتا ہوں) جس کے نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (ترمذی)

5۔ا۔سوتے وقت پڑھنے کی دعائیں۔

جب سونے کا ارادہ کرے تو وضو کر لیوے اور اپنا بستر جھاڑ لیوے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر سر کے نیچے داہنا ہاتھ رکھ کر تین بار یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَکَ.

اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے محفوظ فرمائیے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔ (ترمذی)

ب۔ یا یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا

اے اللہ! میں آپ ہی کے نام پر مروں گا اور (آپ ہی کے نام پر) جیتا ہوں۔ (بخاری)

اور سوتے وقت یہ بھی پڑھے سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار۔ (بخاری)

6۔جب سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ.

تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (بخاری)

7۔جب بیت الخلا جائے تو داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ.

اے اللہ! میں خبیث شیاطین سے آپکی پناہ مانگتا ہوں، خواہ وہ مذکر ہوں یا مؤنث۔ (بخاری)

8۔اور جب بیت الخلا سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ.

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھ سے گندگی دور کی اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔ (ابن ماجہ)

9۔ جب وضو کرنا شروع کرے تو یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (ابوداؤد)

10۔ جب وضو کر چکے تو یہ دعا پڑھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں اور بہت پاک رہنے والوں میں شامل کر لیجئے۔ (ترمذی)

11۔ جب مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔ (مسلم)

12۔ مسجد میں بیٹھے بیٹھے یہ پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

پاک ہے اللہ، تمام تعریف اللہ کیلئے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

13۔ جب مسجد سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

اے اللہ! میں آپ سے آپ ہی کے فضل کا طالب ہوں۔ (مسلم)

جب اذان کی آواز سنے۔

تو جو کلمات مؤذن کہتا جائے وہی کلمات کہے اور **حَیَّ عَلَى الصَّلٰوة، حَیَّ عَلَى الْفَلَاح** کے جواب میں **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** کہے۔ (بخاری، مسلم)

14۔ اور اذان ختم ہونے کے بعد درود پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَ نِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

اے اللہ! جو اس مکمل دعوت اور کھڑی ہونے والی نماز کا مالک ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ عطا فرما اور فضیلت عطا فرما اور اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک آپ وعدہ خلافی نہیں فرماتے۔ (بخاری، الترغیب)

15۔ فرض نماز کا سلام پھیر کر سر پر داہنا ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ.

اللہ کے نام سے (میں نے نماز مکمل کی) جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اے اللہ! مجھ سے فکر اور غم کو دور فرما دیجئے۔ (الحصن الحصین)

دعا کے یہی الفاظ حدیث کی کتابوں میں ملتے ہیں، اس دعا میں کچھ الفاظ لوگوں میں بڑھے ہوئے مشہور ہیں۔

16۔ اور تین بار استغفر اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ.

اے اللہ! آپ سلامت رہنے والے ہیں، اور آپ ہی سے (ہر ایک کو) سلامتی ملتی ہے اور بزرگی اور عظمت والے! آپ بہت برکت والے ہیں۔ (ترمذی، مسلم)

17۔ وتر پڑھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ.

میں پاکی بیان کرتا ہوں بادشاہ (اللہ) کی جو بہت پاکی والا ہے۔ (ابوداؤد)

تیسری بار باآواز بلند کہے اور قدوس کی دال کو خوب کھینچے۔

18۔ نماز فجر اور مغرب کے بعد کی دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے اگر سات مرتبہ تم نے پڑھ لیا تو اللہ تعالیٰ جہنم سے حفاظت فرمائیگا۔

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

اے اللہ مجھے دوزخ سے محفوظ فرما دیجئے۔ (ابوداؤد)

19۔ جب گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ تُوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

اللہ کے نام سے (نکلتا ہوں) اور میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی طاقت وقوت نہیں دے سکتا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

20۔ گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ خَیۡرَ الۡمَوۡلَجِ وَخَیۡرَ الۡمَخۡرَجِ بِسۡمِ اللّٰہِ وَلَجۡنَا وَبِسۡمِ اللّٰہِ خَرَجۡنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلۡنَا.

اے اللہ! میں آپ سے داخل ہونے کی بھلائی مانگتا ہوں، اور نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں، اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ کے نام ہی سے نکلے اور اللہ ہی پر جو ہمارا پروردگار ہے ہم نے بھروسہ کیا۔ (مرقاۃ) اس کے بعد گھر والوں کو سلام کرے۔

21۔ جب بازار میں جائے تو یہ دعا پڑھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ خَیۡرَ ھٰذِہِ السُّوۡقِ وَخَیۡرَمَا فِیۡھَا وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیۡھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اُصِیۡبَ فِیۡھَا یَمِیۡنًا فَاجِرَۃً اَوۡصَفۡقَۃً خَاسِرَۃً.

اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) اے اللہ! میں اس بازار کی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر مانگتا ہوں، اوراس بازار کے شر سے اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، اے للہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ یہاں گناہ والی قسم کھاؤں یا کسی معاملے میں نقصان اٹھاؤں۔ (مستدرک حاکم)

22۔ جب کھانا شروع کرے تو یہ دعا پڑھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرۡکَۃِ اللّٰہِ.

میں نے اللہ کے نام سے اور اللہ ہی کی برکت سے کھانا شروع کیا۔

ب۔ شروع میں بسم اللہ کہنا بھول گیا تو یاد آنے پر یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ.

میں نے اس کے اول وآخر اللہ کا نام لیا۔ (عمل الیوم واللیلۃ)

حدیث شریف میں ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کو اس میں ساتھ کھانے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ (مسلم)

23۔ جب کھانا کھا چکے تو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔ (ترمذی)

24۔ دودھ پی کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ.

اے اللہ! ہمارے لئے اس (کھانے) میں برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے بھی زیادہ نصیب فرما۔ (ترمذی)

25۔ جب کسی کے یہاں دعوت کھائے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ.

اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا آپ اس کو کھلایئے اور جس نے مجھے سیراب کیا آپ اسے سیراب کیجئے۔ (مرقاۃ)

26۔ جب میزبان کے گھر سے چلنے لگے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ.

اے اللہ! برکت عطا فرما ان کو اپنے دیئے ہوئے رزق میں، انکی بخشش فرما اور ان پر رحم فرما۔ (ابوداؤد)

27۔ جب روزہ افطار کرے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ.

اے اللہ! میں نے آپ کیلئے روزہ رکھا اور آپ کے رزق پر افطار کیا۔ (ابوداؤد)

28۔ افطار کے بعد یہ دعا پڑھے۔

ذَھَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ.

پیاس بجھ گئی اور رگیں (جو سوکھ گئی تھیں وہ) تر ہوگئیں، اور اللہ نے چاہا تو اجر وثواب کا حصول یقینی ہوگیا۔ (ابوداؤد)

29۔ اگر کسی کے یہاں افطار کرے تو یہ دعا پڑھے۔

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ.

(اللہ کرے کہ) روزہ دار تمہارے یہاں افطار کریں، تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے رحمت کی دعا کریں۔ (ابوداؤد)

30۔ جب کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّی وَلَا قُوَّةَ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ پہنایا، اور میری کسی قوت اور طاقت کے بغیر مجھے عطا فرمایا۔ (ابوداؤد)

31۔ جب نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَه‘ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَه‘ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّمَا صُنِعَ لَه‘.

اے اللہ! آپ ہی کی تعریف ہے جیسے کہ آپ نے مجھے یہ لباس پہنایا، میں آپ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں، اور اس کام کی بھلائی مانگتا ہوں جس کیلئے یہ بنایا گیا اور میں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کام کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس کیلئے یہ بنایا گیا۔ (المستدرک)

32۔ جب آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ.

اللہ کا شکر ہے، اے اللہ! آپ نے میری صورت اچھی طرح بنائی ہے۔ آپ میرے اخلاق بھی اچھے بنا دیجئے۔ (صحیح ابن حبان)

33۔ جامع ترین دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرمایئے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔ (البقرۃ:۲۰۱)

34۔ شب قدر میں یوں دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں پس مجھے معاف فرما دیجئے۔ (ترمذی)

35۔ جب نیا چاند دیکھے تو یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ

اے اللہ! اس چاند کو ہم پر برکت، ایمان، سلامتی، اسلام اور اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق لے کر طلوع فرمائیے۔ (اے چاند) میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ (حصن حصین)

36۔ کسی مسلمان کو ہنستا دیکھے تو یوں دعا دے۔

اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ. اللہ آپ کو ھنساتا رھے. (بخاری)

37۔ کسی مسلمان مریض کی عیادت کو جائے تو یوں تسلی دے۔

لَابَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ.

(اس بیماری سے آپکو) کوئی نقصان نہ ہوان شاءاللہ یہ آپ کیلئے گناہوں سے پاکی کا سبب ہوگی۔ (بخاری)

38۔ جب سواری پر بیٹھ جائے تو یہ دعا پڑھے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

پاک ہے وہ ذات جس نے یہ سواری ہمارے لئے مسخر کردی اور ہم اس کو قابو میں لانے والے نہ تھے، اور ہم اپنے پروردگار ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (الزخرف)

39۔ کسی منزل (ریلوے اسٹیشن، بس سٹاپ) پر اترے تو یہ دعا پڑھے

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

میں اللہ تعالیٰ کے جامع کلمات کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی۔ (ترمذی)

40۔ جب قبرستان میں جائے یہ دعا پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہمارے پیش رو ہو، اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ (ترمذی)

فالج، زہر اور بہت سی بیماریوں سے حفاظت کی دعاء

بِسْمِ اللهِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

میں اس اللہ کا نام لیتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔'' (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ترکیب:۔ اس کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز فجر تین مرتبہ بعد نماز مغرب تین مرتبہ پڑھ لیا کرے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اس دعاء کو ہر روز صبح شام تین مرتبہ پڑھ لے تو اس کو اس دن اور اس رات میں کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔

اسی طرح اگر کھانا کھاتے وقت اس دعا کو پڑھ لے، اگر اس کھانے میں بالفرض زہر بھی ملا ہوا ہو تو ان شاء اللہ اس کا اثر نہ ہوگا۔

اسی طرح اس کا پڑھنے والا ان شاء اللہ فالج جیسے موذی مرض سے بھی محفوظ رہے گا۔

نماز کے ضروری احکام ومسائل

سات فرائض نماز

۱-تکبیر تحریمہ ۲-قیام (کھڑا ہونا)

۳-قرأت (قرآن شریف میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا)

۴-رکوع کرنا ۵-دونوں سجدے کرنا

۶-قعدہ اخیرہ میں التحیات کی مقدار بیٹھنا

۷-اپنے اختیار سے نماز سے فارغ ہونا

حکم یہ ہے کہ اگران امور میں سے کوئی بھی چھوٹ جائے تو نماز نہ ہوگی دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

اٹھارہ واجبات نماز

۱-سورہ فاتحہ پڑھنا۔۲-اس کے ساتھ کوئی سورۃ ملانا

۳-فرض کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا۔

۴-سورہ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا۔

۵-سجدوں میں پیشانی کے ساتھ ناک بھی رکھنا۔

۶-دوسرے سجدہ کو پہلے سجدہ کے متصل کرنا۔

۷-ارکان کو سکون سے ادا کرنا۔

۸-قعدہ اولیٰ یعنی تین یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر بیٹھنا۔

۹-قعدہ اولیٰ میں تشہد کا پڑھنا۔

۱۰-قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنا۔
۱۱-تشہد کے بعد تیسری رکعت کیلئے فوراً کھڑا ہونا۔
۱۲-لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا۔
۱۳-وتر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنا۔
۱۴-عیدین کی تکبیرات کہنا۔
۱۵-عیدین کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع کے لئے تکبیر کہنا۔
۱۶-لفظ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرنا۔
۱۷- امام کو زور سے قرأت کرنا فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، تراویح، رمضان شریف کی وتر میں، عیدین میں۔
۱۸-ظہر عصر میں اور دن کی سنت اور نفلوں میں آہستہ آہستہ قرأت کرنا۔ حکم! یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔

مفسدات نماز

مفسدات نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی ٹوٹ جاتی ہے اور اسے لوٹانا ضروری ہے۔
۱-زبان سے کوئی کلمہ نکالنا اگرچہ غلطی سے یا بھول کر ہو۔
۲-انسانی کلام کے مشابہ کلام سے دعا کرنا، مثلاً اے اللہ! کھانا کھلائیے مجھے۔
۳-ملاقات کی نیت سے سلام کرنا اگرچہ بھول کر ہو۔
۴-زبان سے یا مصافحہ کرنے کے ذریعہ کسی کے سلام کا جواب دینا۔
۵-عمل کثیر کرنا مثلاً دونوں ہاتھوں سے پائجامہ باندھنا۔
۶-قبلہ کی طرف سے منہ کا پھر جانا۔
۷-جو چیز منہ کے اندر نہ ہو اس کا کھانا اگرچہ تھوڑی ہو۔
۸-دانتوں کے درمیان کی چیز کا کھانا جبکہ چنے کے بقدر ہو۔
۹-کسی چیز کا پینا۔ ۱۰-بلا کسی عذر کے کھنکارنا۔

۱۱-اف اف کرنا۔ ۱۲-آہ آہ کرنا۔ ۱۳-اوہ اوہ کرنا۔

۱۴-مصیبت ودرد کی وجہ سے رونے کی آواز کو بلند کرنا۔

۱۵-چھینکنے والے کے الحمدللہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔

۱۶-کسی کے اس سوال پر کہ اللہ کے ساتھ اور کوئی شریک ہے مصلی کا اس کے جواب میں لا الہ الا اللہ کہنا۔ ۱۷-کسی بری خبر پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا۔

۱۸-خوشخبری پر الحمد للہ کہنا۔

۱۹-تعجب خیز خبر کو سن کر لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا۔

۲۰-کسی کو کسی امر کی طرف متوجہ کرنے کے ارادہ سے قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھنا جیسے یا یحییٰ خذ الکتب بقوۃ وغیرہ۔

۲۱-تیمم کیے ہوئے شخص کا پانی پر قادر ہو جانا۔ ۲۲-موزہ کے مسح کی مدت کا پورا ہو جانا

۲۳-مسح کیے ہوئے موزہ کا اتار دینا۔

۲۴-کسی ان پڑھ کا نماز جائز ہونے کے بعد بقدر قرآن پاک سیکھ لینا۔

۲۵-ننگے بدن والے شخص کا ستر ڈھانکنے کے بقدر کپڑے پر قادر ہو جانا۔

۲۶-اشارہ سے رکوع سجدہ کرنے والے شخص کا رکوع وسجدہ کرنے پر قادر ہو جانا۔

۲۷-صاحب ترتیب کو اپنی فوت شدہ نماز کا یاد آجانا اور وقت کی گنجائش بھی ہونا۔

۲۸-ایسے شخص کو خلیفہ بنانا جو امامت کے قابل نہ ہو۔

۲۹-نماز فجر پڑھتے وقت سورج کا نکل آنا۔

۳۰-عیدین کی نماز میں زوال آفتاب ہو جانا۔ (ایک منٹ کا مدرسہ)

۳۱-نماز جمعہ پڑھنے کی حالت میں نماز عصر کا وقت آجانا۔

۳۲-زخم اچھا ہو جانے کی وجہ سے حالت نماز میں پٹی کا گر جانا۔

۳۳-معذور کے عذر کا ختم ہو جانا ۳۴-قصداً حدث کرنا (مثلاً وضو توڑ دینا

۳۵-کسی دوسرے کے عمل سے حدث لاحق ہو جانا (مثلاً چھینٹے کا آجانا)

۳۶-بے ہوش ہو جانا ۳۷-مجنون اور پاگل ہو جانا

۳۸-کسی پر نظر ڈالنے سے غسل کی حاجت ہو جانا

۳۹-نماز میں اس طرح سوئے کہ سونے سے نماز نہ فاسد ہو اور احتلام ہو جائے

۴۰-اجنبی عورت کا بغیر کسی پردے کے مرد کے پہلو میں کھڑا ہونا جبکہ نماز میں دونوں مشترک ہوں اور دونوں کی تحریمہ ایک ہو اور مرد نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو

۴۱-۔جس شخص کو حدث لاحق ہو جائے اس کا ستر کھل جانا گو وہ اس کے کھولنے پر مجبور ہو

۴۲-۔جس شخص کا وضو ٹوٹ گیا ہو اسکو وضو کیلئے جاتے ہوئے یا فارغ ہو کر آتے ہوئے قراءت کرنا۔

۴۳-حدث لاحق ہونے کا علم ہونے کے باوجود بالقصد ایک رکن کی مقدار ٹھہر جانا۔

۴۴-حدث لاحق شدہ شخص کو قریب پانی ملنے کے باوجود دور جانا۔

۴۵-حدث لاحق ہونے کے گمان سے مسجد سے باہر نکل جانا۔

۴۶-مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ نماز پڑھنے کی صورت میں حدث کے گمان سے صفوں سے باہر نکل جانا۔

۴۷-اس گمان سے نماز سے پھر جانا کہ وضو نہیں ہے یا یہ کہ مدت مسح پوری ہوگئی ہے یا اس پر فوت شدہ نماز ہے یا بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہوئی ہے حالانکہ معاملہ اس کے خلاف ہو اگرچہ مسجد سے نہ نکلا ہو۔

۴۸-دوسرے مقتدیوں کے امام کو لقمہ دینا۔

۴۹-ایک نماز سے دوسری نماز میں منتقل ہونے کی تکبیر کہنا۔

۵۰-تکبیر کے ہمزہ پر مد کرنا۔ ۵۱-جو سورتیں یا آیتیں یاد نہ ہوں ان کو نماز میں پڑھنا۔

۵۲-ستر کھلے رہنے کے ساتھ ایک رکن ادا کرنا یا اتنی مقدار کھلا رہنا۔

۵۳-ایسی نجاست کا ہونا خواہ وہ حکمی ہو یا حقیقی ہو جو کہ مانع صلوٰۃ ہو۔

۵۴-مقتدی کا کسی رکن میں امام سے سبقت لے جانا کہ امام اس رکن میں اس کے ساتھ شریک نہ ہو۔

۵۵-مسبوق کا اتباع کرنا امام کے سجدہ سہو میں مثلاً امام پر سجدہ سہو واجب تھا غلطی سے اس نے سلام پھیر دیا مسبوق اپنی گئی رکعت کو پورا کرنے لگا کہ امام کو یاد آ گیا اور اس نے سجدہ سہو کیا تو یہ مسبوق بھی اس میں اس کی اتباع کرے۔

۵۶- قعدہ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد یاد آنا کہ سجدہ نماز میں رہ گیا ہے اس کو ادا کرنے کے بعد دوبارہ قعدہ اخیرہ کی مقدار نہ بیٹھنا۔

۵۷- حالت نوم میں ادا کئے ہوئے رکن کو بیداری کے بعد اس کا اعادہ نہ کرنا۔

۵۸- قعدہ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد امام کے قہقہہ لگانے سے مسبوق کی نماز فاسد ہونا اور امام کی نماز فاسد نہ ہونا البتہ امام پر واجب ہے کہ دوبارہ وضو کر کے اسکا اعادہ کرے۔

۵۹- اس نماز میں جو دو رکعت والی نہ ہو (مثلاً عشاء اور مغرب) اس نماز میں دو رکعت پر اس گمان سے سلام پھیر دیا کہ مسافر ہوں حالانکہ وہ مسافر نہیں بلکہ مقیم ہے۔

۶۰- جو شخص نیا مسلمان ہو اس کا دو رکعت کے علاوہ تین یا چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت فرض گمان کر کے اس پر سلام پھیر دینا۔ (منقول از نور الایضاح)

(۱) بعض حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جماعت کی نماز میں دیر سے پہنچے امام صاحب رکوع میں جا چکے ہیں تو اب انہوں نے یہ کیا کہ اپنی رکعت بچانے کی فکر میں جلدی جلدی رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو گئے، حالانکہ اس طرح جماعت کے ساتھ شریک ہونے کیلئے دو چیزیں ضروری ہیں ان کے بغیر نماز نہ ہوگی، پہلی چیز تو یہ ہے کہ یہ نمازی پہلے اطمینان سے نیت کرے، تکبیر کہے اور پھر قیام بھی کرے، اگر چہ قیام لمحہ بھر کا ہو لیکن ہونا ضروری ہے اگر تکبیر تحریمہ نہ کہی یا قیام نہ کیا تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ یہ دونوں چیزیں فرض ہیں اس چیز کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے ہم رکعت بچانے کی کوشش میں پوری نماز کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔

(۲) بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ تکبیر اولیٰ یا رکعت میں شامل ہونے کے لئے نمازی دوڑ کر جماعت میں شامل ہونے لگتا ہے یہ بھی غلط ہے اطمینان اور وقار کے ساتھ جانا چاہئے مسجد میں دوڑنا منع ہے اور یہ نماز کے آداب کے بھی خلاف ہے جو دوڑ کر گیا اس کے تو ہوش و حواس ہی گم ہو گئے نماز میں اطمینان کیا خاک نصیب ہوگا۔

قومہ اور جلسہ: (۳) بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ نماز پڑھتے ہیں اور قومہ و جلسہ ادا نہیں کرتے حالانکہ یہ دونوں چیزیں نماز کے رکن ہیں اگر ان میں سے کوئی رہ جائے تو نماز ادا نہ ہوگی۔

قومہ: رکوع کے بعد سجدے میں جانے سے پہلے اتنی دیر کھڑا ہونا چاہئے جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جاتا ہے۔

جلسہ: اور جلسہ کہتے ہیں دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو اسمیں بھی اتنی ہی دیر بیٹھنا چاہئے اگر کوئی اتنی دیر نہ بیٹھا بلکہ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار بیٹھا تو اس نے سنت کا ثواب ضائع کر دیا اور جو ایک مرتبہ سبحان اللہ کی دیر بھی نہ ٹھہرا تو اس نے واجب چھوڑ دیا اور اس پر سجدہ سہو واجب ہے اور اگر کوئی سرے سے رکوع کے بعد کمر سیدھی ہونے سے پہلے یا سجدہ کے بعد بالکل سیدھا بیٹھنے سے پہلے ہی سجدہ میں چلا گیا تو اس کی سرے سے نماز ہی نہیں ہوئی۔ اب بتاؤ دوستو! کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم نے نماز پڑھ کر بھی معمولی کوتاہی کی وجہ سے نماز ضائع کر دی۔

اپنی نمازیں درست کیجئے

نماز میں اطمینان ضروری ہے: ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے ایک صاحب نے آ کر نماز پڑھی مگر جلدی جلدی فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دوبارہ نماز پڑھو پہلے تم نے نماز نہیں پڑھی وہ صاحب گئے اور دوبارہ اسی طرح نماز پڑھی پھر حاضر خدمت ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی ارشاد فرمایا تو اب اس نے عرض کیا مجھے تو اسی طرح پڑھنی آتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں کہ میں کس طرح پڑھوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو اطمینان سے قرأت کرو، اس کے بعد اطمینان سے رکوع کرو اور پھر قومہ میں پورے اطمینان سے کھڑے رہو اس کے بعد سجدہ میں جاؤ تو سجدہ بھی اطمینان سے کرو اور سجدہ کے بعد جب جلسہ کرو تو وہ بھی اطمینان سے ادا کرو“۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز میں رکوع وسجود پوری طرح ادا نہیں کر رہا تھا تو آپؓ نے اس سے کہا تو نے تو گویا نماز پڑھی ہی نہیں اور شقیقؒ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپؓ نے اس سے یہ بھی فرمایا کہ اگر تو (اسی طرح اپنی نماز

درست کئے بغیر) فوت ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے ہٹ کر مرے گا۔

بدترین چور: حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں سے بھی چوری کرتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نماز میں کیسے چوری کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (نماز میں اس طرح چوری ہوگی کہ) وہ نماز کے رکوع اور سجدوں کو پوری طرح ادا نہیں کرے گا (اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نمازیں صحیح کرنے کی توفیق عطا فرمائے)

زبان سے الفاظ کی ادائیگی ضروری ہے: بعض حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جب نماز پڑھتے ہیں تو زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے کر با قاعدہ قرأت وتلفظ نہیں کر رہے ہوتے شاید وہ سمجھتے ہیں کہ دل میں پڑھ لینا کافی ہے یا فقط الفاظ کا خیال میں لانا قرأت کے لئے کافی ہو جاتا ہے، یہ خیال غلط ہے قرأت کے لئے ضروری ہے کہ با قاعدہ زبان سے پڑھا جائے، فقط دل میں پڑھنے یا الفاظ کو خیال میں لانے سے قرأت ادا نہیں ہوتی۔

مسجد کی ٹوپیاں اور ننگے سر نماز: آج کل عام رواج ہوگیا ہے کہ اکثر نماز پڑھنے والے حضرات خصوصاً نوجوان ننگے سر مسجد میں آتے ہیں اور مسجد میں رکھی کھجور کے تنکوں کی یا پلاسٹک کی ٹوپیاں رکھی ہوتی ہیں ان کو سر پر رکھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں اور جاتے ہوئے ان ٹوپیوں کو اتار کر وہیں ڈال جاتے ہیں، یہ انتہائی غیر معقول اور غیر شرعی عمل ہے، جو کہ رواج پذیر ہو چکا ہے، مساجد کے ائمہ حضرات اور منتظمین حضرات سے گذارش ہے کہ ان ٹوپیوں کو مسجد میں نہ رکھیں اور لوگوں کو بتائیں بھی کہ ان کی یہ ٹوپیاں ٹوپی کا مقصد پورا نہیں کرتیں ٹوپی تو انتہائی احترام وعزت اور حیاء و شرافت کا نشان ہے اور یہ مسجدوں میں پڑی ٹوپیاں اس اعزاز و وقار سے خالی ہیں۔

نمازی حضرات اپنی ٹوپیاں ساتھ لائیں جوان کے شایان شان ہوں اور واقعی عزت، شرافت اور وقار کی علامت ہوں اور بعض حضرات اس طرح حد سے آگے ہیں کہ وہ ٹوپی سر پر رکھنا ویسے بھی عیب سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے ننگے سر نماز پڑھنا بھی فیشن پرستی اور خواہش پرستی اور تکبر کی علامت ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ننگے سر نماز نہیں پڑھی، لہذا

حدود کے اندر رہنے میں ہی ایمان کی حفاظت ہے کہ آدمی ٹوپی سر پر لے اور نماز پڑھے اور ٹوپی وہ ہو جسے آدمی اپنے لباس کا حصہ بنانا پسند کرتا ہو۔

عینک لگا کر نماز: عینک لگا کر نماز پڑھنا مکروہ (ناپسندیدہ ہے) لہٰذا نماز پڑھتے وقت عینک اتار دی جائے۔ (امداد الفتاوی)

نماز بد دعا دیتی ہے: جب کوئی نماز بے پرواہی سے پڑھتا ہے تو نماز اس کو بد دعا دیتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز کو بری طرح سے پڑھے وقت کو بھی ٹال دے وضوء بھی اچھی طرح سے نہ کرے تو وہ نماز بری صورت سے سیاہ رنگ میں بد دعا دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تجھے بھی ایسا ہی برباد کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے میں لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

برش مسواک کی سنت کا متبادل نہیں

سوال:۔ مسواک سے عموماً دانتوں کی صفائی مقصود ہوتی ہے موجودہ دور میں برش سے یہ فائدہ اچھے طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔ کیا یہ مسواک کا نعم البدل ہو سکتا ہے؟ یعنی برش کے استعمال سے سنت ادا ہو گی یا نہیں؟

جواب۔ دانتوں کی صفائی بلاشک مسواک کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ ہے لیکن مسواک کا استعمال صرف دانتوں کی صفائی کیلئے نہیں' بنیادی عنصر اس میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے' برش میں وہ خصوصیات اور صفات نہیں پائی جاتیں جو مسواک میں موجود ہوتی ہیں۔ اس لئے اس سے سنت ادا نہ ہو گی۔ تاہم برش کا نفس استعمال جائز ہے۔ (کبیری آداب الوضوص 37)

خنزیر کے بالوں سے بنائے گئے برش کے استعمال کا حکم

سوال۔ آج کل دانتوں کی صفائی کیلئے جو برش استعمال کیا جاتا ہے بعض میں خنزیر کے بال استعمال ہوتے ہیں' کیا ایسے بُرش سے دانتوں کی صفائی کرنا جائز ہے؟

جواب۔ دانتوں کی صفائی کیلئے جو برش کیا جاتا ہے اگر اس میں خنزیر کے بال استعمال ہوتے ہوں تو اس کا استعمال جائز نہیں۔ (جامع الفتاوی ج ۵ ص ۱۲۷)

ناخن پالش اور سرخی پر وضو کا حکم

سوال۔ جیسے کہ ناخن پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا اگر کبھی ہونٹوں پر ہلکی سی لالی لگی ہو تو کیا وضو ہو جاتا ہے؟ یا اگر وضو کے بعد لگائی جائے تو اس سے نماز درست ہے؟

جواب۔ ناخن پالش لگانے سے وضو اور غسل اس لئے نہیں ہوتا کہ ناخن پالش پانی کو بدن تک پہنچنے نہیں دیتی' لبوں کی سرخی میں بھی اگر یہی بات پائی جاتی ہے کہ وہ پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ ہو تو اس کو اتارے بغیر غسل اور وضو نہیں ہوگا اور اگر وہ پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں تو غسل اور وضو ہو جائے گا۔ ہاں اگر وضو کے بعد ناخن پالش یا سرخی لگا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ لیکن اس سے بچنا بہتر ہے۔ (آپ کے مسائل)

وضو کے درمیان سلام کا جواب دینا

سوال: وضو کرتے ہوئے اور کھانے کے دوران سلام کا جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ سلام کرنے والے کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو وضو میں مصروف ہونے کی وجہ سے ناراضی اور غلط فہمی ہو سکتی ہے؟

جواب: وضو کے دوران سلام اور جواب میں کوئی حرج نہیں' کھانے کے دوران سلام نہیں کہنا چاہیے اور کھانے والے کے ذمہ سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

ناخن پالش لگانا کفار کی تقلید ہے
اس سے نہ وضو ہوتا ہے نہ غسل نہ نماز

سوال: آج کل نوجوان لڑکیاں اس کشمکش میں مبتلا ہیں کہ آیا لڑکیاں جو ناخن کو پالش لگاتی ہے اس کو صاف کرنے کے بعد وضو کریں یا پالش کے اوپر سے ہی وضو ہو جائے گا' کئی سمجھدار اور تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخنوں کی پالش صاف کیے بغیر ہی وضو ہو جائے گا؟

جواب: ناخنوں سے متعلق دو بیماریاں عورتوں میں خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں بہت

ہی عام ہوتی جارہی ہیں ایک ناخن بڑھانے کا مرض اور دوسرا ناخن پالش۔

ناخن بڑھانے سے آدمی کے ہاتھ بالکل درندوں جیسے ہوجاتے ہیں اور پھر ان میں گندگی بھی رہ سکتی ہے جس سے ناخنوں میں جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور مختلف النوع بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کو فطرت سے شمار کیا ہے ان میں ایک ناخن تراشنا بھی ہے۔ پس ناخن بڑھانے کا فیشن انسانی فطرت کے خلاف ہے جس کو مسلم خواتین کافروں کی تقلید میں اپنا رہی ہیں۔

مسلم خواتین کو اس خلاف فطرت تقلید سے پرہیز کرنا چاہیے' دوسرا مرض ناخن پالش کا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے عورت کے اعضاء میں فطری حسن رکھا ہے' ناخن پالش کا مصنوعی لبادہ محض غیر فطری چیز ہے پھر اس میں ناپاک چیزوں کی آمیزش بھی ہوتی ہے' وہی ناپاک ہاتھ کھانے وغیرہ میں استعمال کرنا طبعی کراہت کی چیز ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ناخن پالش کی تہہ جم جاتی ہے اور جب تک اسے صاف نہ کردیا جائے پانی نیچے نہیں پہنچ سکتا۔ پس نہ وضو ہوتا ہے نہ غسل' آدمی ناپاک کا ناپاک رہتا ہے جو تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخن پالش کو صاف کیے بغیر آدمی پاک نہیں ہوتا نہ نماز ہوگی نہ تلاوت جائز ہوگی وہ اسی معنی میں ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

ناخن پالش والی میت کی پالش صاف کر کے غسل دیں

سوال: اگر کہیں موت آگئی تو ناخن پالش لگی ہوئی عورت کی میت کا غسل صحیح ہوجائے گا؟

جواب: اس کا غسل صحیح نہیں ہوگا اس لیے ناخن پالش صاف کر کے غسل دیا جائے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل)

واشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم

سوال:۔ واشنگ مشین میں کپڑے کچھ اس انداز سے دھوئے جاتے ہیں کہ ایک ہی بار صابن یا سرف ڈال کر اس میں نجس اور پاک کپڑے ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دھوئے جاتے ہیں' ان کپڑوں کی پاکیزگی کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔اگرچہ پہلے نجس پانی سے جملہ کپڑے نجس ہو جاتے ہیں مگراس دھلائی کے بعداس نجس صابن کونکالنے کے لئے مشین میں ہی یاباہر پانی میں کئی باردھوکران سے یہ نجس صابن نکال دیا جاتا ہے،جس کے بعد کپڑوں میں نجس پانی باقی نہیں رہتااس لئے ازالہ نجس کے بعد کپڑے پاک ہو جاتے ہیں لہٰذا واشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں۔(فتاویٰ حقانیہ ج۲ص۵۸۲)

ڈرائی کلینز سے کپڑے پاک ہونے کا حکم

سوال:۔ڈرائی کلینز کے ذریعے کپڑے پٹرول سے پاک کئے جاتے ہیں لیکن اس میں کپڑا نچوڑنا نہیں ہوتا بلکہ حرارت سے کپڑا سوکھ جاتا ہے' کیا اس طریقے سے دھوئے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے؟

جواب:۔اگر کپڑا پاک ہو صرف میل کچیل ڈرائی کلینز کے ذریعہ دور کی گئی ہو تو اس سے کپڑے کی طہارت متاثر نہیں ہوتی تاہم یہ ضروری ہے کہ مائع چیز میں اس کے ساتھ ناپاک کپڑا نہ ملایا گیا ہو' اور اگر کپڑا ناپاک ہو تو پھر اگر اس پر اتنا پٹرول ڈالا جائے کہ اس سے کپڑے کو نچوڑا جا سکے تو ایسی صورت میں بھی کپڑا پاک ہوگا کیونکہ کپڑے کی نجاست ہر مائع مزیل سے پاک ہو جاتی ہے۔البتہ اگر میل کچیل حرارت کے ذریعہ سوکھ جاتا ہو اور کپڑا ناپاک ہو تو پھر میل کے چلے جانے کے بعد بھی کپڑا ناپاک ہی رہے گا۔دوبارہ پانی سے دھونا ضروری ہے۔(فتاویٰ حقانیہ ج۲ص۵۷۶)

روئی اور فوم کا گدا پاک کرنے کا طریقہ

سوال: فوم اور روئی کے گدے کو کس طرح پاک کیا جائے؟ اگر بستر کے طور پر استعمال کرنے سے وہ ناپاک ہو جائے کیونکہ عموماً چھوٹے بچے پیشاب کر دیتے ہیں؟

جواب: ایسی چیز جس کو نچوڑنا ممکن نہ ہو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو دھو کر رکھ دیا جائے' یہاں تک کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں اس طرح تین بار دھو لیا جائے۔(آپ کے مسائل جلد۲)

حالت جنابت میں کمپیوٹر سے قرآن لکھنے کا حکم

سوال:۔ جنابت کی حالت میں قرآنی آیات کی کتابت بذریعہ ٹائپ رائٹر یا کمپیوٹر کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ شریعت مقدسہ میں قرآن کریم کا احترام اصلاً مقصود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنبی آدمی کے لئے قرات قرآن (تلاوت کرنا) درست نہیں۔ اسی طرح فقہاء کرام نے جنبی کے لئے قرآن کریم کا لکھنا بھی منع فرمایا ہے۔ چونکہ ٹائپ رائٹر اور کمپیوٹر کے ذریعے حالت جنابت میں قرآن لکھنا ہوتا ہے اس لئے درست نہیں، البتہ بے وضو ان جدید ذرائع سے کتابت قرآن کی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ قرآنی آیات کو ہاتھ نہ لگے۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۶۶)

ٹرین میں حتی الوسع استقبال قبلہ ضروری ہے

سوال: ٹرین میں نماز کے دوران قبلہ رخ ہونا ذرا مشکل ہوتا ہے تو وہاں قیام فرض ہے یا نہیں؟

جواب: ٹرین میں نماز پڑھنے میں حتی الوسع کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے اور قبلہ رخ ہونا ضروری ہے لیکن عورت پردے کے اہتمام کے ساتھ نماز پڑھے اور کھڑی نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ (دار العلوم دیوبند جلد ۲ ص ۱۱۲)

قالین اور فوم کے گدوں پر نماز کا حکم

سوال۔ ہمارے محلے کی مسجد میں ایک صاحب خیر نے نمازیوں کیلئے قالین بچھایا ہے جو بہت نرم ہے، کیا اس قالین پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ نماز میں زمین پر سجدہ کرنا ضروری ہے یعنی زمین کی صلابت اور سختی کا ادراک ضروری ہے۔ لہٰذا اگر قالین پر سجدہ کے دوران نیچے کی زمین کی سختی کا ادراک ہوسکتا ہے تو نماز جائز ہے ورنہ نہیں، چونکہ آج کل کے قالینوں میں زمین کی سختی کا ادراک ہوتا ہے۔ اس لئے قالین کارپٹ، دری وغیرہ پر نماز پڑھنا جائز ہے البتہ موٹے اور لچکدار فوم پر نماز جائز نہیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۳ ص ۸۳)

پچاس سال کی قضا نمازیں اور اس کی ادائیگی

سوال۔ زید کی اکثر نمازیں ابتدائے شباب سے چالیس برس تک قضا ہوئی ہیں اور اب وہ توبہ کے بعد نمازی ہو گیا کیا ان قضا نمازوں کا تدارک توبہ وتضرع سے ہو سکتا ہے یا ہر نماز کے بعد بطور قضاء عمری نماز ادا کرنی چاہئے اور اگر اس کی زندگی تلافی مافات نہ کر سکے تو کیا باوجود توبہ یہ بار عظیم اس کی گردن پر رہے گا۔ حدیث میں التائب من الذنب کمن لا ذنب له آیا ہے۔

جواب۔ زید کو گزشتہ تمام نمازوں کی قضاء کرنا لازم ہے اور جس طرح آئندہ کی نمازیں اس کے ذمہ فرض ہیں اسی طرح فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا لازم ہے۔ ان کی قضاء کی جو صورت سہل معلوم ہو اختیار کرے کہ ہر ایک وقت کے فرض کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کرے یا دو دو چار چار ایک وقت میں قضاء کر لیا کرے اور اگر زندگی میں تلافی مافات نہ ہو سکے تو آخر میں وصیت کرنا ادائے فدیہ کیلئے لازم ہے تاکہ ورثہ بعد میں باقی ماندہ نمازوں کا فدیہ ادا کر دیں اور حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له کا مطلب یہ ہے کہ نمازوں کی تاخیر کرنے اور وقت پر ترک کرنے کا جو گناہ ہوا وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا اور نیز واضح ہو کہ جیسے حقوق عباد کی توبہ ہے کہ وہ حقوق ادا کرے اور جس کا جو کچھ حق ہے وہ دے جب توبہ قبول ہو گی۔ اسی طرح حقوق اللہ مثل نماز و روزہ زکوٰۃ وغیرہ جو ادا نہیں ہوئی ان کی توبہ یہ ہے کہ انکو ادا کرے پس بدون ادا کئے وہ تائب ہی نہ ہوا جو التائب من الذنب کمن لا ذنب له کے حکم میں داخل ہو واللہ ولی التوفیق۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۷)

ایک ضروری مسئلہ

امام کو بغیر کسی ضرورت کے محراب کے سوا اور کسی جگہ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر محراب میں کھڑے ہونے کے وقت پیر باہر ہونے چاہئیں۔ (بہشتی گوہر)

مسجد کے اسپیکر سے دنیاوی اعلانات

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کے اندر نصب شدہ

لاؤڈ سپیکر مسجد سے غیر متعلقہ دنیاوی اعلانات از قسم اعلانات گمشدگی مختلف اشیاء اعلان متعلقہ راشن ڈپو اعلان متعلقہ بلدیاتی انتخابات' یا عام انتخابات وغیرہ کرنا از روئے شریعت مطہرہ کیسا ہے؟ نیز ایسا اعلان کرنا جو کہ مسجد کے اردگرد کی آبادی بستی یا معاشرے کے متعلق ہو لیکن مسجد کے متعلق نہ ہو مثلاً یہ اعلان کرنا کہ کسی بلدیاتی انتخاب کے سلسلہ میں یا کسی دوسرے دنیاوی سلسلہ میں تمام بستی والے فلاں مقام پر صلاح مشورہ کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔ از روئے شریعت کیسا ہے؟ احادیث مبارکہ اور قرآن پاک کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

جواب:۔ مسجد کے اندر نصب شدہ لاؤڈ سپیکر پر اس قسم کے اعلانات ہرگز جائز نہیں۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا تھا تو اس کے جواب میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (لا ردا اللہ علیک) الحدیث فرمایا۔ جو سخت ناراضگی کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ا ص ۴۶)

مسجد کی دیوار پر نقش و نگار کرنا

سوال: مسجد کی آمدن سے اس کی زیب زینت' نقش و نگار' گنبد اور برجیاں وغیرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کی بیرونی دیواروں پر نقش و نگار جائز ہے' اندر کے حصے میں محراب اور قبلہ کی دیوار پر نقش و نگار مکروہ ہے اور دائیں بائیں کی دیواروں کے متعلق بھی ایک قول کراہت کا ہے۔ بہر کیف اندر کے حصے میں عقبی دیوار پر اور چھت پر نقش و نگار درست ہے' سامنے کی دیوار اور دائیں بائیں کی دیواروں پر بھی اگر اس قدر نقش و نگار کیا جائے کہ نمازی کی نظر وہاں نہ پڑے تو جائز ہے مگر اس میں ان شرائط کی رعایت ضروری ہے۔

۱- اس میں بہت زیادہ تکلف نہ کیا جائے۔

۲- وقف کا مال نہ لگایا جائے' اگر لگا دیا تو متولی ضامن ہوگا۔

ان شرائط سے بھی یہ کام صرف جائز ہے' مسنون یا مستحب نہیں' اس کے بجائے یہ پیسہ مساکین پر صرف کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۵۹)

اذان میں تجوید کی غلطی کا حکم

سوال۔ ایک شخص اذان دیتے ہوئے بہت غلطیاں کرتا ہے، تلاوت قرآن شریف بھی بہت غلط پڑھتا ہے، جابجا لحن جلی کرتا ہے "حی علی الصلوۃ" میں حاء کو ھاء پڑھتا ہے، ایسا شخص اس منصب کے قابل ہے یا نہیں؟ فتاویٰ رشیدیہ کا مسئلہ اس بارے میں درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ موذن کا تقرر کرتے وقت اس بات کا پورا لحاظ رکھنا چاہئے کہ موذن صحیح خواں ہو اور کسی قسم کا لحن نہ کرتا ہو، پھر اگر وہ ایسی غلطی کرے جو معنی بگاڑ دے تو اذان ہی نہیں ہوتی "حی علی الصلوۃ" کو ھی علی الصلوۃ" پڑھنے سے معنی نہیں بگڑتے، البتہ اس غلطی کی اصلاح کے بغیر موذن کا تقرر نہ کرنا چاہئے لیکن اگر تقرر کر لیا گیا ہو تو اذان ہو جائے گی۔ فتاویٰ رشیدیہ کا مسئلہ بالکل درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ عثمانی)

داڑھی منڈانے والے کو امام بنانا

سوال۔ جو شخص داڑھی منڈاتا یا کتراتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور تراویح میں ایسے شخص کو امام بنایا جا سکتا ہے؟

جواب۔ ایسے شخص کو باختیار خود امام بنانا جائز نہیں اور صالح و متدین امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی کوشش ضروری ہے۔ تاہم اس کی اقتداء نہ کرنے کی صورت میں جماعت بالکل فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا انفراداً نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور تراویح میں بھی ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں اگر اور کوئی مہیا نہ ہو تو "الم ترکیف" سے پڑھ لینا بہتر ہے۔ (فتاویٰ عثمانی)

امام کے شرعی اوصاف

سوال۔ ایک امام جو تمام اوقات کی نماز پڑھاتا ہو، اس کے شرعی اوصاف کیا ہونے چاہئیں؟ کیا اس میں جسمانی اعضاء کا بھی لحاظ ہے؟ مثلاً جس شخص کا ہاتھ پیدائشی طور پر مفلوج ہو یا پیدائشی چھوٹا ہو اور وہ تکبر کے وقت ہاتھ کانوں تک نہ لے جا سکتا ہو، کیا اس عذر کا شخص نماز پڑھانے کا اہل ہے؟

جواب ۔ سب سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ امام بارگاہ خداوندی میں مسلمانوں کی درخواست پیش کرنے کیلئے ایک نمائندہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے شریعت کی طرف سے اس کے کچھ مخصوص اوصاف مقرر کیے گئے ہیں تاکہ یہ نمائندہ مسلمانوں کے شایان شان ان کی نمائندگی کر سکے۔ ان اوصاف میں سے بعض تو لازمی ہیں اور جس شخص میں یہ اوصاف نہ پائے جاتے ہوں اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور بعض اوصاف ایسے ہیں کہ ان کے بغیر نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ رہتی ہے اور بعض اوصاف صرف مستحسن اور پسندیدہ ہیں ان کے بغیر نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی مگر بہتر یہ ہے کہ امام اسی شخص کو بنایا جائے جس میں یہ اوصاف بھی موجود ہوں۔

لازمی اوصاف جن کے بغیر مقتدیوں کی نماز ہی نہیں ہوسکتی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ امام مسلمان ہو، بالغ ہو، دیوانہ نہ ہو، نشے میں نہ ہو۔

۲۔ نماز کا طریقہ جانتا ہو۔

۳۔ نماز کی تمام شرائط وضو وغیرہ اس نے پوری کر رکھی ہوں۔

۴۔ کسی ایسے مریض میں مبتلا نہ ہو، جس کی وجہ سے اس کا وضو قائم نہ رہتا ہو، مثلاً مسلسل نکسیر وغیرہ (ایسے شخص کو فقہاء معذور کہتے ہیں، ایسا شخص اپنے جیسے معذور کی امامت تو کر سکتا ہے مگر تندرست لوگوں کا امام نہیں بن سکتا)

۵۔ رکوع اور سجدے پر قادر ہو، اگر کسی بیماری کی وجہ سے وہ رکوع سجدے پر قادر نہ ہو تو تندرست لوگوں کی امامت نہیں کر سکتا۔ ۶۔ گونگا، توتلا یا ہکلا نہ ہو۔

اور دوسری قسم کے اوصاف جن کے بغیر نماز مکروہ رہتی ہے۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ صالح ہو، یعنی کبیرہ گناہوں میں مبتلا نہ ہو۔ ۲۔ فاسد العقیدہ نہ ہو۔

۳۔ نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہو۔

۴۔ قرآن کریم کی تلاوت صحیح طریقے سے کر سکتا ہو۔

۵۔ کسی ایسے جسمانی عیب میں مبتلا نہ ہو جس کی وجہ سے اس کی پاکیزگی مشکوک ہو جائے یا لوگ اس سے گھن یا اس کا استخفاف کرتے ہوں۔ اسی وجہ سے نابینا، مفلوج، ابرص وغیرہ کے

پیچھے نماز پڑھنے کو فقہاء نے خلاف اولی قرار دیا ہے لیکن یہ کراہت اسی وقت ہے جب اس سے بہتر دوسرا امام مل سکتا ہو اگر اس سے بہتر نہ مل سکے تو کوئی کراہت نہیں ہے۔ (شامی)

یہ تمام اوصاف تو قانونی انداز کے تھے' ان کے علاوہ چونکہ امام مسجد اپنے محلے کا دینی مرکز اور ایک طرح سے مربی بھی ہوتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مزید اوصاف اس میں پائے جاتے ہوں۔

حاضرین میں علم دین اور تلاوت قرآن کے اعتبار سے سب سے زیادہ بلند رتبہ ہو۔

خوش اخلاق' شریف النسب' باوقار اور وجیہ ہو۔ صفائی' ستھرائی' تقویٰ اور طہارت کا خیال رکھتا ہو۔ مستغنی طبیعت رکھنے والا اور سیر چشم ہو اور محلے کی دینی ترتیب کیلئے جتنے اوصاف کی ضرورت ہے' وہ اس میں پائے جاتے ہوں۔

محلے کی مساجد میں امام کا انتخاب کرتے وقت ان اوصاف کی رعایت کر لی جائے تو محلے میں ایک نہایت خوش گوار دینی ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔ مذکورہ بالا تشریح کے بعد آپ کے تمام سوالات کا جواب خود بخود واضح ہو جاتا ہے جس شخص کے ہاتھ اتنے چھوٹے ہوں کہ وہ کانوں تک نہ پہنچتے ہوں تو اگر اس میں کوئی اور عیب نہیں ہے تو اس کے پیچھے بلا کراہت نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (واللہ اعلم فتاویٰ عثمانی)